

جمہوریۂ روما

جلد دوم



سلسلۂ نصابِ علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ جمہوریۂ روما

جلد دوم

تصنیف

ڈبلیو۔ ای۔ ہیٹ لینڈ، ایم۔ اے

فیلو سینٹ جانس کالج۔ کیمبرج

ترجمہ

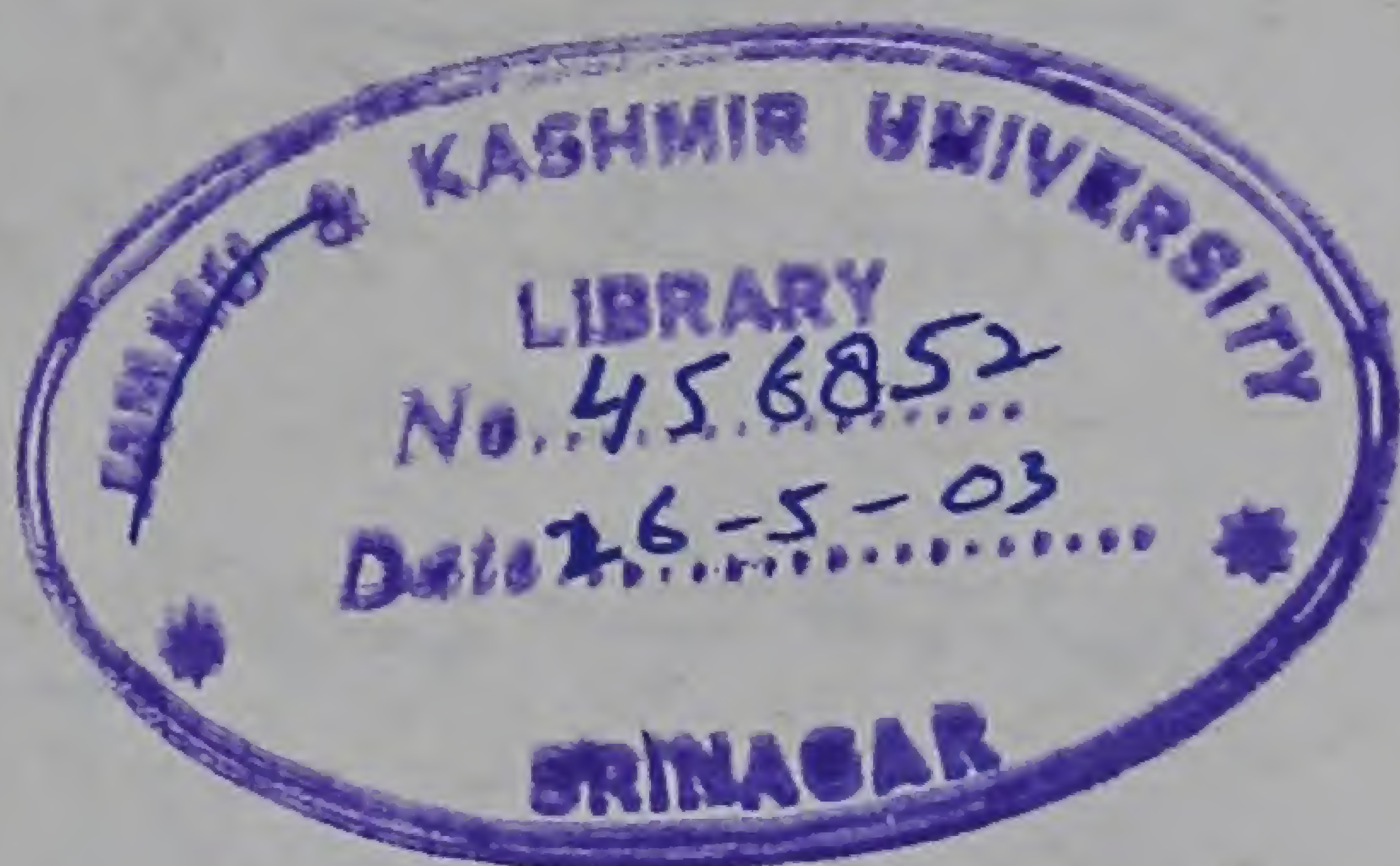
مولوی حمید احمد صاحب انصاری بی۔ اے

مسجل و رفیق جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

۱۳۴۵ھ م ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۶ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

یہ کتاب مسرز میکملن اینڈ کمپنی کی اجازت سے
جن کو حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ
کرکے طبع وشائع کی گئی ہے۔



فہرست مضامین

تاریخ جمہوریہ روما

جلد (۲) حصہ (۵)

نشان سلسلہ	نشان ابواب	مضامین	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ پنجم

روما کا ایک شہنشاہی جمہوریہ ہو جانا

باب بست و ہفتم

بحیرۂ روم کے اطراف کے ممالک سنہ ۲۰۱ ق م میں[1]

(۴۱۱) قرطاجنہ کی جنگ کے ختم ہو جانے اور قرطاجنہ کی شکست یابی کے بعد بحیرۂ روم کے اطراف کے ممالک میں روما کا کوئی مدمقابل باقی نہ رہا - واقعات مابعد سے واقف ہونے کی وجہ سے یہ حقیقت ہم پر ظاہر ہے مگر معاصرین سے ضرور پنہاں ہوگی - کیونکہ وہ ہرگز قیاس نہ کر سکتے تھے کہ چالیس سال کے عرصہ میں یا تو بحیرۂ روم کے آس پاس کی تمام قومیں اور سلطنتیں اس کے زیرنگین ہو جائینگی یا کم از کم ان کے معاملات میں وہ حکم بن جائیگا - پالی بیس نے اس انقلاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس کا خیال تھا کہ یہ تاریخ عالم کا آغاز تھا یعنی سلطنت ہائے

---

[1] ہولم کی قابل قدر تاریخ یونان (جلد چہارم) کے علاوہ اس باب کے موضوع پر انگریزی میں کئی کتابیں ہیں مثلاً

(۱) Freeman's History of Federal Government,.
(۲) Hogarth's Philip and Alexander of Macedon,.
(۳) Mahaffy's Empire of the Ptolemies,.
(۴) Bevan's House of Seleucus,.
(۵) Mahaffy's Greek Life and Thought.

مذکورۂ بالا کے معاملات ایک دوسرے سے منسلک ہوتے جاتے تھے جسکی وجہ سے اگر ان سلطنتوں کی صرف مقامی تاریخ پر نظر ڈالی جاتی اور روما کی تاریخ سے ان کے تعلق کو نظر انداز کر دیا جاتا تو انکی تاریخ معنی خیز اور سبق آموز نہ ہوتی۔ روما کو بھی باوجود فتوحات حالیہ کے اپنے آیندہ شہنشاہی عروج کا مطلق خیال نہ تھا۔ جنگ ہینی بالی کا اثر روما کی سینیٹ اور قوم پر جداگانہ ہوا تھا۔ جنگ کے بارگراں اور نقصانات کی وجہ سے معمولی شہری سکون اور امن کے خواہاں تھے مگر سینیٹ کی وسعت نظر متقاضی تھی کہ دوسرے دول کے عروج حاصل کرنے کے قبل اپنی قوت کو مستحکم کرلے کیونکہ ممکن تھا کہ یہ دول اس کے حق میں قرطاجنہ سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوں پرخاش جوئی کے لئے ایک دشمن یعنی فلپ شاہ مقدونیہ موجود تھا جس نے روما کو ہر طرح کا اشتعال دیا تھا اور اپنی دشمنی کا علانیہ اظہار کر دیا تھا۔ مگر قبل اس کے کہ ہم مقدونیہ کی دوسری جنگ کا ذکر کریں بہتر ہوگا کہ ان اقوام کی حالت اور باہمی تعلقات پر سرسری نظر ڈالی جائے جو سلطنت روما کے باہر تھیں مگر جن کے تعلقات روما سے تھے یا پیدا ہونے والے تھے۔

روما کی نظر مشرق پر

(۲۰۱ م) شمالی اطالیہ کے گالیوں اور لیگیوریوں نے فنیقی حملہ آوروں کے آنے پر خوش ہوکر اور ان کی مدد کر کے خود اپنی تباہی کا سامان کر لیا تھا۔ روما نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اسے ایک نہ ایک روز ان اضلاع کو فتح کرنا ہوگا مگر وہ دوسرے امور میں مصروف تھا اور اس طرف متوجہ نہ ہوسکتا تھا۔ اس کے علاوہ ان اضلاع میں کسی نہ کسی زبردست قوت کے پیدا ہونے کا اندیشہ بھی نہ تھا۔ گالی زرخیز میدانوں میں آباد تھے اور لیگیوری دشوار گزار پہاڑیوں میں۔ دونوں ایک نظام قبائلی کے تحت میں تھے، جسکی وجہ سے ان میں کارگر اتحاد پیدا نہ ہوسکتا تھا اور اپنی خلقی بہادری سے وہ کوئی کام نہ لے سکتے تھے اسی لئے ان کے اوطان کی فتح کا سلسلہ جاری رہا۔ ہسپانیہ میں قرطاجنوں کے قطعی اخراج کے بعد صورت حال بالکل متغیر ہوگئی۔ روما کا فرض تھا کہ اس ملک میں اپنی قوت کو مستحکم کرے ورنہ فنیقی اس پر قبضہ کر کے اسے اپنی جنگی کارروائیوں کا مرکز بنا لیتے لیکن ہسپانیوں کو

غیر ملکی حکومت سے تنفّر تھا اور فنیقیوں کے مقابلہ میں انھیں روما سے کوئی انس بھی نہ تھا۔ یہاں بھی نظام قبائلی رائج تھا، کوئی ایسی قوت نہ تھی جس کی ہزیمت یا بلی سے اس کی تمام رعایا اطاعت قبول کرلینے پر مجبور یا آمادہ ہوتی اس لئے ہسپانیہ میں جنگ کا سلسلہ بالکل ناتمناہی تھا، رومیوں کو اگر فتح ہوتی تو اس کا کوئی دیرپا نتیجہ نہ ہوتا۔ اگر ہزیمت ہوتی تو سال ہا سال کی محنت ضائع ہوجاتی۔ یہ تباہ کن جنگ آگسٹس کے زمانہ تک جاری رہی جب کہ ہسپانیہ پر روما کا پورا تسلط ہوگیا۔ افریقیہ کی حالت مختلف تھی، قرطاجنہ کو جنگ میں ذلت وخواری نصیب ہوئی تھی اور اس کے متعدد مقبوضات اس کے قبضہ سے نکل گئے تھے، مگر اس کی دولت اور قوت میں پھر روز افزوں ترقی ہونے لگی اور اس کی تجارت کو حسب سابق فروغ ہوگیا جو روما کو نہایت شاق تھا، مگر قرطاجنہ کے احیاء کو روکنے کے لئے روما نے ایک پیش بندی کردی تھی قرطاجنہ کے ملک کی سرحد کوئی دو سو میل تک نیومیڈیا کی سلطنت سے ملحق تھی ماسی نسا کو خوب معلوم تھا کہ اس کے رومی حلیفوں کی اصل غایت کیا ہے، اسلئے اس نے انھیں خوش کرنے اور قرطاجنیوں کو پریشان کرنے کے لئے سرحد پر چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور ایسے دعوے پیش کئے جن سے وہ انکار نہ کرسکتے تھے اس کا جو نتیجہ ہوا اس کا ذکر ہم متعاقب کرینگے، مگر واقعات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ شمال، مغرب، اور جنوب کے ممالک کی طرف سے روما کو کوئی اندیشہ نہ تھا مشرق کے حالات البتہ پریشان کن تھے۔ جہاں بڑی بڑی سلطنتیں موجود تھیں جو سکندر اعظم کی عظیم الشان شہنشاہیت کے زوال کے بعد وجود میں آئی تھیں، ان کے علاوہ چھوٹی سلطنتیں تھیں، یونان میں بھی باوجود باہمی نااتفاقی کے متعدد اتحاد موجود تھے جو زمانہ سابق کی شہری سلطنتوں سے وسعت میں بڑے تھے۔ روما کو ابھی تک مشرقی حکومتوں کی حقیقی کمزوری کا علم نہ تھا، اسلئے اگر ان میں سے کوئی یونان پر دست درازی کرتا یا اپنی قوت کو بڑھانے کی کوشش کرتا تو روما کی سینیٹ اس کی اس حرکت سے خائف ہوجاتی۔

اتحاد اکائی

(۳۱۴) جنوب میں پیلو پونی سس کا بیشتر حصہ اتحاد اکائی میں شامل تھا۔ یہ مشہور اتحاد چند بستیوں کی ضروریات کے لحاظ سے وجود میں آیا تھا جو اپنی آزادی کو برقرار رکھنا چاہتی تھیں مگر فرداً فرداً اس کی اہلیت نہ رکھتی تھیں۔ اس کے ارکان اپنے اندرونی معاملات میں پوری آزادی رکھتے تھے مگر اتحادی حکومتوں کی عام کمزوری کی وجہ سے مرکزی قوت زبردست نہ تھی۔ عہدہ داروں کا ہر سال تغیر تبدل ہوتا تھا جس سے طرز عمل میں تسلسل باقی نہ رہتا۔ روما میں بھی یہی تھا۔ مگر وہاں کی سینیٹ ایک مستقل جماعت تھی جس کے ارکان کا تقرر عین حیاتی تھا۔ اس کے علاوہ مجلس اتحادی کے احکام کا اتحاد کے تمام شہروں سے فوراً تعمیل کرانا آسان نہ تھا جس کی وجہ سے اسکی فوجوں کی حالت اکثر ابتر ہو جایا کرتی تھی ۲۲۷ تا ۲۲۱ ق م میں اسپارٹا سے جو جنگ ہوئی اس میں اس مہمل انکاری کے اندوہناک نتائج ظاہر ہو گئے اسپارٹا کی حیثیت اب تک ایک شہری سلطنت کی تھی اور اس کے اصلاح پسند بادشاہ کلیومی نیس کی توجہ سے اس کے سررشتہ فوجی کی اصلاح ہو گئی تھی۔ اتحاد مذکور کی عظمت کا باعث ایک نہایت چالاک شخص مسمی آراٹس تھا مگر کلیومی نیس کے مقابل اسکی کچھ نہ چل سکی اس لیے اپنے کلیومی نیس سے مصالحت کرنے کے بجائے مقدونیہ کے بادشاہ وقت اینٹی گونس (ڈوسن) سے امداد چاہی مگر یہ اتحاد کے حق میں سم قاتل ہوا۔ اینٹی گونس نے اسپارٹا کو نیچا دکھایا اور کلیومی نیس کو جلا وطنی اختیار کرنی پڑی۔ مگر اپنی امداد کے صلہ میں اس نے کورنتھ کا قلعہ شہر لے لیا جسے پیلو پونی سس کی کلید کہنا چاہیئے۔ اس وقت سے اتحاد اکائی کی آزادی عمل جاتی رہی اگر شاہ مقدونیہ اکائیوں کے معاملات میں دخل نہ بھی دیتا تو وہ اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر سکتے تھے۔ اسپارٹا کا معاملہ بھی قطعی طور سے طے نہ ہوا تھا، وہاں اب فوجی مطلق العنان حکام کا دور دورہ تھا جو اپنے ہمسایوں کے پہلو میں ایک خار تھے۔ اکائیوں کا سردار اب فلوپومین تھا جس نے ان کی حالت کچھ بہتر کردی تھی۔ حسن تدبیر سے زیادہ اسے سپہگری میں ملکہ تھا۔ اسکی فوجی اصلاحوں سے اس کے ملک کو چندروزہ عروج حاصل ہوا مگر یونانی آزادی کی یہ آخری

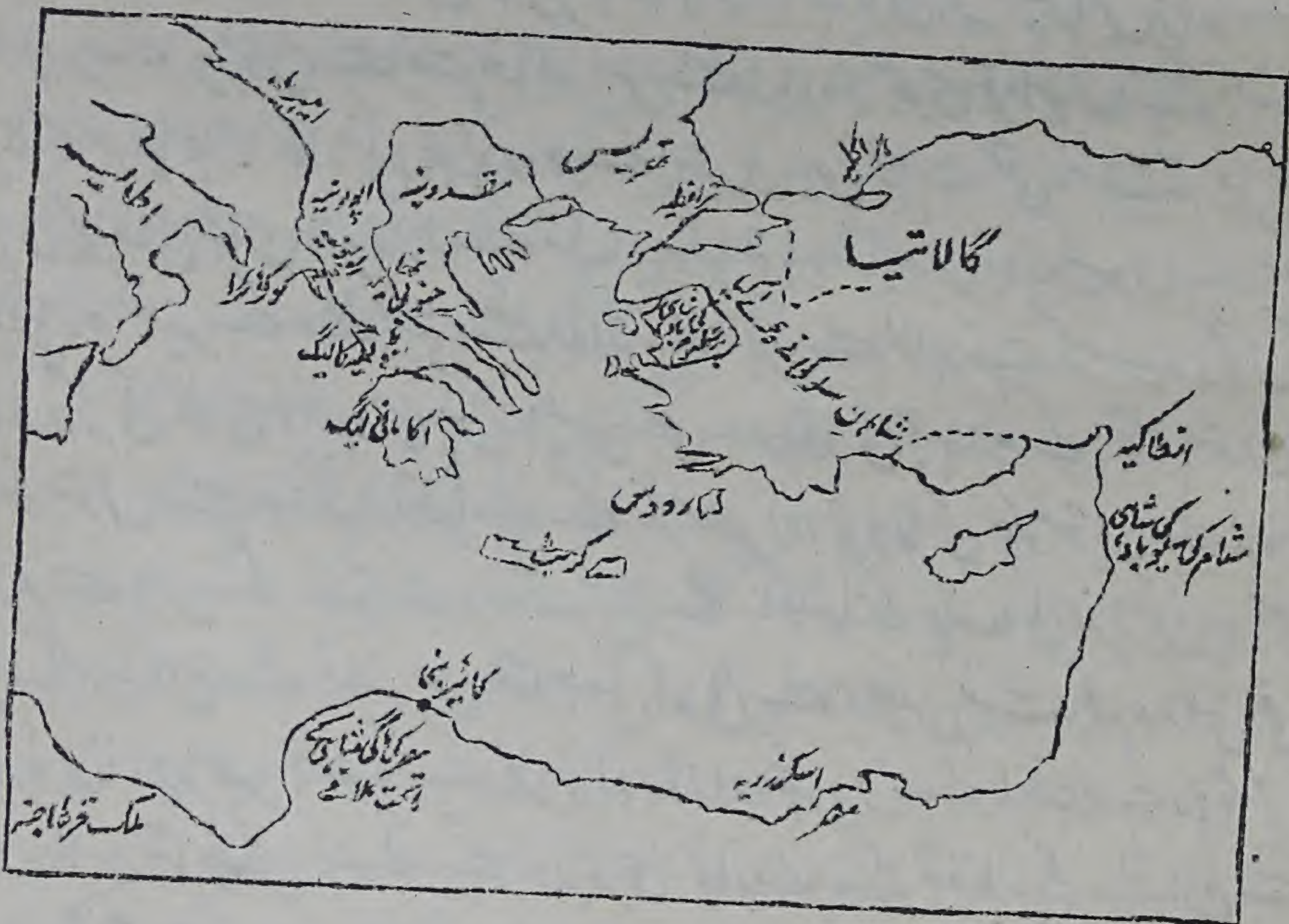
جھلک تھی جو نظروں سے جلد پنہاں ہونے والی تھی فلوپیمین زمانہ کی ناسا عدت سے کچھ کر نہ سکا کیونکہ اتحاد اکائی کے لیئے اب صرف دو صورتیں باقی رہ گئی تھیں، یعنی یا تو وہ برسر جنگ قوتوں میں سے کسی کے ساتھ ہو جائے یا حالت امید و بیم میں غیر جانب داری پر قائم رہے اور اس کے بعد فاتح کا شکار ہو جائے۔ پیلو پونیس کے معاملات میں ایک پیچیدگی یہ بھی تھی کہ ایلیس اور ارکیڈیا کے چند اور مقامات نے اسے ٹولیا کے اتحاد عظیم سے گہرے تعلقات پیدا کر لیئے تھے اور مین ٹی نیا کا رجحان بھی کچھ روز تک یہی تھا۔

اتحاد (۱۴۱۴) اتحاد اے ٹولی بجائے شہروں کے اضلاع کا اتحاد تھا جس میں زمانہ قدیم سے متعدد کوہستانی قبیلے ہم نسلی اور مشترک مفاد کی وجہ سے اغراض جنگ کے لیئے شامل ہو گئے تھے۔ یونان کی عظمت کے ختم ہو جانے کے بعد جب اسکے شہریوں کا حب وطن زائل ہو گیا تو مہذب سلطنتوں کی فوجوں میں پیشہ ور اجیر سپاہی داخل ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پس ماندہ قبائل کو عروج ہو گیا جن کے صحیح القویٰ افراد بہ تعداد کثیر فوجوں میں تنخواہ دار سپاہیوں کی حیثیت سے شریک ہونے لگے یہ غیر ملکی فن سپہ گری میں شہریوں سے زیادہ مشاق تھے اور اپنے مالکوں کے احکام وفاداری سے بجا لاتے تھے۔ سکندر کی مشرقی فتوحات کی وجہ سے یونان کی دولت و ثروت بڑھتی گئی اور اسی دولت سے اس کی سلطنتوں کو اجیر سپاہیوں کی خدمات سے کام لینے کا موقع مل گیا۔ ان میں سے اکثر اے ٹولیا کے باشندے تھے اور بعض یونان کے دوسرے حصوں کے۔ ان لوگوں کو بیش قرار تنخواہیں ملتی تھیں اور مال غنیمت کا بھی معقول حصہ ملتا تھا جس سے ان کے ملک کی دولت بڑھتی گئی۔ اتحاد کی اہمیت جیسے جیسے بڑھتی گئی اس کا دستور بہتر ہوتا گیا اور جدید ارکان کے شمول سے اس کا رقبہ بھی بڑھ گیا۔ ان میں سے بعض دور دراز مقامات میں تھے مثلاً پروپون ٹس (بحر مرمرہ) کے ساحلی شہر اور یونان کے بعض اضلاع اور ملحقہ جزائر۔ ایک عمدہ بندرگاہ (نوپاک ٹس) ان کے قبضہ میں تھا اور اپنے بیڑے کے ذریعہ سے وہ اپنے دور افتادہ ارکان سے

تعلقات قائم رکھ سکتے تھے۔ ایٹولی اتحاد کے متعلق ہماری معلومات کا ماخذ اکائی مورخ پالی بیس ہے۔ جسکو اس اتحاد سے عناد تھا۔ اس کا بیان ہے کہ یہ اتحاد ڈاکوؤں کا ایک جتھا تھا۔ اس کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے مگر یہ لوگ لٹھ مار ضرور تھے اور ان میں اور ضابطہ پسند آکائیوں میں باہمی تنفر تھا۔ عالم یونانی میں اس وقت ان لوگوں کو عروج حاصل تھا جس سے ممکن ہے کہ ان کا دماغ پھر گیا ہو، مگر یہ لوگ حریت پسند اور بلند ہمت تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی سے پیچھے رہیں گو ان کا انجام یہی ہونے والا تھا مقدونیوں اور گالیوں کے خلاف میں انھوں نے کئی مرتبہ یونان کی حمایت کی تھی اور مقدونیہ کی مخالفت ہی کی وجہ سے وہ روما کی ہمہ گیر سفارتی کارروائیوں کے پیچ میں آگئے۔

(۴۱۵) شمالی اور وسطی یونان کے دوسرے حصوں میں بھی کئی اتحاد تھے جن کے ارکان کے باہمی تعلقات ان کے مفاد، خیالات اور بیرونی دباؤ کے لحاظ سے کم و بیش گہرے تھے۔ ان میں سے ایپائرس، لوکرس، فوکس اور بواے شیا کے اتحاد قابل ذکر ہیں۔ اکارنانیا میں بھی ایک اتحاد تھا جو ایٹولی اتحاد کے مماثل تھا۔ اپنے زبردست ہمسایوں کی دست درازیوں سے عاجز ہو کر انھوں نے روما سے امداد کی درخواست کی مگر بالآخر شاہ مقدونیہ نے ان کی دستگیری کی اور ان کے دشمنوں کے خلاف میں الیریا کے بحری قزاقوں کو کھڑا کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ بہادر اور وفادار تھے۔ مگر بدقسمتی سے مقدونیہ کا ساتھ دیکر مصائب کا شکار ہو گئے۔ تھسلی میں بھی ایٹولی اور مقدونی جماعتوں میں تفوق کے لئے کشمکش تھی۔ تھسلی کے شہروں میں باہمی اتحاد نہ تھا۔ یہ ضلع مقدونیوں کے زیر اثر تھا مگر ایٹولیوں نے بعض مقامات کو فتح کر لیا تھا۔ ۲۲۰ء تا ۲۱۷ء کی نام نہاد جنگ حلفائ کے بعد شاہ فلپ نے ان مقامات میں سے بعض پر قبضہ کر لیا تھا۔ جسکی وجہ سے اتحاد ایٹولی ہر ایسی جماعت کا ساتھ دینے کے لئے تیار تھا جو مقدونیہ کی مخالف ہو۔ پرانی شہری سلطنتوں میں سے ایتھنز اب بھی باقی تھا اور کسی

اتحاد میں شریک نہ تھا، اسے اب تک اپنی گزشتہ عظمت کا خیال تھا جس کا اب کوئی شمہ باقی نہ تھا غیر متحد ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی قوت نہ تھی اس کی موجودہ شہرت صرف فلسفہ کی تعلیم کا مرکز ہونے کی وجہ سے تھی، ادب و فنون لطیفہ میں اس کے افراد نے جو کمال حاصل کیا تھا اس کی بنا پر دول عظمی نے اسکی آزادی کو اب تک برقرار رکھا تھا مگر اس کے شہری اس آزادی سے کام نہ لے سکتے تھے۔ آراٹس نے مقدونی فوج کو کچھ روپیہ دیکر وہاں سے دفع کر دیا تھا، اس کے بعد ایتھنز اتحاد اکائی کا حلیف ہو گیا کیونکہ رکنیت میں کسر شان تھی اس کے خود پسند شہری خوشامد اور عاجزی سے ممالک غیر کے بادشاہوں کو اپنا مربی بناتے اور ان سے انعام و اکرام کے متمنی رہتے۔ روما نے یونانی معاملات میں جب مداخلت کی تو اہل ایتھنز نے اس کے ورود پر سب سے زیادہ خوشی منائی۔



سنہ ق-م کے قریب بحیرۂ روم کے مشرق کی حکومتیں اسیچی ڈامنس (دائرہ کسیم) اپولونیا اور کورکائرا روما کے دست نگر تھے، مقدونیہ کا

یوبے ایا کورنتھ اور پیلو پونیس کے بعض مقامات پر قبضہ اور اتحاد اکائی اس کے زیر اثر تھا۔ جنوبی تھسلی ۲۰۵ء کی صلح کے ذریعہ سے اتحاد ایتولی سے لیا گیا۔ بائی زین ٹیم، ہیراکلیا، روڈز اور کریٹ آزاد یونانی سلطنتیں تھیں۔

(۱۶ھ) بحیرۂ یونان کے دو جزیرے قابل ذکر ہیں یعنی روڈز اور کریٹ۔ روڈز کی مرفہ الحال بحری سلطنت دو سو سال سے قائم تھی، اس کی تاریخ دلچسپ ہے مگر اس کا ذکر ہم یہاں نہیں کر سکتے۔ تجارت اور ساہوکاری کو خاص فروغ تھا اور یونانی علوم وفنون کا بھی مرکز تھا۔ اہل روڈز اپنے قول کے پابند تھے اور دوسروں کو نقصان پہونچا کر نفع اٹھانا پسند نہ کرتے تھے دوسرے دول کے مقابلہ میں یہ اس کا خاص امتیاز تھا، اسی وجہ سے ان کا خاص اعزاز واحترام تھا اور اکثر اوقات بین الاقوامی نزاعوں میں ثالث بنائے جاتے۔ ان کا بیڑا بہ لحاظ ساز وسامان و تنظیم اس زمانہ کے دوسرے بیڑوں سے بہتر تھا اور اس سے زیادہ تر بحری قزاقوں کے انسداد کا کام لیا جاتا تھا جنکی بحیرۂ روم کے مشرق میں کثرت تھی۔ ۲۲۷ء میں جب ان کا عالی شان شہر زلزلہ سے تباہ ہوگیا تو بادشاہوں اور رئیسوں نے اسکی دوبارہ تعمیر کے لئے قیمتی تحفے روانہ کئے اس سے ظاہر ہے کہ سب لوگوں کو روڈز کی فلاح وبہودی میں دلچسپی تھی۔ روڈز کی جمہوریہ کے تمام متمدن حکومتوں سے خوشگوار تعلقات تھے مگر مصر اور روما کی حکومتوں سے زمانۂ قدیم سے اس کے تعلقات دوستانہ تھے[۱]۔ ایشیائے کوچک کی سرزمین پر بھی ایک صوبہ ان کے قبضہ میں تھا جسکی آمدنی سے انھیں بہت کچھ مدد ملتی تھی بحیرۂ یونا اور بحر اسود کے جزائر اور آزاد شہروں کے باشندے روڈز کو اپنا رہنما خیال کرتے تھے اور بحری تجارت کے تحفظ کے لئے ان سے اتحاد بھی تھا۔ کریٹ کی حالت بالکل مختلف تھی اس جزیرے میں بہت سی بستیاں تھیں جنکا نظام ایک ہی نمونہ پر تھا اور سب میں ایک فوجی جماعت تھی جو دوسروں پر غالب تھی اس جماعت کے لوگوں کو باوجود اسکے

---

[۱] دیکھو نوٹ اس باب کے آخر میں۔

کہ جزیرے میں لڑائیوں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ وہاں کوئی شغل نہ تھا اس لئے وہ دوسرے ملکوں کی فوجوں میں شریک ہو جایا کرتے اور ایٹولیا کے سواروں اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ کریٹ کے تیر انداز اور گوپھن پھینکنے والے ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ دوسرے سمندر میں قزاقی کرتے اہل کریٹ کی دروغ گوئی اور غداری ضرب المثل ہو گئی تھی، اپنے ملک میں تو بے بس تھے۔ مگر ممالک غیر میں ایک بلا کے بے درماں تھے۔

(۱۴۷) ہم یہاں ان تغیرات کا ذکر نہیں کر سکتے جو سکندر اعظم کی زبردست سلطنت میں ۳۲۳ ق م کے بعد ہوئے جب کہ اس نے انتقال کیا۔ اس سلطنت کے وسیع رقبہ میں اب تین سلطنتیں تھیں جن پر وہ خاندان حکومت کرتے تھے جو اس کے جانشینوں یعنی سپہ سالاروں کی اولاد میں سے تھے۔ مقدونیہ میں خاندان اینٹی گونی تھا۔ شام اور اسکے مشرق اور مغرب میں سلوقی تھے اور مصر میں خاندان لاگید یا بطلیموسی تھا۔ ان کے علاوہ مغربی ایشیائے کوچک میں پرگامم کی حکومت جس پر اٹالس اوّل (۲۴۱ تا ۱۹۷ ق م) حکمراں تھا۔ مگر اٹالس کا شمار حقیقی جانشینوں میں نہ تھا اور تینوں مذکورۂ بالا حکومتیں اسکو اپنا ہمسر خیال نہ کرتی تھیں۔ بتھی نیا کی حکومت بھی اسی قبیل کی تھی۔ جسکا بادشاہ اس وقت پروسیاس تھا یہ ایک کم درجہ حکومت تھی جسکا ذکر یہاں ضروری نہیں۔ ایشیائے کوچک کے شمالی حصہ کو سکندر اعظم نے فتح نہیں کیا تھا اور اس موقع پر پونٹس اور کپاڈوشیا کا ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں مگر کیلٹی نسل کی ایک قوم گلاٹی نے اندرون ملک کے ایک وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا تھا جسکی ہالس اور سنگاریس ندیاں آبیاری کرتی ہیں اس قوم نے عرصۂ دراز کی دشت نوردی کے بعد جسکے ضمن میں اس نے مقدونیہ اور یونان کو تباہ کر دیا تھا، خطہ مذکور میں تیسری صدی ق م میں بود و باش اختیار کی ان کے اہل و عیال بھی ان کے ساتھ تھے کیونکہ تمام قوم نے ترک وطن کیا تھا۔ ایشیائے کوچک میں جب یہ لوگ پہونچے تو ان کی تعداد کثیر تھی جو تین زبردست قبیلوں میں منقسم ہو گئی۔ اپنے

ہمسایوں کے لئے ان کا ورود مصیبت کا پیش خیمہ تھا اطالیہ کے گالیوں کی طرح جوان کے ہم نسل تھے یہ بھی جنگ میں بڑے زور کا حملہ کرتے اور اپنی خونخواری کے لئے مشہور تھے ہر فوج میں یہ اجیر سپاہیوں کی حیثیت سے موجود رہتے، خواہ کوئی فریق ہو یا کوئی نزاع ہو ان کی فوج کی فوج روپیہ خرچ کرنے سے مہیا ہو سکتی تھی جو لوگ ان سے کام لیتے بوقت ضرورت انھیں موت کے منہ میں بھیجنے میں کوتاہی نہ کرتے اور اگر پریشان کرتے تو انھیں قتل کر دیتے۔ ایشیائے کوچک میں ان کے وجود سے ایک پریشان کن عنصر پیدا ہو گیا کیونکہ یہ وحشی تھے اور ایشیائیوں سے بالکل مختلف تھے۔

خاندان انیٹی گونی

(۱۸۴) اب ہم تینوں "جانشین" سلطنتوں اور پرگامم کی سلطنت کی طرف پھر متوجہ ہونگے۔ ان سلطنتوں کی حالت قریب قریب یکساں تھی ان میں سے ہر ایک میں ایک مستقل شاہی خاندان تھا اور بادشاہ مطلق العنان تھا۔ مقدونیہ کے بادشاہ کو البتہ اپنے سرداروں کی مجلس کی خواہشوں کا خیال رکھنا پڑتا تھا مگر اولاً یہ سردار اسکی مرضی کے خلاف کوئی رائے بہت کم دیتے اور اگر اس کے خلاف ہوتے بھی تو ان کی مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوتا کیونکہ عامۂ قوم بادشاہ پر فدا تھی۔ ہر سلطنت کا مستقر ایک شاندار شہر تھا مقدونیہ اس کلیہ سے مستثنیٰ تھا اور اس کے خاص وجوہ تھے تمام اقتدارات ایک فرد واحد (بادشاہ) کے ہاتھوں میں تھے جس سے انتظامات میں استواری پیدا ہو سکتی تھی مگر اسمیں ایک سقم یہ تھا کہ بادشاہوں کے کان حقیقت حال سے نا آشنا رہتے جس کی وجہ سے وہ غلطیاں کرتے تھے۔ ان حکومتوں کو ایک دوسرے پر اعتماد نہ تھا اور ان کی سفارتی کارروائیاں بالعموم بے ایمانی پر مبنی ہوتیں۔ یونانی ان کی مشترک زبان تھی اور ہر کس وناکس کو ان میں دخل یابی کا موقع تھا کیونکہ یہ حکومتیں قومی نہ تھیں بلکہ بیرون ملک کے شاہی خاندانوں کی تھیں۔ مگر مقدونیہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی حکومت قومی تھی۔ ان کے درباروں میں آزادی کو دخل تھا جسکا ایک ثبوت یہ ہے کہ شہزادیاں اپنے خیالات کو بلا پس و پیش ظاہر کرتی

تھیں۔ شاہی خاندانوں میں شادیاں ان خاندانوں کے مفاد کے لحاظ سے ہوتی تھیں اور ان سے زیادہ ترجلب منفعت مقصود تھی۔ شاہی خاندان کی خواتین ان امور میں اگر چاہتیں بھی تو دخل نہ دیسکتی تھیں مگر اپنے اپنے درباروں کی حکمت عملی میں ان کو دخل تھا اور سازش اور جرائم میں بھی شریک رہتی تھیں۔ اس حدتک تو سلطنت ہائے مذکور کی خصوصیات مشترک تھیں مگر ان کے باہمی اختلافات بھی قابل ذکر ہیں۔ شاہ مقدونیہ کی حالت اس کے ہمسایوں سے مختلف تھی کیونکہ اسکے زیر حکومت ایک حقیقی قوم تھی، اور زمانۂ قدیم میں لفظ "قوم" کا اطلاق شاید ہی بنی نوع انسان کے کسی دوسرے مجموعہ پر صحت کے ساتھ ہوسکتا ہو۔ سکندر اعظم کے باپ فلپ دوم نے اپنی زبردست قوت فیصلہ اور حسن تدبیر سے مقدونیہ کے برخاش جو قبیلوں کو ایک دوسرے سے متحد کردیا جو روایات اور آئندہ امیدوں کے اشتراک کے لحاظ سے ایک قوم بن گئے۔ سکندر کی فتوحات کے ختم ہونے اور اس کی سلطنت کے منقسم ہوجانے کے بعد مقدونیہ نے اپنی سابقہ حالت پر عود کیا۔ یعنی کسانوں کی قوم بنگئے۔ لیکن اس پر بھی انھیں چین نہ ملا۔ ان کا قدیم شاہی خاندان کا چراغ گل ہوچکا تھا جس کی وجہ سے سلطنت کے دعویداروں میں لڑائیاں شروع ہوگئیں اس کے بعد گالیوں کا مہلک حملہ ہوگیا۔ جس سے ان کا ملک تباہ ہوگیا۔ مگر اینٹی گونس گوناٹاس کے عہد حکومت (۲۷۷ء ق م تا ۲۳۹ء ق م) میں انکی حالت پھر سنبھل گئی۔ یہ بادشاہ سکندر کے سپہ سالار اینٹی گونس کا پوتا تھا اور اس کی ذات سے مقدونیہ میں اینٹی گونی خاندان کے قدم جم گئے اس کا پوتا فلپ پنجم ۲۲۰ء ق م سے ۱۷۹ء ق م تک حکمراں تھا۔ یہ بادشاہ اولوالعزم بے ایمان، غصہ ور، ہوشیار اور ناعاقبت اندیش تھا۔ یونان اور ممالک مشرقی کے سیاسیات میں اس نے بہت کچھ مداخلت کی مگر روما کے مقابلہ پر آکر تباہ ہوگیا۔

(۱۹ اتھ) اینٹوکس سوم کی ایشیائی شہنشاہیت جس پر وہ ۵۳ سال

۲۲۳ ق م سے ۱۸۷ ق م تک حکمراں تھا مقدونیہ سے بالکل مختلف تھی
انٹیوکس کو اپنے مورث سلوقس کی وسیع سلطنت کا باقی ماندہ حصہ ورثہ
میں ملا تھا اور اس کی سلطنت کا مرکز شام تھا۔ مشرقی صوبوں میں سے
بعض کو جو اسکی سلطنت سے علیحدہ ہو گئے تھے اس نے فتح کر لیا اور نشیبی
شام کا ایک حصہ بھی اس نے فتح کر لیا، جس پر سلوقی حکومت کی
کمزوری کے زمانہ میں بطلیموسیوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے مداح اسے
انٹیوکس اعظم کہتے تھے، اور اسے خود بھی اپنی قوت اور اہلیت کا غرہ تھا۔
اس لئے اس نے مغرب کا رخ کیا تاکہ اس نواح میں اپنے خاندان کے اثر کو
جو زائل ہو رہا تھا از سر نو قائم کرے، خاندان سلوقی کو دعویٰ تھا کہ ایک
طویل خطہ ملک جو سلیبیا سے ٹارس تک چلا گیا ہے اور اس کے پار
کا علاقہ، یہ سب ان کی ملک ہے۔ ایشیائے کوچک میں اپنی قوت کو وسعت
دینے اور مستحکم کرنے کی غرض سے اُسے یورپ میں داخل ہونا پڑا۔ جسکی وجہ سے
روما سے نزاعوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۲۰۲ ق م میں اس نے مصر کے کم سن
بادشاہ کے بعض مقبوضات چھیننے کے لئے فلپ شاہ مقدونیہ سے
ایک معاہدہ کر لیا مگر اہل روڈز اور اٹالس نے جنھیں اپنی جان کے لالے پڑے
تھے مصر کا ساتھ دیا اور روما کو بھی موقع مل گیا کہ دوسرے جھگڑوں سے
علیحدہ ہو کر فلپ کا قلع قمع کر دے، شام کی حکومت "جانشین" سلطنتوں
میں رقبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ وسیع تھی اور خاندان سلوقی کی قوت
مستحکم ہو چکی تھی مگر اس کی رعایا کی وفاداری مختلف اقوام کی فرقہ داری وفاداری
تھی جن میں رشتۂ اتحاد صرف یہ تھا کہ وہ ایک ہی بادشاہ کی رعایا تھے، قومی
وفاداری نہ تھی جو ذات شاہی کو اپنے قومی اتحاد کا مظہر خیال کرتی ہے۔
حکومت سلوقی کی بنیاد اس کے مفتوحہ صوبہ جات پر تھی۔ اگر کوئی دوسری
دولت اس کے مختلف صوبوں کو فتح کر لیتی تو اس کے لئے ضروری نہ تھا
کہ اصل ملک کو بھی فتح کرے انطاکیہ جو اورون ٹیس ندی پر ہے اس کا
دارالسلطنت تھا اور اپنی حسن تعمیر اور عیش پرستی کے لئے مشہور تھا سلطنت

شام کے دربار میں یونانی اثرات کے مقابلہ میں مشرقی اثرات غالب تھے۔
(۴۲۰) مصر کی سلطنت کی بنیاد اس کی حالت پر بھی اور ہر طرح محفوظ تھی اس کے بانی بطلیموس ولد لاگس نے دور اندیشی سے اس ملک کو سکندر اعظم کے مقبوضات سے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔ مصر کے مادی ذرائع بیشمار تھے اور قابل قدر تھے کیونکہ دولت ہی کی وجہ سے بوقت ضرورت اجیر سپاہیوں کی خدمات مل سکتی تھیں۔ مصر کے باشندے جو وادی نیل کی اراضی کی کاشت کرتے تھے بالطبع بغاوت پر مائل نہ تھے اور بطلیموسیوں نے قدیم مذہب کے پجاریوں کو رام رکھنے کی ہمیشہ تدبیر کی کیونکہ اندرون ملک میں اگر کوئی خطرہ ہو سکتا تھا تو انھیں کی طرف سے تھا۔ بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت نے خود ایک سد سکندری حائل کردی تھی کیونکہ صحرائے ناپیدا کنار کو کوئی فوج طے نہ کرسکتی تھی۔ سکندریہ رفتہ رفتہ سور و سیدا کا رقیب بنگیا جس کی وجہ سے ایک زبردست بیڑا تیار ہوگیا۔ بیڑے کے وجود سے ملک مصر نہ صرف بحری حملوں سے محفوظ ہوگیا بلکہ بیرون ملک میں اس کے مقبوضات بڑھ گئے۔ **قبرس** اور **سیرینی** منگاشاہ مصر کے زیرنگیں ہوگئے اور ایشیائے کوچک کے اکثر شہروں بحیرۂ یونان کے جزائر اور بحیرۂ مرمرہ کے شہر اس کے زیرحمایت ہوگئے۔ خاندان بطلیموسی کے ابتدائی بادشاہوں نے یونان میں بھی بہت اثر پیدا کرلیا تھا اور انھیں کی شاہانہ داد و دہش سے یونان کے مدبروں کو اپنی کارروائیوں کے لئے روپیہ ملتا تھا مثلاً اراٹس اور کلیومینیس دونوں بطلیموس ثالث کے دست نگر تھے۔ بہ حیثیت مجموعی خاندان ہائے اینٹی گونی وسلوقی بطلیموسیوں کے مخالف تھے کیونکہ اینٹی گونیوں کو یونان اور اضلاع ملحقہ بحیرۂ یونان میں بطلیموسیوں کا اثر ناگوار تھا اور سلوقی نشیبی شام اور فلسطین میں ان کے رقیب تھے۔ روڈز اور پرگامم سے بطلیموسیوں کے تعلقات دوستانہ تھے کیونکہ ان دونوں کو بھی قیام امن اور تجارت کا فروغ مدنظر تھا۔ بطلیموسیوں کو ایسے اتحادوں کے قیام کی فکر رہتی تھی جو مفید ثابت ہوں۔ مثلاً انھوں نے روما سے پہلی جنگ پیونیقی کے قبل دوستی پیدا کرلی

تھی گو حلیف نہیں ہوئے تھے مگر قرطاجنہ سے بھی انھوں نے قطع تعلق نہیں کیا اور دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ اس خاندان کی بری فوجوں کی بہتری کا دارومدار روپیہ کے خرچ اور حسن انتظام پر تھا، یہ فوجیں حالات زمانہ کے لحاظ سے کبھی زبردست اور کارگر ہوئیں اور کبھی اس کے برعکس۔ مقدونیوں کی ایک ذاتی فوج (باڈی گارڈ) تھی جسکے ساتھ خاص مراعات خاندان کے ابتدائی زمانہ میں تھیں، یونانی اجیر سپاہی تھے جن میں اسے لوٹلیا، پیلی پونی سس اور کریٹ کے افراد تھے، گلاٹیا اور تھریس کے وحشی بھی تھے، لیکن دیسی سپاہیوں سے کام لینے کی طرف رجحان بڑھتا جاتا تھا اور اسکی کثرت حکومت میں یونانی اور مقدونی عنصر کے ضعف کا باعث ہوئی۔ بطلیموس سوم کے انتقال (۲۲۲ تا ۲۲۱ سنہ) کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہوگیا۔ دوسو سال تک اس کا وجود باقی رہا مگر یہ روما کی حمایت کے باعث سے تھا۔ زمانۂ حال کے کئی مصنفوں نے بطلیموسی مصر کے دارالسلطنت سکندریہ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شہنشاہی شہروں میں یہ سب سے شاندار آباد تھا۔ اس میں ہر قوم کے لوگ تھے، یہودیوں کی بھی خاصی آبادی تھی، جو اپنے رسوم کے مطابق ایک خاص محلے میں رہتے تھے۔ اس کے میوزیم (مدرسہ) میں اساتذہ کی ایک زبردست جماعت تھی اور اس زمانہ میں علم اور علمی تحقیقات کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اسمیں کتب خانہ، رصدخانہ اور عجائب خانہ بھی تھا۔ ریاضی اور ماثل علوم کا یہ گہوارہ تھا اور علمی تنقید اور صرف و نحو کو بھی بہت فروغ تھا بالمختصر یہ خاص علوم و فنون کا ایک جامعہ تھا جس سے تمام عالم فیضیاب ہوسکتا تھا۔

(۱۲۴) پرگامم کی سلطنت ایک خواجہ سرا کی اولوالعزمی سے وجود میں آئی تھی جو اس کے قلعہ پر لسی ماکس شاہ تھریس کی طرف سے قابض تھا۔ ۲۸۱ سنہ میں جب شاہ مذکور نے اپنی جان اور سلطنت کھوئی تو یہ خواجہ سرا قلعہ اور اس کے خزانوں کا مالک بنگیا اس نے کچھ اور سپاہی بھرتی کرلئے اور رفتہ رفتہ اپنے مقبوضات کو بہت کچھ وسعت دی اپنے زبردست ہمسایوں کی وہ خوشامد برآمد کرتا رہتا تھا اور اس پرآشوب زمانے میں اس کے ہمسایوں

پرگامم

کا یہی خیال تھا کہ اس کم ذات شخص سے برسر پرخاش ہونے سے بہتر یہ ہے کہ اسے خوش رکھا جائے۔ اس کے بعد اس کے برادرزادے اس کے جانشین ہوئے جن میں سے اٹالس نے گلاٹیوں پر فتح حاصل کرکے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ پرگامم کی بحری اور بری قوت بہت کچھ بڑھ گئی تھی اور اس کا دارالسلطنت فنون لطیفہ اور سنگ تراشی کا مرکز ہو گیا تھا اٹالس کا اثر یونان میں بھی بہت کچھ تھا اسلئے اس کا عروج شاہان شام اور مقدونیہ کو بہت ناگوار ہوا۔ اٹالس کو ایک حلیف کی تلاش تھی اس لیے اس نے روما سے ساز و باز کر لیا۔ سلطنت پرگامم کا رقبہ محدود تھا اور اسکے باشندوں میں قومی عصبیت نہ تھی۔ اس کا دارومدار محض دولت پر تھا۔ مگر جغرافیائی موقع کے لحاظ سے مصر کی طرح وہ محفوظ نہ تھی۔

یونا (۲۲۴) یونان اور مشرقی ممالک کی جو حالت سنہ ۲۰۰ ق م کے قریب تھی اسے ہم مختصر طور پر بیان کر چکے ہیں۔ روما کی سینیٹ یہ پسند نہ کرتی تھی کہ وہ خاموش رہے اور ان ممالک کے تمام معاملات بغیر اسکی مداخلت کے تصفیہ پا جائیں۔ روما کی قومی روایات میں یہ داخل نہ تھا کہ وہ اپنے حلیفوں کو تباہ ہونے دے کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اسے دشمن سے تن تنہا لڑنا پڑتا ساگن ٹم کے معاملہ میں جو سہل انکاری ہوئی تھی اسے لوگ ابھی تک بھولے نہ تھے، اس لئے پھر ایسی غلطی نہ ہوسکتی تھی۔ روما کا پہلا فرض یہ تھا کہ فلپ شاہ مقدونیہ کی اولوالعزمیوں کا خاتمہ کردے اور اسے اپنی آبائی سلطنت پر قانع ہونے پر مجبور کرے مگر روما کی ذمہ داریاں اسی حد تک محدود نہ تھیں روڈز، اسکندریہ، پرگامم سے انٹیوکس اعظم کی نقل و حرکت کی خبریں آرہی تھیں جو بلا پس و پیش مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس زمانہ کے سربرآوردہ رومیوں کا جو رجحان یونانیت کی طرف تھا وہ روما کی سیاسی حکمت عملی کا ایک اہم جزو ہے یونانیت ہم یونانیوں کے ان ممتاز خصائل کے مجموعے کو کہہ سکتے ہیں جن کا اثر غیر یونانی قوموں پر پڑا۔ ان خصائل میں ہم ان کی خوش طبعی، ہمہ دانی، تیز فہمی، تخیل، تلاش حقیقت، اور

احساس تناسب کا شمار کر سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہر قوم جن سے انھیں سابقہ پڑا ان کی مداح تھی۔ سکندر میں تالیف قلوب کا خاص مادہ تھا، اسکی فتوحات کے ضمن میں یونانی اثرات مشرق میں پہونچ گئے، یونانی شہر قائم ہو گئے اور گو مشرق کے دور دراز صوبے خاندان سلوقی کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ مگر یونانی اثر زائل نہیں ہوا۔ باختر کے بادشاہ اب بھی خوبصورت سکے ڈھالتے تھے، سنگ تراشی کا رواج ہندوؤں میں باقی تھا، پارتھیا کے بادشاہ اپنے آپ کو فخریہ "یونانی نواز" کہتے تھے اور یونانی شہر ان کی حکومت میں عرصہ تک باقی تھے ان میں سے سلوقیا تھا جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ بطلیموسی اور سلوقی درباروں میں یونانی رنگ غالب تھا گو مشرق کا اثر دونوں پر چھاتا جاتا تھا۔ مغربی ایشیائے کوچک اور بحیرۂ ایجین میں تو یونانی عرصہ سے آباد تھے۔

(۴۲۳) یونانیت کے متعلق سب سے اہم یہ سوال ہے کہ جن حکومتوں پر اس کا اثر سب سے زیادہ تھا ان میں حقیقی قوت کیوں نہ تھی اور روما کے ہاتھ لگاتے ہی عالم یونانی کا شیرازہ کیوں بکھر گیا۔ اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ فوجی حکومتوں نے اہل مشرق کے جذبات قومی کو مٹا دیا تھا اور ان حکومتوں نے جو یونانیت جاری کی وہ جذبات قومی کا نعم البدل نہ ہو سکتی تھی یونانیوں کی اخلاقی کمزوریوں نے ان کی شہری سلطنتوں کو ان کے عروج کے زمانے ہی میں تباہ کر دیا تھا یونان کے قدیم ادبیات میں دانشمندانہ اصول اور تنبیہوں کا ایک خزانہ ہے، یونانیوں کو خوب معلوم تھا کہ قوت اتحاد سے پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ باہمی نزاعوں سے سلطنتیں کمزور ہوتی ہیں۔ اعتدال پسندی کی خوبیوں سے بھی وہ خوب واقف تھے مگر باوجود اس علم و دانش کے انھوں نے کبھی عملاً اعتدال اختیار نہ کیا۔ یونانی زبان کے مایۂ ناز ادبیات سے بھی سبق حاصل ہوتا ہے کہ غرور زوال کا باعث ہوتا ہے مگر خود یونانیت نے اس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا اور ان کی سیاسی زندگی کا اصلی رنگ یہ تھا کہ اصول اور عمل میں بعد المشرقین تھا۔ اس صورت میں

کسی شخص کو دوسرے پر اعتماد نہ ہو سکتا تھا اور پالی بیس کا بیان ہے کہ آخری زمانہ میں حالت اور بھی بُری ہو گئی تھی۔ سکندر کی فتوحات کے ضمن میں جب مشرقی ممالک میں یونانیت کی اشاعت ہوئی تو اس میں ایک غیر مستحسن عنصر بھی شامل ہو گیا یعنی سکندر کی جانشین سلطنتوں کے دربار میں اعلےٰ درجہ کے یونانیوں کی مانگ نہ تھی جو پیریکلیس، سقراط، تھراسی بولس یا ٹیمولین کے جانشین ہو سکتے تھے بلکہ عیار اور بد قماش لوگوں کی جو تھیمس ٹاک لیس اور لیسینڈر ایسے لوگوں کے کان کاٹ سکتے تھے۔ مطلق العنان حکام سچائی پر خوشامد کو ترجیح دیتے تھے اس لئے ماحول کے لحاظ سے یونانی قسمت آزماؤں کے بدترین خصائل پختہ ہو جاتے تھے اس طور پر شہروں میں مشرقی یونانیوں کی ایک دوغلی نسل وجود میں آ گئی جس میں ادنیٰ قسم کی قابلیت کے ساتھ ساتھ دونوں نسلوں کے مذموم خصائل موجود تھے۔ ان لوگوں کا پھر آگے بھی ذکر آئیگا۔ رومیوں کے اخلاق کو بھی انھیں نے تباہ کیا اور بے ایمانی کے بیج بوئے۔ اس موقع پر صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ان کا وجود مشرق اور خصوصاً سلطنت سلوقی کے لئے ضعف کا باعث تھا۔

(۴۲۴) روما میں بھی یونانیت کا چرچا شروع ہو گیا تھا۔ بہت سے سر برآوردہ اشخاص جن میں سپیو افریکانس اور اس کے احباب شامل تھے یونانی ادبیات کے دلدادہ تھے اور یونانی اہل کمال کی صحبت سے حظ اُٹھاتے تھے ٹیٹس کوئنک ٹیس فلامی نیس جس نے جنگ ھینی بالی میں مارسے لس کے تحت میں خدمات انجام دی تھیں اور دوسرے نوجوان بھی یونانیت کے زبردست اثر میں آ گئے تھے۔ یہ پلاٹس اور اے نیس کا زمانہ تھا جنھوں نے یونانی تخیلات سے اہل روما کو روشناس کیا مگر سینیٹ ان معاملات کو سمجھنے سے قاصر تھی اس لئے اسنے یکے بعد دیگرے متعدد غلطیاں کیں۔ روما میں یونان کے بہی خواہوں کی ایک جماعت بھی جو یونان کو شاہ مقدونیہ کے پنجے سے چھڑانا چاہتی تھی

اور جسے امید تھی کہ اگر یونان آزاد ہو جائے تو اس کا احیا ممکن ہے۔ مگر یہ ایک امید موہوم تھی کیونکہ اگر کوئی سیاسی قوت عالم یونانی کا احیا عمل میں لا سکتی تھی تو وہ گزشتہ دو صد سالہ جنگ و جدال میں زائل ہو چکی تھی۔ لیکن بالآخر روما کو یونان اور مشرق کے پیچیدہ معاملات میں مداخلت کرنی پڑی اور ایسے اتفاقات پیش آئے کہ ان معاملات سے وہ پھر عہدہ برا ہو سکا یہاں تک کہ تمام عالم یونانی میں اس کا تفوق قائم ہو گیا۔

یونانی تخیلات کا اثر روما کے تمدن پر

(۴۲۵) یونان کے معاملات میں روما کا دخل دنیا روما کی تاریخ میں ایک اہم منزل ہے کیونکہ مشرق پر روما کا جو اثر پڑا اس سے کچھ کم وہ اثر نہ تھا جو مشرق کا اس پر پڑا ان جدید اثرات پر جن سے آدمی رفتہ رفتہ متاثر ہوئے اگر ہم نظر غائر ڈالیں تو زمانہ مابعد کے بیشتر واقعات کی توضیح ہو سکیگی۔ پہلے ہم جدید رجحانات کا ذکر کرنے کے بجائے ان رجحانوں کا ذکر کرینگے جن کو اثرات مذکور سے تقویت ہوئی مثلاً روما کی سفارتی کارروائیاں دور اندیشی اور چالاکی پر مبنی تھیں یہاں لفظی کی طرف خاص رجحان تھا اور کسی چیز کو حاصل کرنے میں انھیں مطلق پروا نہ ہوتی کہ کن ذرائع سے وہ کام لیتے ہیں۔ عالم یونانی سے جب انھیں سابقہ پڑا تو ان کی سفارتی کارروائیوں کی یہ خصوصیات باقی رہیں۔ مگر ان میں بے ایمانی کا عنصر بڑھ گیا۔ روپے کے معاملہ میں رومی ہمیشہ سے حریص اور طماع تھے اپنے قانونی حقوق پر اصرار کرتے مگر ان سے تجاوز نہ کرتے، ایمانداری اور افلاس پر انکو ناز تھا۔ پچاس سال تک مشرق کی دولت سے متمتع ہونے کے بعد بھی رومی یونانیوں سے زیادہ ایماندار تھے اور اس کی پالی بیس نے تصدیق کی ہے لیکن انحطاط کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور جمہوریہ کے اواخر میں تو دولت کی پرستش ہونے لگی جو اس کے زوال کا باعث ہوئی۔ روما کے تحت میں اب کئی مفتوحہ صوبے تھے اور سسلی میں اس نے تحصیل محاصل کا ایک طریقہ جاری کیا جو اس کے پیش رو حکمرانوں کے طرز پر تھا۔ ایشیا کی حکومتوں سے اس نے رعایا سے خراج وصول کرنے کے طریقے سیکھے بطلیموسیوں کی مثال بھی اس کے پیش نظر تھی جو سکندریہ میں

بیٹھکر دریائے نیل کی زرخیزی کا خراج وصول کرتے تھے۔

(۴۶) مشرق کے اکثر ممالک میں حکومت شاہی کا رواج تھا۔ رومیوں کو جب مشرقی ممالک سے سابقہ پڑا تو وہ حکومت شاہی کے طریقے سے بھی آشنا ہوگئے۔ مگر یہ اثر جمہوریۂ روما کے حق میں اچھا نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ حکومت شاہی کی کمزوریوں کو دیکھ کر رومی حکومت شاہی یا کم از کم بادشاہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ رومیوں کو خاندان ٹارکون کے امتزاج کے بعد سے جو نفرت حکومت شاہی سے تھی وہ کم ہوگئی۔ حکومت شاہی سے تنفر کی روایات اب اس عہد تک باقی تھیں۔ مگر اب بے معنی تھیں اور ان سے امرا کی جماعت جو شخصی عروج کی مخالف تھی، اپنا کام نکال رہی تھی۔ رومیوں کے مذہبی عقائد اور اخلاق پر یونانی تخیل کا اثر عاجلانہ اور مستقل ہوا۔ اطالیہ کے قدیم مذہب میں متعدد غیر متیقن دیوتاؤں کی پرستش شامل تھی اور اس کی رسوم معین تھیں یہ مذہب اس وقت تک اطالیہ کے فاتحوں کے لئے کافی ثابت ہوا تھا اور انھوں نے جدید دیوتاؤں کے طریقہ ہائے پرستش کو اس میں شامل کر لیا تھا لیکن حالیہ جنگ میں رومیوں نے سمندر پار سے نئے دیوتا بلائے تھے۔ اور یہ طریقہ اب تک جاری تھا۔ اخلاق میں آبائی رواج Mos maiorum کا تتبع احسن خیال کیا جاتا تھا۔ رومی اگر کوئی کام کرتا یا اس کے کرنے سے احتراز کرتا تو اس کی وجہ یہ نہ ہوتی کہ غور و فکر کے بعد اسے بھلا یا برا خیال کرتا بلکہ اپنے آبا کے طرز عمل کا تتبع کرتا جو اس کے خمیر میں داخل تھا۔ رومی بالطبع صاحب عمل تھے نہ صاحب فکر اس لئے یہ طریقہ ان کے مناسب حال تھا لیکن یونانی تشکیک نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ مگر یونانی نظام ہائے فلسفہ قدیم مذہب یا اخلاق کا نعم البدل نہ ہو سکتے تھے افلاطون اور اس کے پیرو کسی قطعی نتیجہ تک نہ پہونچ سکے تھے اور تشکیک اور لاادریت سے رومیوں کی ضروریات پوری نہ ہو سکتی تھیں۔ فلاسفۂ مشائین نے مختلف خاص مضامین کے متعلق تحقیقات کی تھی جن سے علم میں اضافہ ہوا مگر ان کا

فلسفہ بھی رومیوں کے مرض کی دوا نہ ہوسکتا تھا۔

ابی قوریت اور رواقیت

(۲۷۴) فی الحقیقت رومیوں کو عصبیت کی ضرورت تھی یعنی ایک ایسے فلسفۂ حیات کی جس پر حیات و ممات کا دار و مدار ہوتا مسئلۂ حل طلب یہ تھا کہ یا تو اس قسم کا فلسفہ غیر ضروری ثابت کیا جائے یا وجود میں لایا جائے ابی قورس کے نظام فلسفہ میں یہ غیر ضروری خیال کیا گیا تھا اور ان کا عمل مسئلۂ انقیاد پر تھا اُن کا یہ خیال تھا کہ انسان کو چاہیئے کہ حالات زمانہ پر قانع رہے اور اپنے آرام و انبساط کے لحاظ سے ان سے نفع اُٹھائے انسان کو چاہیئے کہ ہیجان دماغی سے حد درجہ احتراز کرے اور اوہام پرستی کا رخ نہ کرے۔ دیوتا اپنی حالت پر مطمئن ہیں اور کسی قسم کی پریشانی کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن یہ کیفیت مجہول رومیوں کے لئے نہایت خطرناک تھی جو ایک زبردست شہنشاہی جمہوریہ کے شہری تھے جنکی بنا سرگرمی، استقلال اور حب وطن پر تھی۔ اس کے علاوہ روما کے معمولی اشخاص "لذت" کو ان عقلی معنوں میں نہیں لے سکتے تھے جو ایتھنز کے فلاسفہ کے ذہنوں میں تھے رواقیین کا عقیدہ اس کے خلاف تھا ان کا عقیدہ تھا کہ ایک ہستی خداوندی ہے اور عوام کے مذہبوں کے دیوتا اس کے ظواہر ہیں سب کچھ خدا ہے اور خدا سب کچھ ہے وہی روح کلی ہے، روح انسانی روح کلی کا ایک جزو ہے اس لیئے اس میں بھی شان الوہیت ہے۔ تمام اشیا قانون کلی کے تحت میں ہیں اور حقیقی ماہیت اشیا یہی ہے کہ انسان اس قانون کلی کا پابند رہے یہی حقیقی فریضۂ انسانی ہے، کمال انسانی اسی فریضہ کی پوری پابندی ہے اور یہ کمال صرف عقلا حاصل کر سکتے ہیں اس میں صرف ایک دقت باقی رہتی ہے یعنی انسان کس وقت اس معراج کمال پر پہونچتا ہے اس کو حل کرنے کے لئے ایقان کے مسئلہ سے مدد لی گئی ہے جو پیوریٹینی عقائد کے مشابہ ہے، مرد عاقل کو خود اپنے کمال کا یقین ہوتا ہے۔ رواقیوں کے نظام میں تمام دار و مدار ضمیر انسانی پر ہے یعنی فاعل کی حیثیت سب کچھ ہے اور نفس فعل کا اچھا یا بُرا ہونا کوئی حقیقت نہیں

رکھتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رواقیت کے اصول ایسے تھے جن کا امتزاج روما کے اخلاقی اصول سے بہ آسانی ہو سکتا تھا۔ اس کے دو اصول مثلاً فرائض کا حقیقی احساس اور مسرت کے لئے ذاتی عظمت کا ضروری ہونا ایسے تھے جن پر فابری کیس کو بھی اعتراض نہ ہوگا گو وہ انھیں غیر ضروری خیال کرتا ہوگا۔ رواقیوں کو استیعاد کا شوق تھا جس سے ان کی تعلیم میں مباحث کو دخل ہو گیا تھا مگر اسکی وجہ سے اس کے روما میں جاری ہونے میں کوئی دقت نہ ہوئی اور روما کے طبقۂ وکلا میں تو اسے بہت فروغ ہوا۔ رواقیت سے ابیقوریت کی طرح افراد کی شخصی ضروریات پوری ہوتی تھیں اور رواقیت سے ایک نفع یہ تھا کہ اس کا پیرو دنیا کے معاملات سے علیحدہ نہ ہوتا۔ یہ صحیح ہے کہ اس کا اثر صرف چند منتخب افراد پر تھا مگر روما کی حکمراں جماعت کی تعداد بھی زیادہ نہ تھی اور اس مذہب کے پیرووں کا اثر ان کی تعداد سے بہت زیادہ تھا۔

میرا خیال ہے کہ روما کی مشرقی پیش قدمی کے ضمن میں یہ مباحث بے موقع نہیں ہیں اور ایسے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے معذرت کی ضرورت نہیں ہے جو آیندہ واقعات کے متعلق ہیں۔ آیندہ نصف صدی کی جنگوں کے سلسلہ میں ان خیالات کا اظہار نہ ہو سکتا تھا۔ ان لڑائیوں سے صرف دو امور ظاہر ہوتے ہیں یعنی روما کی مملکت کی توسیع اور اس کے ساتھ ساتھ روما کے تمدن کا انحطاط،

(۴۲۸) اس نوٹ کے لکھنے کے بعد مس منتھائی کا ایک مضمون کلاسیکل ریویو جلد اول میں شائع ہوا ہے جس سے دوسری فینیقی جنگ کے بعد روما نے جو اتحاد کئے ہیں ان پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ جن نتائج کو وہ پہونچی ہیں ان کا خلاصہ میں نے اغراض کے لحاظ سے سطور ذیل میں کر دیا ہے۔

اطالیہ کے حلیفوں (Socii) کی حیثیت صلح ناموں کے ذریعہ سے قائم تھی اور تفصیلی امور میں مختلف تھی مگر دو امور مشترک تھے یعنی (الف)

تعلق دوامی تھا اور (ب) جس سلطنت کا تعلق اس طور پر روما کے ساتھ صلح نامہ (Foedus) کے ذریعہ سے ہوتا اس کا فرض تھا کہ ہر سال ایک مقررہ تعداد میں امدادی فوج مہیا کرے۔ جانبین کے لئے غیر جانب داری نا ممکن تھی۔ روما اور ہر ایک حلیف کا فرض تھا کہ ایک دوسرے کی حفاظت کریں لیکن حلیفوں کی امدادی فوجیں رومی سپہ سالاروں کے تحت میں ہوتیں اور ان سے معارضانہ جنگوں میں بھی کام لیا جا سکتا۔ یہ مستقل اتحاد (Foedera) اطالیہ کے قدیم بین الاقوامی قانون (lus fetiale) کے تحت میں وجود میں آئے تھے مگر یہ پر پیچ نظام قانونی اطالیہ کے باہر مفید ثابت نہ ہوا اور پرہنیس کی جنگ کے بعد متروک ہو گیا۔

روما اور ممالک مشرقی سے جب روما کو سابقہ پڑا تو اسے معلوم ہوا کہ وہاں اتحاد کی بنا جداگانہ ہے اور مستقل اتحاد اور سالانہ امدادی فوجیں آزادی کے منافی خیال کی جاتی ہیں جو در اصل صحیح تھا۔ یونان میں یہ رواج تھا کہ (الف) متعین اغراض کے لئے عارضی اتحاد ہوا کرتے اور (ب) دوستانہ یعنی سفارتی تعلقات سلطنتوں کے درمیان ہوتے۔ غیر جانب داری کا بھی پورا لحاظ رکھا جاتا۔ روما کو فتوحات کا ابھی تک خیال نہ تھا اس لئے وہ مشرقی یونان کے دوستوں کو مستقل اتحاد پر مجبور نہ کر سکتا جو ماتحتی کے مساوی تھا۔ اپنی قوت کو مستحکم کرنے اور وسعت دینے کے لئے ضروری تھا کہ وہ یونانی خیالات کو قبول کرے اور اس پر ایک جدید بین الاقوامی نظام کی بنا ڈالے۔

اس کے لئے اس نے دوستی (Amicitia) کے مسلمہ طریقہ کو بلا پس و پیش اختیار کیا جسکا آغاز اس سے پہلے ہی سے ہو چکا تھا بطلیموسیوں سے دوستی ۲۷۳ ق۔م سے قائم تھی اور روڈز سے اس سے پہلے یعنی ۳۰۶ ق۔م سے روما اور اس کے دوستوں (Amici) کے تعلقات غالباً حسب ذیل تھے۔ کوئی فریق دوسرے کی مدد کرنے پر مجبور نہ تھا۔ یعنی دوستی کے قائم رہنے تک جنگ کے زمانہ میں غیر جانب داری لازمی

تھی اور اس کے باضابطہ اعلان کی ضرورت نہ تھی لیکن فریقین میں سے کوئی دوسرے کی مدد کرسکتا اور امداد کی مقدار اور میعاد باہمی تصفیہ سے طے ہوسکتی تھی امدادی فوج اپنے عہدہ دار کے تحت میں ہوتی نہ کہ رومی سپہ سالار کے، سوائے ان صورتوں کے جب کہ کوئی خاص معاہدہ ہوتا۔ اسکے علاوہ جب دوست کسی جنگ میں شریک ہوتے تو ان کا یہ حق ہوتا کہ جب دشمن سے صلح کا نامہ و پیام ہو تو اسمیں بھی شریک رہیں۔

روما کے دوستوں میں بعض حلیف (Foederati) تھے اور بعض نہ تھے اتحاد (Foedus) کو فریقین میں سے کوئی ختم نہ کرسکتا تھا۔ دوستی Amicitia اور اتحاد (Foedus) کے تعلقات ساتھ ساتھ ہو سکتے تھے مگر یہ ضروری نہ تھا کہ دوستی اتحاد سے پیدا ہو، اگر دونوں تعلقات منقطع ہوجاتے تو دوستی بغیر اتحاد کے قائم ہوسکتی۔ جہاں یہ دونوں تعلقات موجود ہوتے تو Foedus کے ذریعہ سے فریقین کے تعلقات کے خاص امور کا یقین ہوتا مثلاً کسی جنگ کے بعد امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ جن کا اثر شرائط کے پورے ہونے کے بعد زائل ہوجاتا۔ دوستوں کے ساتھ جو معاہدے ہوتے ان میں کوئی فقرہ ایسا نہ ہوتا جسکی رو سے وہ سالانہ امدادی فوجیں بھیجنے پر مجبور ہوتے۔ زمانہ مابعد کے مورخین مثلاً لیوی کی عبارت جامع و مانع نہیں ہے۔ لیکن غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (Amici) اور (Socii) کے باہمی اختلاف کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ اختلاف فوجی حیثیت کا تھا اور اس کا اطلاق (Amici) پر ہوتا تھا خواہ روما سے اس کا معاہدہ ہوا ہو۔

ظاہر ہے کہ کم درجہ سلطنتوں کا کسی دولت عظمیٰ کی امداد پر تیار رہنے سے بالآخر اسی دولت کو نفع ہوگا۔ چھوٹی سلطنتوں پر اس کی مدد کرنا لازمی تھا ورنہ (الف) وہ ان کی مدد نہ کرتی اور (ب) انھیں حسد کی نگاہ سے دیکھتی۔ بالآخر یہی ہوا کیونکہ روما اپنے حلیفوں کی غیر جانب داری کو ناپسند کرتا تھا۔ ۱۹۲ ق۔م میں اکائیوں کی حالت سے ظاہر ہے کہ آزاد دوست کس طرح محکوم حلیف ہوگئے۔ ۱۷۱ تا ۱۶۸ میں پرگامم اور رودز کی جو حالت

تھی اس سے ظاہر ہے کہ دوستی کا تعلق کس طرح محکومیت کے تعلق سے مبدل ہوگیا زمانہ مابعد کی دوستیاں سابقہ اتحادوں کے مساوی ہیں کیونکہ انکے ذریعہ سے دوستوں کا تعلق روما سے مدافعانہ اتحاد کا ہوگیا - روما کی خارجی حکمت عملی کا یہ کایا پلٹ جس سے (Societas) کا تعلق (Amicitia) سے مبدل ہوگیا، دوسری فنیقی جنگ کے بعد ہوا سسلی میں قرطاجنہ کے مقبوضات جب روما کے قبضہ میں ۲۴۱ ق-م میں آئے تو وہاں کے لوگ Socii ہو گئے[1] ہیرو شاہ سیراکیوز (Amicus) تھا اور اس نے روما کی امداد اپنی مرضی سے کی تھی - اس نے ۲۱۶ یا ۲۱۵ میں انتقال کیا اور جب ۲۱۰ میں جنگ ختم ہوئی تو سسلی کی تمام بستیاں مختلف شرائط پر (Ceciae) ہوگئیں ۲۰۱ کی صلح سے قرطاجنہ کو نہ صرف تاوان ادا کرنا پڑا اور اپنے مقبوضات روما کو حوالے کرنے پڑے بلکہ اسکی خارجی حکمت عملی بھی روما کی مرضی پر منحصر ہوگئی اور اطالیہ اور سسلی کے یونانی شہروں کی طرح اس پر بحری امدادی فوج بھیجنا لازم ہوگیا اس طور پر اس کی حیثیت ایک حلیف (Socia) کی ہوگئی اس کے بعد فلپ شاہ مقدونیہ کا معاملہ ہے اس کے ساتھ بھی Foedus کے ذریعہ سے ۱۹۶ میں صلح ہوئی مگر حسب قاعدہ وہ روما (Socius amicusque) (حلیف دوست) صلح نامہ کے مرتب ہونے کے بعد رومی کمشنر نے اسے

[1] یہ لوگ سوکی امی امی محض نام کے تھے - اگر ان کے ساتھ اتحاد ہوا تھا تو بھی وہ نہ تو رومی فوج کے لئے امدادی فوجیں بھیجتے تھے نہ انھیں سپہ گری کی ترغیب دی جاتی تھی - یہ لوگ بوقت ضرورت جہاز، ملاح اور بلی مار مہیا کرتے تھے - سسلی کی صرف چند بستیوں کے ساتھ اتحاد ہوا تھا - علاوہ روما بوقت ضرورت مقامی فوجیں تیار کرا سکتا تھا اسکے علاوہ سسلی میں محصول عشر وصول کیا جاتا تھا جسکی اطالیہ میں کوئی نظیر نہ تھی یہ لوگ Socii صرف عرفیت کے لحاظ سے کہے جاتے تھے ورنہ ان کی حیثیت رعایا کی تھی - ہولم (تاریخ سسلی سوم ۳۶۳ تا ۳۶۵) نے اس مضمون پر خوب بحث کی ہے مسانا، ٹارو سے نیم وغیرہ کے اتحادیوں کے لئے دیکھو سسرو (In verr) (دوم ۵، ۹۴)

مشورہ دیا کہ حلیف بنائے جانے کے لئے درخواست کرے ورنہ یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ روما سے بدلا لینے کے لئے انٹیوکس کے آنے کا منتظر ہے۔ درخواست کرنے پر اسے حلیف اور دوست تسلیم کر لیا گیا۔ مگر دوست بن جانے پر اسے معلوم ہوا کہ شاہ شام کے مقابلہ میں اسے روما کی مدد کرنی ہوگی اور بالآخر وہ امداد بھیجنے پر مجبور ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ پرانے معنوں میں کبھی (Socius) نہیں ہوگا۔ لیوی ۳۳، ۳۰، ۶ پر وی سین بورن کے حاشیہ سے مس متھائی کے قول کی تصدیق ہوتی ہے مگر انھوں نے اس حاشیہ کا حوالہ نہیں دیا ہے' ان چند منتخب معاملات سے روما کے طرز عمل میں نہایت اہم تغیر ہوا دو میوں میں ضابطہ کی پابندی اور تعبیر لفظی کا مادہ اب بھی باقی تھا (دیکھو لیوی ۲۶) جس سے غلط فہمیاں پیدا ہوئی تھیں۔ روما کا طرز عمل نہایت پیچیدار تھا مگر اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ وہ بالطبع جھگڑالو تھے نہ یہ کہ وہ قصداً بین الاقوامی معاملات میں بے ایمانی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اپنے دوستوں کے ساتھ اس نے ہمیشہ اپنی زبردست قوت سے کام لیا اور یونان اور ایشیا میں سنہ ۲۰۰ سے سنہ ۱۶۸ ق م تک جتنی لڑائیاں ہوئیں سب کی غایت یہی تھی کہ وہ اپنا اقتدار قائم رکھنا چاہتا تھا۔

باب ہائے ما بعد میں اس نوٹ کا حوالہ دیا جائیگا۔

مس متھائی نے ایک مضمون کلاسیکل کوارٹرلی' جلد دوم میں لکھا ہے جس میں انھوں نے بتایا ہے کہ بین الاقوامی اخلاق کے لئے قدیم نظاموں میں ثالثی اور وساطت کو کس درجہ تک دخل تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روما کا طرز عمل مذہبی اور قانونی ضابطوں پر مبنی تھا۔

باب بست و ہشتم

دوسری مقدونی جنگ اور اس کے نتائج

سنہ ۲۰۰ تا ۱۹۴ ق۔م [۱]

(۴۲۹) ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۲۰۵ ق۔م میں فلپ شاہ مقدونیہ نے روما اور اہل ایٹولیا سے صلح کر لی تھی۔ اس نے نہ تو ہینی بال کی مدد کی تھی اور نہ ہینی بال اس کی مدد کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے فی الحال روما سے جنگ کا خیال ترک کر دیا جس کی قوت سے وہ خائف ہو گیا تھا یونان کے متعلق اس کے جو منصوبے تھے وہ بھی اسی صورت میں بار آور ہو سکتے تھے کہ وہ کسی دوسرے ملک میں فتوحات حاصل کر کے اپنی قوت اور ذرائع کو بڑھا سکتا اس کی ہوس بڑھتی جاتی تھی اور بدخواہ مشیروں کے اثر اور مطلق العنانی کی وجہ سے اس کا مزاج بھی بگڑ گیا تھا۔ تخت نشین ہو کر اسے پندرہ سال ہو چکے تھے اور وہ کئی لڑائیوں میں شریک رہ چکا تھا جن میں سے بعض میں اس نے اہلیت اور سرگرمی کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن ان کوششوں سے کوئی خاص نفع نہیں ہوا اور اس کا طرز عمل ایسا تھا کہ اکثر یونانی اسے خوف اور شبہے کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۲۰۵ میں بطلیموس چہارم شاہ مصر نے انتقال کیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوا جو محض کم عمر تھا سکندریہ کے نااہل درباریوں کو اب موقع تھا کہ کم سن بادشاہ کے طویل نابالغی کے زمانہ میں اس کی ذات اور سلطنت کو

---

[۱] اس باب کے واقعات کے لیے بہترین ماخذ پالی بیس ۱۵-۱۸ مگر اس کے صرف چند اوراق پریشان موجود ہیں لیوی کا تذکرہ (۳۱ - ۴۲) اس بارے میں مکمل ہے اور اس نے اکثر امور میں پالی بیس کا تتبع کیا ہے۔ صرف چند اہم امور کے علاوہ دوسرے حوالوں کے دینے کی ضرورت نہیں خیال کی گئی۔

اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کریں اس لئے فلپ اور انٹیوکس شاہ شام نے مصر کی موجودہ کمزوری سے نفع اٹھانے کا تہیہ کرلیا اور ان دونوں شاہی قزاقوں نے ایک ناپاک معاہدہ کرلیا کہ دورافتادہ بطلیموسی مقبوضات کو باہم تقسیم کریں۔ فلپ کو خواہش تھی کہ تھریس اور ایشیائے کوچک کے شہروں اور ان کے عقب کے خطۂ ملک کو قبضہ میں لائے جن میں یونانی تمدن رائج ہوگیا تھا۔ ملحقہ جزائر پر بھی اس کی نظر تھی یعنی وہ چاہتا تھا کہ بحیرۂ یونان کے آس پاس کے علاقوں پر اس کا تسلط ہو جائے۔ انٹیوکس چاہتا تھا کہ نشیبی شام، فنیقیا، اور فلسطین اس کے قبضہ میں آجائیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دراصل یہ منشا تھا کہ جب تک ایک اپنے اغراض حاصل نہ کرے دوسرا مخل نہو، آیندہ اختلافات کے امکان کا دونوں کو خیال تھا اور دونوں کی اغراض ابتدا ہی سے خود غرضی پر مبنی تھیں۔ دونوں بادشاہوں میں سے کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ ان کے منصوبے بغیر روما کی اجازت کے بارآور نہ ہو سکتے تھے اور روما اجازت دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ انٹیوکس کا یہ فعل لاعلمی پر محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ روما سے دور تھا اور ۲۰۴ق م میں دوسری فنیقی جنگ ختم نہیں ہوئی تھی۔ اسے یہ نہ معلوم ہوگا کہ جنگ میں روما کا پلہ بھاری ہو رہا ہے اور اس کے درباریوں نے اسے یہ بھی نہ بتایا ہوگا کہ روما کا اب کوئی مدمقابل نہیں۔ روما بطلیموسیوں کا حلیف تھا مگر اس وقت تک امداد مصر سے آتی تھی اور روما نے مصر کی امداد کبھی نہ کی تھی۔ واقعات کا الجھاؤ تو کچھ ایسا تھا کہ سمجھدار آدمی بھی ان کی رفتار کو بخوبی نہ سمجھ سکتے تھے فلپ اطالیہ کے قریب تھا ہینی بال کے حملے کے حالات سے وہ بخوبی واقف تھا اور روما کی مخالفت کا مزا چکھ چکا تھا۔ اس سلئے تعجب ہے کہ اس نے یہ کیوں خیال کیا کہ وہ روما کے حلیفوں پر بغیر روما سے لڑنے کے حملہ کر سکتا ہے، مگر یہ جنگجو بادشاہ کوئی عاقبت اندیش مدبر نہ تھا۔ مجوزہ فتوحات کی تیاری اس نے شدومد سے شروع کردی روما سے جب وہ برسر جنگ تھا تو اس نے ایک بیڑا تیار کرلیا تھا۔ اس بیڑے میں اس نے بہت کچھ اضافہ اور اصلاح کی جس سے اس کے پاس بری فوج کے علاوہ ایک زبردست بحری

فوج بھی ہو گئی۔ اسی اثنا میں بقول لیوی اس نے بے سوچے سمجھے قرطاجنہ کی امداد کے لئے ایک مقدونی فوج بھیجی جو زاما کی شکست میں شریک تھی۔

فلپ کا دعویٰ اور روما کا جواب

(۴۳۰) فلپ کے منصوبوں کی شہرت سے ایک اتحاد اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ اہل روڈز اور مصر کے درمیان عرصہ سے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ بحری تجارتی راہوں کا کھلا رہنا بھی ان کے مقاصد کے لئے مفید تھا اس لئے وہ ہرگز پسند نہ کر سکتے تھے کہ بحیرۂ یونان اور بحیرۂ اسود کی راہیں ایک حریص بادشاہ کے قبضہ میں آجائیں۔ فلپ کی پیش قدمی سے اٹالس شاہ پرگامم کو بھی نقصان پہونچتا تھا۔ اس کی مخالف اس وقت صرف یہی دو سلطنتیں تھیں اس لئے فلپ نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ خیال کیا۔ اس کے ایک کارپرداز نے روڈز کے اسلحہ خانہ میں آگ لگا دی اور اس نے ہیلیس پانٹ (درۂ دانیال) کے شہروں پر حملہ کر کے بعض پر قبضہ کر لیا اور بعض کو تباہ کر دیا پروپونٹس (بحر مارمورا) کے شہر کیس کے ساتھ اس نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔ یہ شہر اور اس نواح کے دوسرے شہر اسے ٹولی اتحاد سے توسل رکھتے تھے جس سے فلپ سے اس وقت صلح تھی۔ اس کی یہ حرکت تمام اہل یونان کو ناگوار ہوئی اور ایٹولی سخت برافروختہ ہوئے مگر گزشتہ جنگ سے وہ خستہ حال ہو گئے تھے اور ان کے سرآوردہ افراد نے جو فلپ کے طرفدار تھے انھیں خاموش رکھا۔ اس کے بعد وہ جزیروں کی طرف متوجہ ہوا اور جزائر سائیک لاڈیس میں سے اکثر کو فتح کر کے کیوس اور ساموس پر حملہ کر دیا۔ روڈز اور پرگامم کے متحد بیڑوں سے وہ دو لڑائیاں لڑا۔ اور دوسری میں اسے فتح ہوئی پرگامم کے علاقوں کو اس نے تاخت و تاراج کر دیا لیکن شہر نہایت مستحکم تھا اس لئے اس کا محاصرہ وہ نہ کر سکا اور اس کے ذرائع بھی اب ختم ہو رہے تھے کیریا میں اس نے کچھ فتوحات حاصل کیں مگر رسد کی کمی کی وجہ سے ان کو اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا۔ اور ۲۰۱ق م کے اواخر میں ایشیا سے واپس ہو گیا جس سے اسکے دوستوں اور دشمنوں دونوں کو خوشی ہوئی۔ روما کو بھی اب سب مخمصوں سے نجات ہو گئی تھی اس لئے وہ بھی فلپ کے دشمنوں کے ساتھ

شریک ہوسکتا تھا۔ ۲۰۱ سنہ کے موسم سرما میں ایک کانگریس ایتھنز میں ہوئی جس میں اٹالس بذات خود شریک تھا اور روڈز سے ایک وفد آیا تھا۔ روما سے بھی ایک سفارت آئی تھی جس کے ارکان کو حکم تھا کہ فلپ اور غیر جانبدار سلطنتوں کو متنبہ کر دیں کہ روما کے حلیفوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اس سے ظاہر تھا کہ رومی جنگ کے شروع ہونے کو ناپسند کرتے تھے ایتھنز بھی اتحاد میں شریک ہو گیا تھا۔ فلپ کے ایک سپہ سالار نے ایٹی کا پر حملہ کر دیا مگر رومیوں کے متنبہ کرنے پر واپس ہو گیا۔ رومیوں نے اس کے بعد اکائی اور ایٹولی اتحاد اور اہل ایپائرس اور شمال کی دوسری بستیوں کو اپنے پیام سے مطلع کرنے کے بعد مشرق کا رخ کیا تا کہ اپنے مصری حلیف کو انٹیوکس کی دست درازیوں سے بچانے کی فکر کریں۔ فلپ تو اب ان خطروں سے آگاہ ہو گیا ہوگا۔ مگر اس کی ہمت بلند تھی اور رومیوں کے احتجاج کے بلا لحاظ اس نے اپنی کارروائیوں کو جاری رکھا۔ جنوب میں اس نے جو مقامات فتح کئے تھے ان پر اہل روڈز اور اٹالس نے پھر قبضہ کر لیا مگر تھریس اور دردۂ دانیال کے شہروں پر اس کا قبضہ بحال رہا ابی ڈوسن کے باشندوں نے سخت مقاومت کی مگر آخر کار مجبور ہو گئے اور غلامی سے بچنے کے لئے ان میں سے اکثر نے اپنا کام تمام کر دیا۔ روما سے ایک سفیر اسی اثنا میں آیا اور اس سے ان حرکات سے باز آنے کی درخواست کی مگر اس نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ اب دراصل مراعات کا وقت نہ تھا اور جب تک کہ وہ بالکل مجبور نہ ہو جاتا اپنی کارروائیوں سے باز نہ آسکتا تھا۔

(۱۳۴) روما کی سینیٹ جنگ کے لئے تیار تھی مگر قوم جنگ سے عاجز آگئی تھی۔ ۲۰۰ سنہ کے کانسلوں میں سے ایک مسمی سپ سلپی کیس گالبیا نے مجلس عامہ سے فلپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرانا چاہا مگر سنتوریوں نے بہ کثرت آرا اس کی تحریک کو رد کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد اسنے مجلس عامہ کا جلسہ پھر منعقد کیا اور منظوری حاصل کر لی۔ لیوی نے اس کانسل کی تقریر کا جو خلاصہ بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس نے مجلس مذکور کے سامنے

یہ معما پیش کیا کہ یا تو تم بیرون ملک میں جنگ کا سلسلہ جاری رکھو یا خود اطالیہ میں لڑو ممکن ہے کہ اس کا یہ خیال صحیح ہو اس سے سال کے فوجی انتظامات میں روما کے اہل الرائے یہ چال چلے کہ گال، بروٹیم، سسلی سارڈینیا کی محافظ فوجوں کے لئے جو سپاہی درکار تھے وہ سب اطالیہ کے حلفا سے طلب کئے گئے مام سین کا خیال ہے کہ یہ کارروائی روما کے شہریوں کے تالیف قلوب کے لئے کی گئی تھی اور غالباً اسی کی وجہ سے مجلس عامہ نے اپنی سابقہ رائے کو بدل دیا تھا۔ پرانے لیجن توڑ دئے گئے اور نئے لیجن بھرتی کئے گئے۔ انکی تعداد چھ تھی کہ جن میں سے صرف دو مقدونیہ کی جنگ کے لئے تھے اور ان کی تائید کے لئے نبرد آزما سپاہیوں کی ایک فوج تھی جو بطور رضا کار شریک ہو گئے تھے جنگ چونکہ یونانی ممالک میں ہونے والی تھی۔ اسلئے سینیٹ نے یونانی حلیفوں کے حاصل کرنے کی ہر گونہ تدبیر کی اور ان حلیفوں سے پورے طور سے کام لینے کا قصد کر لیا یہ وہی طرز عمل تھا جس نے اطالیہ کو روما کے زیر نگین کر دیا۔ روما کی شرکت کی وجہ سے فلپ کے دشمنوں کو تقویت ہو گئی اور ان کے اتحاد کے ارکان کی تعداد کے بڑھنے سے ان کی قوت میں کوئی کمی نہ ہو سکتی تھی۔

(۲۳۴) مگر ایک عرصہ تک روما کی مداخلت سے کوئی قطعی نتیجہ برآمد نہ ہوا گالبا ف سنہ ۲۰۰ میں اور پ۔ دی لیس سنہ ۱۹۹ میں الیریا کے پہاڑوں میں فلپ سے برسر جنگ تھے اور گالبا نے فلپ کو تھسلی کی طرف پسپا ہونے پر مجبور بھی کیا اسی عرصہ میں مقدونیہ پر چند شمالی قبیلوں نے حملہ کر دیا اور ان سے ٹولی بھی بہت کچھ پس و پیش کے بعد اتحاد میں شریک ہو گئے۔ فلپ ہر طرف سے گھر گیا تھا۔ مگر وہ ہمت نہ ہارا۔ شمالی حملہ آوروں کو اس نے سخت نقصان کے ساتھ ہزیمت دی اور اسے ٹولیوں پر تھسلی میں یکا یک حملہ کر کے ان کا قلع قمع کر دیا۔ سال کے اوائل میں اس نے اٹیکا پر حملہ کیا اور پیلی پونی سس پر بھی یورش کی جہاں

بے سود لڑائیاں

ف قرین قیاس یہ ہے کہ گالبا سنہ ۱۹۹ میں بطور پروکانسل موجود تھا مگر سنین کے متعلق جو اختلاف ہے۔ قابل لحاظ نہیں۔

حسب سابق نابس شاہ اسپارٹا اور اکائیوں کے درمیان چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تھی۔
فلپ نے اس شرط پر نابس کی سرکوبی کا وعدہ کیا کہ اکائی کورنتھ اور یوبے ایا
کے مستحکم مقامات کے لئے محافظ فوجیں مہیا کریں مگر اس کی یہ چال نہ چل سکی۔
کیونکہ اکائی سمجھ گئے کہ فلپ چاہتا تھا کہ ان کے سربرآوردہ اشخاص کو اپنے
قبضے میں کرلے اور انھیں جنگ کا اعلان کرنے پر مجبور کرے۔ اس لیئے وہ
اٹیکا کی راہ سے پھر شمال کو واپس ہوگیا مگر اس نے تمام ملک کو تاخت و تاراج
کردیا۔ عمارتوں کو منہدم کردیا۔ یہاں تک کہ ایتھنز کے بزرگوں کی قبروں کی
بھی اس نے بے حرمتی کی۔ ایتھنز کے محاصرہ کے لئے وہ نہ ٹھہر سکتا تھا
کیونکہ روما کا ایک بیڑا ساحل پر موجود تھا۔ رومیوں نے اسکے قلعہ کالکیس
کو بھی فتح کرلیا تھا مگر سپاہیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اس پر قبضہ قائم نہ رکھ
سکتے تھے سال کے اواخر میں متحدین کے بیڑے نے چند اور مقامات پر بھی
قبضہ کرلیا فلپ کا بیڑا اس بیڑے کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا اور وہ خود خشکی کی جنگ
میں مصروف تھا اس موقع پر پہونچکر اس کی قسمت نے پھر پلٹا کھایا جس سے
اس زمانہ میں یونان[۵] کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ سکندریہ میں تو اجیر سپاہیوں
کی سخت ضرورت تھی، وہاں سے ایک بھرتی کرنے والا عہدہ دار زرکسیس
لیکر اسے لوٹلیا پہونچا اور گوا سے لوٹلیا اس وقت جنگ میں مشغول تھا۔
مگر اس کے سپاہیوں میں سے بیشتر بیش قرار تنخواہوں کے لالچ میں مصر چلدیئے
۱۹۹ء کے واقعات کے متعلق ہماری معلومات نہایت محدود ہیں۔ مگر معلوم
ہوتا ہے کہ جانبین میں سے کسی کو کامیابی نہ ہوئی کانسل وی الیس کو روی
رضاکاروں کی بغاوت سے سخت پریشانی ہے۔ جنھیں عذر تھا کہ وہ اپنی
مرضی کے خلاف جنگ پر بھیجدیے گئے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہو گی کہ

---

[۵] ایک دوسری مثال یہ ہے کہ اکائیوں کا جنرل قلعۂ پومیں بطور ایک تنخواہ دار افسر
کے کریٹ میں ملازم ہوگیا تھا اور وہاں سے دوسری مرتبہ واپس آیا تھا فلپ کی فوج میں بھی
الیریا اور تھریس کے اجیر سپاہیوں کے علاوہ اہل کریٹ بھی تھے۔

سال ماقبل کی معرکہ آرائیوں میں بجائے مال غنیمت کے ان کے حصے میں مصائب آئے تھے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے وی لیس اندرون ملک کی طرف بڑھا مگر قبل اس کے کہ اس کی تدبیریں مکمل ہوں کہ فلامی نیس نہ صرف اس کا جانشین مقرر ہو چکا تھا بلکہ کور کائرا پہونچ گیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وی لیس نے ۱۹۸ ق م کے اوائل میں اپنا کوچ شروع کیا تھا مگر تاریخوں میں تسلسل نہیں ہے اس نے اجیر سپاہی نوکر رکھے اور انھیں قواعد سکھائی اپنی قومی فوج میں بھی اس نے سپاہیوں کو بھرتی کیا اور ان کی قومی تربیت کا انتظام کیا اپنے خاص اور بیرونجات میں پھر ہر دل عزیز ہونے کی بھی اس نے بہت کوشش کی اور پیلوپونی سس کے مقدونی مقبوضات کو اکائی اتحاد کے حوالہ کر دیا مگر اس کی یہ خود غرضانہ سخاوت بعد از وقت تھی۔

فلامی نیس (۳۴۳ھ) روما میں ۱۹۸ ق م کے انتخابات میں کچھ دقت ہوئی کیونکہ ٹی ٹس کونک ٹیس فلامی نیس کی امیدواری پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس کی عمر ۳۰ سال سے کم ہے اور اس نے ایڈیل یا پریٹر کی خدمات انجام نہیں دی ہیں۔ مگر یہ اعتراض قانوناً صحیح نہ تھا کیونکہ کوئی قانون ایسا نہ تھا جسکی رو سے کوسٹری سے راست کانسلی تک پہونچنا ممنوع ہوتا۔ سینیٹ کو ضرور معلوم ہوگا کہ خدمات کی باضابطہ درجہ بندی سے اقتدار حکومت حکمراں جماعت یعنی خود اس کے ارکان کے ہاتھوں میں رہتا مگر مقدونیہ کی جنگ کو ختم کرنا بھی ضرور تھا جسکی سپہ سالاری کے لئے اب تک کوئی مناسب انتظام نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اس نے اعتراضات مذکورۂ بالا کا لحاظ نہیں کیا اور نوجوان فلامی نیس کانسل منتخب ہو گیا یونانی زبان سے وہ واقف تھا اور ہینی بالی جنگ کے اواخر میں ٹارین ٹم کا صوبہ دار تھا جہاں اُسے یونانیوں سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ مشرق سے بھی پریشان کن خبریں آ رہی تھیں جس سے یونان اور مقدونیہ کی جنگ کے متعلق سینیٹ کی پریشانی اور بھی بڑھ گئی۔

شاہ انٹیوکس نے مصری فوج کو شکست دیکر ان شامی اضلاع میں غلبہ حاصل کرلیا جنہیں وہ اپنی سلطنت میں ملحق کرنا چاہتا تھا اس کی مصلحتوں کا مقتضا اب یہ تھا کہ مصر سے آسان شرائط پر صلح کرلے اس لئے مصر سے اس نے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا جس سے ایشیائے کوچک کے معاملات کی طرف متوجہ ہونے کا اسے موقع مل گیا۔ اسے نہ تو فلپ نہ رومیوں پر اعتماد تھا۔ اس لئے اس نے ان کی حالیہ نزاعات سے نفع اُٹھاکر مغرب میں سلوقیوں کی قوت کو پھر قائم کرنے کا قصد کرلیا۔ پرگامم کی سلطنت اس کی زد میں تھی اور جب اس پر ایک شامی فوج نے حملہ کردیا تو اٹالس نے ایک سفارت روما روانہ کی اور درخواست کی کہ یا تو رومی اس کی سلطنت کی حفاظت کے لئے ایک فوج بھیجیں یا اسے متحدہ فوجوں سے اپنی امدادی فوج کو واپس بلانے کی اجازت دیں۔[1]

مگر روما اس وقت انٹیوکس سے چھیڑ چھاڑ کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے اس نے اٹالس کو اپنی فوج واپس بلا لینے کی اجازت دی۔ روما مصر کا حلیف تھا مگر شاہ شام سے بھی اس کے تعلقات دوستانہ تھے اور اسکو خاموش رکھنا نہایت ضروری تھا اس لئے اس کے پاس روما سے ایک سفارت یہ درخواست کرنے کے لئے بھیجی گئی کہ اٹالس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے کیونکہ وہ فلپ کے مقابلے میں روما کی طرف سے جنگ میں شریک تھا۔ رومیوں کے اس عیارانہ عجز سے متاثر ہوکر یا اپنی ذاتی اغراض کو ملحوظ رکھ کر انٹیوکس نے اپنی حملہ اور فوج کو واپس بلالیا۔ مگر اس کے یہ معنی نہ تھے کہ وہ اپنے منصوبوں سے دست کش ہوگیا تھا۔

(۴۳۴) فلامی نیس جب میدان جنگ میں پہونچا تو اسے معلوم ہوگا کہ فلپ ایپائرس کی شمالی سرحد کے پہاڑوں میں ایک محفوظ مقام پر

---

[1] انٹیوکس بطلیموس اور اٹالس سے روما کے تعلقات دوستانہ (Fruicitia) تھے اٹالس اس کی مدد کررہا تھا مگر بہ طیب خاطر دیکھو فقرہ ۴۲۸ -

موجود ہے مگر اس نے غور و فکر کے بعد درے میں سے بزور داخل ہونے کا قصد کیا۔ فلپ سے گفت و شنید بھی کچھ ہوئی مگر وہ رومیوں کے مطالبات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا لیکن فلامی نیس کو ایک مقامی آدمی مل گیا جس نے اس کی رہبری کی اور اس کی فوج کو ایک ایسے مقام پر پہونچا دیا جسکی زد میں فلپ کا لشکرگاہ تھا۔ اس حسن اتفاق سے رومیوں کو دھاوا کرنے میں کامیابی ہوئی، فلپ کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی اور اسے تھسلی کی طرف فرار ہونا پڑا۔ فلپ کا قاعدہ تھا کہ جب وہ پسپا ہوتا تو جتنے شہر اس کی راہ میں پڑتے سب کو تباہ کر دیتا۔ اور اراضی کو ویران کر دیتا۔ ان اضلاع کے باشندے اس کے محکوم حلیف تھے مگر انھیں اس نے اپنے گھروں کو چھوڑنے اور اس کے ساتھ ہو لینے پر مجبور کیا۔ اس کے سپاہیوں کی دست برد سے جو جائداد منقولہ بچ چکی تھی اسے انھوں نے اپنے ساتھ لے لیا۔ اس سے لوگوں کو سبق ہو گیا کہ اس کا دوست ہوتا یا دشمن ہوتا دونوں برابر ہیں۔ ان مجنونانہ حرکات کے بعد وہ مقدونیہ واپس ہوا کیونکہ اب آکائی اور اتھامانی تھسلی پر ٹوٹ پڑے اور کئی شہر یکے بعد دیگرے لے لئے فلامی نیس بھی ایپائرس سے تھسلی پہونچا مگر اس نے اپنی فوج کو اپنے قابو میں رکھا اور انھیں لوٹ مار کرنے سے روکتا رہا اسی وجہ سے اسے رسد اپنے ساتھ لانی پڑی۔ اور تھسلی پہونچنے میں دیر ہوئی اس اثنا میں متحدین کا بیڑا وہ قلعوں کی تسخیر میں مصروف تھا جو فلپ کے قبضہ میں یوبے آیا میں تھے۔ کانسل نے تھسلی کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اٹراکس کا محاصرہ اسے اٹھا دینا پڑا سال ختم ہو رہا تھا اس لئے اس نے قصد کر لیا کہ خلیج کورنتھ کے کسی بندرگاہ پر قبضہ کر لے تاکہ وہاں موسم سرما بسر کر سکے اور سمندر سے اسے رسد بھی پہونچتی رہے۔ اس نے اس غرض کے لئے فوکس کو منتخب کیا۔ اور اس ضلع اور اس کے بندرگاہ اینٹی کائرا پر قبضہ کر لیا۔

(۴۳۵) ان معرکہ آرائیوں کے دوران میں جن اضلاع

میں سے غلامی نہیں گزرا ان کے باشندوں کا اس نے حد درجہ لحاظ رکھا اور صلح و آشتی سے پیش آتا رہا جس کی وجہ سے یونانی اسے اپنا آزاد کنندہ خیال کرنے لگے اور انھیں امید ہوگئی کہ روما انھیں مقدونیہ کی غلامی سے آزاد کرا دے گا۔ آکائی اب سخت شش و پنج میں تھے اس وقت تک انھوں نے غیر جانب داری[1] برتی تھی۔ مگر اب ہر یونانی سلطنت کے لئے فریقین میں سے کسی نہ کسی کا ساتھ دینا ضروری تھا اتحاد شاہی مقدونیہ کا مرہون منت تھا۔ مگر سنہ ۲۲۴ میں انھیں کلیومی نیس سے بچانے کے صلے میں مقدونیوں نے ان سے کورنتھ لے لیا تھا، جو اکائیوں کے مقبوضات میں سب سے اہم تھا اکائی اتحاد کے اکثر شہروں کے باشندے روز بروز فلپ سے بددل ہوتے جاتے تھے، اس پر یہ الزام تھا کہ اس نے ارائٹس کو زہر دیا اور حال ہی میں فلوپومین کو قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے دوستوں کو اندیشہ تھا کہ اگر اسے فتح حاصل ہوئی تو وہ بالکل اس کے قابو میں ہو جائیں گے اور معلوم نہیں کہ انکے ساتھ کیا سلوک کرے۔ اکائیوں کے اس شش و پنج کو دیکھ کر عیار رومی کانسل نے انھیں لالچ دلانا شروع کیا۔ متحدین کا بیڑا کورنتھ پر حملہ کرنے والا تھا اس لئے اس نے انھیں طمع دلائی کہ اگر وہ روما کے ساتھ شریک ہو جائیں تو کورنتھ فتح ہو جانے کے بعد ان کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اکائی اتحاد موسم خزاں کا اجلاس عنقریب ہونے والا تھا اور اتحاد کے آئندہ طرز عمل کا مسئلہ اس میں پیش کیا گیا۔ شرکائے جنگ یعنی روما پرگامم اور روڈز کے سفیر موجود تھے انھوں نے تقریریں کیں جن کا جواب فلپ کے کارپرداز نے دیا۔ سب سے آخر میں ایتھنز کے سفیروں نے تقریر کی اور فلپ کے سفیروں کا جواب دیا۔ اتحاد کا صدر آرس ٹینس روما کا طرفدار تھا اور اس کا اثر روما کے لئے مفید ہوا۔ تین سلطنتیں بشمول آرگوس جو مقدونیہ کی مرہون منت تھیں اتحاد سے علیحدہ ہو گئیں کیونکہ ان کی مخالفت بے سود

---

[1] دیکھو فقرہ ۴۲۸۔

تھی اور اتحاد اکائی اس اتحاد میں شریک ہوگیا جو روما نے فلپ کے خلاف میں قائم کیا تھا۔

(۴۶۲) کورنتھ کا محاصرہ شروع ہوگیا تھا اور سرگرمی سے جاری تھا رومیوں کو امید تھی کہ اہل شہر غداری سے شہر ان کے حوالہ کردیں گے مگر یہ امید موہوم ثابت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونی محافظ فوج میں فرار شدہ اطالوی تھے جو یا تو ہنی بال کی فوج کے بقیۃ السیف تھے یا روما کے حلیف تھے جو روما کی بحری فوج کی ملازمت کی صعوبتوں سے پریشان ہوکر مقدونی فوج میں شریک ہوگئے تھے مقدونیوں کو اس کے بعد کمک پہونچ گئی جسکی وجہ سے محاصرہ فی الوقت اٹھا دیا گیا اور اکائی اپنے موعودہ انعام کے انتظار میں رہ گئے۔ اسی اثناء میں آرگوس نے اتحاد کا ساتھ چھوڑ دیا اور علانیہ فلپ کی شرکت اختیار کی مگر اسے ایسے حلیفوں کی ضرورت نہ تھی جو نہ تو اپنی حفاظت کرسکتے تھے اور نہ اس کی مدد کرسکتے تھے اس لئے اس نے ارگوس کو اسپارٹا کے بدطینت حاکم نابس کے سپرد کردیا تاکہ اتحاد اکائی کے خلاف میں وہ اس کی مدد کرے نابس نے آرگوس اپنے قبضے میں لے لیا اور وہاں وہی مظالم کئے جو اس نے اسپارٹا میں کئے تھے فلپ سے بھی اس نے بدعہدی کی۔ رومیوں سے وہ پہلے ہی سے نامہ و پیام کررہا تھا اور اب قطعی طور پر اتحاد میں شامل ہوگیا۔ آرگوس پر اس نے اپنا قبضہ بحال رکھا گو اٹالس اس کے اس فعل پر معترض ہوا۔ اطالیہ کے فرار شدہ سپاہی فلپ کی سلک ملازمت میں تھے مگر اس کے برخلاف ماسی نسا نے یونان کی رومی فوج کے لئے امداد بھیجی اور سسلی سے غلہ اور کپڑے کے ذخائر آئے۔ روما اور اطالیوں کے تعلقات اب خوشگوار تھے۔ مگر روما کی قوت اطالیہ تک محدود نہ تھی۔

لہ لیوی ۳۲، ۲۳ - ۹ بحری حلیفوں میں آزاد شدہ غلام بھی داخل ہونگے۔
ٹہ اسکی حیثیت "شاہ حلیف و دوست" کی تھی۔ دیکھو لیوی ۳۱، ۱۱۔

نامہ وپیام بے سود

(۲۴۷) اسی اثناء میں سنہ ۱۹۷ کے انتخابات ہوئے مگر نئے کانسلوں میں سے کوئی فلامی نیس کو سبکدوش کرنے کیلئے نہ بھیجا گیا اور وہ بہ حیثیت پروکانسل مقدونیہ کی سپہ سالاری پر بر قرار رہا گمر اسکی خبر اسکو وقت پر غالباً نہ پہنچ سکی اس لئے سبکدوش کر دئے جانیکے اندیشے سے اسے ضرور فکر ہوگی موسم سرما میں اس نے اپنا اثر وسطی یونان میں بڑھایا اور فلپ کی درخواست پر شرائط صلح طے کرنیکے لئے



[جزیرہ نمائے بلقان کا نقشہ سنہ ق م سلطنت مقدونیہ (م) سلطنت مقدونیہ کے زیر حفاظت مقامات۔ (م م) سلطنتیں جنکا رجحان مقدونیہ کی طرف تھا (ر م) سلطنتیں جو مقدونیہ کے خلاف تھیں یا روما کی حلیف تھیں (خ م) سلطنتیں جنکا رجحان روما کی طرف تھا یا کسی وجہ سے روما کی شریک ہو گئی تھیں (ر ر) یونان کی تین زنجیریں]

ایک مجلس شوری ہوئی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ چند امور کو اس نے ملتوی کرنا چاہا اور یونان کی سلطنتیں جنھیں اس پر اعتماد نہ تھا۔ اس پر راضی

نہ ہوئیں کیونکہ انھیں امید تھی کہ وہ رومیوں کی امداد سے فلپ کے جبر و ظلم سے نجات پا جائیں گے چند روز کے لئے عارضی صلح ہوگئی اور فریقین کے سفیر روما بھیجے گئے تاکہ سینیٹ تنازعہ فیہ کا تصفیہ کردے۔ فلپ نے سینیٹ کے تیز فہم اراکین کو دھوکا دینا چاہا تھا۔ مگر اتحاد کے کارپردازوں نے انھیں سکھا پڑھا دیا تھا انھوں نے فلپ کے سفیروں سے ایک نہایت ٹیڑھا سوال کیا وہ کیا فلپ یونان کی "تین زنجیروں" سے دست کش ہونے پر آمادہ ہے؟ یہ ڈی میٹریاس کالکس اور کورنتھ کے تین مستحکم مقامات تھے۔ سفیروں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی ہدایت نہیں کی گئی ہے، اس لیے سینیٹ نے انھیں بے نیل و مرام واپس کردیا اور پرو کانسل کو اجازت دیدی کہ اپنے حسب صوابدید جنگ کو جاری رکھے یا صلح کرلے۔ اس حکم کی بنا پر اس نے سلسلۂ گفت و شنید کو منقطع کردیا اور قطعی فتح حاصل کرکے جنگ کو ختم کرنے کی فکر کرنے لگا۔ جو ایشیا کے اتحاد نے اب تک جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ یہ لوگ مقدونیہ کے حلیف تھے اور اس کا عام رجحان بھی فلپ کی طرف تھا۔ لیکن فلامی نیس نے ایک کمینی چال سے بوائے شیا کی قومی مجلس کے انعقاد کے ایک روز ایک رومی فوج تھیبس میں پہونچا دی جس سے آزادی سے اظہار رائے کا موقع نہ رہا اور اہل بوائے شیا با دل ناخواستہ روما کے حلیف ہو گئے۔ پیرانہ سال اٹالس ایک مجمع عام میں اہل بوائے شیا کے سامنے تقریر کر رہا تھا مگر اثنائے تقریر میں اسے کوئی عارضہ ہو گیا اور وہ اپنے دار السلطنت کو واپس ہو گیا جہاں اس نے انتقال کیا۔ پرو کانسل امدادی فوجوں کے ساتھ شمال کو روانہ ہوا نابس نے کچھ کریٹ کے اجیر سپاہی روانہ کیے اور اس کی بیوی نے آرگوس کی خواتین سے انھیں جسمانی تکلیف پہونچا کر ان کے زر و جواہر اور قیمتی کپڑے وصول کرلئے فلپ بھی اپنی فوج میں نئے سپاہی بھرتی کر رہا تھا اور انھیں جنگ کے لئے تیار کر رہا تھا مگر مقدونیوں کی ہمپایہ میں وہ لڑکوں اور بوڑھوں کو بھرتی کرنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ مسلسل جنگ سے اس کی تعداد بہت کمی ہو گئی تھی۔ ۱۹۷ء میں دونوں فوجیں تھسلی میں ایک

مقدونیہ کا نظام فوج

دوسرے کے مقابلہ میں صف آرا تھیں - سپاہیوں کی تعداد دونوں فوجوں میں ۲۵۰۰۰ سے زیادہ نہ تھی فلپ کی یہ پوری فوج تھی اور اس میں اجیر سپاہی بھی شامل تھے ہر ایک فوج کی روح رواں قومی فوج تھی رومی یا مقدونی اور دونوں فوجوں کے نظام میں جو نمایاں اختلاف تھا وہ جنگ مابعد کے لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے،

(۸۳۴) فیلنکس کے معنی پہلے جنگ کی صف کے تھے مگر رفتہ رفتہ اس لفظ کا اطلاق فوج کے ایک بڑے دستے پر ہونے لگا جس میں بھاری اسلحہ والے پیدل سپاہیوں کی کئی صفیں ہوتی تھیں - مقدونیوں نے فیلنکس میں ہتھیاروں کو بدلکر کچھ ترمیم کی تھی اور اس ترمیم شدہ فیلنکس کو فلپ دوم اور سکندر کی معرکہ آرائیوں میں خاص شہرت ہوئی تھی فیلنکس کی تربیت سے اصل غایت یہ تھی کہ تصادم کے زور سے دشمن کی صف آرائی توڑ دی جائے اس خاص غرض کے لئے یہ ضروری تھا کہ فیلنکس بعد ترتیب زبردست اور غیر متحرک ہو اور اس کے سپاہی نوکدار اسلحہ سے مسلح ہوں جنگی نوکیں ایک خط میں دشمن کے سامنے ہوں افراد کی کارکردگی اور ترتیب کی حسب ضرورت تبدیل کا مطلق خیال نہ تھا اسی لئے یونان کی پرانی برچھی متروک ہوگئی تھی اور اس کے بجائے ایک دوشاخہ نیزہ استعمال میں آنے لگا تھا - ڈھال سے بھی غالباً کام نہ لیا جاتا تھا مگر بائیں شانے پر کوئی چیز حفاظت کے لئے لگائی جاتی تھی - ایک محقق[۱] نے خوب کہا ہے کہ فیلنکس سے کام لینے کا بہترین طریقہ یہ تھا کہ جب اس سے دشمن پر سامنے سے حملہ کرنے کا کام لیا جائے تو سوار اس کے ساتھ ہی دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کر دیں - لیکن زمانۂ آخر کے مقدونی بادشاہ اس تدبیر سے کام نہ لیتے تھے اور رفتہ رفتہ بجائے نظام فوجی کا ایک جزو ہونے کے فیلنکس بجائے خود

---

[۱] مسٹر ہوگارتھ "فلپ و سکندر مقدونیہ" لیکن فیلنکس کا جو حال انھوں نے بیان کیا ہے اس کے کئی امور میری سمجھ میں نہیں آئے -

قابل قدر خیال کیا جانے لگا فلپ پنجم کے زمانہ میں جو نیزہ مستعمل تھا وہ ۲۰ فٹ لمبا ہوتا تھا۔ نیزے کا ڈنڈا کندے کے قریب موٹا ہوتا تھا یا اس میں کوئی وزنی چیز بھر دی جاتی تھی تاکہ نیزہ بردار جب اس سے کام لے تو دونوں طرف کا وزن برابر ہوجائے فیلنکس میں سولہ صفیں ہوتی تھیں مگر صرف اگلی پانچ صفیں نیزے کو نیچے لاسکتی تھیں پیچھے کی گیارہ صفیں اپنے نیزوں کو اٹھائے رکھتی تھیں۔ البتہ پھینک کر مارنے والے ہتھیاروں سے کچھ حفاظت ہوتی تھی صفیں جب ایک دوسرے سے قریب ہوتیں تو دھاوا کرتے ہیں مگر اسکے متعلق متعدد امور ایسے ہیں جنکی توضیح نہیں ہوسکتی مثلاً لڑائی میں صف بندی کس طرح قائم رہتی تھی پیچھے کی صف والوں کو نیزوں سے کام لینے کا موقع ملتا تھا یا نہیں اور یہ کہ دھاوے کے علاوہ فیلنکس سے نقل و حرکت کا کوئی دوسرا کام بھی لیا جاسکتا تھا یا نہیں۔ یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ پہاڑی یا ناہموار زمین میں فیلنکس کی ترتیب ٹوٹ جاتی تھی اور وہ محض بیکار ہوجایا کرتا تھا ہموار زمین پر بھی اگر میمنہ اور میسرہ کا غیر محفوظ ہونا فیلنکس کے لیے سخت مہلک تھا کیونکہ فیلنکس کے سپاہیوں کے ہاتھ نیزوں کی وجہ سے پھنسے ہوتے جن سے وہ کام نہ لے سکتے اور دشمن کو موقع ملجاتا کہ تلواروں یا خنجروں سے ان کا کام تمام کردے۔ رومی فوجوں کی تنظیم اس کے بالکل خلاف تھی۔ ان کو صرف پلٹنوں میں لڑنے کی تعلیم دی جاتی بلکہ بچپن سے چھوٹی فوجوں یعنی کوہرٹ اور مینی پل میں بھی انکا دار و مدار صرف ایک دھاوے پر نہ تھا بلکہ میدان جنگ میں گشتاوہ ترتیب کے ساتھ جاتے تاکہ اپنے ہتھیاروں میں سے بخوبی کام لے سکیں، صف بندی ایسی تھی کہ حربی لحاظ سے جس نقل و حرکت کی ضرورت ہو۔ بہ آسانی کرسکتے ان کا ہر فرد لڑائی میں بخوبی شریک ہوسکتا تھا، حفاظت کے لئے ہر سپاہی کے پاس ڈھال تھی اور حملہ میں دشمن پر برچھی پھینک کر تلوار سے حملہ کرتے فی الجملہ رومی فوج ہر جگہ اپنی کارکردگی کا ثبوت دے سکتی تھی اور جنگ کے معمولی حادثات سے اس کی ترتیب بگڑ نہ سکتی تھی۔ روما کے مینی پل

آسانی سے پیچھے ہٹ سکتی تھی اور اپنی ترتیب درست کر کے پھر حملہ کر سکتے تھے
اور پسپائی ان کی صورت میں ہزیمت کا مترادف نہ ہو سکتی تھی۔ لیجن کے
سپاہیوں کے ہتھیار چھوٹے اور قابل کار تھے برخلاف فیلنکس کے
سپاہیوں کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے ہوتے جن سے کوچ میں
انھیں سخت دقت ہوتی۔ روما کے سپاہیوں کے ہتھیار ہلکے تھے اس لیے
لشکرگاہوں کے بنانے کے لئے وہ لکڑیوں کے نوکدار تختے بھی اپنے ساتھ
لے جا سکتے تھے۔

سائنو... کی جنگ

(۹۳۴) تھسلی میں بارش اور کہرے کی وجہ سے مطلع صاف نہ تھا
اسلئے دونوں فریقوں کے سپہ سالار مطلع کے صاف ہو جانے کے منتظر تھے۔
لیکن دونوں فوجیں قریب تھیں اور ایک روز صبح کو جب کہ کہرا چھایا ہوا تھا دونو
میں پہاڑیوں کے ایک سلسلہ کے قریب جو سائنو سے فالے کے نام سے
مشہور ہے۔ جنگ چھڑ گئی۔ جنگ میں جو جماعتیں شریک تھیں انکی امداد کے
لئے دونوں طرف سے کمک بھیجی گئی۔ جس سے ایک بے ترتیب جنگ
شروع ہو گئی حالانکہ فریقین کا ارادہ لڑنے کا نہیں تھا۔ موقع جنگ کی خرابی
اور عجلت کی وجہ سے فلپ کو سخت نقصان پہنچا اسکے میمنہ پر جو فیلنکس
تھا اس نے رومیوں کے میسرہ کو ہزیمت دی۔ مگر اس کے میسرہ پر جو
فیلنکس کی ترتیب بوجہ کمی وقت درست نہ ہو سکی اور زمین کی ناہمواری سے
اس کی صفیں تتر بتر ہو گئیں۔ اس فیلنکس پر رومیوں کے حملے کو دفع کرنے
کے لئے اس نے اپنے سوار بھیجے تھے مگر ایٹولی سواروں نے انھیں پیچھے ہٹا
دیا۔ فلامی نیس نے اپنے میسرہ کو ان کے حال پر چھوڑ کر فلپ کے کمزور میسرہ
پر حملہ کر کے پوری کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد ایک ہوشیار رومی افسر نے
یہ دیکھ کر کہ میمنہ پر حلیفوں کی فوجیں اچھی حالت میں ہیں ۲۰ پلٹنیں میسرہ کی لیکر
لگ گیا اور فلپ کے کامیاب فیلنکس پر عقب سے حملہ کر دیا جس سے فلپ
اب بالکل بے قابو ہو گیا۔ اس کے سپاہی مقابلہ کرنے سے عاجز تھے اور ان میں
سے اکثر قتل ہو گئے۔ باقی ماندہ سپاہی نیزے پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے

شمال کی طرف بھاگ گئے سے قبل اس نے لاریسا میں اون خطوط اور کاغذات کو جلا دیا جس سے اس پر اور اسکے یونانی شرکاء پر حرف آتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیوں کے آٹھ ہزار آدمی کام آئے اور ۵۰۰۰ قید ہوئے۔ فاتحوں کے صرف ۷۰۰ آدمی ضائع ہوئے رومی سپاہیوں کو امید تھی کہ فلپ کے لشکر گاہ کو لوٹنے سے انھیں بہت کچھ مال و متاع ملجائیگا مگر اے ٹولی ان سے پہلے پہونچ گئے اور صفایا کر دیا جس سے رومیوں کو سخت رنج ہوا۔ فتح زیادہ تر رومیوں کی مساعی سے حاصل ہوئی تھی گو ماسی نسا کے بھیجے ہوئے ہاتھیوں سے کچھ کار براری ہوئی تھی اور اے ٹولیا کے سواروں میں ایک نازک وقت پر قابل قدر کام کیا تھا۔ مگر جنگ میں زیادہ حصہ رومیوں کا تھا اور انہیں کی حسن تدبیر سے اتحادیوں میں یکجہتی قائم تھی۔ اسی لئے جب اے ٹولیوں نے فتح کا سہرا اپنے سر رکھنا چاہا اور یونان میں مقدونیوں کی جگہ لینے کا دعویٰ کیا تو فلامی نیس نے ان کی کوئی پروانہ کی اور اپنی مرضی پہ عمل کیا۔ فلامی نیس نے فلپ سے عارضی طور پر صلح کر لی اور اس سے گفت و شنید کا انتظام کیا۔ اے ٹولیوں کا بیان تھا کہ صلح اس نے فلپ سے رشوت لیکر کی تھی[۱]۔ اسی اثناء میں اتحادیوں کا ایک جلسہ شرائط صلح کے طے کرنے کے لئے ہوا جس میں اے ٹولیوں نے بہت کچھ زہر اگلا۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک فلپ قتل نہ کر دیا جائے یا تخت سے اُتار نہ دیا جائے، نہ تو یونان کو آزادی نصیب ہو سکتی ہے یا روما کو امن و امان۔ فلامی نیس کو یونانیوں کی باہمی رنجش اور عناد سے کوئی سروکار نہ تھا اور بین الاقوامی معاملات میں اس کی نظر وسیع تھی۔ اس نے ان کی بکواس کو ختم کرنے کے لئے صاف صاف کہدیا کہ روما کا یہ مقصد نہ تھا کہ انکے دشمنوں کو بالکل تباہ کر دے، البتہ یہ امر اس کے پیش نظر ہے کہ مقدونیہ کی حالت ایسی کر دی جائے کہ وہ یونانیوں کو نقصان نہ پہونچا سکے، یہ معاملہ شرائط صلح سے طے ہو سکتا ہے۔ اس نے انھیں یہ بھی

---

[۱] یہ اس کی زیادتی تھی کیونکہ اے ٹولی روما کے دوست تھے اور اس حیثیت سے عارضی صلح کے قبل کے نامہ و پیام میں شرکت کا حق رکھتے تھے۔

سمجھایا کہ گالیوں اور تھریسیوں کے حملوں کے دفع کرنے کے لئے مقدونیہ ان کے لئے ایک سدسکندری ہے اس لئے اس کا بقا خود ان کے مفاد کے لئے ضروری ہے مگر صلح میں عجلت کرتے ہیں اس کا اصل مقصد کچھ اور ہی تھا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ انٹیوکس یورپ پر حملہ کرنے کے لئے جنگ کی تیاری کر رہا ہے لیکن اس واقعہ کو اس نے ظاہر نہیں کیا۔

(۴۴۰) مجلس صلح میں فلپ نے فراست سے اطاعت اختیار کر لی، جن مطالبات کو منظور کرنے سے اس نے اب تک انکار کیا تھا انھیں منظور کر لیا اور تمام غیر تصفیہ شدہ معاملات کا تصفیہ روما کی سینیٹ پر چھوڑ دیا اس کے معنی یہ تھے کہ یونان اور بحیرۂ یونان میں اس کے جتنے مقبوضات تھے سب سے وہ دست کش ہو گیا۔ اس کے بعد پروکانسل اور اے ٹولیوں کے درمیان مفتوحہ علاقوں کے متعلق ایک علانیہ نزاع شروع ہو گئی کیونکہ اس نے تھسلی کے ان شہروں کو اے ٹولیوں کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا جنھوں نے رومیوں کی حفاظت کا اطمینان دلانے پر اطاعت قبول کی تھی اے ٹولیوں نے اسے سابقہ صلح نامہ کو یاد دلایا۔ جو ۲۱۱ء میں ہوا تھا فلامی نلیس نے جواب دیا کہ انھوں نے ۲۰۵ء میں بغیر اپنے رومی حلیفوں سے مشورہ کرکے فلپ سے صلح کر لی تھی جس سے وہ صلحنامہ منسوخ ہو گیا اے ٹولیوں نے تھسلی کے شہروں کا جبراً الحاق کیا تھا اسلئے دوسرے حلیفوں نے فلامی نلیس کے اس طرز عمل کی تائید کی جو اس نے یونان کے شہروں کی آزادی کے برقرار رکھنے کے متعلق اختیار کیا تھا اے ٹولی اس سے اور بھی برافروختہ ہوئے فلپ سے یہ طے ہوا کہ وہ صلح کی توثیق کے لئے ایک سفارت سینیٹ کی خدمت میں روما روانہ کرے، تاوان جنگ کی ایک بڑی قسط ادا کر دے اور اپنے بیٹے ڈمی میٹریس اور چند دوسرے اشخاص کو بطور کفیل دیدے دوسرے مقامات پر بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہو رہی تھیں، اکائیوں نے کورنتھ پر حملہ کر دیا جب کہ وہ خود یورش میں مشغول تھے اور اسے ہزیمت دی اکارنیا کے لوگ اب تک مقدونیہ کے ہوا خواہ تھے، فلامی نلیس کے بھائی لیوئیس

نے جو بیڑے کا امیر البحر تھا انھیں حکم دیا کہ روما کے شریک ہو جائیں مگر مقدونیہ کے طرفداران میں غالب تھے اس لئے ان پر حملہ کر دیا گیا اور ان کے صدر مقام لیوکاس پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد ساتے نوسے فالیے کی جنگ کی خبر آئی جسکی وجہ سے اس چھوٹی سی بہادر قوم نے اطاعت قبول کر لی۔ بحیرۂ یونان کے پار کیریا میں فلپ کی ایک مختلف العناصر فوج تھی، اسے روڈز کی ایک اسی قسم کی فوج نے سخت شکست دی فلپ کی فوج کا دارومدار مقدونیوں پر تھا۔ اور روڈز کی فوج کا آکائی اجیر سپاہیوں پر مگر غیر متحرک فیلنکس اور بھاری بھرکم نیزے کو وہاں بھی وہی ناکامی ہوئی جو تھسلی کے پہاڑوں میں ہوئی تھی۔ اس طور پر روڈز کے ایشیائے کوچک کی سرزمین میں اپنے گم گشتہ مقبوضات پر پھر قبضہ کر لیا۔ شکست کے بعد فلپ پر ایک دوسری مصیبت نازل ہوئی یعنی ڈارڈانی وحشیوں کا ایک جم غفیر اس کی شمالی سرحد میں گھس آیا اور تمام ملک کو لوٹ مار کر کے تباہ کر دیا فلپ کو ان کی اس حرکت سے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک چھوٹی سی فوج تیار کر کے انھیں سخت نقصان کے ساتھ جنگ میں شکست دی، ادھر ادھر جو لوٹ مار کرنے والے رہ گئے تھے انھیں قتل کر دیا اور باقی ماندہ وحشیوں کو سراسیمہ وار بھگا دیا۔

(۴۴۱) ۱۹۷ ق م میں روما کو مشرقی معاملات میں خاص دلچسپی تھی انٹیوکس مغرب کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔ اس کے بیٹے سارڈس میں فوجوں کو مجتمع کر رہے تھے اور وہ خود ایک دوسری فوج کو ایک زبردست بیڑے میں ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل کے کنارے کنارے لیجا رہا تھا اور مصری قلعوں کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے طرز عمل سے ظاہر تھا کہ وہ پورے ساحل پر بھی کارروائی کرے گا اور وہ قدم بقدم اپنے حلیف فلپ کے قریب پہونچ رہا تھا۔ لیکن وفادار اہل روڈز اس کے سدراہ ہوئے۔ روڈز
سفارتیں دونوں طرف سے بھیجی گئیں کیونکہ دونوں میں سے کوئی لڑنا نہ چاہتا تھا۔ بادشاہ نے اہل روڈز کو اپنی نیک نیتی کے متعلق مطمئن کرانا چاہا اور روما کی دوستی کا واسطہ دلایا جسکی نسبت سینیٹ نے اسے دل خوش کن خط لکھے تھے

اور اس کے عمال کا اعزاز کیا تھا۔ اسی اثناء میں سائے نوسے فالے کی خبر آئی۔ اہل روڈز کو اب فلپ اور انٹیوکس کے درمیان سدراہ ہونے کی ضرورت نہ تھی تاہم انھوں نے اطراف کے شہروں کو متنبہ کر دیا جن کا تعلق مصر سے[لہ] تھا اور دوسرے طریقوں سے شاہ شام کے منصوبوں میں حارج ہوئے لیوی نے غالباً پالی بیس کا تتبع کر کے بیان کیا ہے کہ روما کے ساتھ روڈز کو جو عقیدت تھی اس کا یہ سب سے بیّن ثبوت ہے۔ فلپ کی شکست کے بعد سے یونان میں سکون تھا۔ فلامی نیس فوکس میں موسم سرما بسر کر رہا تھا اور سب کو روما کے فیصلہ کا انتظار تھا مگر ابھی جنگ کی آگ بجھی نہ تھی اور بوایشیا میں بدامنی شروع ہو گئی۔ بوایشیا کے کچھ شہری فلپ کی ملازمت میں تھے جنھیں ان کے اہل وطن واپس بلانا چاہتے تھے۔ پروکانسل کی وساطت اور منظوری سے یہ لوگ واپس آگئے مگر اس سے مقدونیہ کے طرفداروں کی جماعت غالب ہو گئی اور روما کے سرکار کو یہ خوف ہوا کہ جب رومی چلے جائینگے تو انکی جانیں خطرے میں پڑ جائینگی اس لئے انھوں نے مقدونیوں کے طرفداروں کے سرغنہ براکی لیس کو چپکے سے قتل کرا دیا۔ قاتلوں کے سرغنوں سے اس کا بدلا لیا گیا مگر وہ کافی نہ خیال کیا گیا کیونکہ شبہ تھا کہ یہ قتل فلامی نیس کے ایماء سے ہوا ہے۔ علانیہ بغاوت نہ ہو سکتی تھی مگر اکا دکا رومی سپاہیوں کو انھوں نے قتل کرنا شروع کیا جس سے انسداد کی ضرورت ہوئی۔ اہل بوایشیا کو جرمانہ ادا کرنا پڑا اور قاتلوں کو حوالہ کر دینا پڑا۔ اکائیا کے نائبوں کی سفارش سے انھیں سزا نہایت ہلکی دی گئی۔

(۲۴۴) بوایشیا کی یہ نزاع غالباً ۱۹۶ء کے اوائل میں ہوئی فلامی نیس کی عظیم الشان فتح کی خبر جب روما میں پہونچی تو سال مذکور کے لئے انتخابات ہو رہے تھے۔ حسب ضابطہ پروکانسل کی صدارت میں دس کمشنر جن میں گالبا اور دی لیس شامل تھے صلح کے تفصیلی امور کو طے کرنے کے لئے روانہ ہوئے

لہ لیوی ۳۳/۲۰-

نئے کانسل چاہتے تھے کہ یونان کی سپہ سالاری ان میں سے ایک کے سپرد ہو مگر بالآخر فلامی نینس کو وہاں کے معاملات کے طے کرنے کی اجازت دی گئی روما میں خوب خوشیاں منائی گئیں اور ۳۵ قبیلوں نے بالاتفاق صلح کو منظور کر لیا۔ یہ صلح بروقت تھی کیونکہ انٹیوکس کے معاندانہ ارادوں کے علاوہ ہسپانیہ سے بھی سخت ہزیمت کی خبر آئی تھی کمشنروں کے ساتھ صلح کے متعلق سینیٹ کے تفصیلی احکام آئے تھے جنکے اہم امور حسب ذیل تھے۔

(۱) یونانیوں کی آزادی کے متعلق ایک عام اعلان (۲) تمام شہر جو فلپ کے تحت میں تھے یا اس کے قبضے میں تھے استھمی کھیلوں کی تاریخ سے قبل رومیوں کے حوالہ کردیے جائیں (۳) ایشیائے کوچک کے بعض شہروں کا تخلیہ کردے اور انھیں آزاد کرے (۴) تمام قیدیوں اور فرار شدہ سپاہیوں کو واپس کردے (۵) اپنا بیڑا روما کو دیدے (۶) ۵۰۰ ٹیلینٹ بطور تاوان جنگ فوراً ادا کرے اور ۵۰۰ دس سالانہ قسطوں میں ادا کرے۔ ممکن ہے کہ اسے ممالک غیر سے روما کے بغیر اجازت جنگ کرنے سے بھی منع کیا گیا ہو مگر قرطاجنہ کی حالت اس کے مماثل نہیں ہے اور پالی بیس کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی دفعہ نہیں ہے لیوی نے بیان کیا ہے کہ اس کی فوج پانچ ہزار سپاہیوں پر محدود کردی گئی (مگر اس پر عمل نہیں ہوا) اور پرگامم اور روڈز اور ایتھنز کو بعض علاقے بطور انعام دئے گئے۔ مگر یہ واقعات لیوی نے ناقابل اعتماد ماخذ کی بنا پر اضافہ کئے ہیں۔[۱]

یونان کی آزادی

(۳۴۴) معلوم ہوتا ہے کہ پرو کانسل جو شرائط عائد کرنا چاہتا تھا۔ ان سے شرائط مذکورہ بالا سخت تھیں متعدد تفصیلی امور کا تصفیہ کمشنروں کی رائے پر چھوڑ دیا گیا تھا اور ان میں اہم ترین یونان کی تین زنجیروں کا مسئلہ تھا کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر ان مستحکم مقامات کا تخلیہ کر لیا گیا تو انٹیوکس جب حملہ کرے گا تو ان کو اپنے فوجی مرکز بنا سکتا ہے۔ فلامی نینس کو یونانیوں سے محبت تھی۔

[۱] پالی بیس ۱۸، ۴۴ - لیوی ۳۳، ۳۰ (دی سین بورن)

اور اس پرانے ٹولیوں کی اس شکایت کا بہت اثر ہوا کہ یونان آزادی دلانے جانے کے حیلے سے ایک آقا کے قبضہ سے دوسرے آقا کے قبضہ میں جا رہا ہے اس نے تا حد امکان کوشش کی کہ یہ تینوں مقامات یونانیوں کے سپرد کر دیے جائیں مگر رومی کمشنروں کی اس خسیس تنگ نظر اور سخت گیر کمیٹی نے بلحاظ حالات موجودہ صرف کورنتھ کے شہر کے دینے پر رضامندی ظاہر کی اور فیصلہ کیا کہ مشرق کے معاملات کے سلجھنے تک کورنتھ کے قلعہ شہر (ایکرو کورنتھس) اور کال کس اور ڈمیٹریاس پر روما کا قبضہ باقی رہیگا۔ اس کے بعد استھمی کھیل شروع ہوئے، امن امان کے قائم ہو جانے سے سمندر کے دیوتا کے مندر میں زائرین سابق سے زیادہ تعداد میں آئے اور اس کے علاوہ اکثر یونانیوں کو روما کے آئندہ ارادوں کے معلوم کرنے کا اشتیاق تھا فلامی نیس نے جسے تعریف و توصیف کا شوق تھا انھیں اپنی فراخ دلی سے متحیر کرنا چاہا اسکے نقیب نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ پروکانسل اور روما کی سنیٹ کے حکم سے یونان کی بہت سی سلطنتیں آزاد کر دی گئی ہیں اور ان کے نام گنا کر کہا کہ نہ تو انھیں خراج دینا پڑیگا اور نہ کوئی محافظ فوج ان کے حدود میں رکھی جائیگی یونانیوں کی درخواست پر یہ اعلان دہرا گیا جس سے مجمع کو معلوم ہو گیا کہ بڑی سلطنتیں تھیں جن کو فلپ نے محکوم کر لیا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ روما نے درحقیقت یونان کو مقدونیہ کی غلامی سے آزاد کرا دیا تھا اور اس کا فخر و ناز بیجا نہ تھا یونانیوں کو اس اعلان سے شادی مرگ ہو گئی اور فلامی نیس پر ٹوٹ پڑے جس سے قریب تھا کہ وہ مرجائے۔ لیکن روما یونانیوں کو وہ اخلاقی صفات بخش نہ سکتا تھا جو اتحاد اور امن و امان کے موید ہیں جن پر سیاسی اور تمدنی زندگی کی بنا ہے اور جن کے بغیر آزادی بجائے ایک رحمت کے ایک بار ہو جاتی ہے۔

(۴۴۴) مقدونیہ کی دوسری جنگ ختم ہو چکی تھی مگر اس کے ضمن میں جو واقعات ۱۹۴ؔ تک ہوئے ہیں ان کا تعلق ابھی سے ہے انٹیوکس کے پاس سے ایک سفارت آئی تھی حالیہ فتوحات کی وجہ سے روما کے قدم یونان

میں جم گئے تھے اس لئے اس کے کمشنر اس سفارت کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور یونانیوں کی آزادی کے محافظ ہونے کی بنا پر بادشاہ کو حکم دیا کہ جن یونانی شہروں کو اس نے لے لیا تھا ان کا تخلیہ کردے اور دوسروں کو انکے حال پر چھوڑ دے۔ یورپ پر حملہ کرنے سے بھی انھوں نے اسے منع کیا اور سفارت کو مطلع کیا کہ کمشنروں میں سے چند عنقریب بادشاہ سے آکر ملاقات کرینگے اس کے بعد انھوں نے یونان کے معاملات کے تصفیہ کی طرف توجہ کی بعض حلیفوں مثلاً اتحاد اکائی اور شاہ الیریا کو بعض علاقے بطور انعام دلئے گئے۔ آتھامانیا کے بادشاہ کو اجازت دیگئی کہ اپنے فتوحات کو اپنے قبضہ میں رکھے تسلی کے بعض شہروں اور ایک مقدونی قبیلہ مسمیٰ ... اور یس ٹے کی آزادی تسلیم کرلی گئی سوائے لوٹیول کو اجازت دی گئی کہ موکس اور لوکریس کو اپنے اتحاد میں پھر شریک کرلیں جس سے فلپ نے انھیں علیحدہ کردیا تھا لیکن وہ اکارنانیا اور تھسلی میں مزید مراعات کے خواہاں تھے اس لئے انھیں ہدایت کی گئی کہ قطعی فیصلہ کے لئے سینیٹ میں رجوع ہوں۔ سینیٹ نے یہ بھی تصفیہ کیا کہ یوبے ایا کے بعض شہر اٹالس کے جانشین یومے نیس کے حوالہ نہ کئے جائیں بلکہ آزاد کردیے جائیں۔ اس کے بعد کمشنروں نے اپنے فرائض کو تقسیم کرلیا اور علیحدہ ہوگئے شاہ فلپ کو انھوں نے مشورہ دیا کہ روما سے اتحاد کرے اور انٹیوکس کے مقابلہ میں اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔ فلپ نے اس مشورہ کو قبول کرلیا۔ مگر اسے لوٹلیا کی مجلس میں جو کمشنر گیا اس کی آؤبھگت نہوئی اور بعض مقرروں نے اپنی بے اطمینانی کا علانیہ اظہار کیا۔

انٹیوکس سے نزاع

(۵۴ہ) انٹیوکس کے پاس جو سفارت گئی اُسکی اغراض اہم تھیں۔ جو سفیر اس خاص غرض کے لئے بھیجا گیا تھا اس کے ساتھ یونان کے کمشنروں میں سے تین اشخاص بھی ہوگئے تاکہ اسے تقویت ہو۔ شاہ مذکور نے ۱۹۷-۱۹۶ کا موسم سرما ایفی سس میں بسر کیا تھا اور ساحل کے یونانی شہروں میں بجائے مصر کے اپنا اقتدار قائم کررہا تھا۔ صرف سمرنا اور لیمپ ساکس نے روما

کی حمایت کے بھروسے پر اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے دونوں کا محاصرہ شروع کر دیا اور خود شمال کی طرف ۱۹۶؁ کے اوائل میں چلا گیا اور اپنی فوج کے ساتھ ہیلیس پانٹ (دردانیال) کو عبور کر کے جزیرہ نمائے تھریس پر قابض ہو گیا۔ روما کے سفیر جب وہاں پہونچے تو وہ لیسی ماکیا کے شہر کو دوبارہ آباد کرنے میں مشغول تھا جو خاکنائے کے اوپر تھا۔ یہ مقام سرزمین یورپ میں تھا اور اس کے رنگ ڈھنگ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی نیت مستقل فتوحات کی تھی رسمی پیام و سلام کے بعد فریقین میں مباحث کا سلسلہ شروع ہو گیا رومیوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ان تمام شہروں کا تخلیہ کر دے جو حال میں بطلیموس پنجم اور فلپ کے تحت میں تھے جن کی پریشانیوں سے وہ نفع اٹھا رہا تھا۔ دوسرے آزاد شہروں سے بھی اسے چھیڑ چھاڑ نہ کرنی چاہیئے اور سرزمین یورپ میں ایک زبردست فوج کے ساتھ وارد ہونے کی وجہ بتانی چاہیئے اس کا یہ فعل روما کے خلاف میں اعلان جنگ کی حد تک پہونچتا تھا۔" لیکن انٹیوکس کامیابی کے نشہ میں سرشار تھا، اسے روما کی حقیقی قوت کا علم نہ تھا جس کے سفیر درباروں کے آداب و مراسم سے واقف نہ تھے اور اس کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تھے۔ بحالت موجودہ وہ مراجعت پر تیار نہ تھا اور اس کا یہ فعل اہل مشرق کی نگاہوں میں اسے ذلیل کر دیتا۔ اس نے جواب دیا کہ میں سلوقس کا جانشین ہوں جس کے قبضے میں ۸۵ سال قبل لسی ماکس کی سلطنت بشمول تھریس بذریعہ فتوحات آگئی تھی۔ اس سرزمین میں میرے حقوق سب پر مرجح ہیں، اصلی غاصب شاہان مقدونیہ و مصر ہیں جنھوں نے سلوقیوں کی پریشانیوں سے نفع اٹھا کر ان کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا جنھیں میں پھر اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میرے اور بطلیموس کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔ ایشیا کے شہروں کی آزادی میرے الطاف شاہانہ پر منحصر ہے نہ کہ کسی غیر ملک کے احکام پر۔ میں نہ اطالیہ پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور نہ روما سے مجھے کوئی عناد ہے، اسلیے اہل روما کو یہ بتانا چاہیئے کہ وہ ایشیا کے معاملات میں کیوں مداخلت کرتے ہیں جس سے انھیں فی الحقیقت کوئی

سروکار نہیں - فلپ سے اس کے جو تعلقات فی الوقت تھے ان کا اس نے کوئی ذکر نہیں کیا، فلپ کے ساتھ اس نے سخت بے وفائی کی تھی - یعنی اس کی موجودہ مشکلات میں اس کا ساتھ نہیں دیا اور اس پر طرہ یہ کیا کہ جن مصائب میں وہ پھنسا ہوا تھا ان سے نفع اٹھایا - فلپ ایسا آدمی نہ تھا جو اس بدسلوکی اور غداری کو بھول سکتا - سمرنا اور لیمپ ساکس[1] سے سفیر آئے تھے جن کے پیش ہونے سے مجلس صلح برخاست ہوگئی بادشاہ نے جب یہ دیکھا کہ رومی اپنے آپ کو حکم خیال کرتے ہیں تو اس نے ان کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے سے انکار کردیا - مجلس صلح سے بجائے مصالحت کے دونوں فریق ایک دوسرے سے اور زیادہ ناراض ہوگئے اور اگر بطلیموس وقت کے انتقال کی خبر نہ پہونچتی تو گفت وشنید کا سلسلہ اس سے قبل ہی منقطع ہوجاتا - دونوں نے اس خبر سے لاعلمی ظاہر کی - رومی سفیر کو حکم تھا کہ بطلیموس اور انٹیوکس کے درمیان مصالحت کرادے اس بہانے سے وہ اسکندریہ روانہ ہوگیا - انٹیوکس بھی اس چکر میں تھا کہ شاہ مصر کے مرنے سے جو ابتری ہوئی ہے اس سے نفع اٹھاکر مصر پر قبضہ کرلے اس قصد سے وہ اپنے بیڑے کے ساتھ جنوب کی طرف روانہ ہوا - اور اس کے بعد ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل کے کنارے کنارے چلا - راستے میں اسے معلوم ہوا کہ بطلیموس کے انتقال کی خبر غلط ہے مگر تاہم اس نے قبرس پر قبضہ کرنے کا قصد کیا مگر اولاً اس کی فوج نے بغاوت کردی اور اس کے بعد ایک طوفان سے اس کے بیڑے کو نقصان پہونچا جس کی وجہ سے جزیرۂ مذکور کی فتح سے وہ قاصر رہا - اس نے سلوقیا کا رخ کیا جو اورونٹیس پر واقع ہے اور موسم سرما انطاکیہ میں بسر کیا -

[1] لیمپ ساکس سے ایک سفارت حصول امداد کے لئے مسالیہ گئی تھی کیونکہ یہ دونوں شہر فوکیا کی نوآبادیوں میں سے تھے، مسالیہ نے روما میں اپنے اثر سے لیمپ ساکس کو امداد پہونچائی اور اسکے لئے ایک سفارشی خط ایشیائی گالیوں کو لکھا - دیکھو، بیون "خاندان سلوقس" جلد دوم صفحہ ۴۵ -

ہینی بال

(۴۴۶) قرطاجنہ کے معاملات پر نظر غائر ڈالنے سے ہماری سمجھ میں بہ آسانی آجائیگا کہ رومیوں کو انٹیوکس کی طرف سے انتشار کیوں تھا اس عظیم الشان فینقی شہر کی محض ہستی روما کو شاق تھی۔ اس وقت وہ شمالی اطالیہ میں گالیوں اور لیگیوریوں کی سرکوبی میں مشغول تھے اور جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ ایک فینقی انھیں مقابلہ پر آمادہ کر رہا ہے تو انھوں نے ایک سفارت قرطاجنہ روانہ کی اور من جملہ دیگر امور کے اس شخص کے واپس بلانے اور تحویل کا مطالبہ کیا رومیوں کو قرطاجنہ سے عناد تھا مگر وہ ماسی نسا کے ساتھ خاص مراعات کو ملحوظ رکھتے تھے اور حال ہی میں انھوں نے اس سے درخواست کی تھی کہ نیومیڈیا کے سواروں کی ایک جماعت ان کی امداد کے لئے مقدونیہ روانہ کرے۔ فینقی حکومت نے ہر طرح سے روما کے مطالبات کے پورا کرنے کی کوشش کی اور روما اور مقدونیہ کو رومی فوج کے لئے غلہ بمقدار کثیر روانہ کیا۔ ۱۹۹ء[1] میں فینقی سفیر تاوان کی پہلی قسط روما لے آئے۔ چاندی کو پرکھنے کے لئے وہ طریقے استعمال کئے گئے جو روما کے بیت المال میں رائج تھے اس حساب سے چاندی میں ۲۵ فیصدی کی کمی ہوئی جس کے لئے سفیروں کو روما میں قرض لینا پڑا۔ روما کے ساہوکاروں نے ضرور کڑا سود لیا ہوگا۔ اسکے صلہ میں قرطاجنہ کے کفیلوں کے ساتھ جو روما میں تھے کچھ رعایت کی گئی۔ کئی سال تو اس طرح گذر گئے اور ہینی بال کے زیر اثر قرطاجنہ کی حالت رو بہ اصلاح تھی روما ہسپانیوں اور گالیوں کی سرکوبی میں مشغول تھا۔ اور یونان اور مقدونیہ میں امن و امان قایم کر رہا تھا اور ہینی بال اس اثنا میں قرطاجنہ میں اپنے حسن تدبیر اور حب وطن سے کام لے رہا تھا خارجی معاملات میں وہ روما کے مقابلہ پر نہ آیا مگر اندرونی معاملات میں وہ اصلاح و تخفیف مصارف کا حامی تھا قرطاجنہ میں ۱۰۴ احکام کی جماعت اس آخری زمانہ میں برسر اقتدار تھی۔ اس جماعت نے بے ایمانی سے تمام اختیارات اپنے ہاتھوں

---

[1] لیوی ۳۱، ۱۱: ۴-۶-

میں کرلئے تھے، اس کے ارکان کا تقرر جبن حیاتی تھا جنھیں صرف اپنے مفاد کا خیال تھا اور عامۂ قوم کے مفاد کی مطلق پروانہ تھی۔ ہینی بال نے عام شہریوں کی تائید حاصل کرکے ان کے عہدہ کی میعاد کو ایک سالہ کردیا جسکی وجہ سے وہ سلطنت کو کوئی مزید نقصان نہ پہونچا سکتے تھے۔ یہ جماعت اس کی سخت مخالف ہوگئی رشوت ستانی اور خیانت سے قرطاجنہ کی حالت تباہ تھی اور انھیں کی وجہ سے سلطنت کے محاصل کا بیشتر حصہ بے ایمان عمال کی جیبوں میں چلا جاتا تھا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مزید محاصل عائد ہونے والے تھے ہینی بال نے اس لوٹ کو روک دیا اور بد طینت عمال سے رشوت کی کمائی اگلوا کر سلطنت کے مالیہ کی حالت درست کردی اس کی زندگی کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو اس کے اس کارنمایاں کا مماثل ہوتا یا جس سے عامۂ قوم پر اس کا اثر ثابت ہوتا مگر اس کا یہی فعل اس کی تباہی کا پیش خیمہ ہوا۔

قرطاجنہ کے امرا

(۷۴۴) ایک عرصہ سے روما کے بعض ذی رسوخ اشخاص کو ہینی بال کے مقاصد کی طرف سے اندیشہ ہونے لگا تھا ان کے ان شبہوں کو قرطاجنہ کی حکمراں جماعت کے مراسلات سے تقویت ہوتی تھی قرطاجنہ کی شکست کے بعد ہینی بال کا خاندان کس مپرسی میں پڑ گیا تھا جسکی وجہ سے قدیم حکمراں جماعت نے اپنی قوت پھر حاصل کرلی، اس لئے انھیں ہینی بال کا دوبارہ عروج ناگوار تھا۔ انھیں معلوم تھا کہ رومی ہینی بال سے ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے کمینہ پن سے اپنی قوم کے سب سے بڑے شہری کو تباہ کرنے کے لئے اپنی قوم کے دشمن یعنی رومیوں سے امداد چاہی۔ اس جماعت کے افراد نے رومیوں کو لکھا کہ ہینی بال ایک دوسری زبردست جنگ کی فکر میں تھا اور انٹیوکس سے نامہ و پیام کررہا تھا۔ یہ الزام صحیح ہو یا غلط مگر رومیوں نے اسے یقین کرلیا۔ اس کے بعد جب ہینی بال اپنی مالی اور دستوری اصلاحوں کو عمل میں لے آیا تو اس کے دشمنوں نے پھر اس کے خلاف سازش شروع کردی اور روما کی سینیٹ میں اس معاملہ کو پیش کردیا سپی یو افریکانس نے اہل قرطاجنہ کی باہمی نزاعوں میں دخل دینے اور اس طرح ایک

شکست خوردہ دشمن کو پریشان کرنے کی ذلیل حرکت کی سخت مخالفت کی لیکن[۵۵]
اس کی اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا اور یہ طے ہوا کہ ایک سفارت قرطاجنہ بھیجی جائے
تاکہ وہاں کی سینیٹ میں ہینی بال پر انٹیوکس سے سازش کرنے کا الزام لگائے
سفارت کی غرض فی الحال یہ ظاہر کی گئی کہ قرطاجنہ اور ماسی نِسّا کی نزاعوں کا
تصفیہ کرے گی مگر ہینی بال ان چالوں سے خوب واقف تھا اور وہ کسی صورت سے
قرطاجنہ سے ٹائر پہنچا اور وہاں سے انطاکیہ اور پھر افی سیس کو
جہاں شاہ شام جنگ کی تیاری اور تدبیروں میں مشغول تھا رومیوں نے جب
ہینی بال کی سپردگی کا مطالبہ کیا تو قرطاجنہ کی بدبخت حکومت نے اس پر جلا وطنی
کا حکم لگا کے اس کی جائداد ضبط کر لی اور اس کا مکان کھود کر پھینک دیا۔ مشرق
کے جلیل القدر حکمران (انٹیوکس) نے ہینی بال کو جو اس عہد کا سب سے بڑا
سپہ سالار تھا ہاتھوں ہاتھ لیا۔ ان دونوں کے یکجا ہونے سے رومی مدبروں کو سخت
انتشار ہوا ہینی بال سے تو وہ واقف تھے مگر انٹیوکس سے ناواقف تھے۔
(۴۴۸) یونان میں اس وقت امن امان تھا مگر دو مقامات ایسے تھے
جہاں سے نقض امن کا اندیشہ تھا اولاً اسے ٹولی روما سے سخت ناراض تھے
اور ثانیاً روما کا پروکانسل جو اپنے آپ کو یونان کا آزاد کنندہ کہتا تھا اسپارٹا کی
طرف سے چشم پوشی نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے یونان کی سلطنتوں کو بمقام
کورنتھ ایک مجلس شوریٰ میں طلب کیا جس میں اسے ٹولی بھی شریک ہوئے
مسئلہ حل طلب یہ تھا کہ حلیفوں کو آرگوس کو معاش نابس کے پنجۂ ستم سے نجات
دلائی چاہیئے یا نہیں۔ اسے ٹولیوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ انکو یہ شکوہ
تھا کہ گو انھیں نے سب سے پہلے یونان کو آزاد کرانے کے لئے تلوار اٹھائی
تھی مگر نہ تو سینیٹ نے انکے دعاوی پر توجہ کی اور نہ پروکانسل نے اور اب ان
سے یہ خواہش تھی کہ آرگوس کو اتحاد اکائی میں شریک کرانے میں مدد دیں حالانکہ
یہ سلطنت ایک زمانہ میں فلپ کی ہوا خواہ تھی گو جب فلپ کے بُرے دن آئے

[۵۵] لیوی ۲۸، ۲۷، ۴۳، ۴۴، ۵۱ - وا لے رلیں میکسی مس ۴، ۱، ۶

تو اس نے فلپ کا ساتھ چھوڑ دیا مگر روما پر اے ٹولیوں کے ان اعتراضوں سے دوسری سلطنتوں پر کوئی اثر نہ ہوا گو اسے ٹولیوں نے مطالبہ کیا تھا کہ روما یونان کی تینوں زنجیروں کا تخلیہ کردے اور اس پر الزام لگایا تھا کہ اس نے اسپارٹا کا مسئلہ صرف اسلیئے پیش کیا تھا کہ یونان میں اپنی فوج رکھنے کا اسے ایک حیلہ مل جائے مگر ان کی اس آتش بیانی کا کوئی اثر نہ ہوا دوسری سلطنتوں نے جنگ کے لئے رائے دیدی اس لئے وہ مجلس شورے سے واپس چلے گئے اور کوئی امدادی فوج نہ بھیجی گو ان سے درخواست کی گئی تھی، برخلاف اس کے فلپ شاہ مقدونیہ نے ۱۵۰۰ سپاہی بھیجے۔ اہل آرگوس نے وقت سے قبل بغاوت کردی جو بے رحمی کے ساتھ فرو کردی گئی جسکی وجہ سے متحدین چاہتے تھے کہ فوراً آرگوس پر حملہ کردیں مگر فلامی نیس انھیں بدقت سمجھا کر اسپارٹا کی طرف لے گیا روما اور روڈز اور پرگامم کے متحد بیڑوں نے لاکونیا کے ساحل کا محاصرہ کرلیا نابس ان کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا کیونکہ اس کے پاس علاوہ دو ہزار کریٹ کے سپاہیوں اور تین ہزار دوسرے اجیر سپاہیوں کے صرف وہ آزاد شدہ کسان تھے جو قدیم قوم ہیلٹ کی اولادمیں سے تھے۔ اس لئے اس کی حالت بہت نازک تھی مگر دو وجوہ سے وہ بچ گیا۔ اولاً یہ کہ قانسل کو عجلت تھی کہ اپنے جانشین کے آنے اور انٹیوکس سے جنگ کے آغاز ہونے سے قبل یونان کے معاملات کا تصفیہ کردے ثانیاً اس کی غایت صرف یہ تھی کہ آرگوس اور دوسرے ساحلی شہروں کو آزاد کرادے نہ یہ کہ اسپارٹا کی مطلق العنان حکومت کو نیست و نابود کردے اسے امید تھی کہ اہل اسپارٹا خود نابس کا کام تمام کردیں گے مگر اس نے خونریزی سے کام لیکر بغاوت کے رجحان کو فرو کردیا۔ اسے ایک دو لڑائیوں میں شکست ہوگئی۔ متحدین کے بیڑے نے کئی شہر لے لئے جس میں اس کا بندرگاہ گی تھیم بھی تھا آرگوس میں اس کا جو حاکم تھا وہ بھی اس شہر کو چھوڑ کر اسپارٹا بھاگ گیا۔ اس لئے اس نے مجبوراً اس کی صلح کے لئے گفت و شنید شروع کی۔

(۴۴۹) مجلس صلح میں نابس نے اپنے افعال کے متعلق صفائی پیش نابس

کی اوران اعتراضات کا جواب دیا جواس کے اور روما کے تعلقات پر وارد ہوتے تھے اس نے اس قدر دروغ بیانی سے کام لیا کہ فلامی نینس کو زجرو توبیخ سے کام لینا پڑا۔ مراعات کا جب اس سے سوال ہوا تو اس نے صرف چند پر رضامندی ظاہر کی اور باقی کے متعلق کہا کہ لکھ کر اسکو دیدیے جائیں تو وہ غور کر سکے۔ مطالبات لکھ کر اس کے حوالہ کر دیئے گئے اور اس کے بعد فلامی نینس نے صورت حال کے متعلق یونان کے نائبوں سے گفتگو کی انکی رائے تھی کہ نابس کو نیست و نابود کر دیا جائے مگر فلامی نینس نے یہ انہیں سمجھایا کہ موسم سرما میں اسپارٹا کا محاصرہ کرنے میں صرفہ بہت ہو گا اور جانیں بھی ضائع ہونگی جس سے ان کا جوش سرد ہو گیا۔ لیوی نے جو بالی بیس کا خوشہ چین ہے ہر سلطنت کے نائبوں کے خیالات کو نقل کیا ہے جو انھوں نے اس موقع پر اپنی اپنی سلطنتوں کے مفاد کے لحاظ سے ظاہر کیا تھا، ان نائبوں کو خوب معلوم تھا کہ ان کے شہریوں میں اولاً جوش نہ تھا اور ثانیاً ان کا رجحان یہ تھا کہ اپنے با اختیار افراد کی کارروائیوں پر اعتراض کریں۔ اس کے علاوہ ان کے خزانے خالی تھے اور محاصل کی ادائی شہریوں کو ناگوار تھی۔ ان دقتوں کا لحاظ کر کے یونانی نائبوں نے سکوت اختیار کیا اور ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے شرائط کا تصفیہ پروکانسل پر چھوڑ دیا جس نے فوراً صلح کی شرطوں کا مسودہ تیار کیا جس میں اہم امور حسب ذیل تھے۔

(۱) تاوان جنگ، نقصانات کا معاوضہ اور تلافی۔ (۲) نابس کی دست برد کے لحاظ سے امور مذکورہ بالا کے متعلق تفصیلی شرائط (۳) آرگوس اور دوسرے شہروں کا تخلیہ (۴) جنگ یا اتحاد کرنے کے حق سے دست کشی، کریٹ سے تعلق قائم رکھنا بالخصوص منع کر دیا گیا (۵) بیڑے کی حوالگی اور بحری کارروائیوں سے دست برداری۔ یہ شرطیں نہایت سخت تھیں مگر ان سے ظاہر ہے کہ فلامی نینس کی نیت صرف یہ تھی کہ نابس کی قوت محدود ہو جائے نہ یہ کہ وہ تباہ کر دیا جائے

[1] لیوی ۳۴ ۳۳،۳۴ -

نابس نے ان شرطوں کو اپنے بدمعاش اجیر سپاہیوں کو سنا کر انہیں پھر مقابلہ کرنے پر آمادہ کرلیا کیونکہ اگر یہ شرطیں تسلیم کرلی جائیں توان بدمعاشوں نے نابس کی ملازمت میں جو کچھ حاصل کیا تھا سب ضائع ہو جاتا۔ اس کے علاوہ اس نے انھیں اسے ٹولیوں اور انٹیوکس سے امداد کی امید دلائی شہر کے باہر مقابلہ کرنے کے بعد انہیں شہر میں بھگا دیا گیا اور فلامی نیس نے پچاس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شہر پر حملہ کر دیا، اسپارٹا اس زمانہ میں ایک مستحکم شہر تھا لیکن حملہ آوروں نے اپنا کام پورا کر دیا ہوتا اگر محصورین نے شہر کو آگ نہ لگا دی ہوتی۔ جلتے ہوئے مکانوں کے شعلوں اور دھوئیں سے مجبور ہو کر فلامی نیس نے اپنی فوج کو واپس بلا لیا۔ مگر چند ہی روز میں نابس نے پیش کردہ شرائط منظور کرلیں جس سے جنگ ختم ہو گئی۔ نیمیا کے تہوار میں رومی پروکانسل سے صدارت کی درخواست کی گئی اور آرگوس کی آزادی کا اعلان کیا گیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اکائیوں نے اسکو اپنے اتحاد میں شریک کرلیا مگر جب تک اسپارٹا نابس کے قبضہ میں تھا انھیں اطمینان نہ ہوسکتا تھا کیونکہ اسکی حکومت کی نوعیت اور حالت ایسی تھی کہ اس کے ہمسایوں کو اس پر کبھی اطمینان نہ ہوسکتا تھا اس کے علاوہ اسے ٹولی روما سے سخت ناراض تھے انھوں نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اسپارٹا کے حاکم جابر کے ساتھ اس نے بیجا رعایت کی تھی اور اسکے عام طرز عمل میں یکسانی نہ تھی ان کی ان شکایتوں سے تمام ملک یونان گونج اٹھا۔

فلامی نیس کی روانگی

(۵۰) سنہ ۱۹۵-۱۹۴ کے موسم سرما میں نابس کے ساتھ جو صلح ہوئی اسکی توثیق روما سے ہوگئی۔ سنہ ۱۹۴ کے لئے سی پیو افریکانس، ٹائی بے ریس سیم پرونیس لانگس کے ساتھ دوسری مرتبہ کانسل منتخب ہوا۔ یہ دونوں سنہ ۲۱۸ (یعنی ہانی بالی جنگ کا پہلا سال) کے کانسلوں کے بیٹے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امسال صوبہ جات کی تقسیم کے متعلق بہت سی سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہوئیں جن میں سی پیو بھی شامل تھا۔ لیکن ان سازشوں کی وجوہ سے ہم ناواقف ہیں۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ نے مقدونیہ اور ہسپانیہ میں

جو فوجیں تھیں انھیں واپس بلاکر برخاست کردینے کا حکم دیا تھا فلامی نینس موسم سرما میں ایسی سیاسی اصلاحوں کو عمل میں لانے میں مشغول تھا جن سے یونان کی مختلف سلطنتوں میں روما کی طرفدار جماعتیں غالب رہیں، یونان سے وہ نہایت کروفر کے ساتھ رخصت ہوا کورنتھ میں اس نے ایک دربار کیا جس میں اس نے جمع شدہ نائبوں کو ایک طویل تقریر میں مخاطب کیا اس تقریر میں اس نے بیان کیا کہ نابس کے ساتھ میں، حملہ کی سے صرف اسلئے پیش آیا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا اور اگر نابس سے میں مصالحت نہ کرتا تو اسپارٹا کو تباہ کردینا لازم آتا۔ اس کی دوسری کارروائیوں کے متعلق کسی کو اعتراض نہ تھا اس کے بعد اس نے بیان کیا کہ "چند روز کے بعد میں اپنی فوج کے ساتھ روما واپس جاؤنگا اور تمام قلعوں یہاں تک کہ "یونان کی زنجیروں" سے بھی محافظ فوجیں اٹھالی جائینگی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ اٹولیوں کے الزامات کی کیا حقیقت ہے، روما کا کام اب ختم ہو چکا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو کام اس نے کیا ہے ضائع نہ جائیگا۔ لیکن "یونان یونانیوں کے لئے" ایک ایسا مقصد عالی ہے جو صرف اعتدال پسندی اور ہم آہنگی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ شہریوں کو شہریوں سے اور سلطنتوں کو سلطنتوں سے ملکر کام کرنا چاہیے اندرونی نزاعوں میں غالب آنے کے لئے بیرون ملک سے امداد کا طلب کرنا یونان کی آزادی کے لئے نہایت خطرناک ہے"۔ اس پدرانہ نصیحت سے ذی حس یونانیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور ان کی رقت کو دیکھ کر پروکانسل نے ان سے ایک درخواست کی اس نے انھیں یاد دلایا کہ ہنی بالی جنگ کے بہت سے رومی قیدی ہیں جن کا فدیہ دینے سے سینیٹ نے انکار کردیا تھا، اب تک یونان میں غلامی کی حالت میں ہیں۔ اگر یہ ان قیدیوں کا فدیہ دیدیا جائے اور وہ آزاد کردئے جائیں تو میرے دل کی آرزو پوری ہو جائے گی۔ یونانیوں نے اس کی یہ خواہش پوری کردی گو ان کی تعداد ۱۲۰۰ تھی جس سے خرچ بہت ہوا۔ فلامی نینس نے اپنی فوج کو الیریا کے ساحل پر بھیجدیا، تاکہ وہاں سے جہازوں پر اطالیہ چلی جائے۔ تمام محافظ فوجوں کو اس نے

واپس بلا لیا اور یوبے لیا کے شہروں کے نائبوں کو پند و نصیحت کی سبب سے آخر میں اس نے تھسلی کے متمدد شہروں کی دستوری اصلاح کی طرف توجہ کی اور جو طرز عمل روما نے اطالیہ میں اختیار کیا اس کی بنا پر اقتدارات اہل جائداد کے سپرد کئے جنھیں امن و امان کے قیام سے نفع تھا۔ روما میں واپس آکر اس نے نہایت شان و شوکت سے جشن فتح منایا۔ اس کے جلوس فتح میں مقدونیہ کے نیزے اور سپر یونان کے فنون لطیفہ کے نمونے، سیم و زر بمقدار کثیر، قیمتی تحفے، معزز قیدی اور کفیل اور ایک پوری فوج تھی جسکو اس نے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا تھا۔ اہل روما اس جلوس کو دیکھ کر ششدر رہ گئے مگر سب سے عجیب نظارہ اس جلوس میں آزاد شدہ غلاموں کا تھا جو روما کے رواج کے مطابق سر منڈائے ہوئے اور آزادی کی ٹوپی پہنے ہوئے اپنے آزاد کنندہ کے پیچھے پیچھے تھے۔

اب ہم یونان کو اس کے حال پر چھوڑ دینگے اور دیکھیں گے کہ دنیا کے دوسرے ممالک میں روما کا کیا حال تھا۔ بہ حالت موجودہ صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ فلامی نینس کی کارگزاری سے اس کی عظمت بڑھ گئی مگر یونان کو کوئی دوامی نفع نہ پہونچا۔

باب بست و نہم

شمالی اطالیہ اور ہسپانیہ

۲۰۱ سنہ تا ۱۹۴ سنہ ق م

(۱۵۴) یونان اور ممالک مشرقی کے معاملات کے متعلق ہم نے پالی بیس کی قابل قدر تاریخ سے استفادہ کیا ہے اس مورخ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ باخبر محتاط اور ایماندار ہے اس کی تاریخ کے بعض حصے ضائع ہوگئے ہیں مگر لیوی کی تاریخ گویا اس کا لاطینی خلاصہ ہے جس سے ہم مدد لے سکتے ہیں۔ مگر مغرب میں روما کے خارجی تعلقات پردۂ خفا میں ہیں لیوی نے جو کچھ اس موضوع کے متعلق بیان کیا ہے وہ سب رومی وقائع و سوانح نگاروں کی تحریرات سے ماخوذ ہے جنھوں نے نہ صرف اپنی بے پروائی اور عدم واقفیت سے واقعات کو مسخ کردیا ہے بلکہ جانب داری اور تعصب کی وجہ سے بھی ان کی تحریریں قابل وثوق نہیں ہیں۔ ان وقائع نگاروں نے کہیں تو سراسر دروغ گوئی سے کام لیا ہے کہیں واقعات کے بیان کرنے میں تصرف کیا ہے اور بسا اوقات ان کا طرز عمل ان دونوں کے بین بین ہے، ہمارے پاس کوئی ایسے ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم ان کی مشتبہ روایتوں کی تنقیح کرسکیں۔ شمالی اطالیہ اور ہسپانیہ کے حقیقی واقعات کے متعلق کوئی مستند تحریر ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔ البتہ عہد ہائے سابقہ کی طرح چند ممتاز

لہ لیوی پر بھی پورا اعتماد نہیں ہوسکتا پالی بیس کی بعض باقی ماندہ عبارتوں سے ظاہر ہے کہ لیوی نے اسکی تحریروں کو سمجھنے میں بعض اوقات غلطی کی ہے اور بعض وقت دوسرے ماخذ سے تفصیلی امور اخذ کرکے شامل کردیے ہیں۔

امور تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ اس عہد کی لڑائیوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ غیر قطعی تھیں۔ روما کے تحفظ کے لئے ضروری تھا کہ شمالی اطالیہ پر قبضہ کر لیا جائے مگر اُس کی توجہ اس وقت ہسپانیہ اور ممالک مشرق کی طرف تھی اور سسلی، سارڈینیا اور جنوبی اطالیہ کی نگہداشت بھی ضروری تھی اسلئے روما کی فوجوں کا بیشتر حصہ انھیں ممالک میں تھا۔ ہسپانیہ پر بھی دوامی قبضہ کی ضرورت تھی مگر عرصہ تک رومیوں کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ اس کا امکان جب ہی ہے کہ ملک مذکور پر ان کا پورا تسلط ہو جائے اور ہسپانیہ کے قبیلوں میں تمدن کا اثر ہو جائے پیش قدمی کے سلسلہ کو باضابطہ قایم رکھنے کے لئے کافی فوجوں کی ضرورت تھی مگر روما کی فوجیں اس وقت دوسرے کاموں میں مشغول تھیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ رومی حکام کی بداعمالی اور سہل انگاری سے دیسی بغاوتوں پر آمادہ ہو جاتے جن کا انسداد سخت بے رحمی کے ساتھ ہوتا اور سوائے خونریزی اور باہمی رنج و عناد کے کوئی نتیجہ نہ ہوتا۔ فی الجملہ روما اس زمانہ میں کئی کاموں میں مشغول تھا اور سب کو اس نے ادھورا چھوڑ دیا

گال این روئے آلپ

(۲۵۴) بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰۱؁ میں شمالی اطالیہ میں ایک رومی فوج کو ہزیمت ہوئی اور بوای گالیوں نے ۷۰۰۰ رومی سپاہیوں کو قتل کر دیا دوسرے سال پریٹر فیوریس ۵۰۰۰ حلیفوں کی فوج کے ساتھ بھیجا گیا مگر گالیوں اور لیگیوریوں نے بغاوت کر دی، پلاکینشیا کو انھوں نے لوٹ لیا اور کریمونا کا محاصرہ کر لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص مسمی ہیمل کار جو ۲۰۷؁ میں ہنی بال کی مہم کے ساتھ آیا تھا اس بغاوت کا روح رواں تھا، پوندی کی نوآبادیوں کو بچانے کے لئے ایک پوری کانسلی فوج بالآخر بھیجی گئی۔ روایتوں میں مذکور ہے کہ ایک[1] زبردست جنگ ہوئی جس میں ۳۵۰۰۰ دشمن یا تو مارے گئے یا قید کر لئے گئے اور ہیمل کار بھی کام آیا۔ مگر فتح مند فوج فیوریس کے زیر کمان تھی

[1] لیوی ۳۱، ۲۱؛ ۱۹۷؁ کی جنگ میں (دیکھو ۳۲، ۳۰) مقتول ۳۵۰۰۰ تھے اور قیدی ۵۲۰۰ ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ قیدیوں میں ہیمل کار بھی تھا جو کانسل کے جلوس فتح میں شریک تھا ۳۳، ۲۳۔

کیونکہ کانسل آرہی لیس سرکاری کام سے روما میں رک گیا تھا۔ اس لیے دونوں میں جشن فتح منانے کے بارے میں ایک بدنما جھگڑا ہوا کیونکہ فیبوریس جشن فتح منانا چاہتا تھا اور آرہلیس کے طرفدار اور ضابطہ پسند لوگ مزاحم تھے فیبوریس کو بالآخر جشن فتح منانے کی اجازت دی گئی مگر اس کا جلوس شاندار نہ تھا کیونکہ بدمزاج کانسل نے سپاہیوں، قیدیوں اور مال غنیمت کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ ۱۹۹ق م کے انتظامات میں مذکور ہے کہ ایک پریٹر ... ۵ حلیفوں کی فوج کے ساتھ آرہی می نُم میں مقرر کیا گیا تا کہ "اراضی گالی" کے رومی شہریوں کی حفاظت کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عہدہ دار نے سابق کانسل کی فوج بھی اپنے زیر کمان لے لی، اور دوسرے کانسل اور اس کی فوج کے آنے تک برسرکار رہتا۔ اس پریٹر کی شامت جو آئی تو اس نے نامردی کے لئے ان سوبری پر حملہ کر دیا جنھوں نے اسے سخت نقصان حاصل کرنے کے ساتھ پسپا کر دیا۔ کانسل بھی اس کی مدد کے لئے پہونچا مگر اسے بھی کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۹۸ق م میں بھی اس ضلع میں ایک پریٹر موجود تھا اور ایک کانسل بھی تھا جس کے زیر کمان دو فوجیں تھیں مگر ان سے بھی کچھ نہ ہو سکا۔ البتہ اخفول نے پلاکیشیا اور کری مونا کو پھر آباد کرا دیا اور مستفقروں کو اپنے گھروں کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ جہاں انھیں اب تک امن چین نصیب نہ ہوا تھا۔ ۱۹۷ق م میں اس ضلع میں قیام امن کے لئے ایک زبردست کوشش ہوئی۔ قبائل ان سوبری بوائی اور کینومانی نے بغاوت کی تھی اور لیگیوریا کے بعض قبیلے بھی ان کے شریک ہو گئے تھے۔ جنگ میں دونوں کانسل شریک تھے ان میں سے ایک نے معمولی

لہ سمسرو نے پرو بالبو ۳۲ میں ان سوبری اور کینومانی کے ساتھ جس صلح کا ذکر کیا ہے وہ اسی زمانہ میں ہوئی تھی۔ ۱۹۶ق م کے عہد نامے میں ایک دفعہ غالباً یہ تھی کہ ان قبیلوں کے افراد کو شہریت روما عطا نہ کی جائے۔ ممکن ہے کہ انھیں یہ اندیشہ ہو گا کہ وہ سلطنت روما میں جذب ہو جائینگے۔ روما ایسے شرائط پیش کرنے پر آمادہ تھا جن سے ان قبیلوں سے دوستانہ تعلقات قائم رہیں اور اس اثنا میں وہ اپنے ہمسایوں کو اپنے زیر نگین کر لے۔ کینومانی ہینی بال کے شریک نہیں ہوئے تھے۔ دیکھو ۲۶۸۔

راستے سے گالیوں کے مقابلہ کے لئے دھاوا کیا اور دوسرے نے جے نوا سے روانہ ہوکر لیگیوریا کے پہاڑوں کو طے کرکے شمال کا رخ کیا اثنائے راہ میں اس نے چند مقامات بھی فتح کئے اور دونوں پوندی کی وادی میں مل گئے بوای کے ملک پر حملہ کردیا گیا اس لئے وہ اس کی حفاظت کے لئے چلے گئے اکے نوبانی کو رومیوں نے اپنی سفارتی چالوں سے الگ کرلیا ان سوبری اب تنہا رہ گئے جنکا رومیوں نے ایک زبردست جنگ میں خاتمہ کردیا۔ اس کے بعد قبیلۂ بوای اور لیگیوریوں کی باری آئی اور سب کے اطاعت قبول کرنے سے رومیوں کو دھوکا ہوا کہ ہمیشہ کے لئے امن ہوگیا ہے۔ کانسلوں کی فتوحات کو غالباً مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے منوکیس کو شہر میں باضابطہ جشن فتح منانے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس کا جلوس معمولی طریقہ سے کوہ البا پر نکلا کارنے لیس کے جلوس میں پلاکین ٹیا اور کیری مونیا کے[1] متعمر آزادی کی ٹوپیاں پہنے ساتھ ساتھ تھے۔ اس نے انھیں وحشیوں کے محاصرہ سے نجات دلائی تھی اور ان میں سے بعض کو گالیوں کی قید سے آزاد کرایا تھا۔ اس پر اسے بہت ناز تھا مگر خود اسی واقعہ سے ظاہر تھا کہ اس ضلع میں روما کا تسلط پورے طور پر نہیں ہوا تھا۔ سال مابعد ۱۹۶ق م میں بھی دونوں کانسل اسی ضلع میں مصروف بہ پیکار تھے جسکا کوئی قطعی نتیجہ نہیں ہوا ۱۹۵ق م میں فوجی کارروائیوں کا مرکز ہسپانیہ اور شمالی اطالیہ کی فوجوں سے صرف نگہداشت کا کام لیا گیا شمالی اٹرور یا میں ایک پریٹر تعینات کیا گیا۔ تاکہ لیگیوریوں پر عقب سے حملہ کرسکے اور پوندی کی وادی کے گالیوں کی تائید سے انھیں باز رکھے کانسل ل۔ والیریس فلاکس کا کام تھا کہ گالیوں کو قابو میں رکھے اور دونوں نوآبادیوں کو پھر آباد کرائے۔ مگر ان تدبیروں سے گالی خائف نہ ہوئے اور وہ اپنی سرکشی سے اسی وقت باز آئے جبکہ کانسل فلاکس نے انھیں شکست فاحش دی اسکے بعد ۱۹۴ق م میں اپنے جانشین کے آنے کے قبل بوای اور ان سوبری سے میڈیولانم

---

[1] لیوی ۳۳، ۲۳، ۶۔

کے قریب ایک سخت جنگ ہوئی۔ جب کانسل سیمپرونیس آیا تو دشمنوں نے خود اس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اور اپنے قدم جمے رکھنے میں اسے سخت دقت ہوئی۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سینیٹ نے عین اس وقت ہسپانیہ کی بڑی فوج اور فلامی نیس کی فوج کو واپس بلا کر ان کے انتشار کا حکم دیدیا۔ واقعات مابعد سے معلوم ہوگا کہ اس کا یہ طرز عمل کسقدر ناعاقبت اندیشانہ اور نقصان رساں تھا ۱۹۳ق م کے اوائل میں شمالی اطالیہ میں لیگیوریوں نے پھر بغاوت کر دی جس سے ثابت ہوگیا کہ ادھوری کارروائیاں محض بیکار ہوتی ہیں۔ ان کی ایک فوج نے اٹروریا پر حملہ کر دیا دوسری نے پلاکیپن ٹیا تک کے تمام خطہ ملک کو تاخت و تاراج کر دیا۔ قبیلہ بوائی نے بھی سر اٹھایا۔ صورت حال اس قدر پریشان کن ہوگئی تھی کہ ان خطروں کے دفعیہ کے لئے خاص تدبیریں اختیار کی گئیں۔

ہسپانیہ (۴۵۳) اب ہم ہسپانیہ کی طرف متوجہ ہونگے جسکی موجودہ حالت شمالی اطالیہ کے مماثل تھی ۲۰۶ق م میں سی پیو کی روانگی کے بعد، جبکہ قرطاجنہ اس ملک سے خارج کر دئے گئے رومیوں کو امید تھی کہ یہاں جلد سکون ہو جائیگا۔ چند سال تک یہ عمل درآمد تھا کہ روما کے مقبوضات دو پروکانسلوں کے سپرد رہتے جن میں سے ایک کے تحت میں جزیرہ نمائے مذکور کا شمالی مشرقی حصہ تھا اور دوسرے کے تحت میں جنوبی حصہ ان دونوں خطوں کو اصطلاحاً ہسپانیۂ قریبہ و ہسپانیۂ بعیدہ کہتے تھے یہ پروکانسل درجۂ اعلےٰ کے عہدہ دار یعنی سابق کانسل نہ تھے بلکہ ادنیٰ خدمات سے ترقی پاکر اس خدمت پر پہونچے تھے یا اس خدمت پر راست انکا تقرر ہوا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے زیر کمان ایک چھوٹی سی فوج تھی تاکہ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھ سکے اور حکومت کا یہ منشا تھا کہ بڑی لڑائیوں کا سر انجام انکے سپرد رہے لیکن جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ہسپانیہ، روما سے دور تھا اور یہاں کی حکومت دوسرے امور میں مصروف تھی، اس لئے پروکانسلوں کو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ موجودہ فوجوں سے کام لیں اس لئے جب کارنی لیس لین ٹولس ۲۰۰ق م میں روما واپس آیا تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ اپنی فوجی خدمات کی بنا پر وہ پورا جشن فتح منانے کا مستحق ہے مگر چند موانع ایسے تھے جن کی وجہ سے سینیٹ نے استقبال

پر اکتفا کیا۔ بیان[۱] کیا گیا ہے کہ اسی سال میں گاییس کارنی لییس کے تھےگس کو مشرقی ہسپانیہ میں ایک بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ جس میں ۱۵۰۰۰ دیسی مارے گئے۔ مگر یہ روایت بہت مشتبہ ہے۔ سال آیندہ (۱۹۹ ق م) کے لئے حسب سابق دو پروکانسل مقرر ہوئے اس کے بعد ہی گارڈیس سے ایک وفد روما آیا۔ قرطاجنہ نے جب ہسپانیہ کو خیرباد کہا تو اس شہر کے باشندوں نے برضا و رغبت روما کی اطاعت قبول کر لی اور غالباً ان کے ساتھ رعایت کا برتاؤ کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے ایک مستقل حاکم یہاں بطور اپنے نائب کے مقرر کرنا شروع[۲] کر دیا تھا۔ لیکن اہل گاڈیس اس حاکم کے وجود کو اپنی آزادی کے منافی خیال کرتے تھے اس لئے انھوں نے اس حاکم کو واپس بلا لینے کے لئے سینیٹ میں درخواست پیش کی۔ سینیٹ اس وقت دوسرے امور کی طرف متوجہ تھی اس لئے اس نے اس درخواست کو منظور کر دیا اس کے علاوہ روما کا یہ قدیم اصول تھا کہ جہانتک ممکن ہو محکوم حلیفوں کی اندرونی آزادی میں مخل نہو تاکہ وہ وفاداری پر قائم رہیں اسی سال ایک دوسرے پروکانسل کی واپسی کا بھی ذکر آتا ہے۔ ۱۹۸ ق م کے واقعات کا کوئی ذکر نہیں ہے ۱۹۷ ق م کے انتخابات میں ایک جدید طرز عمل اختیار کیا گیا۔ یعنی پریٹروں سے اطالیہ کے ہر کام لینے کے طریقے کو وسعت دیگئی اور بجائے چار کے چھ[۳] پریٹر منتخب ہوئے جن میں سے دو ہسپانیہ کے لئے مخصوص تھے ان میں سے ہر ایک کے زیر کمان ۸۰۰۰ پیادے اور ۴۰۰ سوار تھے جو سب حلیفوں میں سے تھے سینیٹ نے انھیں یہ حکم بھی دیا تھا کہ ہسپانیہ کے دونوں رومی صوبوں کی سرحدوں کا تعین کر دیں اس سرحد کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے مگر اس کا خط ابرو

---

[۱] لیوی ۳۰، ۴۹، ۷۔ ہمارے ماخذ کے قطعی یا قابل وثوق ہونے کی یہ ایک بین مثال ہے۔ وقائع نگاروں کے مبالغہ آمیز بیانات کے علاوہ قلمی نسخوں میں غلطیاں بھی ہیں خصوصاً اعداد میں جن کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

[۲] لیوی ۳۲، ۲، ۵۔

[۳] لیوی ۳۲، ۲۸، ۶، ۱۱۔

ندی کے بہت جنوب میں ہوگا۔ ان انتظامات سے ظاہر تھا کہ روما جزیرہ نمائے مذکورہ پر مستقل قبضہ کرنا چاہتا تھا اور زمانۂ مابعد کی بغاوتوں کی غالباً یہی وجہ ہوگی۔ ۱۹۷ سنہ کے اواخر میں ہسپانیہ بعیدہ کے پریٹر نے یہ خبر بھیجی کہ جنوبی قبیلوں میں سے اکثر نے بغاوت پر کمر باندھ لی ہے اور اس بغاوت کے پھیلنے کا بھی اندیشہ ہے۔ سینیٹ کو معلوم تھا کہ اگر بغاوت زیادہ پھیل گئی تو ہسپانیہ میں کوئی ایسی فوج نہ تھی جو اس کے انسداد کے لئے کافی ہوتی اس لئے اس نے ہسپانیہ کے معاملات کی طرف پوری توجہ کی ۱۹۶ سنہ کے انتظامات کے عمل میں آنے کے قبل معلوم ہوا کہ ہسپانیۂ قریبہ میں رومیوں کو ایک سخت ہزیمت ہوئی تھی۔ اس لئے حلیفوں کی فوج میں اضافہ کرنے کے علاوہ ہر صوبے کے لئے ایک رومی لیجن بھی مقرر کیا گیا اور نئی فوجیں بعجلت ممکنہ بھیجی گئیں۔ اسی زمانہ میں دو پروکانسل ہسپانیہ سے مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے ان میں سے ایک کا چند روز کے بعد استقبال ہوا مگر ان کی فتوحات محض برائے نام تھیں کیونکہ ہسپانیہ میں باضابطہ جنگ شروع ہوگئی تھی۔

کیٹو کی کارروائیاں

(۴۵۴) ۱۹۵ سنہ کے لئے ل۔ والیریس فلاکس اور م۔ پورکیس کیٹو کانسل منتخب ہوئے قرعہ اندازی سے ہسپانیہ کا صوبہ کیٹو کو ملا۔ دو رومی لیجن اس کے تحت میں دیئے گئے۔ پریٹروں کے زیر کمان بھی ایک ایک لیجن تھا ان کے علاوہ حلیفوں کی کثیر التعداد فوجیں تھیں۔ فوج کی مجموعی تعداد صاف ظاہر نہیں ہوتی مگر ۵۰۰۰۰ کے قریب ہوگی۔ ہسپانیۂ قریبہ سے اسی زمانہ میں ایک فتح کی خبر آئی مگر اس قسم کی فتحوں کی حقیقی قدر و قیمت معلوم ہو چکی تھی۔ اس لئے جو تدبیریں سوچی گئی تھیں ان پر عمل کیا گیا اور کیٹو ہسپانیہ بعیدہ کو روانہ ہوا۔ بحری سفر میں کوئی واقعہ قابل ذکر نہیں ہوا۔ روما کا قدیم حلیف مسالیہ اس نواح کی باقی ماندہ یونانی بستیوں کا سرغنہ تھا اور انھیں میں سے ایک یعنی ایم پوری اے میں رومی بیڑا لنگر انداز ہوا۔ شہر کا اصلی یونانی محلہ بہت چھوٹا تھا۔ مگر اس کی فصیلیں نہایت مضبوط تھیں اور اس کی حفاظت کا کافی انتظام تھا کیونکہ یونانی گو وہ امن پسند تاجر تھے مگر دیسیوں سے خائف تھے اور ان کی حالت ایک فوجی لشکر

کی تھی کیٹو نے دشمنوں کے حالات دریافت کرنے شروع کیے اور اس اثنا میں وہ اپنے ناآزمودہ کار سپاہیوں کی تربیت میں بھی مشغول تھا۔ فوج کے ساتھ جو غلہ کے ٹھیکہ دار تھے انھیں اس نے روما واپس کردیا۔ کیونکہ اس کا مقصد تھا کہ دشمن کے غلہ کو اپنے تصرف میں لے آئے اور اسی غرض سے اس نے یورشوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ مگر اسے بہت جلد معلوم ہوگیا کہ ملک میں سخت بدامنی ہے۔ ایک پریٹر ہسپانیہ بعیدہ سے فتح حاصل کرکے اس کے لشکر میں پہونچا۔ مگر گو اس کے ساتھ ایک زبردست بدرقہ تھا تاہم سفر میں اسے سخت دقت واقع ہوئی اور کئی مقامات پر اسے لڑنا پڑا۔ اس کے بعد کیٹو کی حقیقی معرکہ آرائی شروع ہوئی ایک دیسی سردار جو روما کا دوست تھا دشمن نے نرغہ کرلیا اس نے مجبور ہوکر نہایت عاجزی سے امداد کی درخواست کی۔ مگر کانسل کے پاس اپنے اصلی کام کے لیے بھی کافی آدمی نہ تھے اس لیے اس نے امداد کا وعدہ کیا اور پھر اپنے قول سے روگرداں ہوگیا۔ مگر اس نے ایک دوسرے طریقے سے امداد کی جو غالباً زیادہ کارگر تھی اپنے سپاہیوں کو یورشوں میں آزما کر اس نے اندرون ملک کی طرف کوچ کیا۔ اور باغیوں کی سب سے بڑی فوج کو مقابلہ پر مجبور کیا جس میں رومی سپہ سالار کو اس کی حربی تدابیر اور سپاہ کے ضبط فوجی سے کامیابی ہوئی۔ اس فتح کے بعد جنگ کا سلسلہ جاری رہا اور چند ہی روز میں ابرو کے شمال کے ضلع کے باشندے اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوگئے متعدد قیدی دشمن کی قید سے رہا کرادیے گئے چھوٹی چھوٹی بغاوتیں بہ عجلت فرو کردی گئیں اور باغیوں کے ساتھ لینت کا برتاؤ نہ کیا گیا۔ جن لوگوں نے دوسری مرتبہ بغاوت کی تھی انکے باقی ماندہ افراد کو کانسل نے فروخت کردیا۔ ہسپانیہ بعیدہ کے پریٹر کو بھی جنوب کے غیر جنگجو قبیلوں میں فتح حاصل ہوئی تھی کیٹو اس اثنا میں ابرو کے شمال کے قبیلوں کے ہتھیار چھین رہا تھا اور ان کے فصیل بند شہروں کی فصیلیں مسمار کر رہا تھا فصیلوں کی مسماری کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک[1] چال چل گیا یعنی اس نے بوقت واحد

---

[1] فرون ٹی نس Strat ۱،۱،۱ ایلیوی ۳۴، ۱۷

تمام شہروں میں یہ حکم جاری کردیا اور خلاف ورزی کی پاداش میں جنگ کی دھمکی دی
ہر شہر کے باشندوں کو خیال ہوا کہ یہ حکم انھیں سے متعلق ہے اور سب نے اس کی تعمیل
کی۔ اس روایت پر ہم یقین نہیں کرسکتے مگر یہ زمانۂ مابعد کی گھڑی ہوئی نہیں ہے شہروں
کی تعداد بھی . . . ہم بیان کی گئی ہے جو مبالغہ آمیز ہے ممکن ہے کہ اس کا راوی
خود کیٹو ہو۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سخت مشکلوں میں پھنسا ہوا تھا اور اس نے
حد درجہ کی سرگرمی اور نفس کشی سے کامیابی حاصل کی تھی۔ جنوب کی جنگ کے
متعلق ہمیں صرف یہ معلوم ہے کہ شکست خوردہ ویسیلوں نے کیلٹ آئی بیریوں کی
ایک اجیر فوج نوکر رکھلی۔ یہ لوگ انسلاً دوغلے تھے اور وسطی ہسپانیہ پر انکا قبضہ
تھا کانسل نے اس اجیر فوج کو ہموار کرلینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور
ہسپانیہ بعیدہ میں حالت حسب سابق تھی۔ اس نے ایک چھوٹی سی فوج لیکر
ابرو کی طرف رجعت کی اور شمال میں چند معمولی فتوحات حاصل کیں۔ اپنی
فوجی قوت کے زور سے امن وامان کے قائم کرنے کے علاوہ اس نے کان کنی[1]
کو ترقی دیکر ملک کی دولت میں اضافہ کیا اور زمانۂ آئندہ میں کان کنی ہسپانیہ کی
معاشی زندگی کی ایک ممتاز خصوصیت ہوگئی ہسپانیہ کی صوبہ داری کے
آخری زمانہ میں روما کی جماعتوں کی سازشیں کیٹو کے انتظامات میں مخل ہوئیں تا
سی پیو افریکانس اور کیٹو سسلی میں لڑ بیٹھے تھے اور اس وقت سے
دونوں میں عناد تھا اور افریقہ سے واپس آنے کے بعد سے سی پیو بالکل بیکار
تھا، اس کی عظمت لوگوں کے دلوں سے محو ہورہی تھی اور اس کے حریف
فلامی نیس اور کیٹو مشرق اور مغرب میں نام آوری حاصل کررہے تھے
۱۹۴ق م کے انتخابات اور تقسیم صوبہ جات کا زمانہ قریب آرہا تھا اور سی پیو اس
فکر میں تھا کہ بار دیگر کانسل منتخب ہوکر اطالیہ کے باہر کسی اہم خدمت پر فائز
ہوتا کہ اپنی عظمت وشان کو پھر قائم کرلے۔ کانسلی تو اسے ملگئی مگر سینیٹ کی

---

[1] لیوی ۲۴، ۲۱، ۷۔ پلینی (تاریخ ۳۳، ۹۶-۹۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہینی بال کا تتبع
کیا۔ ہسپانیہ کے معادن کے متعلق دیکھو اسٹرابو سوم ۲، ۸، ۱۱۔

جماعت غالب اس کی مخالف تھی جس نے یونان اور ہسپانیہ کے معاملات کو مختتم قرار دیکر فوجوں کی واپسی کا حکم دیدیا واقعات مابعد واضح نہیں ہیں کیونکہ ہمارے ماخذ میں باہمی اختلاف ہے مگر اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا یعنی سپی یو کو یونان جانے سے روکنے کے لئے کیٹو کو بھی واپس بلانا پڑا دو پریٹر حسب سابق مقرر ہوئے اور کیٹو نے واپس آکر جشن فتح منایا جسکا وہ مستحق تھا۔

(۱۴)

باب سیوم

یونان اور ممالک مشرقی کی جنگ[1]

۱۹۵ تا ۱۸۷ ق م

(۴۵۵) یونان کی جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد ہم نے ممالک مشرقی کے معاملات کا ذکر ملتوی کر دیا تھا گو اسے ٹولیوں میں بے چینی کے آثار ہنوز باقی تھے انٹیوکس کے قدم یورپ میں جم گئے تھے اور وہ ہنیبال اسکے زیر اثر تھا۔ انطاکیہ سے وہ حال ہی میں واپس ہوا تھا تاکہ مغرب میں اپنی تدبیروں کو عمل میں لائے اور ہنی بال بھی اس کا شریک ہو گیا تھا فلپ شاہ مقدونیہ واقعات کی رفتار کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے غالباً محسوس کر لیا ہوگا کہ فی الجملہ رومیوں نے اس کے ساتھ لینت کا برتاؤ کیا تھا اور اس کو یونانیوں کی آتش انتقام سے بچایا تھا مگر اس کا رفیق اور حلیف انٹیوکس اس کی بے بسی سے نفع اٹھا کر ان مقامات پر قبضہ کر رہا تھا۔ جن کے الحاق کی فکر میں وہ خود تھا۔ مسئلہ تصفیہ طلب یہ تھا کہ بحیرۂ یونان کے سواحل کے ممالک کا مالک اور عالم یونانی کا سرغنہ کون ہوگا۔ اور اس کے تصفیہ کے لئے ایک خونریز جنگ ناگزیر تھی اس جد و جہد میں روما اور شہنشاہ شام کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ فلپ شاہ مقدونیہ ان دونوں میں سے کسی کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسکے لئے عافیت اسی میں تھی کہ اپنی سلطنت

---

[1] ہمارے اصل ماخذ پالی بیس ۱۸-۲۲ اور لیوی ۳۳-۳۸ ہیں۔ بعض امور کے متعلق اپے ٹین (شام) پلوٹارک (فلامی نیس اور فلوپو مین) اور ڈائیو ڈورس ۲۸-۲۹ وغیرہ سے بھی مدد ملتی ہے صرف چند خاص امور کے حوالے دیئے گئے ہیں۔

کے ذرائع کو ترقی دے اور روما کے ساتھ جو معاہدے ہوئے تھے ان کی تکمیل ایمانداری سے کرے۔ ممکن تھا کہ اس جنگ میں دونوں مقابلہ کن سلطنتیں خستہ حال ہو جائیں جس سے ایک تیسری قوت کو اپنے حقوق کے تسلیم کرانے کا موقع ملسکتا درجۂ دوم کی قوتوں میں جو جنگ میں شرکت کی صلاحیت رکھتی تھیں صرف اے ٹولی ہی روما کے مخالف تھے۔ فلپ کم از کم اس وقت ضرور روما کو انٹیوکس پر ترجیح دیتا تھا گو ہم یہ نہیں جانتے کہ اُس کا موجودہ طرز عمل کن مصالح پر مبنی تھا۔ مگر جن مصالح کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ مشہور واقعات پر مبنی ہیں اور مقدونیہ نے جو طرز عمل اختیار کیا اس سے مطابقت رکھتے ہیں۔ جنگ مابعد میں مقدونیہ کی یہ روش بالخصوص قابل لحاظ ہے۔

روما اور انٹیوکس

(۴۵۶) ۱۹۳ ق م میں گفت وشنید کا سلسلہ عرصہ تک جاری تھا کیونکہ دونوں حریفوں میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ اس کا دعویٰ صحیح ثابت ہو اور دنیا کو یہ معلوم ہو کہ وہ جنگ پر بدرجہ مجبوری آمادہ ہوا ہے۔ روما کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر شاہ شام یورپ کے معاملات میں مداخلت کرتا ہے تو اسے بھی ایشیا کے معاملات میں دخل دینے کا حق ہے، اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ ایشیا میں اس کے مقبوضوں میں کوئی دوسرا مخل نہ ہو تو اسے یورپ میں رومیوں کے معاملات میں مخل نہ ہونا چاہیئے انٹیوکس کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جاسکتا تھا کہ یورپ میں اس کے آبائی حقوق تھے۔ جو ایشیا میں رومیوں کو حاصل نہ تھے سلوقی خاندان کے سابقہ مقبوضات کو اپنے تحت میں لانا وہ اپنا حق اور فرض سمجھتا تھا رومی یونان کی آزادی کے حامی تھے اس لئے ان کا فرض تھا کہ یونانی شہروں کی آزادی کو برقرار رکھیں بجائے اسکے کہ شاہ شام کو ان شہروں پر اپنی سیادت قائم کرنے دیں جو عرصہ ہوا کہ ختم ہو چکی تھی۔ فریقین کے دعوے ایسے نہ تھے کہ ان میں مصالحت ہو سکتی، لیکن دونوں میں سے کوئی اس وقت لڑنے کے لئے تیار نہ تھا اسلئے بے سود سفارتوں کا سلسلہ جاری تھا مگر اس اثنا میں جو یونانی سفیر روما گئے انھیں یقین دلایا گیا کہ روما اس نازک وقت میں ان کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔

(۴۵۷) انٹیوکس اپنے مطالبات سے باز آنے پر آمادہ نہ تھا اور وہ ہر طرح

سے اپنی قوت کو مستحکم کر رہا تھا۔ مشرقی سلاطین اپنے خاندانوں کے بقا کے لئے ازدواجی تعلقات سے اکثر کام لیا کرتے تھے، انٹیوکس کی کئی لڑکیاں تھیں جن کی شادیوں میں اس نے سیاسی مصالح کو مدنظر رکھا ان میں سے ایک کا عقد اس نے نوجوان بطلیموس سے کر دیا دوسری کا کپیاڈوشیا کے بادشاہ سے اور تیسری کے متعلق یومی نیس شاہ پرگامم سے سلسلہ جنبانی کی مگر اس نے اس اعزاز سے انکار کر دیا کیونکہ یہ فرمیں بادشاہ روما کا وابستہ تھا اور اس سلطنت سے اپنے تعلقات کو کمزور کرنا نہ چاہتا تھا، ہنی بال انٹیوکس کی سلک ملازمت میں داخل ہو گیا تھا اور انٹیوکس اس سے کام لینا چاہتا تھا۔ مگر اس لاثانی سپہ سالار کی خدمات سے پورا نفع اٹھانے کے لئے ضروری تھا کہ اسے وسیع اقتدارات عطا کئے جاتے اور آنے والی جنگ کا انصرام بالکلیہ اس کی صوابدید پر چھوڑ دیا جاتا۔ مگر یہ عملاً ناممکن تھا کیونکہ مطلق العنان رئیس اپنے ملازموں کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی فوجی شہرت بالخصوص انھیں شاق گذرتی ہے۔ اس کے علاوہ مطلق العنان بادشاہوں کے معلومات کے ذرائع محدود ہوتے ہیں کیونکہ ان کے دربار کے ارکان اپنے اثر کو قائم رکھنے کے لئے ناخوشگوار واقعات کو یا تو دبا دیتے ہیں یا ان پر صیقل کر دیتے ہیں انٹیوکس کی حالت بھی دوسرے بادشاہوں کی طرح تھی اور حالات کچھ ایسے تھے کہ وہ کوئی صائب رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔ تین شاہی خاندانوں کو سکندر اعظم کی جانشینی کا شرف حاصل ہوا تھا، ان میں سے مصر کی حالت نہایت ابتر تھی اور مقدونیہ کو حال ہی میں روما سے سخت شکست حاصل ہوئی تھی، مگر سلوقس کا خاندان دولت مند تھا اور حالیہ فتوحات سے اسکی عظمت بڑھ گئی تھی۔ اس کے علاوہ سلوقی خاندان کے قبضہ میں سکندر کی سلطنت کا وہ حصہ تھا جو ایک زمانہ میں شہنشاہان ایران کے زیرنگین تھا، اس لئے ان کی حیثیت شہنشاہی تھی جس کی وجہ سے مشرق میں ان کی قدر و منزلت تھی اور مغرب کی نگاہوں میں بھی ان کا خاص اعزاز تھا۔ روما کو ابھی تک کوئی خاص امتیاز حاصل نہ ہوا تھا قرطاجنہ سے بھی وہ مدت تک عہدہ برا ہوا تھا اور اہل قرطاجنہ کا اصلی وطن فنیقیا تھا جو شام کے ساحل کا ایک ذرا سا گوشہ ہے یہی وجہ تھی

کہ انٹیوکس روما کی اصلی قوت کا اندازہ نہ کرسکا اور روما کی اعتدال پسندی کو اس نے کمزوری پر محمول کیا اور ہینی بال سے رشک و حسد کی وجہ سے وہ کام نہ لیا جس کا وہ اہل تھا۔

ہینی بال کی کس مپرسی

(۴۵۸) ہینی بال سے جنگ کے انصرام کے متعلق مشورہ کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ کامیابی کا اصل گر یہ ہے کہ اطالیہ پر زبردست حملہ کر دیا جائے تاکہ فوج دشمن کی کمائی کھائے اور اس کی ناشاد رعایا کو بغاوت پر آمادہ کر سکے۔ کامیابی کی عملی صورت صرف یہی تھی، کیونکہ روما کو اطالیہ کے ذرائع سے کام لینے کا موقع دینا گویا اس کی فتح کو یقینی کر دینا تھا اس کی خواہش تھی کہ اگر ایک چھوٹی سی فوج اور چند جہاز اسے دیدیے جائیں تو وہ قرطاجنہ پہونچ جائے گا اگر اہل قرطاجنہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے تو خیر ورنہ وہ اطالیہ میں لنگر انداز ہو کر جنگ چھیڑ دیگا۔ انٹیوکس بھی اس تدبیر میں معاونت کر سکتا تھا یعنی وہ ساتھ ہی ساتھ یورپ پر حملہ کر دیتا اور اس کے بعد حسب ضرورت کارروائی کرتا۔ مگر انٹیوکس کو یہ گوارا نہ تھا کہ تمام عالم کی نگاہوں میں ہینی بال کو سرخروئی ہو اور فتح کا سہرا اسی کے سر ہو ہینی بال کو البتہ یہ اجازت دی گئی کہ اپنے ہوا خواہوں سے مراسلت کرے جو قرطاجنہ میں تھے۔ خط و کتابت میں خطرہ تھا اس لئے اس نے اپنے ایک معتمد علیہ کو قرطاجنہ روانہ کیا لیکن وہاں وہ پہچان لیا گیا اور اس کے مقاصد کو لوگوں نے تاڑ لیا اس وقت حکومت دولت مند لوگوں کی تھی جو روما کے طرفدار تھے انھوں نے چاہا کہ ہینی بال کے قاصد کو گرفتار کر کے روما کے حوالے کردیں مگر وہ بچ نکلا اور اس کی ہوشیاری سے ہینی بال کے ہوا خواہ بھی بچ گئے۔ لیکن قرطاجنہ کے حکام کی حالت کچھ ایسی ابتر ہو گئی تھی کہ انھوں نے خیر خواہی کے جوش میں اس معاملے کی اطلاع روما کی سینیٹ کو کی اور اس کے ساتھ ہی ماسانسا کی دراز دستیوں کی شکایت بھی کی انکے اس پریشان کن ہمسایہ نے بعض قرطاجنی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور خراج وصول کر رہا تھا سینیٹ نے فریقین کے سفیروں کے عذرات کی سماعت کی اور سرحدی نزاعوں کے تصفیہ کے لئے کمشنر روانہ کئے مگر ان

حاکموں نے جنھیں غالباً خفیہ ہدایتیں دی گئی تھیں کوئی تصفیہ نہ کیا اور شاہ نیومیڈیا حسب سابق مطلق العنان رہا۔ روما کے خلاف ہیں قرطاجنہ سے مدد ملنے کی یہی صورت تھی کہ ہینی بال ایک فوج اور بیڑے کے ساتھ بھیجا جائے مگر ہینی بال کا مشورہ نظر انداز کر دیا گیا اور انیٹوکس کی امید بر نہ آئی۔

انیٹوکس اور جنگ کا آغاز

(۵۹۴) اب دوسری تدبیر باقی تھی یعنی یونان پر حملہ کرکے اسے جنگ کا مرکز بنایا جائے ہینی بال نے اسے متنبہ کر دیا تھا کہ یہ حملہ بجائے خود کامیاب نہ ہوگا مگر انیٹوکس کو اپنی قوت کا غرہ تھا اور دوسرے امور بھی تھے جن سے اس کو اس طرز عمل کے اختیار کرنے پر ترغیب ہوئی۔ رومیوں نے اے ٹولیوں کو پس پشت ڈال دیا تھا اسلئے وہ انتقام کے درپے تھے نابس کو انھوں نے ورغلا کر لاکونیا کے ساحلی شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے آمادہ کیا مگر اکائی اسکی تاک میں تھے انھوں نے اسے روکا اور اس کی ان حرکتوں کی اطلاع روما کو کر دی مگر فلپ کو ورغلانے میں اے ٹولی سفیر کو کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے سابق دشمنوں پر اعتماد نہ کر سکتا تھا اور اس کا لخت جگر کفیل کے طور پر رومیوں کی قید میں تھا۔ اس نے غالباً یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ روما کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کے دوست فائدے میں رہتے ہیں انیٹوکس نے اے ٹولیوں کی تجویزوں کو مان لیا اس کا خود بھی ارادہ تھا کہ یونان میں معرکہ آرائی کرے اور اے ٹولیوں کی چرب زبانی سے اسے اور شہ ہوئی۔ اے ٹولیوں نے اسے یہ سبز باغ دکھایا کہ اس کے پہونچتے ہی اہل یونان اس کی تائید پر آمادہ ہو جائینگے اور فلپ اور نابس آزادی کی جنگ کو چھیڑنے کے لئے صرف موقع کے منتظر ہیں۔ انھوں نے اسے یہ بھی باور کرایا کہ روما کو جو کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ انھیں کے طفیل تھی اور ان کی تمام فوجیں اس کے تحت کر دی جائیں گی۔ انیٹوکس نے ان لغویات کو صحیح سمجھ لیا اور انھیں کسی نہ کسی طرح سے معلوم کرا دیا کہ وہ یونان پر حملہ کریگا۔

(۶۰۴) سلسلہ واقعات واضح نہیں ہے، غالباً اسی زمانہ میں یعنی سنہ ۱۹۳ کے اوائل میں ایک رومی سفارت انیٹوکس کے پاس آئی۔ سفیروں کو ہدایت تھی

کہ اثنائے راہ میں یومی نیس سے بھی ملتے جائیں یومی نیس جنگ کے لئے بالکل مستعد تھا کیونکہ اس کے تخت وتاج کا بقا انٹیوکس کے زوال پر منحصر تھا۔ انٹیوکس اس وقت پسیڈیا میں ایک مقامی جنگ میں مصروف تھا جہاں وہ اپنی حکومت بحال کر رہا تھا۔ رومی سفیروں اور بادشاہ اور اس کے ایک معتمد علیہ وزیر سے نامہ وپیام ہوئے مگر ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ فریقین میں سے کوئی اپنے دعووں سے باز آنے کو تیار نہ تھا اور چونکہ اس بے سود گفت وشنید سے کوئی فائدہ نہ تھا اس لئے سفارت واپس گئی۔ اس موقع پر یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ انٹیوکس اصل صورت حال سے ناواقف تھا جس سے وہ سخت گھاٹے میں تھا اس کے یونانی مشیروں کو یا تو معلوم نہ تھا کہ اسے کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے ہمرکاب ایک زبردست اور کارگر فوج لیجائے یا وہ اس امر کو اس سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ برخلاف اسکے رومیوں کو پرگامم اور روڈز سے تازہ ترین خبریں پہنچتی تھیں اور یونان کی ریاستوں میں بھی ان کے ہم نوا موجود تھے جنکا بقا روما کے اثر کے قیام کے ساتھ وابستہ تھا۔ انٹیوکس کو حقیقت حال صرف ہینی بال سے معلوم ہو سکتی تھی مگر ہینی بال اس وقت مورد عتاب تھا کیونکہ اس نے ایفی سس میں رومی سفیروں سے میل[1] جول رکھا تھا اور اس کی اس انسانیت کو اس کے حاسدوں نے بے وفائی پر محمول کیا تھا۔ مگر اسی اثنا میں اس نے بادشاہ سے بیان کیا کہ میں نے لڑکپن میں اپنے باپ ہیملکار سے قسم کھائی تھی کہ تادم مرگ کبھی روما کا دوست نہ ہونگا۔ بادشاہ کی نظر عنایت اس پر بھی پھر ہو گئی اور اسے اپنی مجالس شوریٰ میں بلانے لگا۔ مگر جنگ کی تجویزیں جو غلط مفروضات پر مبنی

---

[1] ایک روایت میں جو غالباً پالی بیس سے ماخوذ ہے بیان کیا گیا ہے کہ رومی سفیروں میں سی پیو افریکانس بھی تھا اور اس نے ہینی بال سے گفتگو کی۔ معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ سی پیو کے خاندان کے دلچسپ افسانوں میں سے ہے اور اس میں بہت کچھ مبالغہ ہے۔ (دیکھو لیوی ۲۵، ۱۴ وی سین بورن کا حاشیہ) اور اے پین (بشام) ۹-۱۱۔

تھیں پہلے ہی سے طے ہو چکی تھیں اور ہینی بال سے جو اپنے زمانہ میں فن حرب کا سب سے بڑا ماہر تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں کام لیا گیا جن کا جنگ کے اصل نتیجہ پر کوئی اثر نہ ہو سکتا تھا۔

روما کی جنگی تیاریاں

(۴۶۱) بادشاہ کے درباری اسے ہمت دلا رہے تھے کہ فتح آسانی سے ہو جائے گی مگر ان خالی خولی باتوں کے مقابلہ میں رومی جو جنگ کی مشکلوں سے بخوبی واقف تھے ہمہ تن تیاری میں مصروف تھے۔ نابس نے جنگ چھیڑ دی تھی جس سے انھیں ۱۹۲ ق م کے لئے معمول سے بڑی فوجوں کے تیار کرنے کا بہانہ مل گیا۔ ہسپانیہ اور گال کے لئے فوجوں کا انتظام کرنے کے بعد جنوبی اطالیہ اور سسلی کے تحفظ کا انتظام کیا گیا کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں انٹیوکس یا ہینی بال مغرب میں نہ آ دھمکیں۔ ساحلی شہروں کی حفاظت کے لئے فوجیں متعین کی گئیں نئے جہاز بنائے گئے اور ایک فوج اور بیڑے کی تیاری کی گئی تاکہ یونانی حلیفوں کی بروقت امداد ہو سکے رومی فوجوں کی پوری تعداد صحیح طور سے معلوم نہیں مگر ان میں غالباً حلیفوں کی تعداد حسب سابق رومی شہریوں سے زیادہ تھی۔ خیال تھا کہ جنگ سال مابعد میں شروع ہوگی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ ایک کانسل روما آ کر ۱۹۱ ق م کے انتخابات عمل میں لانے کے لئے تیار رہے۔ زائد از کار جہازوں کی تیاری کا سلسلہ بھی جاری تھا کیونکہ اندیشہ تھا کہ روما کو جنگ کے لئے ایک زبردست بیڑا بھیجنا ہوگا۔ ہینی بال کے خوف سے روما میں سخت انتشار تھا مگر سال یوں ہی لیت ولعل میں گزر گیا اور مختلف خبریں صحیح اور غلط مشہور ہوتی رہیں۔ ۱۹۱ ق م کے انتخابات بالآخر عمل میں آئے اور یونان کے لئے جو فوج تیار کی گئی تھی اپیارس بھیج دی گئی تاکہ آیندہ معرکہ آرائی کے لئے تیار رہے۔

(۴۶۲) یونان میں جنگ پہلے ہی سے شروع ہو گئی تھی کیونکہ نابس لاکونیا کے ساحلی مقامات پر پھر قبضہ کر کے خطرناک ہو رہا تھا اور اتحاد آکائی کو یہ گوارا نہ تھا ان کی امداد کے لئے ایک رومی بیڑا بھیجا گیا۔ مگر اس کے آنے کا وہ انتظار نہ کر سکے۔ ان کا سپہ سالار فلی پومین اس وقت اتحاد کا صدر تھا بحری معاملات میں اسے دخل نہ تھا مگر گی تھیم کا نابس نے محاصرہ کر لیا تھا اور

اس محاصرہ کو اٹھانے کے لیے سمندر سے حملہ کرنے کی ضرورت تھی۔ اس بحری حملہ میں ناکامی ہوئی مگر خشکی کی طرف سے حملہ کرکے اس نے نابس کی فوجوں کو تباہ کر دیا اور اس کے ملک کو ویران کر دیا۔ اس کے بعد وہ فاتحانہ شان سے واپس آیا اور نابس اسپارٹا میں محصور ہو گیا۔ اس حد تک تو روما کے حلیفوں کی کامیابی قابل اطمینان تھی مگر اکثر یونانی ریاستوں میں روما کے مخالفوں کا زور تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ جب انٹیوکس کی زبردست قوت کی خبریں مشہور ہوں گی تو اکثر ریاستیں اے ٹولیوں کا تتبع کرینگی۔ اس لئے روما سے ایک سفارت فلامی نیس کی سرکردگی میں بھیجی گئی تاکہ مشتبہ رویہ والی سلطنتوں کو متنبہ کر دے کہ روما اور اس کے حلیفوں سے جنگ نہ کریں یہ سفارت بے کار نہ تھی کیونکہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ دولت مند شہری بالعموم روما کے طرفدار ہیں اور صورت حال کے قائم رہنے کے خواہش مند ہیں مگر غربا انقلاب سے نفع کی امید رکھتے ہیں ڈی میٹ ریاس کے مستحکم شہر کی یہی حالت تھی یہاں فلامی نیس کو بے چینی کے فرو کرنے میں کامیابی ہوئی اور اے ٹولیوں کے طرفداروں کا سرغنہ اے ٹولیا بھاگ گیا جہاں انتہائی جوش پھیلا ہوا تھا۔ اے ٹولیوں کا بھکانے والا ان کا سرغنہ تھوآس تھا جو حال ہی میں انٹیوکس کے پاس سفارت پر گیا تھا اور وہاں سے بادشاہ کے ایک کارپرداز کو ساتھ لیکر واپس آیا تھا۔ اے ٹولی طبعاً آسانی سے جوش میں آجاتے تھے اور اس وقت تو انکے جوش کی کوئی انتہا نہ تھی، انھیں امید تھی کہ رومیوں کے دفع ہونے کے بعد انٹیوکس اپنی فوجوں، بیڑوں، زروجواہر اور ہاتھیوں کے ساتھ آئے گا اب تنبیہ کا وقت نہ تھا مگر فلامی نیس نے قصد کر لیا تھا کہ اہل یونان کو مطلع کر دے کہ روما صلح کا خواہاں ہے اور جنگ پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اسے ٹولیوں کی قومی مجلس میں اسے شرکت کی اجازت بدقت ملی مگر اسکی موجودگی ہی میں انٹیوکس کو یونان میں بلانے کی قرارداد منظور کی گئی۔ فلامی نیس نے اس قرارداد کی جب نقل مانگی تو صدر نے جواب دیا کہ جب میں ٹائبر ندی کے کنارے خیمہ زن ہونگا تو وہاں سے نقل بھیجدونگا۔

اے ٹولی

(۴۶۳) اے ٹولیوں نے جنگ کے طوفانی سمندر میں اپنی کشتی ڈالدی تھی اس لیے ان پر لازم تھا کہ جس جنگ کا انھوں نے تہیہ کیا تھا اس کے لئے پوری جانفشانی سے کام لیں۔ ان کا پہلا کام یہ تھا کہ انٹیوکس کے آنے کے قبل تمام مقامات پر قبضہ کرلیں جنکی حربی اہمیت تھی کورنتھ پر قبضہ کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ اس پر اتحاد اکائی کا قبضہ تھا مگر ڈی میٹ ریاس اور کال کس پر آسانی سے قبضہ ہوسکتا تھا اور ڈی میٹ ریاس پر ان کا قبضہ بھی بغیر کسی سخت مخالفت کے ہوگیا۔ مگر یوبیا کے لوگ ان سے سخت متنفر تھے اسلئے جب انھوں نے کال کس پر حملہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے اپنے ہمسایوں کی امداد سے انھیں پسپا کردیا اس کے بعد انھوں نے اسپارٹا پر قبضہ کرنے کا منصوبہ باندھ لیا بیلوپونی سس میں اہل ایلیا و مسی نیا انکے طرفدار تھے اور اسپارٹا کا حاکم نابس بھی ان کا حلیف تھا اور اتحاد آکائی کے خلاف ان سے امداد کا متمنی تھا۔ اے ٹولیوں کی ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ اتحاد کو کسی طرح کمزور کریں۔ اسلئے انھوں نے نابس کی درخواست کے جواب میں ایک فوج بھیجی مگر اس فوج نے سخت بدعہدی کی یعنی موقع پاکر نابس کو قتل کردیا اور اس کے بے سوچے سمجھے لوٹنا شروع کردیا۔ شہریوں کو نابس کی موت کا مطلق افسوس نہ تھا مگر اے ٹولیوں نے ان کے آزاد کرانے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بھی انھیں پسند نہ تھا۔ اس لئے انھوں نے اے ٹولیوں کو تہ تیغ کردیا اس کے بعد اسپارٹا کے شہری سوچ رہے تھے کہ کیا کریں اتنے میں فلوپومین ایک فوج کے ساتھ وہاں پہونچ گیا اور ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اسپارٹا اتحاد اکائی میں شریک ہوجائے۔ شہریوں کو اس نے اس تجویز پر کسی ضرورت سے آمادہ کرلیا اور اس طرح اسپارٹا کی آزادی کا خاتمہ ہوگیا جو زمانہ قبل از تاریخ سے قائم تھی جنگ شروع ہوگئی مگر اصل فریقین جنگ میں سے کوئی پوری فوج کے ساتھ موجود نہ تھا۔ باخبر لومی نیس جو یہاں ضرور موجود تھا مگر اس کے اور فلامی نیس کے پاس اتنی فوج بھی نہ تھی کہ کالکس کی حفاظت کا انتظام کرسکتے یا ڈی میٹ ریاس کو اپنے قبضے میں لاسکتے۔

یونان میں انٹیوکس کی آمد

(۴۶۴) اب وقت آگیا تھا کہ انٹیوکس - یونان میں اپنی صورت دکھاتا تھوآس بذات خود ڈی میٹریاس کے سقوط کی خبر لیکر اُس کے دربار میں پہونچا اور اسے یونان پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے اسے یقین دلایا کہ یونانی اپنے نجات دہندہ کے ورود کے لئے بے تابی سے منتظر ہیں اور ہر طرح سے اسکی مدد کرینگے - مگر یہ باتیں سب غلط تھیں - بیان کیا گیا ہے - کہ اس نے ہر طرح سے کوشش کی کہ انٹیوکس اس جنگ میں ہینی بال سے کام نہ لیں اور اس کی یہ چال چل گئی یہ امر قرین قیاس ہے کیونکہ ہینی بال ایسے قابل سپہ سالار اور اس دغا باز اور شیخی خورے اے ٹولی میں کبھی ہم آہنگی نہ ہوسکتی تھی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہینی بال پس پشت ڈالدیا گیا اور اس جنگ میں کوئی اہم خدمت اُسکے سپرد نہ ہوئی - انٹیوکس نے اپنی اُن فوجوں کو جمع کرکے جو قریب تھیں یونان کا رخ کیا - ڈی میٹریاس میں اس کا پرجوش استقبال ہوا - مگر اس کی فوج بہت چھوٹی تھی یعنی صرف ۱۰۰۰۰ پیدل ۵۰۰ سوار اور چھ ہاتھی، جس سے نہ تو دشمن خائف ہوسکتے تھے اور نہ دوستوں کی ہمت بڑھ سکتی تھی - چندروز کے بعد اتحاد اے ٹولی کا جلسہ ہوا جس میں انٹیوکس اتحاد کی فوجوں کا سپہ سالار منتخب ہوا - جلسے میں اس نے خود بھی تقریر کی اور بڑی بڑی فوجوں اور بیڑوں اور رسد کے ذخائر کے بھیجنے کا وعدہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ فی الوقت اس کی فوج کے لئے رسد بہم پہونچائیں انٹیوکس کو جو اقتدارات دیے گئے ان کے متعلق اختلاف رائے تھا مگر بالآخر تھوآس اور اس کے ہم نوا غالب رہے اور جنگ کے متعلق انٹیوکس کو پورے اختیارات دیے گئے لیکن اس سے درخواست کی گئی کہ اپنی فوج کو جلد بلائے اس سے ظاہر ہے کہ اے ٹولیوں کو اس پر اطمینان نہ تھا - اے ٹولیوں کا اصل منشا یہ تھا کہ اپنے حلیف (انٹیوکس) کی جانفشانیوں سے نفع اٹھائیں، مگر اسکے لئے ضروری تھا کہ انٹیوکس کچھ کرگزرتا - برخلاف اس کے انٹیوکس اتحاد مذکور کو اپنا بہترین اور سرگرم حلیف خیال کرتا تھا - لیکن اے ٹولیوں میں ایک جماعت پیدا ہوگئی تھی جو اس کے اقتدارات کو ضرورت سے زیادہ خیال

کرتی تھی اس سے ظاہر ہے کہ دونوں میں تعاون کا پیدا ہونا مشکل تھا۔

(۴۶۵) ان کے لئے ضروری تھا کہ یونان میں فی الفور اپنے ہم نوا پیدا کریں، اسلئے پہلے انھوں نے کال کس کو ٹٹولا۔ مگر اس شہر کے حکام نے آزادی کے پر فریب وعدوں پر التفات نہ کیا کیونکہ وہ آزاد تھے اور روما سے متحد تھے۔ بادشاہ کے ساتھ سپاہ بہت تھوڑی تھی اسلئے جب اہل شہر نے اس سے درخواست کی کہ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور اس طرح اپنی دوستی کا عملی ثبوت دے تو اسے مجبوراً وہاں سے چلا جانا پڑا۔ اے ٹولیوں نے اسے یقین دلایا تھا کہ اہل یونان اپنے نجات دہندہ کے آنے کے لئے بے تاب ہیں مگر یہاں حال اسے بالکل برعکس نظر آیا۔ لیکن اتھمانیوں کا بادشاہ امیانڈر لایچ میں آکر اس کا شریک ہوگیا اور یہ امید ہوگئی کہ اہل بوایشیا ان کے شریک ہو جائیں گے اور شاید اکائی بھی ہموار ہو جائیں، اہل بوایشیا کو روما سے انس نہ تھا مگر گزشتہ چند سالوں میں وہ متعدد مصائب کے شکار ہو چکے تھے، اسلئے انھوں نے جواب دیا کہ جب انٹیوکس خود آئیگا تو ہم سوچ سمجھکر جواب دینگے، اکائی اتحاد کی مجلس عامہ میں انٹیوکس اور اے ٹولیو کے کارپردازوں نے تقریریں کیں اور اپنے لاانتہا ذرائع اور قوت کی دھمکی دیکر اکائیوں کو مشورہ دیا کہ اپنے نفع کا لحاظ رکھکر اس جنگ میں غیر جانبدار رہیں۔ فلامی نینس نے روما کی طرف سے جواب دیا اور ان بے جوڑ حلیفوں کی لاف زنی اور کم ہمتی کا مذاق اڑایا جو ایک دوسرے کو دھوکا دیکر اب دوسروں کو اپنے فریب میں لانے کی فکر میں تھے۔ اس نے انھیں یہ بھی بتایا کہ کہ غیر جانب[1] دار فاتح کے شکار بن جائیں گے اور روما کے عہد و پیمان کی پابندی کو یاد دلایا اکائیوں کو خاندان سلوقی سے وہ انس نہ تھا جو مقدونیہ کے شاہان انٹی گونی سے تھا اور اے ٹولی تو انکے پرانے دشمن تھے۔ فلامی نینس اور فلوپومین ایک دوسرے سے رشک و حسد رکھتے تھے مگر فلوپومین محب وطن

اکائی روما کا ساتھ دیتے ہیں۔

---

[1] دیکھو فقرہ ۴۲۸

تھا اور اس نے اپنے ذاتی جذبات کو معاملات سلطنت میں مخل ہونے نہ دیا
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکائیوں کی مجلس نے بلا پس و پیش انٹیوکس اور اے ٹولیون
کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور روما کی پیروی کرنے پر آمادگی ظاہر کی
کال کس اور پائرے ایس کی فوجوں کو کمک بھیجی اور فلامی نیس نے بھی
موقع پا کر ایتھنز میں امن وامان قائم کر دیا مگر اتنے میں جنگ کا رخ بدل گیا
رومی فوج کا ایک دستہ کال کس جا رہا تھا، ڈیلیم میں اس پر دشمن نے
یکایک حملہ کر کے اسکا خاتمہ کر دیا، انٹیوکس نے کال کس پر پھر حملہ کر کے
قبضہ کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں میں اسنے آس پاس سے اپنے مخالفوں کو نکال کر
یوبیا پر قبضہ کر لیا۔

رومیوں کی تیاریاں (۴۶۶) رومیوں نے اب تک کوئی سرگرمی نہیں دکھائی تھی، مگر اب
لیت ولعل کا موقع نہ تھا ایپائرس میں ان کی ایک فوج موجود تھی مگر سپہ سالاری
کے لئے کسی کانسل کا تقرر نہیں ہوا تھا اسلئے تعویق ناگزیر تھی۔ ۱۹۲-۱۹۱ق م کے
موسم سرما میں اس سہل انگاری سے انھیں نقصان پہونچنے کا اندیشہ تھا، اور
کچھ نقصان بھی انھیں پہنچا۔ بہر کیف جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور یونان کی سپہ سالاری
مارکس آکی لیس گلابریو کے سپرد ہوئی۔ مذہبی رسوم نہایت احتیاط سے
ادا کی گئیں کیونکہ اس جنگ کی اہمیت کا انھیں کافی اندازہ تھا۔ حسب سابق
جنوبی اطالیہ اور سسلی کی حفاظت کا پورا انتظام کیا گیا اور یونان کے
سمندر میں جو بیڑا تھا اس کے جہازوں میں اضافہ کیا گیا۔ بری اور بحری مستحفظ
فوجیں تیار کی گئیں تاکہ شدید ضرورت کے وقت میں ان سے کام لیا جاسکے
سسلی اور سارڈینیا سے رسد منگائی گئی اور یونان کو غلہ خرید کر بھیجنے کے
لئے بعض اشخاص نیومیڈیا اور قرطاجنہ بھیجے گئے کانسلوں نے حکم دیا[۲] کہ
سینیٹ کے اراکین اپنے اپنے مقام پر رہیں کیونکہ ایسے مسائل ممکن ہے کہ

[۱] لیوی ۳۶/ ۳۔
[۲] لیوی ۳۶/ ۳۔

مجلس مذکور میں پیش ہوں جن کے تصفیہ کے لئے ان کی تعداد غالب کی موجودگی کی ضرورت لاحق ہوتی۔ بیڑے کے لئے قابل اعتماد ملاحوں کے بہم پہونچانے کا بھی خاص اہتمام کیا گیا۔ اور اس غرض سے ساحلی نوآبادیوں کے اشخاص بھرتی کئے گئے۔ ان میں سے بعض نے عذر کیا کہ وہ ممالک غیر میں فوجی خدمات انجام دینے سے مستثنیٰ ہیں مگر سینیٹ نے ان کے اس عذر کی شنوائی نہ کی جنگ کے لئے جو فوجیں بھرتی کی گئی تھیں اونھیں برنڈوسیم میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا جس سے ظاہر ہے کہ روما اب جنگ کے لئے بالکل تیار تھا روما کو اپنے بعض حلیفوں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ اس جنگ میں ان کا کیا طرز عمل ہوگا مگر ان میں سے اکثر نے سرگرمی سے اپنی وفاشعاری کا اظہار کیا جس سے روما کو ہر گونہ اطمینان ہوگیا بطلیموس انٹیوکس کا داماد تھا مگر اس نے بھی ایک رقم کثیر بھیجی اور جنگ میں روما کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ فلپ نے سپاہی غلہ اور روپیہ پیش کردیا مگر سینیٹ نے اظہار تشکر کے ساتھ ان چیزوں کو قبول کرنے سے انکار کیا، البتہ اس سے درخواست کی کہ آیندہ معرکہ آرائیوں میں کانسل کی تائید کرے۔ قرطاجنہ[۲] بھی امداد پر تیار تھا۔ غلہ اپنے خرچ پر پہونچانے کے علاوہ اس نے ایک بیڑا بھیجنے اور تاوان جنگ کی باقی ماندہ اقساط یکمشت ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ماسی نسانے بھی اسی طرح غلہ کے ذخائر کے علاوہ سوار اور ہاتھی بھیجے۔ غلہ دونوں سے لے لیا گیا مگر نقد قیمت پر قرطاجنہ سے جہاز[۳] لئے گئے مگر روپیہ لینے سے انکار کردیا گیا۔ ہماری معلومات محدود ہیں مگر نیومیڈیا کے سواروں کا ذکر آیا ہے۔ رومیوں کے اپنے حلیفوں

---

[۱] یہ مسلح ملاح (Nautae) ہونگے نہ کہ کھینے والے (Remiges) سسرو نے اس امتیاز کو II in verr. ۵۱،۵ - ۱۰۲ میں واضح کردیا ہے سنہ۲ میں فوجی خدمات سے استثنا کا لحاظ نہ کرنے کی وجوہ کچھ اور ہونگی۔

[۲] قرطاجنہ حلیف تھا نہ کہ دوست دیکھو فقرہ ۴۲۸۔

[۳] صرف مقررہ امدادی جہاز قبول کئے گئے نہ کہ زائد جہاز لیوی ۳۶، ۴۔

کی پیش کردہ امداد کے قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ یہ نہ چاہتے ہونگے کہ کسی حلیف کو جنگ میں اس قدر دخل ہو جائے کہ وہ فتح کو اپنی امداد پر محمول کرے جیساکہ اسے ٹولیوں نے سابقہ جنگ میں کیا تھا اس سے روما کی عظمت پر حرف آتا تھا۔

انٹیوکس اور یونانیوں کی تائید

(۴۶۷) انٹیوکس بھی غافل نہ تھا۔ اس کی کارروائیوں کے متعلق ہماری معلومات راست یا بالواسطہ پالی بیس سے ماخوذ ہیں مگر وہ بادشاہ مذکور کے ہمرکاب نہ تھا اور ممکن ہے کہ اس نے بھی سنی سنائی باتیں بیان کی ہوں اِلیس کے باشندوں نے بادشاہ سے امداد کی درخواست کی کیونکہ اکائی ان پر حملہ کرنے والے تھے۔ بہ حیثیت نجات دہندہ وہ ان کی درخواست کو رد نہ کر سکتا تھا، اسلئے اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ ان کی امداد کے لئے بھیجا گو اس کی فوج کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ اس کے بعد ایک سفارت ایپائرس سے یہ دریافت کرنے کے لئے آئی کہ وہ ان کی بخوبی حفاظت کر سکتا ہے یا نہیں سفیروں نے یہ عرض کیا کہ اگر وہ ان کی حفاظت کر سکتا ہے تو وہ بخوشی اس کے زیر سایہ آجائینگے ورنہ اپنا شریک ہونے سے انھیں معذور رکھے کیونکہ اگر انھوں نے جنگ میں اس کی شرکت کی تو سب سے پہلے روما کے انتقام کے وہی شکار ہونگے انٹیوکس نے اس معمہ کا کوئی جواب نہ دیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ مشترک مفاد پر بحث کرنے کے لئے سفیر بھیجے جائیں گے۔ اس کے بعد وہ بذات خود بوائے شیا گیا اور اس کی موجودگی سے رومیوں کے مخالفوں کو مظاہرہ کرنے کی جرارت ہوئی بوائے شیا کے اتحاد کو اس نے یہ سمجھایا کہ میں صرف تمہاری دوستی کا خواہاں ہوں اور یہ نہیں چاہتا کہ تم روما کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرو۔ ان احمقوں نے اس مضمون کی ایک بے معنی قرارداد منظور کرلی مگر انھیں خوب معلوم ہوگا کہ ان کا یہ فعل اعلان جنگ کے مساوی ہے۔ پالی بیس نے بوائے شیا کے جو حالات بیان کئے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ بوائے شیا کے تمدن کا شیرازہ بالکل بکھر گیا تھا اور سیاسی، قانونی، انتظامی اور معاشی انحطاط کے آثار ہویدا تھے۔ اس کا یہ بیان غالباً ایک حد تک صحیح ہے اور اس سے

ظاہر ہے کہ انٹیوکس جس سرگرم امداد کی امید میں آیا تھا وہ برآنے والی نہ تھی اور جن سلطنتوں نے اس کا ساتھ دیا تھا ان سے بجائے تقویت کے ضعف کا احتمال تھا۔ مزید حلیفوں کی سخت ضرورت تھی اور اسے ٹولیوں کا خیال تھا کہ تھسلی میں حلیف مل جائیں گے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کے دل میں اب یہ خیال جاگزیں ہوگیا تھا کہ ان کا تتبع نہ کرنا چاہیئے، اس لئے اس نے ہینی بال سے پھر مشورہ کیا ہینی بال کے خیالات بلند تھے، اس کی رائے میں چھوٹی سلطنتوں پر وقت ضائع کرنا محض بیکار تھا جو ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے پر مجبور تھیں اس لئے اس نے مشورہ دیا کہ فلپ شاہ مقدونیہ کو ہموار کیا جائے کیونکہ اگر وہ ان کے ساتھ ہوگیا تو پھر ان سے علیحدہ نہ ہوسکتا تھا اور پھر وہ خود روما پر حملہ آور ہوسکتے تھے جو روما سے نپٹنے کا بہترین اور عاقلانہ طریقہ تھا۔ برخلاف اس کے اگر فلپ کے رجحان کے متعلق اسے ٹولیوں کا یہ بیان غلط ثابت ہوا اور اس نے روما کا ساتھ دیا تو اس صورت میں تھریس میں جو فوج تھی اس کو مشرق سے مقدونیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جائے تاکہ فلپ یونان کی جنگ میں دخل نہ دے سکے۔ اس کے علاوہ ایشیا میں جو فوجیں چھوڑ دی گئی تھیں مع ذخائر رسد بلا لی جائیں کیونکہ جو فوجیں اس وقت یونان میں تھیں وہ اغراض مذکورۂ بالا کے لئے کافی نہ تھیں اور رسد کا انتظام بھی معقول نہ تھا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ الفاظ بجنسہ ہینی بال کے ہیں مگر صورت حال ضرور ایسی ہی تھی انٹیوکس اسے ٹولیا کے خود غرض لوگوں کی دروغ گوئیوں پر التفات کرکے سخت دھوکے میں پڑ گیا تھا مگر اس نے ایشیا سے فوجیں نہ بلوائیں اور چونکہ اسے اپنے خطرے کا احساس نہ تھا اسلیئے یہ مشورہ بیکار گیا۔

(۴۶۸) جو فوجیں انٹیوکس کے ساتھ تھیں انھیں لیکر اس نے تھسلی کا رخ کیا وہاں اس نے سب سے پہلے مقدونی سپاہیوں کی ہڈیوں کو جو سائی نوسے فالے کے میدان جنگ میں سڑ رہی تھیں دفن کرا دیا۔ معلوم نہیں اس فعل سے اس کا کیا مقصد تھا۔ مگر فلپ کو اسکی یہ حرکت سخت

ناگوار ہوئی کیونکہ اس میں اسکی سخت سبکی تھی اور اس کا یہ ملامت کنندہ اس کا دغاباز حلیف تھا جس نے مشکل کے وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ غالباً اس واقعہ کے بعد اس نے روما کی امداد کا وعدہ کیا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں ایپائرس کے رومی سپہ سالار کو بھی اس نے متنبہ کر دیا اور تھسلی میں انٹیوکس کے خلاف معاونت کا وعدہ کیا لیکن انٹیوکس وہاں پہلے ہی پہونچ چکا تھا تھسلی کے شہروں میں سب سے بڑا لاریسیا تھا' یہ روما کے اتحاد پر قائم رہا مگر بادشاہ نے فیرے کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد دوسرے شہروں نے" اطاعت قبول کر لی انٹیوکس اور اس کے حلیف کچھ روز کوچ کرتے رہے اور شہروں کے ہیبت زدہ باشندے اطاعت قبول کرتے رہے۔ مگر جب انھوں نے لاریسا کے محاصرہ کا قصد کیا تو رومی فوج کا ایک دستہ اس کی مدد کے لئے پہونچ گیا اور رومی افسر کے رنگ ڈھنگ کچھ ایسے تھے کہ بادشاہ نے سمجھا کہ اصل رومی فوج آ گئی ہے۔ اس لئے اس نے یہ مشہور کر کے کہ موسم اب جنگ کے لئے مناسب نہیں ہے محاصرہ اٹھا دیا اور موسم سرما بسر کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ایٹولی اور اتھامانی بھی اپنے گھروں کو واپس گئے غالباً ان کے دلوں میں اب یہ شبہہ پیدا ہو گیا ہوگا کہ اس غیر مسلسل جنگ سے روما کی پیش قدمی رک نہ سکتی تھی کیونکہ انٹیوکس نے سرگرمی سے مطلق کام نہ لیا تھا۔

(۲۶۹) اس کے بعد کال کس کا قصہ مذکور ہے مگر اس میں یونانیوں نے بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہے، بیان کیا گیا ہے کہ یہاں بادشاہ نے موسم سرما کا آخری حصہ احمقانہ عیش پرستی میں بسر کیا۔ باوجودیکہ اس کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی اور وہ ایک زبردست مہم کے سر کرنے میں مصروف تھا مگر اس نے نہایت کر و فر سے ایک نو عمر لڑکی سے نکاح کیا اور عیش و عشرت میں محو ہو گیا۔ اس کے سپاہیوں نے بھی اس کی پیروی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب موسم بہار آیا تو ان میں جنگ کی اہلیت باقی نہ رہی سنہ ۱۹۱ کے جنگ کے موسم کا آغاز اکارنانیا کی معرکہ آرائیوں سے ہوا جس میں اولاً بادشاہ کو کامیابی ہوئی مگر جب اسے معلوم ہوا کہ کانسل اپنی فوج کے ساتھ پہونچ گیا ہے تو وہاں سے بھاگ نکلا

کال کس ہزیمت پائی

اسی اثناء میں پروپریٹر بائی بلیس اور فلپ شاہ مقدونیہ تھسلی میں پہنچ گئے تھے اور ان کی متحد فوجوں نے بہ عجلت ان مقامات پر قبضہ کرلیا جنھوں نے انٹیوکس کی اطاعت قبول کرلی تھی گلابریو بھی ۲۲۰۰۰ تازہ دم سپاہی لیکر پہونچ گیا اور تمام شہروں نے یکے بعد دیگرے روما کی اطاعت قبول کرنی شروع کی شاہ امی ناندر فرار ہوگیا اور فلپ نے اتھامانیا پر قبضہ کرلیا۔ انٹیوکس نے سمجھ لیا کہ اب اس پر بھی جلد حملہ ہوگا ایشیا سے اس کے پاس کمک آئی تھی مگر اس قدر نہ تھی کہ وہ کھلے میدان میں اپنے مخالفوں سے لڑ سکے۔ اسلئے اس نے اے ٹولیوں سے درخواست کی کہ اپنی پوری جماعت کے ساتھ اس کے شریک ہو جائیں مگر اے ٹولیا کی حکومت اپنے افراد کو ایک ایسی جنگ میں شریک ہونے پر آمادہ نہ کرسکتی تھی جس سے کامیابی کی امید بہت کم تھی اور غالباً لاریسا کی ناکامی سے اے ٹولیوں کی ہمت سرد ہوگئی تھی۔ اس لئے ان میں سے صرف ۴۰۰۰ میدان جنگ میں آئے۔ ناشاد بادشاہ کے لئے اب صرف ایک صورت بچاؤ کی رہ گئی تھی یعنی کسی مستحکم مقام پر اپنے قدم جمائے، چنانچہ اس نے تھرموپائی کی طرف مراجعت کی۔ یہ مشہور درہ کالی دروس (کوہ اٹیا کی ایک شاخ) اور خلیج مالی کے پایاب حصہ کے درمیان تھا۔ اسی درہ کی حفاظت اہل اسپارٹا نے ۴۸۰ ق م میں ایرانیوں کے مقابلہ میں کی تھی مگر روایات میں یہ بھی مذکور تھا کہ کسی فوج کا ایک دستہ کسی پہاڑی راستے سے گزر کر اس درہ پر حاوی ہوگیا تھا۔ رومیوں نے حال ہی میں یہی کارروائی فلپ کے خلاف میں ایپائرس میں کی تھی۔ اس لئے جب کانسل کی فوج اس کے قریب پہونچی تو انٹیوکس نے اے ٹولیوں سے جو پرا کلیا اور ہیپاٹا کی حفاظت کر رہے تھے درخواست کی کہ پہاڑی راستوں کی نگہداشت کریں تاکہ رومی عقب سے اس پر حملہ نہ کرنے پائیں۔ مگر اے ٹولیوں میں سے صرف نصف نے اسکے حکم کی تعمیل کی اور ان ۲۰۰۰ آدمیوں کی تین چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں کردی گئیں گلابریو نے اپنی فوج کے کئی دستے بھیجے کہ پہاڑی راستوں پر قبضہ کرلیں۔ ان میں سے ایک نے جو کیٹو کے زیر کمان تھا بے پروا اے ٹولیوں

کو کالی ڈروسس سے ہٹا دیا۔ کیٹو ہسپانیہ میں کانسل تھا مگر اس وقت بہ حیثیت نائب (Legatus) گلا بریو کے تحت میں تھا۔ سامنے سے جو حملہ ہوا تھا وہ ناکام رہا مگر جب کیٹو اپنے آدمیوں کو لیکر ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا جو بادشاہ کے لشکرگاہ سے بلندی پر تھا تو بادشاہ بجائے مقابلہ کرنے کے بھاگ کھڑا ہوا۔ پہلے وہ کالی کس گیا اور وہاں سے صرف ۵۰۰ پیادوں کو ساتھ لیکر ایفی سس پہونچا۔ اسکی سپاہ کے باقی ماندہ افراد یا تو قتل کر دئے گئے یا غلام بنا کر فروخت کر دیے گئے

اے ٹولی اور روما کا ترحم

(۴۷۰) جنگ کے نتائج سے انٹیوکس کے کمزور اور کم ہمت حلیفوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ آکی لیس کی فوج جب فوکس اور بوائے شیا پہونچی تو وہاں کے لوگوں نے عفو تقصیر اور ترحم کی درخواست کی کالکس اور یوبے ایا کے دوسرے مقامات پر بغیر کسی جنگ کے قبضہ ہو گیا۔ رومی بیڑا ابھی اپنے کام میں مشغول تھا۔ اس نے غلہ کے جہازوں پر جزیرہ انڈارسی کے قریب اچانک حملہ کر دیا۔ اور ان میں سے اکثر پر قبضہ کر لیا۔ کانسل اب ہیراکلیا کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے فوراً اطاعت قبول کر لینے کی صورت میں معاف کر دینے کا وعدہ کیا مگر بہادر اے ٹولی مقابلہ سے باز نہ آئے مگر رومیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور بالآخر اے ٹولی ہمت ہار گئے اس اثنا میں فلپ لاسیا کا محاصرہ کر رہا تھا مگر اس کو لینے سے قاصر رہا اور اس شہر کے لوگوں نے ہیراکلیا کے سقوط کے بعد رومیوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اب اے ٹولیوں کی رہی سہی ہمت بھی جاتی رہی اسلئے انھوں نے کانسل سے صلح کی گفت و شنید شروع کی چند ہی روز قبل انھوں نے انٹیوکس کے پاس سفیر بھیجے تھے اور اس سے درخواست کی تھی کہ خود فوج لے آئے یا کم از کم روپیہ اور سپاہ بھیجے ابھی ان کی یہ حالت نہ ہوئی تھی کہ گڑ گڑا کر سر تسلیم خم کریں اس لئے کانسل کے نائب نے جو ان سے بات چیت کرنے کے لئے آیا تھا، انھیں متنبہ کر دیا کہ انھیں اپنا لہجہ بدل دینا چاہیئے بالآخر وہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اپنے آپ کو رومیوں کی خوش معاملگی پر چھوڑ دیں[1] یہ رومی

[1] پالی بیس ۲۰، ۱۰، لیوی ۳۶، ۲۷، ۲۸۔

سفارتی کارروائیوں کی ایک اصطلاح تھی جسکے معنی یہ تھے کہ بلا کسی شرط کے اطاعت قبول کر لی گئی ہے مگر اس باریکی کو اے ٹولی نہ سمجھے، اس لئے آکی لیس نے جب اس کے مطابق چند اشخاص کے حوالہ کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہم یہ کریں تو بدعہدی ہوگی۔ اس سے جانبین کو معلوم ہوا کہ اس اصطلاح کے سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی۔ اے ٹولیوں کو اپنی مجلس اسے اس امر کا تصفیہ کرانے کے لیئے دس روز کی مہلت دی گئی۔ مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اس مجلس کو معلوم تھا کہ ایک نہ ایک روز انھیں اطاعت قبول کرنی ہوگی اور اس کے لئے جبراً و قہراً تیار تھی مگر عوام اطاعت گزینی کے سخت خلاف تھے اسلیئے اس مسئلہ پر رائے نہ لی جا سکتی تھی اور عارضی صلح کا زمانہ ختم ہو گیا۔ انٹیوکس کے پاس جو سفیر گئے تھے ان میں سے ایک روپیہ اور امداد کے وعدے کے ساتھ واپس ہو رہا تھا کہ فلپ نے اسے گرفتار کر لیا مگر اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا اور اسے سمجھایا کہ اے ٹولیوں نے پہلے تو رومیوں کو بلایا اور پھر انٹیوکس کو یہ ان کی سخت غلطی تھی کیونکہ ایٹولیا اور مقدونیہ میں بجائے مخالفت کے صلح و آشتی ہونی چاہیئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ فلپ حالات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور موقع کا منتظر تھا۔ اس سفیر کی واپسی سے اے ٹولیوں کی ہمت افزائی ہوئی اور وہ جنگ کے لئے پھر مستعد ہو گئے۔

(۱۸۷) اے ٹولیوں نے رومیوں کے مقابلہ کے لئے نوپاکٹس کو اپنا مرکز بنایا کانسل نے بصد وقت کوہ کوراکس کو مع اپنی فوج کے طے کیا اور مقام مذکور کا محاصرہ کر لیا۔ جب وہ اس کام میں مشغول تھا تو پیلوپونی سس میں بعض پیچیدہ مسائل زیر بحث ہو گئے تھے جس سے ظاہر تھا کہ یونان کی گتھی کو سلجھانا کس قدر مشکل ہے اور یہ کہ روما کی نیت روز بروز بری ہوتی جاتی تھی۔ اکائی فریق غالب کی طرف تھے اور اپنی "آزادی" کے غرہ میں انکے مدبروں نے ایلس اور مے سین کو اپنے اتحاد میں جبراً الحاق کرنے میں مضائقہ نہ خیال کیا۔ مگر یہ دونوں بطیب خاطر اتحاد اے ٹولی میں شریک تھے اور اس تغیر پر راضی نہ ہوئے مے سین سے تو جنگ چھڑ گئی اور وہاں کے لوگوں نے

مے سین کا مقابلہ

جب اپنے آپ کو کمزور پایا تو ایک وفد فلامی نیس کے پاس یہ پیام لیکر بھیجا کہ ہم اکائیوں کی اطاعت قبول نہ کریں گے مگر روما کی اطاعت قبول کرنے میں ہمیں عذر نہیں فلامی نیس اب تک یونان میں روما کے سفیر کے طور پر مقیم تھا، اس نے اس معاملہ میں فوراً مداخلت کی اور اکائی فوج کو واپسی کا حکم دیکے ان کے صدر کو نرمی سے سمجھایا کہ میری اجازت کے بغیر تمھیں اس قسم کی کارروائی نہ کرنی چاہیئے تھی۔ جنگ کو ختم کرنے کا حکم دینے کے بعد اس نے اہل سپارٹا کو حکم دیا کہ اتحاد اکائی میں شریک ہو جائیں اور اپنے جلاوطن افراد کو واپس بلالیں۔ فلامی نیس کو یونانی سیاسیات کا ہفت سالہ تجربہ تھا۔ اور اس کی قابلیت میں بھی شک نہیں اس لئے اس کے یہ احکام لاعلمی پر مبنی نہیں ہو سکتے۔ جلاوطنوں کا جذبۂ انتقام حد درجہ بڑھا ہوتا ہے اور وہ تلافی مافات کے طالب ہوتے ہیں، یونان کی ریاستوں میں صدیوں سے بغاوتوں کی اصل وجہ یہی تھی اور اس کا علم فلامی نیس کو ضرور ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا ہو گا کہ کسی اتحاد میں ایسی سلطنتوں کو شریک کرنا جو شرکت پر راضی نہوں، دراصل اس اتحاد کو کمزور کرنا ہے فلپ کے ساتھ اس نے جو سلوک کیا وہ بغض وحسد پر مبنی تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روما اب جو سلوک یونانیوں کے ساتھ کر رہا تھا وہ سراسر بدنیتی پر مبنی تھا اپنے حلیفوں میں نفاق ڈالنا اور خود ان میں نزاعیں پیدا کر کے انھیں کمزور کرنا ان میں سے کسی کو طاقتور نہ ہونے دینا، یہ تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر یونانیوں کے ساتھ اس نے اب تک ہمدردی اور صاف دلی کا برتاؤ کیا تھا۔ اتحاد اکائی کو ڈرا دھمکا کے اس نے راضی کر لیا اور اس کے بعد اس نے جزیرۂ زاکن تھس کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ یہ جزیرہ کچھ روز تک رومیوں کے قبضہ میں تھا، اس کے بعد مختلف سلطنتوں کا اس پر قبضہ رہا اور اب اکائیوں نے اسے سسلی کے ایک یونانی سے خریدنے کا

ارادہ کیا تھا جو موجودہ مالک کا کارپرداز تھا۔ فلامی نینس نے دعوے کیا کہ یہ جزیرہ روما کی ضبطی میں آگیا ہے کیونکہ روما کی فتح یابی کی وجہ سے اس وقت جزیرۂ مذکور کا کوئی حقیقی مالک نہیں ہے۔ بعض اکائی اسکی دعوے پر معترض ہوئے اس لئے اس نے انھیں ایک قصہ بطور تمثیل سنایا جب تک کچھوا اپنے اعضا کو سکیڑ کر اپنی ہڈی کے نیچے رکھتا ہے اس وقت تک وہ محفوظ ہے، لیکن اگر اپنے کسی عضو کو ہڈی کے نیچے سے نکالے تو اس کے کٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے اسی طرح اتحاد اکائی کو چاہیئے کہ اپنے دائرۂ اثر کی توسیع کو پیلوپونیس کی حدود تک محدود رکھے کیونکہ سمندر اس کی قدرتی سرحد ہے اور اس کے مختلف حصوں میں اتحاد بہ آسانی ممکن ہے اس استدلال سے اکائی قائل ہوگئے اور جزیرۂ مذکور روما کے قبضہ میں آگیا۔ فلپ اس اثناء میں شمال میں مشغول تھا، اس نے کانسل سے باغی سلطنتوں کی سرکوبی کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ ڈی ہیٹ ریاس نے فوراً اطاعت قبول کرلی اور اس کے بعد اس نے بڑے بڑے ضلعوں پر قبضہ کرنا شروع کیا مثلاً پرےبیا، آپیس رانٹیا (اے ٹولیا کی شمالی غربی سرحد پر) اور ڈولوپیا کا پہاڑی ضلع مگر فلامی نینس اس کی ان کارروائیوں کو بغور دیکھ رہا تھا گلا بریو نوپاکٹس کے محاصرہ میں مشغول تھا، فلامی نینس جب اس سے ملا تو اس نے فلپ کی فتوحات کا تذکرہ اس سے کیا اور اسے سمجھایا کہ روما کے مفاد کے لحاظ سے اے ٹولیوں کو کمزور کرنے کے مقابلہ میں فلپ کی قوت کو بڑھنے سے روکنا زیادہ مفید ہوگا۔ گلا بریو اس نکتہ کو سمجھ گیا اور عارضی صلح ہوگئی تاکہ ایک سفارت روما بھیجی جاسکے اس کے بعد نوپاکٹس کا محاصرہ اٹھا دیا گیا۔

یونان میں رومیوں کا نیا طرز عمل

(۴۷۲) فلامی نینس نے جب اہل مے سین کو اکائی اتحاد میں شریک ہونے کا حکم دیا تو اس نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر انھیں کوئی شکایت ہو تو اسکے

---

۵۱ معلوم ہوتا ہے کہ پیلوپونیس کے بجائے سکوں میں کچھوے کی تصویر بنا کرتی تھی۔

پاس رجوع ہوں۔ اندرونی معاملات میں مداخلت کے اس دعوے سے اتحاد کا جو اثر مختلف ارکان پر تھا۔ اس کے ضعیف ہونے کا احتمال تھا۔ اور اس سے رومیوں کو ہمیشہ مداخلت کا موقع ملتا۔ اسی لئے محب وطن یونانی ان کے اس جدید طرز عمل کو پسند نہ کرتے تھے۔ ۱۹۱ ق م کے موسم خزاں میں اتحاد اکائی کا جو جلسہ ہوا اس میں دو اہم مسئلے پیش ہوئے۔ ایلیس کے باشندوں نے بغیر روما کی وساطت کے شرکت کی درخواست پیش کی تھی مگر ان کی درخواست کا تصفیہ ملتوی کر دیا گیا دوسرا معاملہ اور اہم تر اسپارٹا کے جلاوطنوں کا تھا اسپارٹا کی طرف سے اتحاد مذکور کو پہلے ہی سے تشویش تھی اور اسکے کئی معاملے جن میں جلاوطنوں کی واپسی کا مسئلہ بھی تھا روما کی سینیٹ میں بغرض تصفیہ پیش ہو چکے تھے سینیٹ نے تعجب ظاہر کیا کہ یہ لوگ اب تک واپس کیوں نہیں بلائے گئے اور فلامی نیس نے اب اتحاد کی مجلس سے استدعا کی کہ اس تحریک کو منظور کرے۔ لیکن محب وطن جماعت نے جس کا سرغنہ فلی پومین تھا انکار کر دیا۔ مگر جب وہ خود اتحاد کا صدر ہو گیا تو اس نے خود اس تحریک کو بغرض تالیف قلوب منظور کرا دیا اہل بیائرس کی حالت بالکل مختلف تھی جن پر انٹیوکس سے نامہ و پیام کرنے کا معقول شبہہ تھا۔ کانسل کے پاس جب انھوں نے درخواست پیش کی تو اس نے حکم دیا کہ سینیٹ میں رجوع ہوں سینیٹ نے انھیں الزام منسوبہ سے بری نہ کیا مگر معاف کر دیا فلپ کے پاس سے بھی ایک سفارت فتوحات پر مبارکباد دینے کے لئے روما آئی ان کے ساتھ عنایت آمیز برتاؤ ہوا اور انھیں کیپی ٹولین جوو کے مندر میں نیاز چڑھانے اور قربانی کرنے کی اجازت دی گئی۔ فلپ کا بیٹا آزاد کر دیا گیا اور اس کے پاس واپس بھیجدیا گیا۔ فلپ دراصل حقیقت ایک مفید حلیف ثابت ہوا تھا اور اس سلوک کا مستحق تھا اور سینیٹ کے پیش نظر یہ امر بھی ضرور ہوگا کہ آیندہ بھی اس سے کام لینا ہے۔ یونان میں معاملات اس طور پر طے کئے جا رہے تھے کہ روما کا تفوق قائم ہو جائے انٹیوکس اس اثنار میں اس خیال خام میں تھا کہ

ای فے سس میں اس پر حملہ نہ ہوگا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہنی بال کہ یہ اسکی سخت غلطی ہے اور اس کو اپنی حفاظت کو رومیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے لڑنا پڑیگا۔ انٹیوکس کو یہ امید بھی تھی کہ اس کا زبردست بیڑا جو روڈز کے ایک جلاوطن کے زیرکمان تھا، بحیرۂ ایجین پر اسکی سیادت قائم رکھنے میں مدد دیگا۔ مگر رومیوں نے بھی ایک بڑا بیڑا تیار کر لیا تھا اور ایشیا کے ساحل پر پہنچ گئے تھے بڑے بڑے جزیرے اور اکثر شہر روما کی طرف تھے اس کے بیڑے میں اس کے حلیفوں کے جہاز بھی تھے۔ یومی نیس بذات خود پرگامم کے ایک بیڑے کے ساتھ موجود تھا۔ اور قرطاجنہ کے بھی کچھ جہاز تھے دونوں بیڑوں کا مقابلہ ساحل پر کیولس اور فوکیا کے درمیان ہوا جنگ بہت زور کی ہوئی۔ طریقۂ جنگ یہ تھا کہ لوہے کی زنجیروں سے جہازوں کو پھنسا کر ان پر چڑھ جاتے تھے بادشاہ کے جہاز بالآخر بھاگ گئے اور ای فے سس کے بندرگاہ میں پناہ لی۔ روڈز کا بیڑا بھی رومی بیڑے کی امداد کے لئے پہنچ گیا اور سمندر پر اس کا دور دورہ تھا مگر خشکی کی فوج ابھی تیار نہ تھی۔ اس لئے یومی نیس اور اہل روڈز اپنے وطن واپس چلے گئے اور جہاز موسم سرما میں بیکار رہے مگر دشمن کا بیڑا ابھی وجود میں تھا۔

روما اور اتحاد ایٹولی (۱۸۷ھ) روما میں اے ٹولیا کے سفیروں کو ٹکا سا جواب ملا۔ دو صورتیں ان کے سامنے پیش کی گئیں یعنی ایک ہزار ٹیلینٹ بطور تاوان جنگ ادا کریں اور روما سے اتحاد کر کے اپنی خارجی حکمت عملی اس کے تحت کر دیں ان شرطوں کو وہ قبول نہ کر سکتے تھے کیونکہ وہ ایک ہزار ٹیلینٹ مہیا نہ کر سکتے تھے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ بغیر کسی شرط کے اپنے معاملات کو سینیٹ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ اے ٹولیوں نے دریافت کیا کہ اس شرط کا صحیح مفہوم کیا ہے مگر سینیٹ نے تصریح کرنے سے انکار کر دیا۔ اے ٹولی اب تک بلا کسی شرط کے اطاعت قبول کرنے پر تیار نہ تھے اس لئے جنگ جاری رہی۔ اس سال کے موسم سرما میں جو تیاریاں ہوئیں ان سے ظاہر ہے کہ روما کے مدبر چاہتے تھے کہ جنگ سے مستقل نفع اٹھائیں۔ اور

انٹیوکس کی قوت کو ہمیشہ کے لئے پامال کردیں۔ سنہ ۱۹۰ء کے کانسل لیوسیس کارنی لیس سی پیو اور گالیس لائی لیس تھے اور یونان اور ایشیا کی جنگ کی کمان سی پیو کے سپرد ہوئی اس کا بھائی پبلیس سی پیو (افریکانس) اس کے ساتھ بطور نائب (Legatus) جانے کے لئے تیار ہوگیا تھا حسب سابق لطالیہ اور سسلی کی حفاظت بیڑے کی اصلاح اور غلے فراہم کرنے کے لئے خاص انتظامات نہایت احتیاط کے ساتھ کئے گئے۔ اے ٹولیوں کو روکنے کے لئے فوج کا ایک حصہ متعین کیا گیا تاکہ اصل فوج سے ایشیا میں انٹیوکس کے خلاف کام لیا جائے۔ لیکن آیندہ سال میں یونان میں سکون تھا۔ دونوں سی پیو چاہتے تھے کہ لیوسیس کی میعاد کے ختم ہونے کے قبل ایشیا کی جنگ ختم ہوجائے اسلئے پبلیس نے اہل ایتھنز کو آمادہ کیا کہ اے ٹولیوں کی سفارش کریں جنگی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی تھی اور خود اس درخواست کی تائید کی۔ کانسل نے بالآخر ان کے ساتھ یہ رعایت کی انھیں چھ ماہ کی مزید مہلت دی تاکہ وہ ایک دوسری سفارت روما بھیج سکیں۔ اس سے عقب میں جو خطرہ تھا دفع ہوگیا اور دونوں بھائیوں کو موقع مل گیا کہ انٹیوکس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوں۔

(۴۷۴) مسئلہ حل طلب اس وقت یہ تھا کہ ایشیا پر سمندر کی راہ سے حملہ کیا جائے یا مقدونیہ اور تھریس کی راہ سے بالآخر خشکی کی راہ اختیار کی گئی کیونکہ ممکن تھا کہ بار برداری کے جہاز طوفان میں پھنس جاتے یا دشمن کا کوئی بیڑا ان پر حملہ کردیتا۔ انٹیوکس کا بیڑا تباہ نہیں ہوا تھا اور رومیوں کو معلوم تھا کہ وہ بحری جنگ کے لئے تیار ہو رہا ہے مگر خشکی کی راہ بالکل فلپ کے قابو میں تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کو پہلے ہی سے اطلاع کردی گئی تھی کہ اس کی معاونت کی ضرورت ہوگی، مگر قبل اس کے کہ اپنی فوج کو اس کے قابو میں کردیں برادران سی پیو نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک افسر کو بھیجکر اس کی موجودہ روش کو دریافت کرلیں۔ چنانچہ یہ افسر وداودش

خشکی کی طرف پیش قدمی

کرتا ہوا پیلا پہنچا جہاں بادشاہ عیش و عشرت میں مصروف تھا دوسرے روز اسے معلوم ہوا کہ روما کی فوج کے کوچ کے لئے ہر قسم کا انتظام کر دیا گیا ہے یہ معلوم کر کے وہ فوراً واپس ہو گیا اور فلپ کی وفا شعاری کی تصدیق کی رومی فوج شمال کی طرف روانہ ہوئی فلپ نے اس کا خیر مقدم کیا اور ہر طرح کی امداد کی ۔ فلپ نے اپنے طرز عمل کے متعلق تصفیہ کر لیا تھا اور وہ اس پر قائم رہا ۔ سابق میں وہ قرطاجنہ اور انٹیوکس کا حلیف تھا مگر اب وہ روما کا حلیف بن گیا تھا کیونکہ اسے امید تھی کہ موجودہ اتحاد سابقہ اتحادوں کے مقابلہ میں اس کے حق میں زیادہ مفید ہو گا ۔ انیٹولس نے اس کے مصائب سے نفع اٹھایا تھا اب اسے موقع تھا کہ خاندان سلوقی کے مقبوضات میں سے کچھ حاصل کرے ۔ بہرکیف اس نے رومیوں کو کوچ میں ہر طرح کی امداد پہونچائی اور وہ درِ دانیال تک بلا کسی دقت کے پہنچ گئے تھریس کے لٹیروں نے البتہ ایک یورش کی مگر نیومیڈیا کی فوج نے انھیں پسپا کر دیا ان خدمات کے صلہ میں فلپ کے ساتھ یہ رعایت ہوئی کہ تاوان جنگ کی باقی ماندہ رقم معاف کر دی گئی ۔

روڈز کی بہادری

(۳۷۵) قسمت نے کچھ روز تک انٹیوکس کا ساتھ دیا اس نے ایشیا میں تازہ دم فوجیں بھرتی کیں جن میں بعض گلاٹی بھی تھے ۔ اسکے بیٹے سلوقس کو موقع مل گیا کہ ساحلی اضلاع پر اپنا قبضہ رکھے اور اس نے بعض شہروں مثلاً فوکیا کو رومی اتحاد سے علیحدہ کر لیا ۔ حسب سابق دولتمند شہری روما کے طرفدار تھے اور عوام انقلاب پسند تھے ۔ ایشیائی شہروں کے باشندے مخلوط النسل تھے ۔ اپنے بیڑے کو تقویت دینے کے لئے اس نے شام کے ساحلی شہر میں سے جہاز منگوائے ۔ ہنی بال کو اس نے فنیقیا اور سلی کیا کے سواحل سے جہاز لانے کے لئے روانہ کیا ۔ رومی بیڑا ابھی اپنے کام میں مشغول تھا مگر اس وقت وہ درۂ دانیال کی طرف چلا گیا تھا تاکہ راستہ صاف کر کے رومی فوجوں کو سمندر عبور کر کے ایشیا آنے کا موقع دے ۔ اسی اثناء میں ای فے سس کے قریب روڈز کے بیڑے پر

لیوی ۳۸، ۴۱، ۱۲-۱۳ ۔

ایک سخت مصیبت آئی۔ انٹیوکس کا امیر البحر ایک ایشیائی یونانی تھا جس میں اپنی قوم کے تمام خصائص موجود تھے۔ اس نے روڈز کے امیر البحر کو یہ دھوکا دیکر کہ میں اپنے بیڑے کو تمھارے سپرد کردونگا ایک ایسے کمین گاہ میں لایا جہاں سے روڈز کے صرف چند جہاز صحیح وسلامت نکل سکے۔ روڈز کے بہترین جہاز اس طرح ضائع ہوگئے مگر اس جزیرے کے بہادر باشندوں نے ایک دوسرا بیڑا تیار کرلیا مگر اس سے روما کو سخت نقصان پہونچا کیونکہ بہت سے شہر انیٹوکس کے طرفدار ہوگئے اور اس کے بعد جو بحری لڑائیاں ہوئیں ان کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ پریٹر اے میلیس روما کے بیڑے کی کمان لینے کے لئے آیا اور روڈز کے ایک شخص کے مشورے سے لی سیا پر حملہ کیا گیا۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ اگر روڈز کے ساحلی مقبوضات میں امن ہوجائے تو اہل روڈز جنگ میں زیادہ مدد دے سکیں گے رومیوں کا یہ بھی خیال تھا کہ مشرق سے جو بیڑا انٹیوکس کی مدد کے لئے آرہا تھا اس کے اس بیڑے سے نہ ملنے پائے جو اے فے سس میں تھا مگر اس مہم میں کامیابی نہوئی اور رومی بیڑا اساموس کو واپس ہوگیا۔

(۴۷۶) ۱۹۰ ؁ کی تمام لڑائیوں میں یومی نیس شریک تھا اور اس نے حد درجہ سرگرمی ظاہر کی مگر اب سلوقس نے پرگامم پر حملہ کردیا۔ جہاں اٹالس سپہ سالار تھا مگر وہ دشمن کا مقابلہ نکرسکا اور شہر کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ یومی نیس بھی وہاں پہنچ گیا۔ روما اور روڈز کے بیڑے شمال کی طرف اس کی تائید کے لئے بڑھے انٹیوکس بھی وہاں بذات خود پہونچ گیا اور جنگ کا اصل مرکز اسوقت پرگامم تھا اور اس کا بندرگاہ (ایلیا) انٹیوکس چاہتا تھا کہ روما کی اصل فوج کے آنے سے قبل جنگ ختم ہوجائے اس لئے اس نے صلح کے لیے پھر گفت وشنید شروع کی۔ مگر چونکہ بات بہت بڑھ گئی تھی اس لئے رومی چاہتے تھے کہ صلح اسی وقت کریں۔ جب کہ دشمن سے جبراً صلح کی شرطیں تسلیم کراسکیں۔ اسکے لئے دوراندیش یومی نیس بھی مصالحت کا مخالف تھا۔ اس لئے رومیوں نے کانسل کی غیبت میں صلح کرنے سے انکار کردیا۔ انٹیوکس شمال کی طرف ایک مہم پر چلا گیا اور اتنے میں اکائیوں کی ایک چھوٹی سی مگر قابل کار فوج پرگامم پہنچ گئی۔

اس فوج کے سپہ سالار نے اس سے اس خوبی سے کام لیا کہ سلوقس کو مع اپنی فوج کے واپس ہونا پڑا۔ اس نے اور اس کے باپ نے اس کے بعد اپنے وقت اور قوت کو چھوٹی چھوٹی مہموں میں ضائع کیا جن کا اصل جنگ سے کوئی تعلق نہ تھا حالانکہ رومیوں اور روڈز کے بیڑے ساحل کی نگرانی کر رہے تھے اور یومی نیس کانسل کی فوج کو وردانیال کے پار لانے کے لئے ساز و سامان مہیا کرنے میں مصروف تھا۔ اسی وقت میں بادشاہ کا نیا بیڑا ہینی بال کے زیر کمان مشرق سے آرہا تھا اور اہل روڈز نے ایک نیا بیڑا تیار کیا تاکہ یہ بیڑا بادشاہ کے اس بیڑے سے نہ مل سکے جو اس وقت فسس میں تھا۔ پامفی لیا کے ساحل پر ایک جنگ ہوئی جس میں نقصان تو کم ہوا مگر ہینی بال کا مقصد بر نہ آیا۔

انیٹوکس کی تیاریاں اور یورپ سے واپسی

(۷۷۴) انیٹوکس اب بڑی جنگ کے لئے اپنی فوجوں کی تنظیم میں مصروف تھا اسی ضمن میں اس نے چاہا کہ پروسیاس شاہ بیتھی نیا کی تائید حاصل کرے جس کا ملک رومیوں کی پیشقدمی کے خط کے عقب میں تھا۔ لیکن پروسیاس نے فریقین کے سفیروں کی دلیلوں کی سماعت کے بعد روما کا ساتھ دینا مناسب خیال کیا اور اس طرح انیٹوکس کی ایک رہی سہی امید جاتی رہی۔ اس مایوسی کے بعد وہ ایفی سس کو واپس ہوا اور بیڑے کو سمندر کی طرف روانہ کرکے خود بری مہموں میں مصروف ہوگیا روما اور روڈز کا بیڑا اچھا انیٹوکس کے امیر البحر کے پھندے میں آ گیا تھا مگر حسن اتفاق یا کمال فن سے عین وقت بچ نکلا۔ اس جنگ کی سب سے بڑی بحری لڑائی جو میو فےسس کی جنگ کے نام سے مشہور ہے شہر ٹیوس کے قریب ہوئی جس میں اہل روڈز کو اپنے کمال فن اور آتشی ہانڈیوں کے استعمال سے پوری کامیابی ہوئی جو جہازوں کے پہلو میں لٹکائی جاتی تھیں۔ بادشاہ کے بیڑے کے ۴۲ جہاز ضائع ہوئے اور باقی لے فےسس بھاگ گئے انیٹوکس نے جب یہ دیکھا کہ اس کے دشمنوں کا سمندر پر بھی دور دورہ ہے تو وہ بالکل ہمت ہار گیا یورپ میں اس کے قبضہ میں صرف لسی ماکیا کا زبردست قلعہ تھا جو برادران سی پیو کی پیش قدمی میں حائل تھا اس قلعہ کی انیٹوکس

نے حال ہی میں مرمت کرائی تھی اور اس میں ایک محافظ فوج متعین کردی تھی اس کا موقع بھی اچھا تھا اور رومی اسکو اپنے عقب میں دشمن کے قبضہ میں رہنے دینا پسند نہ کرتے ہونگے۔ مگر انیٹوکس نے محافظ فوج کو واپس بلالیا اور یورپ میں اپنے اس آخری مقبوضہ سے دست بردار ہوگیا۔ اب ایشیا کی سیادت کے لئے خود اسی سرزمین میں ایک زبردست جنگ کا ہونا ناگزیر تھا۔ انیٹوکس کے لئے اب صرف یہ صورت باقی رہ گئی تھی کہ مشرق کی قدیم روایات کے مطابق فوج کی کثرت پر اپنی امیدوں کا دار و مدار رکھے۔ کپا پاڈوشیا کے بادشاہ سے اس نے امداد چاہی اور اس کے علاوہ ہر گوشے سے فوجیں جمع کیں۔ مگر اب اتنا وقت نہ تھا کہ اس مختلف العناصر فوج میں جسکی مختلف جماعتوں کے مفاد اور جذبات مشترک نہ تھے کسی قسم کی یک جہتی پیدا ہو سکے۔ اس کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مسلح انبوہ اس کے ساتھ ہوگیا جس پر لفظ "فوج" کا اطلاق نہ ہوسکتا تھا۔

نامہ و پیام (٨٧ھم) برادران سپی پیو نے لسی ماکیا پر قبضہ کرلیا جہاں غلے کا ایک ذخیرہ انھیں مل گیا اپنی فوج کو آرام دیکر تازہ دم کرلیا اور پھر بلا کسی مخالفت کے سمندر کو عبور کرکے ایشیا پہنچ گئے افریکانس کچھ روز کے لئے مذہبی موانع کی وجہ سے یورپ کے ساحل پر رک گیا تھا اور جب اپنے بھائی کے لشکر میں پہونچا تو انیٹوکس کے سفیر وہاں موجود تھے۔ بادشاہ نے جنگ کا نصف خرچ ادا کرنے اور بہت سے ایشیائی شہروں کے حوالہ کرنے پر آمادگی ظاہر کرلی۔ جن سے دست بردار ہونے پر اب تک وہ راضی نہ تھا۔ رومیوں نے جواب دیا کہ اسے جنگ کا پورا خرچ ادا کرنا چاہیئے اور کوہ ٹارس کے شمال میں اس کے جس قدر ایشیائی مقبوضات تھے ان سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ یہ شرطیں ایسی تھیں کہ بادشاہ انھیں منظور نہ کرسکتا تھا۔ باقاعدہ نامہ و پیام کا سلسلہ اب منقطع ہوگیا مگر بادشاہ کے سفیر نے اب افریکانس کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی جس کا ایک بیٹا کسی طرح سے بادشاہ کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ اس لڑکے کو واپس کرنے کے علاوہ سفیر نے

وعدہ کیا کہ اگر افریکانس بادشاہ کی پیش کردہ شرائط کو منظور کرے تو اسکے صلہ میں اسے ایک رقم خطیر دی جائیگی۔ افریکانس نے جواب دیا کہ اگر میرا بیٹا واپس کردیا جائے تو میں بذات خود متشکر ہونگا مگر میں روما کا نائب ہوں اور رشوت لیکر اپنی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بادشاہ کو اس نے یہ مشورہ دیا کہ رومیوں کی شرطوں کو فوراً منظور کرلے کیونکہ جب اس نے اپنی نادانی سے رومی فوجوں کو ایشیا میں داخل ہونے دیا ہے تو اب مقابلہ میں کامیاب ہونے کی اس کے لئے کوئی امید نہیں ہوسکتی۔ مگر انٹیوکس کو یہ مشورہ پسند نہ آیا کیونکہ اگر وہ جنگ میں ناکام بھی رہتا تو اس کی حالت اس سے بدتر نہ ہوتی اس لیئے اس نے جنگ کی تیاری شروع کی پیچھے ہٹکر اس نے اپنا لشکر ایک نشیبی خطہ میں جمایا جو تھیاتیرا اور میگنیشیا[۲] کے درمیان تھا اور دشمن کی پیشقدمی روکنے کے لیئے اس نے زبردست دمدمے بنا دیئے افریکانس اس وقت ایلیا میں بیمار تھا، اسکو خوش کرنے کے لئے انٹیوکس نے اس کے بیٹے کو بغیر کسی شرط کے اس کے پاس واپس بھیجدیا۔ بیان[۳] کیا گیا ہے کہ اسکی اس شرافت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے افریکانس نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ جب تک میں رومی فوج کے مستقر کو واپس نہ ہوں جنگ شروع نہ کرنا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو افریکانس کی اس حرکت کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ افریکانس میدان جنگ میں روما کے مفاد کو پس پشت رکھدیتا مگر یہ قرین قیاس نہیں۔ غالباً افریکانس کا یہ خیال ہوگا کہ رومیوں کے فتح حاصل کرنے کے بعد مغلوب بادشاہ کی حمایت کرے جیسے کہ فلامی نیس نے فلپ کو خود اسکے حلیفوں کی آتش انتقام سے بچایا تھا اور خود افریکانس نے ہینی بال کے ساتھ شرافت کا سلوک کیا تھا کیونکہ ممکن تھا کہ دوسرے

ف۱ - لیوی - ۳۷، ۳۶ پالی بیئس ۲۱، ۱۵ -
ف۲ یہ میگنیشیا کوہ سیپی لس کے قریب تھا۔ ایک دوسرا میگنیشیا مین پر واقع تھا۔
ف۳ - لیوی ۳۷، ۳۷

رومی اینٹوکس کے ساتھ بیجا سختی سے پیش آتے اور یومی نیس انھیں شہ دیتا۔
ایک دوسری روایت بھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ ہینی بال اپنے بڑے کو
چھوڑ کر بادشاہ کے ہمرکاب تھا۔ بادشاہ نے اپنی جمع شدہ فوجوں کا ریویو
کیا جو مشرقی شان و شوکت سے آراستہ تھیں اور ہینی بال سے پوچھا
"یہ عظیم الشان اور شاندار فوج رومیوں کے لئے کافی ہے یا نہیں" ہینی بال
کی چشم بینا کو اس نظارے میں صرف جھنڈے اور گھوڑوں کے زرق برق
ساز نظر آئے جو چاندی سونے کے بنے ہوئے تھے اور جن کی چمک
سے آنکھیں چمک جاتی تھیں ہینی بال نے رنجیدہ ہو کر کہا "جی ہاں حضور،
رومیوں کے لیے بہت کافی ہیں خواہ وہ کتنے ہی حریص کیوں نہوں"
یہ روایت اگر صحیح نہ ہو تو حسب حال ضرور ہے۔ مگر ممکن ہے کہ صحیح بھی ہو کیونکہ
ہینی بال واقعات کے نتائج کو پہلے ہی سے تاڑ جاتا تھا۔

(۷۹ھ) ہینی بال کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ یبلیس کے نہ ہونے کی وجہ سے کانسل لیوسیس سپی یو بالکل بے بس تھا اور اس کا مشیر کار نائیس ڈومی ٹیس تھا۔ یہ خود ایک باحوصلہ آدمی تھا اور اس فکر میں تھا کہ فتح کا سہرا اسی کے سر رہے۔ موسم سرما قریب آرہا تھا، کانسل بھی تعویق پسند نہ کرتا تھا کیونکہ اگر اس کے عہدے کی میعاد ختم ہو جاتی تو فتح کا فخر اس کے جانشین کو حاصل ہوتا۔ فوج کی ہمتیں بھی بڑھی ہوئی تھیں اور شوق مبارزت سے بیتاب تھی۔ اس لیے ڈومی ٹیس نے دشمن کو جنگ پر مجبور کیا۔ لیوی اور ایپین کے بیانات غالباً پالی بیس سے ماخوذ ہیں اور انھوں نے دونوں فوجوں کی صحیح تعداد بیان نہیں کی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں کی تعداد بشمول حلیفوں کے ۳۰۰۰۰ تھی اور اینٹوکس کی سپاہ کی تعداد ۶۵۰۰۰ سے ۷۰۰۰۰ تک تھی۔ رومیوں کے ساتھ افریقہ کے ۱۶ ہاتھی تھے مگر ہاتھیوں سے انھوں نے کام لیا۔ اینٹوکس کے ساتھ ہندوستان کے ۵۴ زبردست ہاتھی تھے۔ تعجب ہے کہ اس جنگ میں نیومیڈیا کے سواروں کا ذکر نہیں آیا ہے۔ مگر آکائی اور پرگامی سپاہی تھے

بے جوڑ مشرقی فوج۔

اور اُن کے کریٹ اور الیریا کے ہلکے اسلحہ والے سپاہی اور مقدونیہ اور تھریس کے رضاکار تھے۔ مگر رومیوں کی اصل فوج ۲۳۰۰۰ رومیوں اور اطالیوں پر مشتمل تھی جو زیادہ تر پیدل سپاہی تھے۔ اینٹوکس کی فوج میں بھی کریٹ اور الیریا کے اجیر سپاہی تھے مگر اس کی فوج میں زیادہ تر اسی کی سلطنت اور آس پاس کے ملکوں کے سپاہی تھے۔ ایشیائے کوچک سے کاریا، لیکیا، پسی ڈیا، پامفی لیا، مسیا، فریجیا، لیڈیا، کپاڈوشیا گلاٹیا کے افراد تھے۔ کوہ ٹارس کے جنوب سے سلی سیا اور شام کے لوگ آئے تھے، عرب کے شتر سوار بھی موجود تھے ایران کے تیر انداز اور گوپھن پھینکنے والے بھی تھے اور وسطی ایشیا کے بعض دیہاتی سوار موجود تھے یہ فہرست مکمل نہیں ہے کیونکہ ہندوستان کے مہاوت ہاتھیوں کے ساتھ تھے اور کچھ مخلوط النسل لوگ تھے۔ اُس کی اصل فوج ۱۶۰۰۰ سپاہیوں کا ایک فیلینکس[1] تھا جس کی تنظیم مقدونیہ کے طرز پر ہوئی تھی۔ مگر یہ فیلینکس دس خطوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جس کی ہر صف میں ۳۲ آدمی تھے۔ اگر یہ حساب کیا جائے کہ اگلی صف کے ہر سپاہی کے سامنے پانچ نیزے تھے تو صرف ۲۵۰۰ نیزوں سے کام لیا جا سکتا تھا اور باقی ۱۳۵۰۰ نیزے اوپر اٹھے ہوئے ہوں گے جن سے بجائے دشمن کے خود نیزہ برداروں کو زحمت ہوتی ہوگی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ فیلینکس کی ترتیب میں صف کی ترتیب نہایت اہم تھی۔ اینٹوکس نے دو دو ہاتھی فیلینکس کے خطوں کے درمیان کی خالی جگہ میں رکھ دیے جس سے صف کا ٹوٹنا یقینی ہو گیا۔ دوسرے سپاہی ہلکے اور بھاری اسلحہ والے خواہ سوار ہوں یا پیدل فیلینکس کی دونوں جانب متعین کیے گئے۔ مگر اسلحہ، ساز و سامان، قومیت اور زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے اس فوج کی کارکردگی مشکوک تھی خواہ اُسکے افراد کتنے ہی بہادر کیوں نہ ہوں۔ رتھیں جن کے دھروں میں تلوار کے پھل لگے ہوئے تھے فوج کے آگے رکھی گئی تھیں کیونکہ خود ان کی صفوں میں سے ان رتھوں کا

[1] اس کے سمجھنے کے لیے فقرہ ۳۸۴ بغور پڑھا جائے۔ مترجم۔

گزر نہ ہو سکتا تھا۔ مشرق میں رتھوں کا استعمال زمانۂ قدیم سے تھا اور امید تھی کہ اُن کے حملے سے دشمن کی صفوں کی ترتیب بگڑ جائے گی۔

(۴۸۰) اینٹوکس کے جھنڈے کے نیچے صدہا قوموں کے سپاہی جمع تھے جن میں ہم آہنگی مطلق نہ تھی، چند ہی پشتوں کی فوجی نااہلی نے سکندر اعظم کے مشہور نظام فوجی کی یہ ردی حالت کردی تھی۔ اس جنگ کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان میں باہمی اختلاف ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں یومی نیس زیادہ پیش پیش تھا۔ مسلح رتھوں کے گھوڑوں پر اُس نے پتھر وغیرہ پھینکے جن سے گھبرا کر وہ اپنی صفوں کو چیرتے ہوئے بھاگے اور تمام صفوں میں یکے بعد دیگرے ابتری پھیلتی گئی۔ بادشاہ کے میسرے پر حملہ ہو گیا اور رومی لشکری فیلینکس پر ٹوٹ پڑے۔ اینٹوکس کو رومیوں کے میسرے پر عارضی طور پر غلبہ ہو گیا مگر اُس کی پیش قدمی فوراً روک دی گئی جس کی وجہ سے وہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ فیلینکس کے سپاہیوں نے مقابلہ کرنے کی کچھ کوشش کی مگر رومیوں کی برچھیوں اور خود اُن کے بگڑے ہوئے ہاتھیوں نے اُن کا ناس کر دیا اور جب اُن کی صف بندی باقی نہ رہی تو رومیوں نے ہزارہا کو تہ تیغ کر دیا۔ پرگامم اور روما کے سواروں نے دشمن کے ہلکے اسلحہ والی سپاہ، ہاتھیوں، رتھوں اور اونٹوں کا تعاقب کرکے انھیں نیست و نابود کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مغلوب فوج کے پچاس ہزار یا اس سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے اور فاتحوں کے صرف ۳۵۰۔ اینٹوکس کی فوجی شان و شوکت محض بے سود ثابت ہوئی اور حقیقی ضبط فوجی اور کارکردگی کے مقابلے میں اسکا بے حقیقت ہونا ظاہر ہو گیا۔ ایک ہی دار میں مشرق روما کے زیرنگیں ہوا حالانکہ مشرق کا خوف عرصے سے لوگوں کے دلوں میں تھا۔ روما نے اہل مغرب کی ہم آہنگی اور اصلاح پذیری کی قوتوں کو ایک نظام میں ڈھال لیا تھا اور مشرق کا اُس کے قبضے میں آ جانا اُسکی اُن مساعی کا صلہ تھا۔

(۴۸۱) اینٹوکس کی شکست کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر شہروں نے بجائے اسکے

میگ نیشیا

فتح کا ثمرہ

روما کو اپنا آقا تسلیم کر لیا۔ افریکانس اپنے بھائی کے مستقر کو واپس ہوا جو سارڈس میں تھا اور اسی اثنا میں انٹیوکس کے پاس سے ایک سفارت صلح کی درخواست کرنے اور صلح کی شرائط معلوم کرنے کے لیے آئی۔ انٹیوکس کو جو شرطیں پیش کی گئیں نہایت نرم تھیں، اس لیے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سپی یو نے قصداً اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا لیکن اس نے سپی یو کے بیٹے کو جو اس کی قید میں تھا اعزاز کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ یومی نیس نے بھی غیر معمولی صلح پسندی کا اظہار کیا اور تمام معاملات نہایت سہولت سے طے ہو گئے۔ کوہ ٹارس کو سرحد قرار دیا گیا اور تاوان جنگ ۱۵۰۰۰ ٹیلینٹ مقرر ہوا جس کی ادائی روما کو بہ اقساط ہو سکتی تھی۔ ان میں سے ۵۰۰ ٹیلینٹ یومی نیس کے تھے جو اسے ادا کر دیے گئے۔ رومیوں نے چند کفیل طلب کیے اور چند خطرناک اشخاص کی حوالگی کا مطالبہ کیا جن میں ہینی بال، تھو آس اے ٹولی وغیرہ شامل تھے۔ انٹیوکس نے ان شرطوں کو تسلیم کر لیا تھا اور ان کی توثیق کے لیے ایک سفارت روما بھیجی گئی۔ کانسل نامہ بر فتح کی خبر لے کر روما پہنچا، اس کے ساتھ یومی نیس بھی تھا اور روڈز، سمرنا اور مشرق کی اکثر ریاستوں کے سفیر تھے۔ ہر کس و ناکس کو معلوم ہو گیا تھا کہ عنان حکومت اب کس کے ہاتھوں میں ہے اور ہر ایک اس کو رام کرنے کی فکر میں تھا۔ مشرقیوں نے جس عجلت سے روما کی سیادت کو تسلیم کر لیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرق اور مغرب میں اخلاقی اور سیاسی امور میں کس قدر بین فرق ہے۔ اے ٹولی اب تک روما سے برسر جنگ تھے گو عارضی صلحوں اور سفارتوں کی وجہ سے سلسلۂ پیکار جاری نہ تھا مگر اس اتحاد نے جو اکثر بد عہدی کر بیٹھتا تھا موقع پا کر روما کے حلیف فلپ شاہ مقدونیہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کی ایک فوج نے ڈولوپیا پر حملہ کر دیا اور چونکہ مقامی اشخاص مقدونی حکومت سے بیزار تھے، لہٰذا اس حالت سے نفع اٹھا کر اس نے اتھ مانیا سے فلپ کی فوجوں کو خارج کر دیا اور امی نان ڈر کو پھر تخت پر بٹھا دیا۔ مگر باوجود ان دست درازیوں کے انکی

ایک سفارت صلح کے لیے نامہ و پیام کرنے کی غرض سے روما میں موجود تھی۔ لیکن اُن کے سفیروں کا طرز کلام اس قدر گستاخانہ تھا کہ سینیٹ نے انھیں بے نیل مرام واپس کر دیا۔ نئے کانسلوں مِ۔ فُل وِیس نوبلی لیور اور فانیس مین لیس وَل سو نے جب اپنی خدمتوں کا جائزہ لیا تو سال مذکور (۱۸۹ ق م) کے لیے سینیٹ نے اسے ٹولیا اور ایشیا کو کانسلی صوبے قرار دیا۔ ایشیا کا قرعہ فُل وِیس کے نام نکلا اور ایشیا مین لیس کے حصے میں آیا۔ روما کی حکومت نے جنگ کی ٹھان لی تھی اور میاگ نے شیا کی قطعی فتح سے اُس کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا۔ بیوقوف اے ٹولیون کی آنکھیں اب کھل گئیں اور اپنا خطرہ اُنھیں معلوم ہو گیا۔ انھوں نے صلح کے لیے پھر ایک سفارت روانہ کی اور ایتھنز اور روڈز سے سفارش کی درخواست کی۔

پرگامم اور روڈز

(۱۸۸ ق م) انیٹوکس سے جو مصالحت ہوئی تھی اُس کی توثیق پر غور کرنے سے قبل سینیٹ نے ان سفارشوں کو شرف باریابی بخشا جو روما میں موجود تھیں۔ حسب دستور تفصیلی امور کا تصفیہ کمشنروں پر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن یومی نیس اور روڈیوں کی تقریروں سے ایک اصولی مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ان دونوں حلیفوں کو ان کی ممتاز خدمات کے صلے میں ان کے مقبوضات میں اضافہ کرنا ضروری تھا۔ مسئلۂ زیر بحث یہ تھا کہ یونانی شہر جو اس خطۂ ملک کے مختلف حصوں میں آباد تھے ان کی حیثیت کیا ہو گی۔ روڈیوں کی درخواست تھی کہ انھیں آزاد کر دیا جائے اور بطور نظیر یونان میں رومیوں کی کارروائی کو پیش کیا۔ یومی نیس نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ اگر ان شہروں کو آزاد قرار دیا جائے تو یہ روڈیوں کے دست نگر ہو جائیں گے اور روڈیوں کی یہ تجویز اُن کی حرص پر مبنی ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ ان شہروں نے انیٹوکس کا ساتھ دیا تھا، اس لیے اُن کے ساتھ کسی رعایت کی ضرورت نہیں اور بہتر

---

[1] پالی بیس (۳، ۱۹، ۲۴۔ لیوی ۳۷، ۵۲۔ ۵۵۔

یہ ہوگا کہ جس طرح یہ انٹیوکس کو خراج دیا کرتے تھے اب مجھے خراج دیا کریں۔ جو شہر روما کے حلیف تھے ان کا تعلق اس بحث سے نہ تھا۔ فیصلہ بحیثیت مجموعی اس کے خلاف ہوا اگرچہ شہر کہ اس کے باج گزار تھے اُس کے قبضے میں رہنے دیے گئے۔ لیکن علاقوں کی تقسیم میں اسکے ساتھ حد درجہ فراخ دلی کا سلوک ہوا۔ شمال اور مشرق کے تمام علاقے جنوب مشرق اور جنوب یعنی تھریسنیا، گلاٹیا، کیپاڈوشیا، سلی شیا اور لی سیا تک اُسے دے دیے گئے اور کیریا کا بھی ایک حصہ جو میئنڈر ندی کے شمال میں تھا۔ ان جدید مقبوضات کا رقبہ اُس کی سلطنت کے رقبے کے دہ چند تھا۔ لی سیا اور کیریا کے جو علاقے مینڈر کے جنوب میں تھے روڈز کے حصے میں آئے۔ اس عجیب و غریب کارروائی سے سخت تعجب ہوتا ہے۔ روما کی اغراض کے لحاظ سے روڈز کو تقویت دینا ایک قدرتی امر تھا کیونکہ بحیرۂ روم کے مشرقی حصے میں ایک ایسے حلیف کی ضرورت تھی جو نہ صرف وفادار ہو بلکہ ایک زبردست بحری فوج بھی قائم رکھ سکے۔ لیکن یومی نیس کو ایک وسیع علاقہ دے دینے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ علاقے اُسے نادانستگی سے نہیں دیے گئے تھے کیونکہ روما میں متعدد ایشیائی سفیر موجود تھے جو سینیٹ کو ان علاقوں کے صحیح حالات بتا سکتے تھے جن کی حکومت اُس کی رائے سے خاندان اٹالی کو ملنے والی تھی۔ نتائج پر غور کرنے سے امور ذیل معلوم ہوتے ہیں (۱) روما کو ان علاقوں کی ضرورت نہ تھی اور وہ اُن کا بار نہ اٹھانا چاہتا تھا، اگر وہ اُن پر قبضہ کرتا تو قبضہ قائم رکھنے اور ملک کی حفاظت کا بار اس پر پڑتا۔ (ب) یہ بار اب یومی نیس پر پڑا اور اگر ان علاقوں پر وہ اپنی حکومت پورے طور سے قائم کر لیتا تو وہ بحیثیت رقیب فلپ کی نگرانی کر سکتا اور انٹیوکس اور رومیوں کے درمیان اس کی سلطنت حائل ہوتی (ج) یومی نیس کے ساتھ جو مراعات ملحوظ رکھی گئیں اُن کے مقابلے میں فلپ کو کوئی صلہ نہ دیا گیا حالانکہ اُس کی مدد رومیوں کے لیے بے حد مفید ثابت ہوئی تھی (د) یومی نیس کی سرحد پر متعدد یونانی شہر اور ریاستیں تھیں،

ان کے وجود سے سرحدی لڑائیوں کا امکان تھا جس سے رومیوں کو دخل دینے کا موقع ملتا، پرگامم کے کم اصل شاہی خاندانوں سے مساوی گردان کر روما نے توازن قوت سے حسد[1] و رقابت کا تخم بویا۔ جن علاقوں کی اُسے ضرورت نہ تھی اُس نے دوسروں کے حوالے کر دیا، تاکہ جب وقت آئے تو اُس کی آزادی عمل میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔ دوستوں اور دشمنوں دونوں کیساتھ اُس کی سفارتی کارروائیوں میں جو اصول مضمر تھا وہ یہ تھا کہ "زیادہ سے زیادہ تعداد کو زیادہ سے زیادہ پریشانی ہو"۔

اے ٹولیوں کی سرکوبی

(۴۸۳) اب ہم اے ٹولیا[2] کی جنگ کی طرف پھر متوجہ ہوں گے۔ کانسل فل ویس ایپائرس میں لنگر انداز ہوا اور امبراسیا کا اُس نے محاصرہ کر دیا۔ یہ شہر نہایت مستحکم تھا اور اپنی نادر عمارتوں اور فنون لطیفہ کے نمونوں کیلئے مشہور تھا۔ ایک زمانے میں پرہس کا دار السلطنت تھا مگر اب اتحاد اے ٹولی میں شامل تھا۔ شہر کی حفاظت نہایت ہوشیاری اور سرگرمی سے ہوئی اور اے ٹولیوں نے بھی کمک پہنچانے کی بہت کچھ کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس اثناء میں مقدونیوں نے شمالی اضلاع پر حملہ کر دیا جو حال ہی میں فلپ سے چھین لیے گئے تھے اور جنوب میں الیریا اور آکائیا کے جہاز ان کے سواحل پر تاخت و تاراج کر رہے تھے اس لیے انھیں مجبوراً صلح کی درخواست کرنی پڑی اور امبراسیا نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ خوش قسمتی سے رومی خیمہ گاہ میں اُن کے ذی اثر دوست موجود تھے۔ خود کانسل کو بھی یونانیوں سے محبت تھی، جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ شاعر اے نیس اُس کے ہمرکاب تھا، اپنی ضد پر وہ آخر تک اڑے رہے مگر آخر کار انھوں نے فل ویس کی شرطوں کو

---

[1] رومیوں نے ڈیلے سوس کے دورافتادہ بندرگاہ کو جو لی سیا میں تھا یومی نیس کو دیدیا تھا۔ اُن کی غایت غالباً یہ تھی کہ روڈیول اور یومی نیس کے درمیان چھیڑ چھاڑ چلی جائے۔ روما کی حکمت عملی اُس زمانے میں یہ تھی کہ ان دونوں میں اتحاد نہ ہونے پائے۔

[2] دیکھو کتیوں کو جن کا ذکر دفعہ ۴۸۶ میں ہے۔

منظور کرلیا۔ روما میں انھیں زیادہ دقت ہوئی۔ روڈز اور ایتھنز کے وفدوں نے اُن کی وکالت کی مگر فلپ کے سفیر بھی موجود تھے جنھوں نے اُن کی دست درازیوں کی سخت شکایت کی۔ بالآخر صلح نامے کی توثیق ہوگئی[1] مگر اس کی وجہ سے اُن کے اتحاد کی حیثیت ادنے درجے کی ہوگئی۔ معاملات خارجیہ میں اُن کی آزادی سلب کرلی گئی اور اُن کا انصرام روما کے سپرد ہوا۔ تاوان جنگ کفیل، قیدیوں کی واپسی وغیرہ کے متعلق بھی دفعات تھے۔ سفا لے نیا اتحاد میں شامل تھا مگر صلح سے خارج کردیا گیا کیونکہ روما کا یہ طریقہ تھا کہ جزیروں کو اپنے قبضے میں رکھتا تاکہ سمندر کا راستہ کھلا رہے بحیثیت مجموعی اے ٹولیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہوا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ ان پر کانسل کی نظر التفات تھی اور کچھ یہ کہ فلپ سے بیزاری ہوگئی تھی کیونکہ اب وہ اتحاد اے ٹولی سے انتقام لینا چاہتا تھا جس سے روما نے اُسے بچایا تھا۔ توازن قوت کے مسئلے کو بھی اس میں دخل ہوگا کیونکہ روما کو یہ خواہش ہوگی کہ اتحاد اکائی کا کوئی رقیب باقی رہے جو اس پر نگرانی رکھ سکے۔

مین لیس کا کوچ

(۴۸۴) اب ہم ایشیا کی طرف پھر متوجہ ہوں گے۔ ۱۸۹ء میں کانسل مین لیس نے فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی اور ک۔ فے بیس سے ہوتے بڑے کی اور اُن کے پیشرو روما واپس ہوئے جہاں انھوں نے تزک و احتشام سے جشن فتح منایا۔ فے بیس نے دفع الوقتی کے لیے کریٹ پر حملہ کیا مگر سوائے چند رومی اور اطالوی قیدیوں کے رہا ہو جانے کے کوئی اور نتیجہ نہ ہوا۔ تھریس کے ساحل پر اُس نے اے نس اور مار ونیا کے یونانی شہروں سے اینٹوکس کی محافظ فوجوں کو نکال دیا اور انھیں آزاد قرار دیا۔ شاہ فلپ کو آرزو تھی کہ یہ شہر اُس کے قبضے میں آجائیں۔ مین لیس نوجوان اور ذی حوصلہ تھا اور رزم و پیکار کے لیے موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔ اینٹوکس نے جو علاقے روما کے حوالے کردیے تھے ان میں امن و امان کا قائم کرنا اگر

[1] پالی بیس ۲۱، ۳۲۔ لیوی ۳۸، ۱۱۔

ضروری نہیں تو مناسب ضرور تھا اور ایشیائی گالیوں کو نیچا دکھانا اس سے بھی زیادہ اہم تھا کیونکہ اُنھوں نے اینٹوکس کو کمک بھیجی تھی اور ایشیا میں اکثر نقض امن کے مرتکب ہوئے تھے۔ یومی نیس نے غالباً اُن کی بداعمالیوں سے روما کے حکام کو مطلع کر دیا تھا۔ لیوی[1] کا بیان ہے کہ ۱۸۹ ق م کے انتظام میں گلاٹیوں سے جنگ ہونے کا امکان بھی سینیٹ کے پیش نظر تھا اور اس کا یہ بیان ممکن ہے کہ کسی روایت پر مبنی ہو۔ بہرکیف مین لیس کو جشن فتح منانے کی ہوس تھی اور اُس کے سپاہی بھی جنگ کے لیے تیار تھے کیونکہ اُنھیں کسی دقت کا اندیشہ نہ تھا۔ اس لیے اس نے اندرون ملک میں ایک تعزیری مہم بھیجنے کا قصد کر لیا۔ یومی نیس ابھی تک روما میں تھا اس لیے اُسے حکم دیا گیا کہ اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے ایک امدادی فوج بھیجے اور ممالک و اقوام متعلقہ کے بارے میں اپنی معلومات سے مدد دے۔ کیریا میں سے ہوتی ہوئی رومی فوج پی سی ڈیا اور پامفی لیا میں پہنچی اور پھر شمال کا رخ کر کے فری جیا میں سے گزر کر گلاٹیا کی سرحد پر پہنچ گئی۔ ان جدید ملحقہ اضلاع میں سے کانسل کی پیشقدمی محض ایک فوجی مظاہرے کی حیثیت نہ رکھتی تھی کیونکہ مختلف بستیوں کی باہمی نزاعوں کا اُسے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ اثنائے راہ میں جن بستیوں نے سر اطاعت خم کیا ان کی اطاعت کو وہ قبول کر لیتا تھا اور اگر کسی نے سرکشی کی تو ان کی سرکوبی کر دیتا۔ متمردوں پر جرمانے کیے جاتے اور غلہ اور زر نقد کی شکل میں وصول کیے جاتے۔ غلے کے ذخیرے اُسے بعض شہروں میں ملے جن کے باشندے اُس کے خوف سے فرار ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ صلح نامے کی توثیق تک اینٹوکس کا یہ فرض تھا کہ غلہ فراہم کرے۔ مین لیس نے اٹالس کی فوج کی رسد کا بار بھی اینٹوکس پر ڈال دیا اور چار و ناچار اُسے غلہ فراہم کرنا پڑا۔ غلہ وصول کرنے کے لیے شرائط صلح سے تجاوز کرنے میں

---

[1] ۳۷، ۵۱، ۱۰ اور وی سین لورن کا حاشیہ۔

مصلحت بھی مضمر تھی کہ اس نواح کے لوگ روما کی سطوت کو تسلیم کرلیں۔ یہ
بالمختصر اس مہم کی اصل غایت یہ تھی کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو علاقے
سلوقی سلطنت سے چھین لیے گئے ہیں اب وہ روما کے زیر نگیں
ہیں مشرق کی اقوام اور رئیسوں پر اس کا خاص اثر ہوا اور یونی نیس
بھی سمجھ گیا کہ اُس کی حیثیت ایک دخیل کار کاشتکار کی ہے۔ رومی
عہدہ داروں اور سپاہیوں کو بھی اس مہم میں شرکت سے ممالک مفتوحہ
کی دولت اور دُوَل مقامی کی کمزوری کا حال معلوم ہو گیا۔ اس وقت سے
روما کے فوجی طبقوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ مشرق میں ملازمت
کرنے سے دولت اور عظمت حاصل ہوتی ہے برخلاف اس کے
لیگیوریا اور ہسپانیہ کی مہموں میں جان کا خطرہ ہے اور کامیابی
کی امید بہت کم۔

گلاٹیوں کی تذلیل

(۵۸۹ھ) گلاٹیا بہت دور تھا مگر جنگ نے طول نہیں کھینچا۔ ایک
سردار کے ذریعے سے جو رومیوں کا دوست تھا نامہ و پیام شروع
ہوئے مگر اُس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا اور کانسل دشمن کی تلاش میں آگے
بڑھ گیا۔ اُسے غرّہ تھا کہ میرا خاندان (مین لیس) گالیوں کا موروثی
فاتح ہے۔ گالیوں کے تین قبیلے یا ضلعے تھے جو مغرب سے مشرق
کی طرف سلسلۂ ذیل میں پھیلے ہوئے تھے۔ ٹولِس ٹوبوگی ای،
ٹیک ٹوساگی، ٹروک می۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھیں امید تھی
کہ اپنی دور افتادہ پہاڑیوں میں وہ روما کی زد سے باہر ہیں مگر اب بھی
باوجود اس کے کہ وہ معرض خطر میں تھے انھوں نے اپنی حفاظت کے لیے
کوئی متحد فوج تیار نہیں کی بلکہ اپنے ایام نقل و حرکت کے اجتماع کے پرانے
طریقے کو اختیار کیا۔ ٹولِس ٹوبوگی ای اور ٹیک ٹوساگی دونوں نے
ایک ایک پہاڑ پر قیام کیا اور اُس کو مستحکم کر لیا اور ان مستحکم مقامات میں
انھوں نے اپنے اہل و عیال اور جائداد منقولہ کو جمع کر دیا۔ لہٰذا ان کا عمل
صرف اس حد تک تھا کہ ٹروک می نے اپنے ناقابل پیکار افراد کو

ٹیک ٹوساگی کی حمایت میں چھوڑ دیا اور اُن کے لڑنے والے افراد ٹولس ٹوبوگی ای کی امداد کے لیے چلے گئے جن پر رومیوں کا حملہ سب سے پہلے ہونے کو تھا۔ ان سب قبیلوں کے پاس غلہ کافی مقدار میں تھا اور سادہ لوحی کی وجہ سے اُن کا خیال تھا کہ جنگ کو وہ من مانے طریقے پر طول دے سکیں گے اور حملہ آور ایشیائے کوچک کے وسطی حصے کی سخت سردی کو برداشت نہ کر سکیں گے مگر یہ مین لیس کو بھی خوب معلوم تھا اس لیے مطلق اُس نے لیت ولعل نہ کیا اور پھینکنے والے اسلحہ کا ایک زبردست ذخیرہ جمع کر کے اُس نے گالیوں کے لشکر پر ہوشیاری سے حملہ کر دیا اور سخت خوں ریزی کے ساتھ انھیں شکست دی۔ ٹیک ٹوساگی نے غداری سے گفت وشنید کا بہانہ کیا اور چاہا کہ کانسل کو گرفتار کر لیں مگر اُن کی یہ چال چل نہ سکی مین لیس نے اُن کے مستحکم مقام پر بھی حملہ کر کے ایک شاندار فتح حاصل کی۔ ان دونوں لڑائیوں میں مالِ غنیمت بہت ملا کیونکہ ان لٹیروں نے تین پشتوں سے بے شمار مال ومتاع لوٹ مار کے ذریعے سے اپنے دولتمند ہمسایوں سے جمع کیا تھا۔ گالیوں میں زر وسیم جمع کرنے اور زیوروں کا شوق بھی تھا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ روما کے سپاہیوں کو لوٹ مار کا خوب موقع ملا اور کانسل کو انھیں اس فعل سے روکنے میں بہت دقت ہوئی۔ اس معرکہ آرائی سے روما کے ضبط فوجی پر نہایت خراب اثر پڑا اور زمانۂ مابعد میں رومی سپاہیوں میں ضبط فوجی کی کمی اسی جنگ پر محمول کی جاتی تھی۔ اس کے بعد گالیوں کے سفیر صلح کی درخواست کرنے کے لیے آئے۔ مین لیس نے انھیں حکم دیا کہ اُس کے مستقر میں جو ای فے سس میں تھا حاضر ہوں۔ موسم سرما کی شدت بڑھتی جاتی تھی اس لیے اس نے اپنی فوج کو گلاتیا کے برفستان سے ہٹا لیا اور بحیرۂ یونان کے ساحل پر قیام کیا جہاں کی آب وہوا معتدل تھی۔

(۴۸۶) مین لیس نے اس مہم میں اپنی فوجی قابلیت کا پورا ثبوت دیا تھا۔ اس کی سپہ سالاری کا سال ختم ہو رہا تھا مگر بحیثیت پرو کانسل وہ اس ایشیائے کوچک کے معاملات کا تصفیہ

عہدے پر برقرار رہا۔ سنہ ۱۸۹-۱۸۸ کے موسم سرما میں اس ملک کے ہر گوشے سے اُس کے پاس سفارتیں آئیں۔ اکثر وفدوں نے مبارکباد اور قیمتی تحائف پیش کیے۔ گالیوں کو یومی نیس اور دس کمشنروں کے ورود تک منتظر رہنا پڑا۔ آریارتھیس شاہ کیپاڈوشیا نے بھی صلح کی درخواست کی جو ۶۰۰ ٹیلینٹ بطور تاوان دینے پر منظور ہوئی۔ بحیثیت مجموعی اس نواح کے لوگوں کو اینٹوکس کے زوال کے مقابلے میں متمرد گالیوں کی سرکوبی سے زیادہ خوشی ہوئی۔ سنہ ۱۸۹ کے موسم بہار میں یومی نیس اور رومی کمشنر ایفسس میں پہنچے۔ مین لیس جو اس وقت پام فی لیا میں مصروف بکار تھا مگر ان سے ملنے کے لیے بہ عجلت آپا میا پہنچا اور اسی شہر میں مشرقی معاملات[۱] کا تصفیہ ہوا۔ اینٹوکس سے جو صلح بالآخر ہوئی وہ اسی نوع کی تھی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ صلح نامے میں حسب دستور متعدد دفعات امور ذیل سے متعلق تھے۔ فریقین آئندہ سے ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے، قیدیوں اور فرار شدہ سپاہیوں کو واپس کر دیں گے، بصورت نزاع امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ ثالثی کے ذریعے ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان سب شرطوں میں روما کا پلہ بھاری تھا۔ مگر ثالثی عملاً کس طور پر ہوگی، اس کی نوعیت اس امر سے ظاہر تھی کہ پام فی لیا کے بارے میں جو نزاع[۲] تھی وہ بغرض تصفیہ روما کے سینیٹ میں پیش ہوئی۔ اینٹوکس کو آئندہ سرزنش کرنے کا موقع نہ ملنے کے لیے یہ انتظام ہوا کہ اُس کے تمام ہاتھی لے لیے گئے اور یومی نیس کے حوالے کر دیے گئے۔ اُس کے تمام جنگی جہاز بھی لے لیے گئے اور

---

۱ پالی بیس ۲۱، ۴۵-۴۸۔ لیوی ۳۸، ۳۸۔

۲ یہ ضلع کوہ ٹارس کے دونوں جانب تھا اس لیے یہ سوال درپیش تھا کہ کس کے قبضے میں رہے اور اسکے متعلق اینٹوکس اور یومی نیس میں نزاع تھی۔ اسطرح گلاتیوں پر یہ الزام گردانا گیا تھا کہ یومی نیس کے ساتھ برسر صلح رہیں نہ کہ روما کے ساتھ۔ روما نے اپنے آپ کو ان جھگڑوں سے الگ تھلگ رکھا تھا تاکہ اسے ثالث بالخیر بننے کا موقع ملے۔

یا تو جلا دیے گئے یا توڑ دیے گئے۔ اینٹوکس کو اس امر پر بھی مجبور کیا گیا کہ سسلی سیا کے ساحل پر ایک مقام مقررہ کے آگے اپنے جہاز نہ بھیجے عالم مغربی سے وہ اس حد تک خارج کر دیا گیا کہ نہ تو وہ روما کے محکوم ممالک کے جلاوطنوں کو پناہ دے سکتا تھا نہ وہاں کے اجیر سپاہیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر سکتا تھا۔ اگر روما کے حلیفوں میں سے کوئی اس پر حملہ کرتا تو مدافعت کے طور پر اُسے جنگ کا حق حاصل تھا مگر نہ تو کسی ملک کا الحاق کر سکتا تھا نہ اُن سے دوستانہ تعلقات پیدا کر سکتا تھا۔ صلح نامے کے اہم امور یہی تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما کی یہ خواہش تھی کہ کسی طور پر اس کا کھٹکا نہ رہے اور بے خبری کی حالت میں کوئی اُس سے جنگ نہ کر سکے۔ کمشنروں نے جن امور کا تصفیہ کیا تھا سینیٹ کے احکام کے مطابق تھا۔ صرف تفصیلی امور کا تصفیہ درحقیقت اُن سے متعلق تھا اور اس میں انھوں نے ان شہروں کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھی جنھوں نے کسی نہ کسی طور سے روما کی خدمت کی تھی۔ البتہ ایک نئی بات یہ تھی کہ لی سی ماکیا اور تھریس کا وہ حصہ جس پر اینٹوکس کا قبضہ تھا یومی نیس کو دے دیے گئے جس سے فلپ کو سخت رنج ہوا۔ اُس وقت اس نواح کی جو حالت تھی اُس پر شاہی خاندانوں کے تعلقات[1] سے روشنی پڑتی ہے۔ آریا رتھیس شاہ کپادوشیا نے اپنی ایک بیٹی کی نسبت شاہ پرگامم سے کر دی جس کی سفارش سے اُس کا جرمانہ گھٹا کر تین سو ٹیلینٹ کر دیا گیا۔ اس طور پر یومی نیس کو مشرق میں اپنے جدید مقبوضات کے قریب ایک حلیف مل گیا اور آریا رتھیس کے جرمانے میں نصف کی کمی ہو گئی۔

(۴۸۷) معلوم ہوتا ہے کہ آیا میا میں گالیوں سے کوئی معاہدہ یا تصفیہ ہوا مگر یہ مناسب خیال کیا گیا کہ گلاتی سرداروں کو مین لیس اور کمشنروں سے ملنے کے لیے دردانیال بلایا جائے۔ واپسی پر ان سرداروں کو — مین لیس کی واپسی

[1] لیوی ۳۸، ۳۹، ۶ دی سین بورن۔

منتشر کردیا گیا کہ آئندہ سے وہ اپنے علاقوں میں آباد ہوجائیں اور نقض امن اور
آوارہ گردی سے باز آئیں۔ رومی فوج واپس ہورہی تھی۔ معلوم نہیں کہ
واپسی کا راستہ کیوں پسند کیا گیا، کیونکہ سمندروں پر اب روما کا قبضہ
تھا۔ پروکانسل کی خودرائی پر بھی ہم اسے محمول نہیں کرسکتے۔ ممکن ہے کہ
یہ کوچ ایک قسم کا مظاہرہ تھا جس سے فلپ کو مخوف کرنا مقصود
تھا۔ مگر یہ محض قیاس ہے۔ البتہ شاہ مقدونیہ پر یہ شبہہ تھا کہ اسکے
اغوا سے تھریس کے قبیلوں نے رومی فوج پر اثنائے کوچ میں حملہ
کیا تھا۔ رقوم خطیر اور زر و جواہر جو سلطنت یا افراد کی ملک تھے روما کی طرف
گاڑیوں میں چلے جارہے تھے۔ فوج کا کام ختم ہوچکا تھا اس لیے اُسکا
ضبط کچھ ڈھیلا ہوگیا تھا مگر پروکانسل کے دشمنوں کا قول تھا کہ یہ سب
اُس کی بدانتظامی اور سہل انگاری کا نتیجہ تھا۔ بہرکیف یہ فتحمند اکثر اوقات
خطرے میں تھے اور سنسان خطوں میں سے گزرنے میں جان و مال
کا نقصان بھی ہوا۔ بالآخر جب وہ اپیائرس میں پہنچے تو موسم سرما شروع
ہوگیا تھا اس لیے اُنھیں اپولونیا میں قیام کرنا پڑا اور بحیرۂ ایڈریاٹک کو
اُنھوں نے ۱۸۷ؔء کے موسم بہار میں عبور کیا۔[1]

روما اور اتحاد آکائی

(۴۸۸) اب ہم یونان کے معاملات پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔
اے ٹولی خاموش تھے مگر کانسل فل وِیس کا قبضہ سفالونیا پر
بغیر لڑے بھڑے نہیں ہوا اور اس جنگ و جدال میں چار مہینے ضائع ہوئے
۱۸۹ؔء میں سال آئندہ کے انتخابات کی صدارت کرنے کے لیے اُسے
روما جانا پڑا واپسی پر اُسے معلوم ہوا کہ پیلوپونیس کی حالت ٹھیک
نہیں ہے۔ فیلوپومین نے ایک اہم اصلاح کی تھی جسکی رو سے اتحاد آکائی
کی ہم آہنگی اور قوت میں اضافہ ہوگیا فل وِیس اُسے روک نہ سکا گو رومیوں
کو بوجہ بغض و حسد اس اتحاد کی قوت کا بڑھنا شاق تھا۔ واضح رہے کہ آکائی

[1] لیوی ۳۸، ۴۰، ۴۱۔

احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ روما سے چھیڑ چھاڑ نہ ہو مگر انھیں اپنی آزادی اور وقار کا خیال تھا اور جب سے کہ روما نے یونان کے معاملات میں خلدہانی شروع کی تھی اُن کے اتحاد کی قوت بڑھتی جاتی تھی۔ اسی لیے جب اس کے ارکان میں کوئی نزاع ہوتی تو رومی بطور حکم دخل دینے کی کوشش کرتے۔ حال ہی میں لاکونیا میں نقض امن ہو گیا تھا جس سے رومیوں کو دخل دینے کا موقع مل گیا۔ اسپارٹا کی دست درازیوں کو روکنے کے لیے ایک اکائی فوج لاکونیا میں داخل ہوئی۔ اسپارٹا نے اتحاد مذکور سے علانیہ علیحدگی اختیار کی اور روما سے حمایت کی درخواست کی۔ فلی پیس نے مزید جنگ کی مخالفت کی اور فریقین کو حکم دیا کہ سینیٹ کے پاس رجوع ہوں۔ مگر سینیٹ کا تصفیہ مبہم تھا اس لیے پھر جنگ شروع ہو گئی اور عرصے کی خوں ریزی کے بعد اسپارٹا کی متمرد سلطنت اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوئی۔ اسپارٹا کے قدیم لائی کرگی ادارات موقوف کر دیے گئے اور اُس کا نظام حکومت اکائی نمونے پر لایا گیا۔ اتحاد اکائی کا یہ متمرد رکن اس میں پھر شریک تو ہو گیا مگر اپنی مرضی کے خلاف۔ اس لیے اس کی شرکت سے اتحاد کو تقویت نہ ہو سکتی تھی جس کا وجود ہم آہنگی پر مبنی تھا۔ اس باہمی رنجش سے بد اندیش رومیوں کو دخل بیجا کا موقع ملتا تھا اور وہ اسکی تاک میں لگے ہوئے تھے۔

(۴۸۹) گزشتہ پانچ سالوں کے واقعات سے روما کی بیرونی اور اندرونی حیثیت میں بہت کچھ تغیر ہو گیا تھا۔ ۱۹۲ ق م میں اس کی حالت امید و بیم کی تھی مگر اب اُس کی سیادت کو ہر کس و ناکس نے تسلیم کر لیا تھا اور دوست و دشمن ہر ایک کو وہ فرماں برداری پر مجبور کر سکتا تھا۔ ۱۸۷ ق م میں اُسے کوئی ایسا اندیشہ نہ تھا جس سے اندرونی مناقشات فرو ہو سکتے اور قومی اغراض کو مد نظر رکھ کر اُس کے افراد بد کار لوگوں پر حملہ کرنے سے باز رہتے یا اپنے حسب مرام ان پر مقدمہ چلاتے۔ روما کے امیر دل میں باہمی بغض و عناد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اس زمانے میں سینیٹ میں ایک قدامت پسند اصلاح خواہ جماعت قدیم و جدید

موجود تھی جیسے صدق دل سے یقین تھا کہ اہل روما کی قدیم جبلی خصائل انکی عظمت کا باعث تھیں۔ یہ جماعت جدید طریقۂ ہائے عمل کو اندیشے کی نگاہ سے دیکھتی تھی ان لوگوں کی رائے میں کوئن کناٹس، فابری کیس، ٹمے نیس کیوریس اور روما کی تاریخ اور افسانوں کے مشاہیر قابل ستائش اشخاص تھے۔ ان میں سے اکثر نے ہینی بال کے مقابل فے بیس کو دیکھا ہوگا اور ایمی لیس پالکس کا نام سنا ہوگا جو کینے کی لڑائی میں کام آیا۔ فی الحقیقت اس عہد کے مشاہیر مثلاً سپی یو افریکانس، فلامی نیس، فل ویس نوبلی لیئو را ور مین لیس ول سوان قدیم نمونوں سے بالکل مختلف تھے۔ مگر خصائل کا تغیر زیادہ تر حالات زمانہ کے تغیر کی وجہ سے تھا۔ اطالیہ کے فاتح جب عالم مغربی کے فاتح ہوئے تو بجائے تنگ نظری اور الجھن کے وسعت نظر اور تیز فہمی کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ یونانیوں مقدونیوں اور نیم یونانی مشرقی ممالک کی دوغلی خلقت سے میل جول پیدا ہونے سے اُن کے خصائل میں گوناگونی پیدا ہوگئی۔ اس میل جول سے تحریص کے نئے ذرائع پیدا ہوگئے اور ایک جدید اخلاقی قانون سے رومی آشنا ہوگئے جسمیں اُن کے آبا واجداد کے اخلاقی قانون کی سختی اور سادگی نہ تھی۔ لڑائیوں اور سفارتی کارروائیوں کے ذریعے سے رومیوں پر گویا دھن برسنا شروع ہوگیا اور خزانۂ سلطنت کی تو غیر کی صورت نکل آئی اور افراد بھی بہت مالدار ہوگئے۔ دولت اور عیش پسندی کے بڑھ جانے سے اخراجات بڑھ گئے خصوصاً ایسے لوگوں کے جنھیں سیاسیات میں دخل تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دولت کا ایک نامتناہی ذخیرہ مل گیا تھا۔ شہروں اور لشکروں کی لوٹ اور رئیسوں اور شہری حکومتوں کے تحائف نے محب وطن رومیوں کی موروثی ایمان داری میں خلل ڈال دیا تھا۔ اس لیے جب کسی رومی سپہ سالار کے توسط سے سلطنت کے خزانے میں کوئی رقم خطیر پہنچتی تو اُس پر خرد برد کا شبہہ ضرور ہوتا کیونکہ کون کہہ سکتا تھا کہ جو رقم کسی مہم کے مصارف کے لیے آمدنی میں سے وضع کرلی گئی ہو سب اسی مصرف میں آئی ہو۔ ممکن تھا کہ

ماتحت عہدہ داروں کو اس خُرد بُرد کا علم ہو مگر وہ بھی ان غیبی فتوحات میں شریک تھے۔ ان خرابیوں کی عہد زیر تذکرہ میں ابتدائی حالت تھی مگر اسکا علم سب کو ہو چلا تھا اس لیئے پرانے خیالات کے رومی سخت ناراض تھے۔ اسی وجہ سے اکثر کامیاب اشخاص پر حملے ہوئے گو ان کا باعث یا بعض اوقات باہمی عناد تھا یا اُن لوگوں کا حسد جو پیچھے رہ گئے تھے اور جنھیں شہرت اور دولت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

(۴۹۰) پہلا وار فل ویس جو اب تک یونان میں پروکانسل تھا۔ ۳۸۰ھ کے جدید کانسلوں میں م۔ ایمی لیس لے پی ڈس تھا جسے فل ویس کی کارروائیوں کی شکایت تھی۔ ۳۸۹ھ اور ۳۸۸ھ کے انتخابات میں فل ویس حاکم صدر رہا تھا۔ ان دونوں موقعوں پر ایمی لیس کانسلی کا امیدوار تھا اور اُسے شکایت تھی کہ فل ویس کی بیجا کارروائیوں سے اسے ناکامی ہوئی۔ اس لیے بدلا لینے کی غرض سے اُس نے آمبراسیا کے معاملے کے متعلق فل ویس پر مقدمہ چلایا۔ اس معاملے کو اُس نے سینیٹ میں پیش کر دیا اور اس شہر کے باشندوں کے ایک وفد کا تعارف کرایا جس نے شکایتوں کی ایک طویل داستان بیان کی۔ اُن کا دعوٰے یہ تھا کہ گو انھوں نے روما کے احکام کی پابندی کی تھی مگر فل ویس نے بلا کسی اشتعال ان پر حملہ کر کے ان کے شہر کا محاصرہ کر لیا، ان کا تمام مال و متاع چھین لیا جسمیں فنون لطیفہ کے نمونے شامل تھے اور جنگ کے مصائب میں اُنھیں مبتلا کر دیا۔ مگر پروکانسل کو جو روما میں موجود نہ تھا ایک حمایت کنندہ مل گیا۔ یہ شخص گائیس فلامی نیس، ایمی لیس کا شریک عہدہ تھا اور اس ہر دلعزیز مصلح کا بیٹا تھا جو ٹراسی مین میں کام آیا تھا۔ گائیس اور فل ویس ہسپانیہ میں ایک ہی وقت میں پریٹر بھی رہ چکے تھے۔ اُس نے حق دوستی ادا کیا اور اعلان کر دیا کہ پروکانسل کی واپسی تک کوئی کارروائی نہ ہونے دوں گا۔ لیکن

فل ویس

سلہ لیوی ۳۸، ۴۳، ۴۴۔

فلامی نیس بیمار ہو گیا اور اس کی غیبت میں سینیٹ نے ایک حکم نافذ کر دیا جسکی رو سے اہل امیر اسیا آزاد قرار دیے گئے اور اُن کے نقصانوں کی تلافی کا بھی حکم دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک قرار داد منظور ہوئی جسکی رو سے **فل وییس** کی فوجی کارروائیوں کی بے قدری کی گئی۔ اس معاملے کے متعلق ہم کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے۔ **فل وییس** جنگ کے لیئے ضرور تیار تھا جب وہ اسے ٹولیا گیا ورنہ شاعر اسے **نیس** کو اپنے ساتھ نہ لے جاتا۔ مگر اس مقدمے کا نتیجہ بھی قابل لحاظ ہے۔ **فل وییس** سال کے ختم پر واپس آیا اور جشن فتح کا متمنی ہوا۔ ایک ٹری بیون نے جو **ایمی لیس** کا ہوا خواہ تھا اعلان کیا کہ کانسل کی واپسی تک میں اس قسم کی تحریکوں کو روک دونگا۔ مگر ایک دوسرے ٹری بیون نے اُسے روک دیا اور بالآخر جشن منانے کی اجازت دی گئی۔ بالمختصر **فل وییس** کے مخالفوں نے ابتدا میں ایک قرار داد منظور کرادی جس کی رو سے اس پر الزام تسلیم کر لیا گیا مگر کچھ عرصہ گزر جانیکے بعد وہ **فل وییس** کی تذلیل میں کامیاب نہ ہو سکے[1]۔

مین لیس (۱۹۱ھ) اس کے بعد **مین لیس** سے محاسبہ ہوا[2]۔ **گلاتیول** پر فتح حاصل کرنے کے صلے میں جب وہ جشن فتح کا طالب ہوا تو دس کمشنروں میں سے بیشتر نے جو اس کے ساتھ کام کرنے کے لیے ایشیا گئے تھے، اس کی اس درخواست کی سخت مخالفت کی اس کے مخالفوں کا سرگروہ ل **ایمی لیس** پالیس تھا۔ یہ شخص قدیم نمونے کا رومی یعنی نیک کردار اور غریب تھا اور اس کی ایک بہن **سپی یو اعظم** سے بیاہی ہوئی تھی۔ **مین لیس** کی تمام اہم کارروائیوں پر حرف گیری ہوئی ایشیا کے جدید ملحقہ اضلاع میں اس نے جو دورہ کیا تھا اور **گلاتیول** سے جو جنگ کی تھی دونوں غیر ضروری خیال کیئے گئے اور چونکہ اس نے یہ جنگ بلا اجازت کی تھی اس لیئے اس کا یہ عمل لوٹ مار سے زیادہ وقعت

[1] لیوی ۳۹، ۴، ۵۔
[2] لیوی ۳۸، ۴۴، ۵۰۔

نہ رکھتا تھا۔ اُس پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا کہ روما واپس آنے میں اُسکی بدانتظامی سے روما کی فوج اور اُسکے مفاد معرض خطر میں پڑ گئے تھے بیان کیا گیا ہے کہ اگر مین لمبیس ان الزاموں کی تردید بھی کرتا تو اُس کی درخواست کا جواب نفی میں ہوتا جس سے اُس کی ذلت ہوتی مگر کارروائی کے التوا کی وجہ سے اُسکے حامیوں کو موقع مل گیا کہ سینیٹ کے ارکان کو سمجھائیں۔ جشن فتح سے انکار کرنے کی نظیریں بھی شاذ و نادر تھیں اور گلاتی جنگ کوئی معمولی لڑائی نہ تھی۔ اس لیے جب شمار آرا کا وقت آیا تو سینیٹ کی تعداد غالب نے اُس کی درخواست کو منظور کر لیا۔[1]

(۲۹۴) ان دونوں معاملوں سے زیادہ اہم وہ تحریک تھی جو بالآخر برادران سپی پیو پر مقدمے کے قائم ہونے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ کیٹو کا ذکر تو ہم پھر کریں گے جس نے فل ویس کے خلاف میں تقریر کی تھی اور مین لبیس کے مخالفوں میں بھی غالباً شریک تھا۔ بلبیس کا مخالف تو وہ دوسری جنگ قرطاجنی سے تھا اور اب اُس نے انتہائی جوش و خروش کے ساتھ حملہ کیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس معاملے سے متعلق جتنی روایتیں ہیں معمول سے زیادہ ناقابل وثوق ہیں کیونکہ وہ بے پروا اور جانبدار وقائع نگاروں کی تحریروں پر مبنی ہیں۔ بعض تفصیلی واقعات ایک دوسرے سے متناقض ہیں اور سلسلۂ واقعات کی صحت بھی تیقن کیساتھ نہیں ہو سکتی۔ واضح رہے کہ سپی پیو افریکانس روما کا ممتاز ترین شہری تھا اور اس کا اُسے خود بھی احساس تھا۔ بعض اوقات اس کا اظہار بھی وہ کرتا تھا جو دوسرے امیروں کو سخت ناگوار ہوتا تھا جو آپس میں مساوات کا برتاؤ چاہتے تھے۔ اس لیے گو متعدد سنسروں نے اُس کا نام سینیٹ کے اراکین کی فہرست میں سرورق پر رکھا تھا مگر سینیٹ ہی میں اس پر حملہ ہو سکتا تھا اور لوگ اُس کی مخالفت پر آمادہ ہو سکتے تھے۔ حصول تفوق کی وجہ سے معمولی شہریوں کو اُس سے کوئی عناد نہ تھا اسلئے ضروری تھا کہ جو الزام اُس پر لگایا جائے سنگین ہو۔ اور لوگ اُسے باور کر سکیں۔

برادران سپی پیو پر حملہ

[1] لیوی ۳۸۔۴۴۔۵۰۔۶۰۔ وی سینن لیورن۔

انٹیوکس سے جس طریقے پر اُس نے صلح کی تھی، اُس پر حرف زنی کرنے کا اُس کے دشمنوں کو موقع مل گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سینیٹ میں یہ تحریک پیش ہوئی کہ ایک کمیشن مقرر کیا جائے اور اُسے حکم دیا جائے کہ جو روپیہ بطور مال غنیمت انٹیوکس سے ملا تھا اُس کے مصرف کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ مجلس عامّہ میں بھی اسی مضمون کا ایک مسودہ پیش ہوا۔ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ لیوسیس سپی یو نے جو حساب کی بہیاں پیش کیں انھیں اُسکے بھائی پبلیس نے سینیٹ کے اجلاس ہی میں پھاڑ دیا۔ یہ کارروائی جب مجلس عامّہ میں ہوتی تھی تو کسی موقع پر پبلیس نے ٹری بیونوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا مگر معلوم نہیں کب۔ بیان کیا گیا ہے کہ لیوسیس اور پبلیس پر علیحدہ علیحدہ مقدمہ چلایا گیا مگر نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ الزام کیا تھے اور نہ یہ کہ الزام دہندگان کون تھے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر یا تو عامۂ قوم نے یا کسی خاص تحقیقات کرنے والی عدالت نے اُس پر ایک زبردست جرمانہ کیا۔ مگر قبل اس کے کہ عامۂ قوم کی طرف سے فیصلہ ہو جس میں بہت دیر لگتی تھی، پبلیس روما سے چلا گیا۔ ٹائی بے ریس سیم پرونیس گراکس ایک ٹری بیون تھا جس نے لیوسیس کو گرفتاری سے بچایا تھا گو وہ خاندان سپی یو کا مخالف تھا۔ اس نے اب اپنے حق امتناع سے کام لے کر کارروائی کو روک دیا۔ افریکانس اعظم بلند خیال اور بے صبر تھا، اور جمہوری سیاسیات کی جدوجہد میں ذکی الحس ہونے کی وجہ سے حصہ نہ لے سکتا تھا۔ اس لیئے وہ مایوس ہو کر روما سے چلا گیا اور اپنی بقیہ زندگی کیم پے نیا کے پہاڑوں میں اپنے ایک محل میں گوشہ نشینی میں بسر کی۔ اُس نے اپنی چھوٹی بیٹی کی شادی گراکس سے کردی جس کے دو بیٹے عہد آیندہ کے مشہور مصلح ہوئے۔ برادران سپی یو کے معاملے کے متعلق ہم کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے۔ ان سے کوئی بدمعاملگی ضرور سرزد ہوئی۔ پبلیس پر یہ شبہ تھا کہ اپنے بیٹے کو رہا کرانے کے لیئے انٹیوکس کا رہین منت ہو گیا تھا۔ لیوسیس اور اُس کے روپیے کے بارے میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روما میں کوئی ایسا طریقہ نہیں تھا جس کی رو سے کسی سپہ سالار کے حسابات کی تنقیح ہو سکتی جب وہ جنگ سے واپس آتا اور نہ کوئی ایسا آزاد عہدہ دار تھا

جس کے سپرد فوجی مہموں کے حسابات ہوتے۔ کویسٹر تو سپہ سالار کا ماتحت تھا۔ خود کیٹو اپنے عہدہ دار کی کارروائیوں کو روک نہ سکا جبکہ وہ کویسٹری پر فائز تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رومی سپہ سالار بعض حرص و ہوا میں آجاتے ہوں گے۔

روما جن لڑائیوں میں ۱۹۵ سے ۱۸۰ ق م تک یونان اور ممالک مشرق میں مصروف تھا اور ان لڑائیوں سے جو معاملات زیر تصفیہ ہو گئے ہم سب بیان کر چکے ہیں اور روما کے فریقوں کے درمیان جو نزاعیں تھیں ان کا بھی ذکر کر چکے ہیں۔ ان واقعات سے جو روشنی یونانی اور مشرقی سلطنتوں کے حالات پر پڑتی ہے قابل لحاظ ہے۔ سلطنت روما کے حالات پر بھی اس کا بہت کچھ اثر تھا اور اس کا ذکر ہم متعاقب کریں گے۔

باب سی ویکم

مقدونیہ کی سلطنت کا زوال اور سنہ ۱۶۷ کا تصفیہ

سنہ ۱۸۷ تا سنہ ۱۶۷ ق م [1]

(۴۹۳) **یونان اور ایشیائے کوچک کی لڑائیوں کے بعد روما** نے اُن کے معاملات کا جو تصفیہ کیا اُس میں اُس نے اپنے خاص مفاد کو مدنظر رکھا۔ جن حلیفوں کی خدمات کی اُسے آیندہ ضرورت تھی اُن کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئیں مگر جن کا احسان اُس کے سر پر تھا اُن کا اُس نے زیادہ خیال نہ کیا۔ روما فلپ شاہ مقدونیہ کا بہت کچھ مرہون منت تھا مگر فتح حاصل کرنے کے بعد اُس کے ساتھ سخت بے اعتنائی کی گئی۔ روما کا نصب العین ہمیشہ یہ تھا کہ توازن قوت قائم رہے اور فلپ کی قوت کا بڑھنا اس اصول کے منافی تھا۔ برخلاف اس کے یومی نیس کی قوت کے بڑھنے میں کوئی نقصان نہ تھا کیونکہ اپنی سلطنت کے جغرافی موقع کی وجہ سے وہ ہمیشہ رومیوں کی امداد کا محتاج تھا۔ سلطنت مقدونیہ کا فریضہ تھا کہ شمالی وحشیوں کے حملوں کو روکے اور اس کام کے لیے اُس کی قوت کافی تھی۔ حالیہ جنگ میں فلپ نے اپنی سلطنت کی قوت کا کافی ثبوت دیا تھا۔ اُس نے یونان کی معرکہ آرائی میں شرکت کی تھی اور سی پیو کی فوج کو اپنی سلطنت میں سے صحیح و سلامت گزر جانے کا انتظام کیا تھا جس سے ظاہر تھا کہ اُس کی سلطنت بالکل اُس کے قابو میں ہے۔ اپنی سلطنت کی حدود میں

[1] ہمارے اصل ماخذ پالی بیس (۲۲-۳۰) اور لیوی (۲۹-۴۵) ہیں۔ پلوٹارک (ایمی لیس پالس اور کیٹو خرد) اور ڈائیوڈورس (۲۹-۳۱) اور اپے ہیں (مقدونیہ والیریا) سے بھی کچھ مدد ملتی ہے۔ اہم واقعات کے متعلق ہم نے حوالے درج کر دیے ہیں۔

وہ حاکم مطلق تھا اور شکست یابی سے اس کی رعایا کی وفاداری میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ فطرۃً بھی فلپ جمہوریہ روما کا بندۂ حکم نہ ہوسکتا تھا اور پھر اس کے علاوہ اسکے خاندان کی جمہوری روایات اس کے دل سے محو نہ ہوئی ہوں گی۔ اس لیئے سینیٹ اور اُس کے کارپردازوں کا رجحان زیادہ تر یہ ہوگا کہ اس کے مقبوضات میں اضافہ کرنے کے بجائے ان میں کمی کریں۔ فلپ کو روما کی سیادت شاق تھی اور روما نے اس کے ساتھ سرد مہری اور بے اعتنائی کا برتاؤ کیا تھا اس لیئے وہ انتقام کے ذرائع کی تلاش میں تھا۔

روما اور فلپ

(۱۴۹) مرورِ زمانہ کے ساتھ فلپ کو ایک نئی فوج تیار کرنے کا موقع ملنے والا تھا کیونکہ اس کی رعایا کے بچے اب جوان ہو رہے تھے۔ سپاہیوں کی تعداد کے بڑھانے کے لیے اس نے تھریسیوں کو غیر آباد زمینوں پر آباد کرایا اور معدنیات کو ترقی دے کر اور محاصل سے اُس نے جنگ کے لیے رقوم کثیر جمع کرلیں۔ لیکن اُس کے دشمن اُس کی تاک میں لگے ہوئے تھے اور اس کی تمام کارروائیوں کی خبریں روما پہنچتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ سینیٹ اسے شبہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے، پھر کیا تھا شکایتوں کی بھرمار ہوگئی۔ انٹیوکس کی جنگ کے زمانے میں فلپ کو اجازت دیگئی تھی کہ میگنیشیا (بشمول ڈیمیٹریاس) اتھامانیا اور پرہیبیا اور تھسلی کے بعض مقامات پر قبضہ کرلے۔ تھریس کے بعض شہروں پر بھی اُس نے قبضہ کرلیا تھا۔ اُسے امید تھی کہ یہ مقامات اُس کے قبضے میں رہیں گے مگر ان مقامات کے باشندوں نے روما میں اس کے خلاف شکایتوں کا طومار باندھ دیا اور یومی نیس نے جو صورتِ حال سے واقف تھا ان لوگوں کی تائید کی۔ روما سے ایک کمیشن مقدونیہ بھیجا گیا تاکہ بعد تحقیقات ان معاملات کا تصفیہ کرے۔ روما اس طور پر انصاف اور آزادی قائم رکھنے کیلیے حکم بن گیا۔ کمشنروں نے مختلف لطائف الحیل سے فلپ کو اپنی جدید فتوحات میں سے اکثر سے محروم کردیا۔ فلپ اس سے سخت ناراض ہوا۔ تھریس کے شہروں کا معاملہ سب سے اہم تھا۔ اُس نے اے نس اور مارونیا پر قبضہ کرلیا تھا یومی نیس کا یہ دعوےٰ تھا کہ اگر ان شہروں کی آزادی برقرار نہ رہے تو ان کو

اس کے تحت میں ہونا چاہیئے۔ یہ شہر انٹیوکس کے یورپی مقبوضات میں شامل تھے اور شہر الکلاصلح کے مطابق اس کا دعوے درست تھا۔ فلپ نے بہت کچھ شور مچایا مگر اُس کی آہ و زاری کا کوئی اثر نہ ہوا اور واقعہ بھی یہ ہے کہ دونوں کے دعوے ایک حد تک درست تھے کمشنروں نے جو فیصلہ کیا مذبذب تھا کیونکہ ان شہروں کی سیادت دونوں بادشاہوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئی لیکن فلپ کو حکم دیا گیا کہ سینیٹ سے تصفیہ ہونے سے قبل اپنی محافظ فوجیں ان شہروں سے اُٹھا لے۔ اس حکم سے صاف ظاہر تھا کہ فلپ ان سے محروم کر دیا گیا۔ تحقیقات کے دوران میں اس کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا تھا کہ میرے اقبال کا آفتاب ابھی غروب نہیں ہوا ہے کمشنروں نے اُس کے قول کو ٹانک لیا اور اس کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑا۔ اب وہ بالکل مغلوب الغضب ہو گیا تھا اور فرط غضب میں اُس سے ایک نہایت وحشیانہ حرکت سرزد ہوئی۔ ۱۸۵-۱۸۴ ق م کے موسم سرما میں کچھ اور سفارتیں روما پہنچیں اور فلپ کو معلوم ہو گیا کہ تھریس کے شہروں پر قبضہ قائم رکھنے کی رہی سہی امید بھی جاتی رہی۔ اس نے اس کا بدلا ماروینیا کے نامراد باشندوں سے لیا جنمیں سے اکثر کو اسکے وحشی سپاہیوں کی ایک جماعت نے بیرحمی سے قتل کر دیا۔ روما سے ایک نیا کمیشن آرہا تھا، اسلیے فلپ نے کوشش کی کہ یہ واقعہ ان سے مخفی رہے لیکن کمیشن کو اسکا علم ہو گیا اُس سے جواب طلب کیا گیا اُسکے عذروں کو کمیشن نے لغو قرار دیکر اس معاملے کو سینیٹ میں پیش کر دیا اور خاطیوں کو حکم دیا کہ روما چلے جائیں۔ ماروینیا کی فوج کا افسر کاسانڈر تھا اور وہ فلپ کے جرم کو ثابت کر سکتا تھا مگر اثنائے راہ میں مر گیا۔ پالی بیس کا خیال ہے کہ اُسے زہر دیا گیا۔ مگر شہادت کو دبانا محض فضول تھا کیونکہ کمشنروں کو یقین کامل تھا کہ فلپ ہی اس قتل عام کا بانی تھا اور فساد کرانے کی فکر میں تھا۔ مگر ابھی تک وہ علانیہ جنگ چھیڑنے کے لیئے تیار نہ تھا اس لیئے اُس نے اپنے بیٹے ڈی میٹ ریس کو روما بھیجا۔ یہ نوجوان شہزادہ اس سے قبل بھی بطور کفیل روما میں رہ چکا تھا اور وہاں کے اکثر امرا سے اُس نے یارانہ پیدا کر لیا تھا۔ اس لیئے اگر فلپ کے جرائم کی بخشایش کرا سکتا تھا تو یہی نوجوان تھا۔ مگر فلپ کبھی چین سے بیٹھ نہ سکتا تھا۔ اہل بائی زین ٹیم کی امداد کے بہانے سے اُس نے بعض تھریسی قبیلوں پر حملہ کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان قبیلوں میں اُس نے اثر پیدا کر لیا اور شمالی وحشیوں کو اطالیہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ اسی اثنا میں

اُس نے پروسیاس شاہ بتھی نیا کو کمک بھیجی جو یومی نیس سے برسرجنگ تھا۔ ہینی بال اس وقت اسی بادشاہ کی سلک ملازمت میں تھا؛

روما بطور حَکَم

(۴۹۵) رومی سفارتی کارروائیاں یونان میں صرف مقدونیہ ہی میں نہیں جاری تھیں جہاں کمیشنوں کے بار بار آنے سے صورت حال بجائے اصلاح پذیر ہونے کے بگڑتی جاتی تھی، بلکہ اُس کا طرزِ عمل آکائی اتحاد کے ساتھ بھی قریب قریب یہی تھا۔ اس جماعت نے سعی بلیغ کی کہ روما کسی بات میں ناراض نہ ہونے پائے مگر اس کے ارکان نے ابھی تک یہ نہ سمجھا تھا کہ "آزادی" کے معنی صرف یہی ہیں کہ روما کے بغیر منشا کوئی کام نہ کریں۔ ۵۸۲ھ میں اس اتحاد کے پاس پرگامم، سکندریہ اور انطاکیہ سے سفارتیں آئیں۔ بطلیموس اور سلوقس چہارم (جو حال ہی میں اپنے باپ انطیوکس سوم کا جانشین ہوا تھا) سے رشتۂ ارتباط کی تجدید کی گئی۔ سلوقس نے چند جہاز بطور تحفہ دینے چاہے تھے مگر اُن کے لینے سے انکار کر دیا گیا۔ یومی نیس نے ایک بھاری رقم بطور تحفہ اس تحریک کے ساتھ پیش کی کہ اُس کے سود سے مجلس اتحاد کے ارکان کے اخراجات سفر ادا کیے جائیں مگر یہ ہدیہ سخت نکتہ چینی کے ساتھ مسترد کر دیا گیا کیونکہ اس کا قبول کرنا دستور مملکت کے خلاف اور اتحاد کے لیے نازیبا تھا۔ اس کارروائی کی خبر روما ضرور پہنچی ہوگی مگر اتحاد مذکور سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی تھی جس سے روما کو شکایت پیدا ہوتی مگر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوگا کہ روما کی حکمت عملی کا اصل اصول یہ تھا کہ اس کے حلیف ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہیں اس لیے سینیٹ اس خبر کو سن کر خوش نہ ہوئی ہوگی۔ روما کے کسی حلیف کا مشرق کے بادشاہوں سے بحیثیت ایک خودسر دولت کے سفارتی تعلقات رکھنا اور اُسکے پاس قیمتی تحائف کا آنا گو وہ واپس کر دیے جائیں، یہ ایک ایسا فعل تھا جس سے روما کو رشک ضرور ہوا ہوگا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ یومی نیس اتحاد آکائی کے افراد کو اپنا بندۂ زر کیوں بنانا چاہتا تھا۔ یہ سوال اس وقت ضرور اُٹھا ہوگا اور چونکہ رومیوں کے نقطۂ نظر سے اس کا کوئی شافی جواب نہیں ہو سکتا تھا اس لیے شاہ پرگامم کے

[1] پالی بیس ۲۲، ۱۰-۱۲۔ فری مین حکومت اتحادی باب نہم۔

مقاصد کی طرف سے رومیوں کو جو بدگمانی ہوئی اس واقعے کو اس کا ہم پیش خیمہ قرار دے سکتے ہیں اور **پومی نیس** اپنی شرکت کے لحاظ سے اس امر کا ضرور خواستگار ہوگا کہ اپنے روپے کے معاوضے میں دوسروں کی خدمات حاصل کرے۔ **اتحاد آکائی** کا انکار بھی اُسے شاق گزرا ہوگا اور اتحاد مذکور کے اس فعل سے وہ اُس کے دشمنوں میں شامل ہوگیا ہوگا۔ سینیٹ کو **پومی نیس** کی طرف سے شبہہ ضرور ہوا ہوگا مگر صورت حال کے لحاظ سے اتحاد مذکور کے خلاف میں اس کی شکایتوں کی شنوائی ضرور ہوئی ہوگی۔ **پالی بیس** کے باقی ماندہ اوراق میں کوئی امر ایسا مندرج نہیں ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکیں کہ واقعات مابعد کا اس واقعے سے کوئی تعلق تھا اس کے علاوہ **لیوی** نے اس کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ سینیٹ نے اس واقعے کا لحاظ نہ کیا ہوگا۔ **یونان** کے معاملات کی طرف سینیٹ ہمہ تن متوجہ تھی اور اس کا طرز عمل بالکل بد اندیشی پر محمول تھا یعنی **یونان** پر قابو رکھنے کے لیئے وہ اپنے یونانی حلیفوں میں باہم اختلاف پیدا کرا رہا تھا؟

اتحاد آکائی کے مصائب

(۶۹۴) **اتحاد آکائی** کی اندرونی مشکلات کا تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ اصل دقت یہ تھی کہ بعض ارکان اس اتحاد میں بادل ناخواستہ شامل ہوئے تھے، خصوصاً اسپارٹا کی حالت ہمیشہ بے اطمینانی کی رہتی تھی۔ جب کوئی جماعت تفوق حاصل کرتی تو مغلوب جماعت کے سرغنے جلا وطن کردیے جاتے اور اتحادی حکومت کسی فریسانہ کارروائی سے اس سلطنت کی فلاح و بہبودی کو بحال نہ کرسکتے تھے اسکے علاوہ اتحادی حکومت جب دخل دیتی تو اُس کی کارروائی انصاف و مصلحت پر مبنی نہ ہوتی۔ لوگوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ اتحاد کے خلاف میں اگر روما میں شکایت ہو تو اسکی شنوائی ضرور ہوگی۔ روما کے کمشنروں کے ورود سے اور زیادہ خرابی پیدا ہوتی کیونکہ ان سے اتحاد کو تقویت اسی صورت میں پہنچتی جب کہ ان کا تصفیہ قطعی ہوتا۔ اسپارٹا کو علیحدہ ہونے کی اجازت نہ دی گئی مگر اتحاد کے حکام کو مرکزی حکومت کی قوت سے کام لینے میں بھی مزاحمت کی گئی۔ اصول کی تو ضرور پابندی کی گئی اور اتحاد کی آزادی کو برائے نام تسلیم کیا گیا مگر اتحادی دستور میں مقامی آزادی اور اتحاد کی قوت کا توازن ضروری ہے جس سے رومی ناآشنا تھے۔ اس کے علاوہ آکائی دستور کا برقرار رکھنا بھی روما کے

مفاد کے خلاف تھا۔ ایک کمشنر نے اتحاد کے حکام سے درخواست کی کہ اتحاد کا ایک عام جلسہ[1] کریں ایسے حالات میں جو کہ دستور سے ممنوع تھا۔ حکام مذکور نے جب اخلاقاً انکار کیا تو رومیوں نے انھیں لعنت ملامت کی۔ اکائیوں کو مشورہ دیا گیا کہ رومی سفیروں کی اسی طرح توقیر کریں جیسا کہ اُن کے سفیروں کی روما میں عزت کی جاتی تھی۔ یہ اعتراض بظاہر حق بجانب معلوم ہوتا ہے مگر مجلس اتحاد اور روما کی سینیٹ میں فرق تھا۔ سینیٹ کے ارکان روما میں مقیم تھے اور اُس کے اجلاس ہمیشہ ہوا کرتے تھے۔ سینیٹ کے ارکان تا حین حیات اپنے عہدوں پر قائم رہتے تھے اور مجلس عامہ کے اقتدارات زائل ہو رہے تھے کیونکہ اُن سے کام نہ لیا جاتا تھا۔ مگر اتحاد اکائی میں کوئی ایسی جماعت نہ تھی اُس کے حکام بحیثیت مجموعی ایک "حکومت" کی حیثیت رکھتے تھے مگر اُن کے عہدوں کی میعاد یک سالہ تھی اور قطعی اختیارات مجلس عامہ کو حاصل تھے۔ روما کے مشورے کا مطلب صرف یہی ہو سکتا تھا کہ بوقت ضرورت روما کے حسب مرضی اکائیوں کے دستوری قانون میں ترمیم کر دی جائے۔ بصورت موجودہ اکائی محبان وطن کی قوت ابھی باقی تھی اور روما کے کارپردازوں کے اشارے پر چلنے سے اُنھوں نے انکار کر دیا لیکن خود اس اتحاد میں اور یونان کی دوسری "آزاد" سلطنتوں میں ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جو بلا چون و چرا روما کے احکام کی پابندی کرنے پر آمادہ تھی۔ یہ جماعت روز بروز قوت پکڑتی جاتی تھی اور اُس کے سرغنے بعض دنی الطبع اشخاص تھے جنھیں صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال تھا۔ لائی کورٹاس (پالی بیس کا باپ) فیلوپومین کے بجائے محب وطن جماعت کا سرغنہ ہوا مگر اُس نے بہت بُرا زمانہ پایا۔ ۱۸۳ء میں فیلوپومین نے انتقال کیا جو مسین اتحاد سے علٰحدہ ہو گیا اور جب ان باغیوں سے جنگ ہوئی تو پیرانہ سال سپہ سالار کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ علٰحدگی اختیار کرنیوالوں کے سرغنوں نے اُسے زہر دے دیا کیونکہ اُنھیں اندیشہ تھا کہ عامۂ قوم پھر اس بوڑھے کے ساتھ ہو جائے گی جس کی ہر شخص وقعت کرتا تھا۔ زوال پذیر یونان میں دشمنوں سے عہدہ برآ ہونے کا بھی یہی خوشگوار طریقہ رائج تھا۔

[1] دیکھو فریمین کا قول، حکومت اتحادی باب نہم ۲۷۹۔

ہنیبی بال کی موت

(۴۹۷) مقدونیہ کی طرف پھر متوجہ ہونے سے قبل ہم دوسرے ممالک میں روما کی سفارتی کارروائیوں پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔ کریٹ میں اُن کی مداخلت کا ذکر ایک نوشتے میں اتفاقاً محفوظ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک متنازع فیہ ضلع کی ملکیت کا تصفیہ کر کے ایک رومی کمیشن نے اس جزیرے میں مقامی لڑائیوں کو ختم کر دیا جس کا سلسلہ ہمیشہ چلا جاتا تھا۔ مگر پالی بیس[1] کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اپنے فرائض منصوبہ سے تجاوز کیا اور کریٹ کے شہروں کے باہمی تعلقات کی تنظیم میں بھی دخل دیا۔ ان کا طرز عمل وہی تھا جو انھوں نے یونان کے متعلق اختیار کیا تھا یعنی مرکزی حکومت کو انھوں نے شہروں کو کسی بات پر مجبور کرنے سے منع کر دیا جس سے اہل کریٹ میں باہمی اتحاد اور بھی ناممکن ہو گیا۔ ۱۸۳ ق م میں فلامی نیس کی سرکردگی میں ایک سفارت پروسیاس شاہ بیتھی نیا کے پاس گئی تاکہ یومی نیس پر جنگ کرنے اور ہنیبی بال کو پناہ دینے کے متعلق اس سے باز پرس کرے۔ دنی الطبع پروسیاس نے فلامی نیس کے بدرقے کے سپاہیوں کو اجازت دے دی کہ اس پیرانہ سال سورما کو اس کے قلعے میں گھیر لیں۔ ہنیبی بال نے جب دیکھا کہ مفر کی کوئی صورت نہیں تو اس نے زہر کھا کر اپنا کام تمام کر لیا۔ پلوٹارک کا بیان ہے کہ فلامی نیس کی اس خون خواری کو سینیٹ کے اکثر ارکان نے ناپسند کیا ہے اور اُسے یاد دلایا گیا کہ سپی پیو نے اپنے مغلوب دشمن (ہنیبی بال) کے ساتھ کس شرافت کا سلوک کیا تھا۔ مگر بعض لوگوں نے اس کے اس فعل کو جائز قرار دیا کیونکہ ضروریات وقت پر مبنی تھا[2]۔ غالباً اسی سال سپی پیو افریکانس نے بھی انتقال کیا۔

ڈی میٹ ریس اور فلپ

(۴۹۸) ۱۸۳ ق م میں متعدد سفارتیں روما میں آئیں اور ان میں سے اکثر فلپ کی شکایت کرنے کی غرض سے آئی تھیں۔ ڈی میٹ ریس وہاں اپنے باپ کی طرف سے جواب دہی کرنے کے لیے موجود تھا۔ مگر یہ کام اس نوجوان کے بوتے سے باہر تھا اور فلپ نے اپنی صفائی میں جو تحریر بھیجی تھی وہ نہ تو سینیٹ کو

---

۱ پالی بیس ۲۲، ۱۹۔
۲ لیوی ۲۹، ۵۲ پر وائسین بورن کا حاشیہ۔

پسند آئی نہ اُس سے مجلس مذکور کی تشفی ہوئی۔ مگر ڈمی میٹ رئیس کیساتھ وہ اعزاز سے پیش آئے اور امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ اس اعلان کے ساتھ ملتوی کردیا کہ ایک دوسرا کمیشن بھیجا جائیگا تاکہ اس امر کا اطمینان ہوجائے کہ سابقہ احکام کی پابندی ہورہی ہے۔ اصل مقصود یہ تھا کہ فلپ کو موقع مل جائے کہ جن احکام کی تعمیل اُس نے اب تک نہ کی تھی اُن کی تعمیل کردے مگر سینیٹ نے اپنی آزادی عمل کو برقرار رکھا اور اُن کی اس مصالحت پسندی میں بھی ایک گہری چال تھی۔ اپنے جواب میں سینیٹ نے لکھا تھا کہ انھوں نے نرمی کا برتاؤ ڈمی میٹ رئیس کے لحاظ سے کیا تھا جس کی وہ عزت افزائی کرنا چاہتے تھے۔ روما کے امیروں نے اس نوجوان کی کچھ ایسی آؤ بھگت کی کہ اُس کا سر پھر گیا اگر اپنے باپ کے ساتھ اُس کا برتاؤ اب بھی وفا شعاری کا تھا۔ پالی بئیس[۱] کا بیان ہے کہ جو لوگ اُس کی قدر و منزلت کر رہے تھے ان میں سے بعض بالقصد اس فکر میں تھے کہ باپ بیٹے میں شکر رنجی ہوجائے اور ان سازش کرنے والوں میں کوِنگ ٹیس فلامی نیس بھی تھا۔ روما کی ان کارروائیوں کی خبریں پیلا (مقدونیہ کا دارالسلطنت) میں پہنچتی رہتی تھیں اور بدمزاج فلپ کے لئے جو قبل از وقت بوڑھا ہوگیا تھا ذرا سے اشتعال کی ضرورت تھی اور اُس کے شہ دینے کے لئے ایک شخص موجود تھا۔ اس کے دو تسلیم کردہ بیٹوں میں ڈمی میٹ رئیس چھوٹا تھا مگر بلاشبہہ ایک منکوحہ کے بطن سے تھا۔ بڑا بیٹا پرسیس ایک داشتہ کے بطن سے تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ کی اولاد نہیں ہے۔ اخلاقی اصول کا پاس نہ کرنے اور اولوالعزمی میں وہ اپنے نام نہاد باپ کے مشابہ تھا مگر اس میں چند خواص ایسے تھے مثلاً کم ہمتی، حرص، کمینہ پن جس سے مقدونیہ کا شاہی خاندان بالکل بری تھا۔ فلپ ڈمی میٹ رئیس کو زیادہ عزیز رکھتا تھا اور رعایا میں بھی وہ زیادہ ہردل عزیز تھا لیکن پرسیس نے بادشاہ ہونے کی ٹھان لی تھی اور اب اپنے اس منصوبے کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف

---

[۱] پالی بئیس ۲۳/۷-

ہو گیا یہ صورت حال سے ظاہر تھا کہ جب مقدونیہ کا تخت خالی ہو تو رومی ڈی میٹ ریس کی تائید کریں گے اس لئے پرسیس نے اپنے آپ کو محب وطن مقدونیوں کا حامی ظاہر کیا۔ پرسیس ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد کو ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا مگر دربار میں بہت سے ایسے اشخاص تھے جو رومی اثر کے بڑھنے سے اپنے آپ کو معرض خطر میں خیال کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُسے بہت سے اشخاص مل گئے جو اُس کے لیے جاسوسی کرتے تھے اور جو اس کی تخت نشینی پر انعام کے متمنی تھے فلپ اس اثنا میں روما سے جنگ کرنے کی فکر میں تھا۔ تھریس میں ایک مہم بھیج کر اُس نے اپنی سپاہ کی کارکردگی کا امتحان کر لیا۔ اس کے بعد اُس نے ساحلی شہروں کے باشندوں کو اندرون ملک کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور ان شہروں میں تھریسیوں اور دوسرے وحشیوں کو آباد کرنا شروع کیا جنھیں روما سے کوئی رغبت نہ تھی۔ اس سے عام ناراضی پھیل گئی مگر اب اُس نے اپنے مظلوموں کا شکار کرنا اور اُن کے بچوں کو قتل کرنا شروع کیا جس سے بظاہر اُس کا یہی مقصد ہو سکتا تھا کہ لوگوں کو اُس سے اور زیادہ نفرت ہو جائے۔ اُس کی حالت اُس شیر کی تھی جسے خون کا چسکا لگ گیا ہو، انتقام سے وہ ڈرتا تھا اور کسی پر اُسے اعتماد نہ تھا۔ اسی اثنا میں ڈی میٹ ریس روما سے واپس آیا اور مقدونیہ کے دربار کی دردناک داستان کا آغاز ہوا۔

پرسیس کی بدمعاشی (۹۹ م) ڈی میٹ ریس ابھی کمسن تھا اس لئے تعجب نہیں کہ روما میں جو اُس کی آؤ بھگت ہوئی تھی اُس پر فخر کرے۔ ممکن ہے کہ اس کے دل میں رومیوں کی رفعت جاگزیں ہو گئی ہو کیونکہ روما کے اکابر سے اُس کی پر لطف صحبتیں رہ چکی تھیں۔ برخلاف اس کے پیلا میں کوئی لطف نہ تھا۔ فلپ ایک بدمزاج اور پیرانہ سال حاکم مطلق العنان تھا اور اُس کے ارد گرد جو متوسلین تھے ان میں سے ہر ایک اپنی خیر مناتا تھا اور اپنے مفاد کی فکر میں تھا۔ فلپ کی بے رحمیوں نے عوام کو اُس سے متنفر کر دیا تھا مگر اُن کی وفاشعاری میں کوئی کمی نہ ہوئی تھی کیونکہ زمانہ قدیم سے سوائے حکومت شاہی کے وہ کسی دوسرے طرز حکومت سے واقف نہ تھے۔ ڈی میٹ ریس کی شخصیت ایسی تھی کہ لوگ اُس کی طرف مائل ہوتے تھے۔

اور رعایا نے مختلف طریقوں سے ظاہر کر دیا کہ وہ اُسے پسند کرتے ہیں کیونکہ انھیں امید تھی کہ اگر ڈمی میٹ ریس تخت کا وارث ہوا تو اُن کے اچھے دن پھر آئیں گے اور مقدونیہ کا وقار پھر قائم ہو جائیگا۔ مگر اپنی پسندیدگی کے علانیہ اظہار سے انھوں نے اپنے منظور نظر کو نادانستہ نقصان پہنچایا۔ ڈمی میٹ ریس ایک طرف تو رعایا میں ہر دل عزیز تھا اور دوسری طرف روما کے اکابر سے اُس کے گہرے تعلقات تھے، اس لیے پرسیس نے محسوس کر لیا کہ اُسے کامیابی ایسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ڈمی میٹ ریس کا کام تمام کرادے فلپ کو سمجھا کر ڈرا دینا ممکن تھا کہ ڈمی میٹ ریس تخت و تاج کا خواہشمند ہے۔ مگر فلپ پرسیس پر ڈمی میٹ ریس کو ترجیح دیتا تھا، اسلیے پرسیس کا مقصد بغیر گہری اور طولانی سازش کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ دونوں شہزادوں کی باہمی رقابت مشہور عام تھی اور دونوں میں اکثر علانیہ رنجش ہو جایا کرتی تھی جس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا تھا کہ فلپ کا غصہ اور بڑھ جاتا تھا۔ پرسیس کے جاسوس ڈمی میٹ ریس کے مصاحبوں میں بھی تھے ہر لفظ جو اُس کی زبان سے بے ساختہ نکلتا اس کی مخبری ہوتی، اُس کے ہر فعل کو بدی پر محمول کیا جاتا۔ اس ناسمجھ نوجوان کے لیے جال بچھائے جاتے تاکہ وہ مشکلوں میں پھنسا رہے۔ بالآخر فلپ کو آمادہ کیا گیا کہ چند سفیر روما بھیجے جائیں جو بعض الزامات کی تحقیقات کریں۔ امر دریافت طلب یہ تھا کہ مقدونیہ کی جانشینی کے متعلق فلامی نیس اور ڈمی میٹ ریس کے درمیان کیا گفت و شنید ہوئی تھی۔ حقیقت امر کو دریافت کرنے کے لیے دو اشخاص منتخب ہوئے جو دونوں شہزادوں میں سے کسی کے طرفدار نہ تھے مگر پرسیس نے ان دونوں کو بلا لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک جعلی تحریر لے آئے جو فلامی نیس کی بیان کی گئی اس خط کے الفاظ گول گول تھے مگر ان سے مترشح ہوتا تھا کہ ڈمی میٹ ریس اپنے باپ کی جان کے درپے ہے۔ ڈمی میٹ ریس یہ دیکھ کر کہ اُس کا باپ اُس سے ناراض ہے احتیاط سے کام لینے لگا تھا کہ ناراضی بڑھنے نہ پائے مگر پرسیس کی شیطانی چال نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ فلپ نے اسکے قتل کا حکم دے دیا اور پرسیس نے جو اس کے خون کا پیاسا تھا اُس حکم کی فوراً تعمیل کرا دی۔

فلپ کا انتقال

(۵۰۰) **فلپ** دو سال اور جیا مگر بیٹے کے خون ناحق نے اُسے چین نہ لینے دیا۔ **پرسیس** کو اب شوئی ہراس نہ تھا۔ سب لوگ جانتے تھے کہ وہی بادشاہ ہوگا اور اُسی کے احکام بجالاتے تھے۔ **فلپ** کا صرف ایک دوست رہ گیا تھا جس کا نام **اینٹی گونس** تھا۔ ۱۷۹ء میں اُس نے اس سازش کا افشا کیا جس کی وجہ سے بادشاہ نے اپنے بیٹے کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اسے اب معلوم ہوا کہ اُسنے اپنے بیٹے کو دھوکا کھاکر قتل کرایا تھا اس لیے اُس نے قصد کر لیا کہ حقیقی قاتل اپنی بدکرداری سے نفع نہ اٹھانے پائے۔ اس جوش میں اُس نے کوشش کی کہ **اینٹی گونس** کو اپنا جانشین بنانے کا انتظام کرے۔ مگر قبل اس کے کہ اُس کی یہ آرزو پوری ہو رنج وغم اور بے خواب راتوں نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ اُس کی موت کی اطلاع شاہی حکیم نے **پرسیس** کو فوراً کر دی اور اُس نے تاج شاہی بلا کسی مزاحمت کے اپنے سر پر رکھ لیا۔ **فلپ** سے غصہ ور وحشی کا جانشین ایک مفتری اور مکار بدمعاش ہوا۔[1]

پرسیس

(۵۰۱) **فلپ** کے جو منصوبے اُس کے انتقال سے مکمل نہ ہوئے ان میں اُس کا معاہدہ **باسٹارنے** کے ساتھ تھا۔ یہ ایک وحشی قوم کیلٹی یا ٹیوٹن نسل کی تھی جو شمال کی طرف سے ترک وطن کر رہی تھی۔ **فلپ** نے یہ انتظام کیا تھا کہ ان کو **تھریس** میں سے آزادی سے گزرنے دیا جائے تاکہ یہ **ڈارڈانی** پر حملہ آور ہوں جو ہمیشہ سے **مقدونیہ** کے دشمن تھے۔ مگر **فلپ** کے انتقال کی وجہ سے یہ انتظامات مکمل نہ ہونے پائے۔ جب یہ لوگ **تھریس** پہنچے تو ان میں اور **تھریسیوں** میں لڑائی ہو گئی اور پہاڑوں میں اُنھیں طوفان کے مصائب بھی بھگتنے پڑے۔ اس وجہ سے اُن کی جماعت دو ٹکڑیوں میں منقسم ہو گئی جن میں سے ایک **ڈینیوب** ندی کو پار کر کے اپنے وطن واپس چلی گئی

[1] **فارناکیس** شاہ **پونٹس** کی لڑائیوں (۱۸۳ تا ۱۷۹ء) کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے۔ اس جنگ میں **ایشیا** کی اکثر سلطنتیں شریک تھیں۔ **روما** نے اس میں ۱۷۹ء میں دخل دیا تاکہ ملک شام میں نقض امن نہ ہو اور صلح ہو جائے۔ صلح کی شرطیں **پالی بیس** (۲-۲۵) میں مذکور ہیں

اور دوسری ڈارڈانیا میں پہنچی اور فی الحال پھر کہیں اس کا ذکر نہیں آتا۔ پرسیس نے اپنی تخت نشینی کی اطلاع کرنے اور دوستی کی تجدید کے لیے ایک سفارت روما بھیجی اور اپنے حسن تدبیر سے مقدونیہ کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس اثنا میں اسنے اینٹی گونس کو قتل کرا دیا اور اپنی حفاظت و آرام کے ایسے دوسری تدبیریں بھی عمل میں لایا۔ اپنے باپ کی زبردست فوج اور معتدبہ خزانوں کا وہ وارث ہوا تھا اور اب اُسے اختیار تھا کہ اپنے باپ کے منصوبوں میں سے جسے چاہے عمل میں لائے۔ مگر گو اُس کے گزشتہ افعال کی وجہ سے روما اُس پر اعتماد نہ کر سکتا تھا اور جب تک کہ وہ اپنے آپ کو روما کے قابو سے آزاد نہ کرے اپنی اولوالعزمی سے کام نہ لے سکتا تھا۔ جنگ ناگزیر تھی اس لیے اُس نے اپنے باپ کی تدبیروں پر عمل کیا۔ اپنے دشمن یعنی روما کی کمزوریوں سے واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ روما کو شمالی وحشیوں کے حملے کا خوف ہمیشہ لگا رہتا ہے، روما کے یونانی حلیف اُس سے ناراض ہو رہے ہیں، روما کی فوج ہر سال بدل جاتی ہے اور اُس کے نظام فوجی کا اصل مقصد یہ ہے کہ کارداں سپاہی نہ پیدا ہوں۔ واقعات مابعد سے معلوم ہوگا کہ اُس کی نیت یہ تھی کہ رومی اپنی شمالی سرحد کی حفاظت کی طرف سے متردد ہو جائیں ان کے یونانی حلیفوں کو اغوا کرے اور اپنی فوج کے کیل کانٹے بالکل درست کرے۔ اس کی حرص بھی بلا کی تھی اور روپیہ خوب جمع کرتا جاتا تھا مگر اپنی موجودہ حیثیت کی دقتوں سے وہ غالباً اس قدر واقف نہ تھا۔ وحشیوں پر تکیہ کرنا عبث تھا اور وہ یہی ثابت ہوا۔ حلیف پیدا کرنے کے لیے اعتماد حاصل کرنا اور دل کھول کر روپیہ خرچ کرنا ضروری ہے۔ پرسیس دنی الطبع اور خسیس تھا اور اُس کے خصائل ایسے نہ تھے کہ لوگوں کو اس پر اعتماد ہوتا۔ وہ مقدونیہ کی قوم اور ملک دونوں کا حاکم اعلیٰ تھا اور مرکزی قوت سے جو نفع ہوتا ہے وہ اسے حاصل تھا۔ مگر دنیا میں صرف چند غیر معمولی قابلیت اور ہمت کے بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جنھوں نے وقت واحد میں میدان جنگ میں فوج کی کمان کی ہے اور اس کے ساتھ ہی نظام مملکت کی عنان اپنے ہاتھوں میں رکھی ہے اور اصولی معاملات میں اپنے عہدہ داروں کی رہنمائی کی ہے۔ پرسیس کی اہلیت صرف اس حد تک تھی کہ وہ جنگ کے ذرائع کو مہیا

کرسکتا تھا مگر اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ ان سے اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کام لے سکتا۔ تدابیر حربی میں اُسے خاص ملکہ تھا مگر اپنی ان معقول تدبیروں پر عمل نہ کرسکتا تھا کیونکہ اُس کی قوت فیصلہ متزلزل تھی۔ اس کی شکل پسندیدہ تھی اور اپنے عیاش اور غصہ ور باپ کے مقابلے میں اس کے عادات و اطوار سنجیدہ تھے اور ہر طور پر محتاط تھا جس کی وجہ سے عالم یونانی میں اس کی وقعت ہوگئی اور لوگوں کو اُس سے ہمدردی ہوگئی مگر اس کی علانیہ تائید کی کسی کو جرأت نہ ہوسکتی تھی۔

(۵ . ۲) ایک عرصے کے بعد سنہ ۱۷۵ء میں **باس ٹر**نے کا معاملہ پھر زیر بحث ہوگیا۔ ڈارڈانی کی ایک سفارت روما میں آئی اور اُس نے بیان کیا کہ حملہ آوروں کو ہم دفع نہیں کرسکتے۔ امداد کی بھی اُنھوں نے درخواست ضرور کی ہوگی معلوم نہیں ان کی اس شکایت پر کیا کارروائی ہوئی کیونکہ ہمارے ماخذ میں صرف متفرق حوالے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر کے پہنچنے پر **روما** سے ایک سفارت گئی اور ایک زبردست جنگ کے بعد باس ٹرنے اپنے شمالی نشیمن کو واپس گئے۔ متاخرین میں سے ایک مورخ[1] کا بیان ہے کہ جب انھوں نے **ڈینیوب** ندی کو عبور کرنے کی کوشش کی تو برف کے پگھلنے سے سب کے سب مر گئے۔ **پرسیس** نے صاف انکار کردیا کہ میں وحشیوں کے اس فعل و حرکت کا کسی طور سے ذمہ دار نہیں ہوں مگر واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی جنگ کے لیے تیار نہ تھا اس لیئے وہ اپنے اس فعل سے منکر ہوگیا۔ اس وقت وہ اپنے اندرونی انتظامات میں مشغول تھا۔ تخت سلطنت پر متمکن ہوکر اُسے خواہش ہوئی کہ چند ایسے اشخاص مل جائیں۔ جن کی قسمتیں اُس کے دامن دولت سے وابستہ ہوں۔ اس خیال سے اُس نے ایسے اشخاص کو واپس بلالیا جو مقدونیہ سے فرار ہوگئے تھے یا جلاوطن کردیے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے قرضخواہوں کے خوف سے بھاگے تھے، بعض مجرم تھے اور بعض اشخاص ایسے تھے جن کے سیاسی خیالات مشتبہ تھے۔ اس قسم کے اشخاص کی موجودگی **پرسیس** کیلیے

[1] **آروسیس** (چہارم ۲۰) یہ شخص پانچویں صدی عیسوی کا تھا۔ اس نے غالباً **لیوی** کا تتبع کیا ہے جس کی اہم دینیاتی کتاب کے صرف چند اوراق باقی ہیں۔

مفید تھی کیونکہ ان کے ذریعے سے ہر قسم کی خبریں اُسے مل سکتی تھیں۔ جب اُس نے رفتہ رفتہ اپنی قوت کو اپنے ملک میں جمالیا تو اُسے موقع ملا کہ خارجی معاملات میں دبنگ پن سے کام لے۔ اُس نے ایک تھریسی رئیس کو معزول کر دیا جس کا رجحان روما کی طرف تھا اور اس پاداش میں ایک الیری سردار اور بوائے شیا کے دوسر برآوردہ اشخاص کو قتل کرا دیا۔ اُس نے اپنی ایک بہن کی شادی پروسیاس شاہ بتھی نیا کے ساتھ کر دی جو یومی نیس اور روما کا دشمن تھا۔ اُس نے اپنی شادی سلوقس چہارم کی ایک بیٹی سے کی اس طور پر انطاکیہ کے دربار سے اس نے تعلق پیدا کر لیا۔ اس کے قبل اس نے مقدونیہ مشہور جنگوں سے اہل روڈز کو شہتیروں کا ایک بڑا ذخیرہ دیا تھا جس سے روڈز کے بیڑے کی قوت بہت بڑھ گئی۔ پرسیس کی درخواست پر روڈزیون نے اس کے وطن کو شام سے مقدونیہ تک صحت و سلامتی کے ساتھ پہنچانے کا بیڑا اُٹھایا اور اس کام کو انھوں نے شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا جیسا کہ ایک زبردست بحری قوت کو سزاوار تھا۔ انھیں اب تک یہ نہ معلوم ہوا تھا کہ روما کو اپنے دشمنوں کا اس قدر خوف نہ تھا جتنا کہ اُسے اپنے حلیفوں[۱] سے حسد تھا، ورنہ وہ اس زبردست بحری مظاہرے سے باز رہتے۔ روما کا طرزِ عمل حسبِ سابق تھا۔ روڈی ان ممالک کی تنظیم میں مصروف تھے جو ۱۸۹ء میں اُن کے تفویض ہوئے تھے۔ اہل لی سیا عرصے سے آزادی کے خوگر تھے اور ایک اتحاد میں متحد تھے۔ روڈز کے طریقۂ حکومت کا اجرا اُنھیں ناگوار گزرا کیونکہ مشرقی حکمرانوں کی برائے نام اور بغیر مسلسل سیادت سے وہ عملاً بالکل مختلف تھا۔ اس لیے وہ بغاوت پر مجبور ہوئے مگر روڈز کی فوجوں نے بغاوت کو فرو کر دیا۔ لیکن اس معاملے کا خاتمہ اس نوبت پر نہ ہوا۔ جنگ جب شروع ہوئی تو لی سیا سے ایک سفارت[۲] روما پہنچی اور جبر و تعدی کی فریاد کی جس سے

---

[۱] فی الحقیقت روڈز روما کا دوست تھا نہ کہ حلیف۔ اسی وجہ سے اُسے آزادیٔ عمل زیادہ حاصل تھی مگر یہ روما کو پسند نہ تھا۔ دیکھو فقرہ ۴۲۸۔

[۲] پالی بیس ۲۵، ۴-۶۔

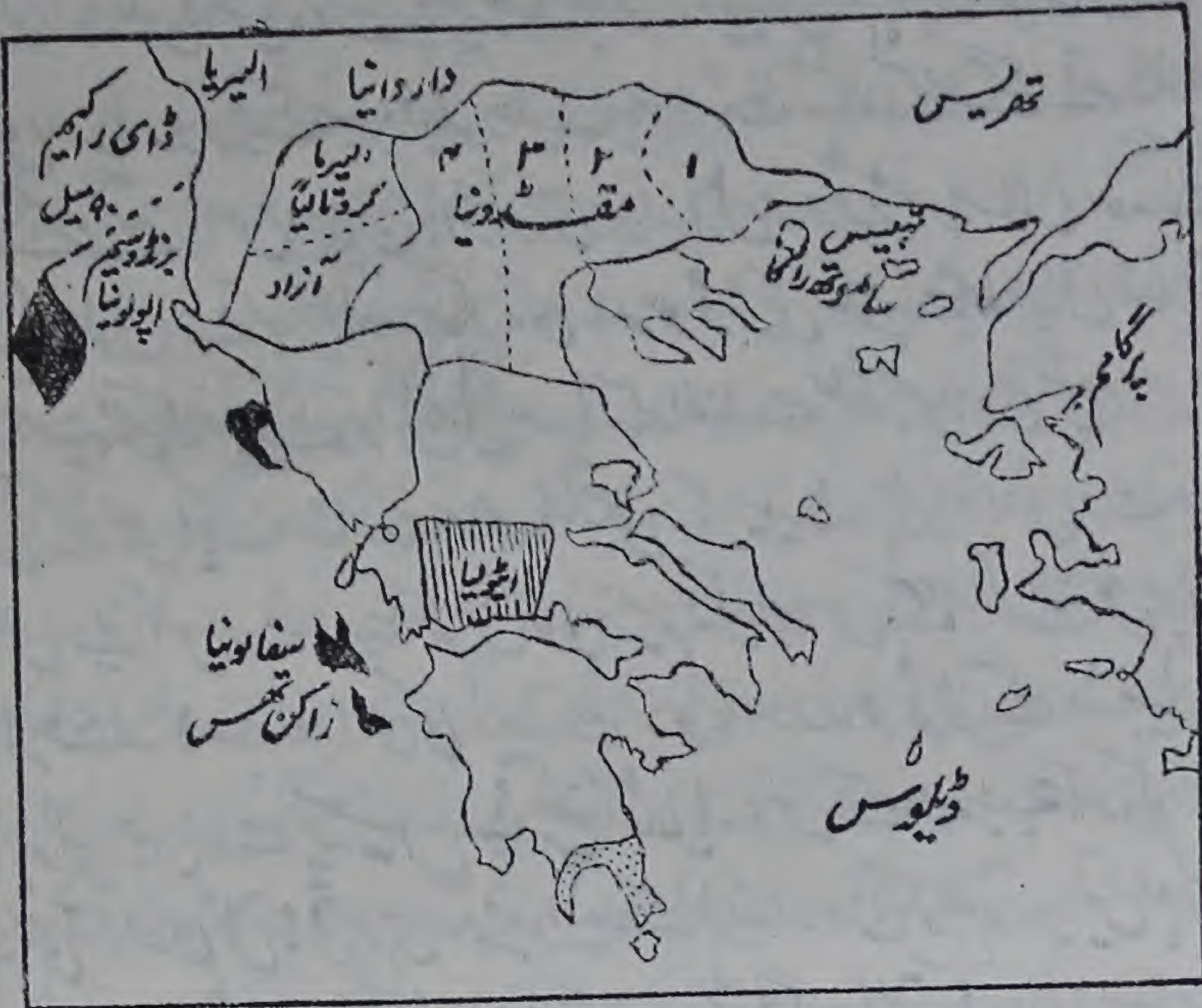
رومیوں کو دخل دہانی کا موقع مل گیا اور بہانہ یہ تھا کہ اس معاملے کا تعلق ۱۸۹ ق م کے کمیشن کے تصفیوں سے ہے۔ رومی سفیر سینیٹ کا فیصلہ سنانے کے لیے روڈز روانہ کیے گئے اور عین اُس وقت پہنچے جبکہ جنگ و جدال ختم ہو چکی تھی۔ اُن کا پیام یہ تھا کہ اہل لی سیا روڈز کے سپرد بطور حلیف یا دوست کے کیے گئے تھے نہ کہ بطور انعام دیے گئے تھے۔ اس اعلان کا اثر فوری ہوا۔ اہل روڈز ہراساں ہو گئے اور لی سیا والوں نے پھر بغاوت کر دی۔ روڈز کی حکومت کا خیال تھا یا کم از کم انھیں امید تھی کہ سینیٹ کو اہل لی سیا کے لفظ سے غلط فہمی ہوئی تھی، اس لیے انھوں نے بھی ایک سفارت روما بھیجی۔ مگر سینیٹ اپنی اغراض سے خوب واقف تھی اس لیے اُس نے اپنے حکم میں کوئی ترمیم نہ کی جو اس کے مسلمہ طرزِ عمل پر مبنی تھا۔ یہ معاملہ ۱۷۷ ق م کا ہے اور اسی کی وجہ سے روما اور روڈز کے درمیان کبیدگی پیدا ہو گئی جس سے پرسیس نے نفع اُٹھایا۔ اس کے بعد جب تک کہ روڈز کی کچھ بھی آزادیِ عمل باقی رہی رومیوں کے طرفداروں کو جمہوریہ میں پھر کبھی غلبہ نہیں ہوا۔ روڈز روما کا دست نگر ضرور تھا مگر سابق کی دلی معاونت باقی نہ رہی تھی۔

پرسیس کی سفارتیں

(۳، ۵) ۱۷۴ ق م میں پرسیس اور بھی نڈر ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ایک سفارت[۱] قرطاجنہ بھیجی۔ ہانتی نسا کا بیان ہے کہ ایک فنیقی سفارت پیلا گئی تھی مگر جانب داری کی وجہ سے اس کا بیان مشکوک ہے۔ اس تحریک کا نتیجہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ روما قرطاجنہ کی طرف سے اور مشتبہ ہو جائے۔ پرسیس نے پھر ڈولوپیا پر حملہ کر دیا۔ یہ ضلع مقدونیہ کا ماتحت تھا اور فلپ نے اپنی بعض باغی رعایا کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد اُس نے شمالی یونان کا دورہ کیا اور ڈیلفی کے مندر کی زیارت کی۔ اس دورے میں وہ آکائیا، تھیوتس اور تسلی میں سے گزرا مگر حد درجہ احتیاط کے ساتھ کہ کسی کو گزند نہ پہنچے۔ یونانیوں کے ساتھ

[۱] لیوی ۴۱، ۲۲؛ ۲۴

دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی اُس نے سعی بلیغ کی خصوصاً اتحاد آکائی کلیا تھا۔



(جزیرہ نمائے **بلقان** کا نقشہ ۲۰۰ کے قریب - رومی مقبوضات سیاہ - اے ٹولیا ۱۸۹ سے **روما** کے تحت میں تھا - **یونان** آزاد اتحادوں میں منقسم تھا - اتحاد آکائی میں اب تمام **پیلوپونی سس** شامل تھا آزاد لاکونی ضلع نقطہ زدہ، مقدونیہ کی جو تقسیمیں ۱۶۷ سے ۱۴۸ ق م تک ہوئیں اُن کا اظہار نقطہ دار خطوں سے کیا گیا ہے)

تمام حالیہ جنگوں میں اس اتحاد نے روما کا ساتھ دیا تھا اور اسکے ایک حکم کے ذریعے سے مقدونیہ سے اُس کی مخالفت اب بھی حاضر تھی - اس حکم کا منشا تھا کہ کوئی مقدونی آکائی ملک میں داخل نہ ہو مگر پرسیس کو معلوم تھا کہ روما کا دباؤ انھیں شاق گذر رہا ہے، اس لیے انھیں وہ یاد دلانا چاہتا تھا کہ ایک زمانے میں وہ مقدونیہ کے حلیف تھے - اُس نے اتحاد کے حکام کو ایک خط[1] لکھا جس میں

[1] لیوی (۴۱، ۲۳، ۲۴) - اس نے غالباً **پالی بیس** سے نقل کیا ہے۔

اُس نے اُن کے فرار شدہ غلاموں کو واپس کرنے کا وعدہ جنھوں نے مقدونیہ میں پناہ لی تھی۔ اس تحریر سے اُس کا مقصود غالبًا یہ تھا کہ اتحاد سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو جائیں اور حکم مذکورۂ بالا منسوخ کر دیا جائے۔ اگر یہ ہو جاتا تو اُسے سفیر بھیجنے اور اپنی سفارتی کارروائیوں سے روما کے اثر کو زائل کرنے کا موقع ملتا۔ اتحاد کا عہدہ دار اُس کا دوست تھا اور اُس نے پرسییس کے خط کو مجلس اتحاد میں پیش کر دیا۔ بعض لوگ اس کے موافق تھے مگر بحث مباحثے کے بعد کارروائی روک دی گئی اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ روما کے طرفداروں نے کچھ پیش بندیاں کیں جن کی وجہ سے جب پرسییس کے پاس سے سفارت آئی تو اُس کی باریابی نہ ہو سکی۔ مگر پرسییس نے نفاق کا تخم بو دیا تھا اور شوریدہ سر محبان وطن کو جو روما سے بیزار تھے بیرونی امداد کی امید ہو گئی۔ اسی زمانے میں اے ٹولیا میں خانہ جنگی کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اسکا راوی پالی بیس ہے جو اے ٹولیوں کا مخالف تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس خانہ جنگی کی وجہ یہ تھی کہ یہ شورہ پشت قوم روما کے بیچ میں آ گئی تھی اور چونکہ وہ اپنے ہمسایوں میں لوٹ مار نہ کر سکتے تھے اور محنت اور مشقت کے بھی عادی نہ تھے اس لیے انھوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹنے شروع کر دیے۔ پالی بیس کی یہ توضیح بد اندیشی پر محمول کی جا سکتی مگر اسی قسم کا واقعہ کریٹ میں بھی ہوا تھا۔ اجیر سپاہیوں کے معدن یہی دو مقامات تھے۔ ان خانہ جنگیوں کو دفع کرنے کے لیے روما سے کمشنر بھیجے گئے مگر اُنھیں کوئی دیرپا کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ روڈیوں اور لی سیا والوں کے درمیان جنگ کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا۔ روما کی ان دقتوں سے پرسییس نفع اُٹھانے کو تیار تھا۔ اُسے غالبًا یہ بھی معلوم ہوگا کہ مغرب میں بھی رومی بعض مشکلوں میں پھنسے ہوئے تھے متعدد مقامات میں جنگ کا سلسلہ عرصے سے

لہ لیوی ۴۱، ۲۵۔ پالی بیس ۳۰، ۱۱۔

سلہ اجیر سپاہیوں کی بھرتی کا اصل مقام راس ٹائی نارم کے قریب لاکونیا میں تھا۔ اس منڈی کے بند ہو جانے سے زمانۂ مابعد میں اسپارٹا کو سخت شکایت ہوئی۔ دیکھو ہم تاریخ یونان چہارم باب ۱۰، ۱۱

جاری تھا جن میں اس کے سپاہی ضائع ہو رہے تھے اور کسی وبائی مرض کے شیوع[۵۱] سے تمام کاروبار رک گیا تھا یہاں تک کہ لیجنوں کے لیے رنگروٹوں کا ملنا بھی دشوار ہو گیا تھا؛

روما کی تحمل آمیز سفارتی کارروائیاں

(۵۰-۴۸) جو کمشنر اے ٹولیا بھیجے گئے تھے انھیں مقدونیہ جانے کا بھی حکم تھا۔ ۱۷۳ ق م میں جب وہ واپس آئے تو انھوں نے یہ خبر پہنچائی کہ پرسیس شر پر آمادہ ہے اور جنگ کا ہونا لابدی ہے۔ یونان میں اس کی ہر دلعزیزی روز بروز بڑھتی جاتی تھی، یہاں تک کہ اس کے لفظی وعدوں کا لحاظ یومی نیس کے انعام و اکرام سے زیادہ تھا۔ اس کے یہی معنی ہو سکتے تھے کہ بے چینی بڑھتی جاتی تھی اور شاہ پرگاموم سے اہل یونان بیزار ہو رہے تھے جو رومیوں کا طرفدار تھا۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ لوگ پرسیس کے مداح تھے کیونکہ وہ بہت بدنام تھا۔ اس کے بعد اے ٹولیا سے مزید جنگ و جدال کی خبر آئی جس سے تھسلی بلکہ پرہیبیا بھی متاثر ہو رہے تھے۔ بیان[۵۲] کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرضدار قرضخواہوں سے بگڑ بیٹھے تھے جس کی وجہ سے یونان میں اکثر نقض امن ہو جایا کرتا تھا۔ سینیٹ نے قیام امن کے لیے پھر سفیر بھیجے اور کچھ روز کے لیے مصالحت ہو گئی۔ معلوم نہیں کہ بانی فساد پرسیس کے کارپرداز تھے یا یہ یونان کی عام ابتری کا نتیجہ تھا۔ اسی اثنا میں اکائیوں کو روما کی طرف سے متنبہ کر دیا گیا کہ انھوں نے اچھا کیا جو فلپ سے میل جول پیدا نہ کیا۔ ک والیریس کی سرکردگی میں ایک دوسری سفارت پرسیس کی حرکات کی نگرانی کے لیے بھیجی گئی۔ اسے یہ بھی حکم تھا کہ وہاں سے سکندریہ جا کر بطلیموس ششم یا ہفتم ملقب بہ فیلومیٹر سے دوستی کی تجدید کرے جو ۱۸۱ ق م میں تخت نشین ہوا تھا۔ انکی غیبت میں انطاکیہ سے ایک سفارت روما میں آئی۔ انٹیوکس چہارم ولد انٹیوکس سوم حال ہی میں (۱۷۵ ق م) اپنے بھائی سلوقس چہارم کا جانشین ہوا تھا۔ نوجوانی کے زمانے میں یہ بادشاہ روما میں کفیل کے طور پر کچھ روز تک مقیم تھا۔ اس میں جنون کا مادہ تھا جو ابھی تک پورے طور سے ظاہر نہ ہوا تھا مگر

---

۵۱ لیوی ۴۱، ۲۱۔

۵۲ ڈائوڈورس ۲۹، ۳۳۔ لیوی ۴۲، ۵، ۱۳۔

اس کی حرکات ابتدا ہی سے مجنونانہ تھیں۔ اُسے اپنے وقار کا مطلق خیال نہ تھا اور کسی اصول کا پابند نہ تھا اور اُس کی حرکات ایسی عجیب وغریب تھیں کہ انطاکیہ کے ظریفوں نے اُس کا شاہی لقب بجائے Epiphanes (نام آور) کے Epimanes (مجنون) کر دیا تھا۔ روما کی رسوم اور ادارات کا اس مجنون پر خاص اثر ہوا تھا اور اپنے شامی دار السلطنت میں اُن کی نقل آتارنا چاہتا تھا، مگر یہ نقل صرف ظاہری امور کی نسبت ہو سکتے تھے کیونکہ ایک مشرقی سرزمین میں روما کی عدالتوں یا انتخابات کا چربہ کھینچنا مسخرا پن تھا۔ ایک قبیح رسم یعنی مسلح پہلوانوں کی کشتیوں کو اُس نے پورے طور پر جاری کر دیا۔ اُس نے اپنے سربرآوردہ وزیروں میں سے ایک کو دوستانہ تعلقات کی تجدید کے لیے قیمتی تحفوں کے ساتھ بھیجا اور مزید خدمات کا وعدہ کیا۔ سفارت کا خاص اعزاز کیا گیا اور دوستی کی تجدید ہو گئی۔[۱]

یومی نیس کی عجلت

(۵۰۵) مگر اس اثنا میں دوسرے اشخاص بھی سینیٹ میں عرض معروض کرنے کے لیے آئے۔ یومی نیس بذات خود حاضر ہوا اور اُس نے سینیٹ کو موجودہ خطروں سے آگاہ کر کے جنگ پر فوراً آمادہ کرنا چاہا۔ فی الحقیقت پرسیس کے ذرائع کی افزائش، اُس کی تیاریوں کا مکمل ہونا اُس کی دور رس تدبیروں کے متعلق کافی ثبوت کا موجود ہونا، یہ ایسے امور تھے جن سے سخت اندیشہ تھا سینیٹ کے ارکین کو جنگ کے ناگزیر ہونے کا کامل یقین تھا، مگر رومی نظام کے مطابق فوج کا جلد تیار ہونا ناممکن تھا اس لیے انھوں نے چپکے چپکے ان معاملات پر غور کرنا شروع کیا اور اپنا عندیہ ظاہر نہیں کیا۔ اس کے بعد پرسیس کے سفیر آئے مگر اُن کی آؤ بھگت نہیں ہوئی۔ سابق کی سفارتوں کی طرح اُن کا لہجہ مصالحت آمیز نہ تھا اور ریا آخر وہ دھمکیوں پر آگئے۔ یونان اور ایشیا کی چھوٹی سلطنتوں کی طرف سے بھی مختلف امور کے لیے سفارتیں آئی تھیں مگر اُن کا اصل مدعا یہ معلوم کرنا تھا کہ روما کی حالت کیا ہے۔ روما اب مغرب کا سیاسی مرکز تھا مگر اُن کے دلوں میں یہ کھٹکا تھا کہ یہ حالت باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اگر پرسیس کو یونان میں تفوق حاصل ہو جائے

[۱] لیوی ۴۲، ۱۴۔ دی سین بورن۔

اور ایشیا میں بھی اُس کے بہی خواہ پیدا ہو جائیں تو ان دونوں ملکوں میں روما کے حلیفوں کا کیا حشر ہوگا۔ چھوٹی سلطنتوں کو ان امور کی طرف سے تشویش تھی کیونکہ اُن کا فرض تھا کہ وہ فاتح کی طرف ہوں خواہ وہ کوئی ہو اور ہمدردی یا شکر گزاری کا اُنھیں مطلق خیال نہ تھا۔ اُنھیں یہ بھی پریشانی تھی کہ مکار یومی نیس روما کیوں گیا ہوا ہے۔ روڈز کے سفیروں نے بالخصوص فرض کر لیا کہ اُنکی جمہوریہ کی شکایت کرنے کے لیے گیا تھا اور اہل لی سیا کو بغاوت پر آمادہ کرنے کا الزام اُس پر رکھ کر اُنھوں نے اُس پر علانیہ حملہ کیا۔ مگر سینیٹ کو ان چیزوں کی مطلق پروا نہ تھی۔ اُس نے جنگ کی ٹھان لی تھی مگر اپنے اس قصد کو ظاہر نہ کیا۔ کیٹو اور چند اور لوگوں کو یومی نیس کی طرف سے شبہہ تھا مگر دوسروں کا خیال اُس کی طرف سے اچھا تھا خصوصاً روڈیوں کے حملے کی وجہ سے جس سے اُس کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور تعریفوں کی بوچھار میں وہ اپنی سلطنت کو واپس ہوا؎

روما کا لیت و لعل

(۵۰۶) پرسیس کے کارپردازوں نے اُسے مطلع کر دیا کہ جنگ کا ہونا اب ناگزیر ہے اس لیے اُس نے پیش قدمی کرنے کی کوشش کی۔ پہلے اس نے یومی نیس کو ڈیلفی میں قتل کرا دینے کا انتظام کیا جبکہ وہ روما سے واپس ہو رہا تھا۔ یہ کام ایک کریٹی کے سپرد تھا مگر اس کے وار سے یومی نیس صرف بیہوش ہوا اور بالآخر صحت یاب ہو گیا گو اُس کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ پرگامم میں جب وہ پہنچا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ اُس کا بھائی اٹالس اُس کے تخت اور اُس کی بیوی پر قابض ہو گیا ہے مگر اس سے دونوں میں صرف چند روزہ کبیدگی پیدا ہوئی کیونکہ آپس میں لڑنا خاندان اٹالی کی روایات کے خلاف تھا۔ اس معاملے کے چند روز بعد والیریس اپنی سفارت سے روما واپس آیا جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ والیریس نے نہ صرف اُن الزامات کی تصدیق کی جو یومی نیس نے پرسیس پر عائد کیے تھے بلکہ یومی نیس کے قتل کے اقدام میں پرسیس کی شرکت کا ثبوت پیش کیا اور اپنے ساتھ برنڈوسیم کے ایک سربرآوردہ شہری کو لایا جس نے پرسیس کو ایک نہایت سنگین جرم کا مرتکب قرار دیا۔

یہ شخص مسمی رامیس رومی اور غیر ملکی سفیروں کی خاطر مدارات کرتا تھا جو یونان سے آتے جاتے برنڈوسیم میں قیام کرتے تھے۔ پرسیس کو اس کا حال اپنے بعض سفیروں کے ذریعے سے معلوم ہوا۔ پیلا میں اُسے بلا کر پرسیس نے اسکی بہت کچھ آؤ بھگت کی اور اُسے سبز باغ دکھا کر اس امر پر آمادہ کرنا چاہا کہ جن رومی سپہ سالاروں یا سفیروں کی وہ نشان دہی کرے اُسے زہر دے دیا جائے۔ رامیس بظاہر آمادگی ظاہر کر کے پیلا سے بھاگ نکلا اور والیریس کے ساتھ روما آیا۔ ان واقعات سے ظاہر تھا کہ پرسیس ایسے بادشاہ سے مصالحت کا ہونا ناممکن تھا۔ اس لیے سینیٹ نے اُسے اپنی قوم کا دشمن قرار دیا اور پریٹروں میں سے ایک کو ۱۷۲؁ء میں بالآخر حکم دیا کہ کچھ فوج تیار کرے۔ جنگ سال آئندہ شروع ہونے والی تھی جب کہ نئے کانسلوں میں سے ایک مہم پر جانے والی فوج کو تیار کرتا۔ اہل روما اس قسم کی سہل انگاری اکثر کرتے مگر اس وقت کسی ہینی بال کا بھی اُسے خوف نہ تھا جو اُن کے حرکت کرنے سے قبل اُن پر جست کر سکتا ہو۔

(۵۰۷) سینیٹ اپنے حلیفوں پر اُس وقت نظر غائر ڈال رہی تھی اور اس فکر میں تھی کہ شاہان شرق پر وہ کس حد تک اعتماد کر سکتی ہے عین اُسی وقت آریار تھلیس چہارم شاہ کپاڈوشیا کے پاس سے ایک سفارت آئی جس کے ساتھ اسکا ہمنام بیٹا بھی تھا۔ آریار تھلیس کی خواہش تھی کہ سینیٹ اُسے اپنے زیر حفاظت لے کر بطور ایک رومی کے اُس کی پرورش کرے۔ یہ درخواست اس وقت نہایت باموقع خیال کی گئی اور ضروری انتظامات فوراً کر دیے گئے۔ سینیٹ اور رومی قوم نے اس طرح ایک نیا فریضہ اپنے ذمے لیا یعنی بادشاہوں کی اتالیقی کرنا۔ تھریس کے بعض قبیلوں کے پاس سے سفیر آئے اور اُن کا خیر مقدم ہوا۔ اُن کے ساتھ اتحاد کر لیا گیا تاکہ پرسیس پر عقب سے حملہ ہو سکے۔ لیکن صورت حال قابل اطمینان نہ تھی اس لیے مشرقی بادشاہوں اور جزائر کی سلطنتوں کا رجحان معلوم کرنے اور پرسیس کی سازشوں کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے ایک

؎ لیوی ۴۲، ۱۹، ۳-۶ ڈاؤ ڈورس ۳۱، ۱۹، ۷۔

دورہ کن کمیشن[۵۲] روانہ کیا گیا۔ روڈز کی طرف اُس وقت زیادہ توجہ تھی۔ قرطاجنہ اور ماسی نسا کے درمیان نزاعوں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا اور قرطاجنہ کے سفیروں نے روما میں ماسی نسا کی دست درازیوں کی سخت شکایت کی سینیٹ نے ان کی درد بھری داستان سن لی مگر اس وقت ماسی نسا کو خوش رکھنا ضروری تھا اس لیے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا اور جواب دینے سے گریز کیا گیا۔ سال کے ختم ہونے سے قبل تلافی مافات کا مطالبہ کرنے اور دوستانہ تعلقات کے قطع کرنے کے لیے ایک سفارت مقدونیہ گئی اور واپس آئی۔ سفیروں نے بیان کیا کہ پرسیس جنگ کے لیے بالکل تیار ہے اور یہ کہ ترش روئی سے گفتگو کرنے کے بعد اُس نے انھیں اپنی سلطنت سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس لیے سالانہ انتخابات کے جلد تر ہونے کا انتظام کیا گیا۔ گین ٹیس شاہ الیریا کے چند سفیر روما میں حالات دریافت کرنے کے لیے موجود تھے اور اپنے اغراض ظاہر کرنے میں لیت و لعل کر رہے تھے اس لیے انھیں فوراً واپس کر دیا گیا اور روما سے ایک سفارت اُس کے پاس اس غرض سے بھیجی گئی کہ اُس سے دریافت کرے کہ اُس نے حال میں روما کے بعض حلیفوں پر حملہ کیوں کیا تھا۔ گین ٹیس الیریا کے بیشتر حصے پر حکمراں تھا اور وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آئندہ جنگ میں کس فریق کا ساتھ دینا زیادہ مفید ہوگا۔ دورہ کن کمیشن بھی اب واپس آگیا اور اس کے ارکان نے بیان کیا کہ پرسیس کی سفارتی کارروائیوں کے آثار ہر جگہ پائے گئے مگر سوائے روڈز کے کسی اور حلیف کی وفاداری پر شبہہ نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس سے جمہوریہ کی وفاداری متزلزل ہو گئی تھی۔

جنگ کی تیاریاں (۵۰۸) انتخابات کے قبل ہی سے جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ جہازوں کی مرمت کرائی گئی، ملاح بھرتی کیے گئے، اطالی حلیفوں سے سپاہ طلب ہوئی اور لیگیوریا کی فوج سے نبرد آزما رومیوں کا ایک پورا لیجن اور اسی قدر

---

[۵۲] یہ نتیجہ لیوی کی دو عبارتوں (۴۲، ۱۹ اور ۲۶) کو ملا کر اخذ کیا گیا ہے۔ مگر اُس زمانے میں متعدد کمیشن مقرر ہوئے تھے جن کی وجہ سے صحیح نتیجہ نکالنا دشوار ہے۔

حلیف سپاہی لیے گئے۔ غلہ خرید کرنے کے لیے بعض اشخاص روانہ کیے گئے۔
مگر اس فوج کی حیثیت مقدمۃ الجیش کی تھی اور عارضی طور پر ایک پریٹر کے زیر کمان تھی۔
اس کا کام یہ تھا کہ کسی اچھے مقام پر جا کر لنگر انداز ہو اور کانسل اور اصل فوج
کی منتظر رہے۔ انتخابات عمل میں آئے اور چونکہ موقع نازک تھا اس لیے خاص
مذہبی رسوم ادا کی گئیں۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کیا جائے کہ سینیٹ پرسیس سے
مرعوب ہو گئی تھی کیونکہ نتیجے سے صاف ظاہر ہے کہ مقدونیہ کی احیا شدہ قوت
کے پورے احساس کے لیے شکست اور خطرات کے پیدا ہونے کی ضرورت
تھی۔ مگر روما کو اس کے علاوہ دوسری مصروفیتیں بھی تھیں۔ ہسپانیہ میں
زیادہ عرصے تک سکون کی امید نہ ہو سکتی تھی اور لیگیوریا کی جنگ تو کبھی ختم ہی
نہ ہوتی تھی۔ خود اطالیہ کی حالت قابل اطمینان نہ تھی۔ جو نو آبادیاں حال میں
قائم ہوئی تھیں، انھوں نے ابھی تک پورے طور پر جڑ نہیں پکڑی تھی۔ سسلی
سارڈینیا اور کرسیکا پر قبضہ قائم رکھنے کی ضرورت تھی۔ حالت نازک
تھی مگر روما میں یہ خیال تھا کہ ایک معمولی کانسل پرسیس پر جلد غلبہ حاصل کر لیگا
اور جمہوریہ دوسرے امور کی طرف متوجہ ہو سکیگی[1]۔

(۵۰۹) اس نوبت پر پہنچ کر لیوی نے مختلف بادشاہوں اور آزاد مملکتوں کے طرز عمل پر تبصرہ کیا ہے۔ مگر اس کی یہ تحریر پالی بیس سے ماخوذ ہے جس کی تاریخ کا حصۂ متعلقہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ روما کے طرفداروں میں یومی نیس اور آریارتھیس (کپاڈوشیا) تھے۔ انٹیوکس اور نوجوان بطلیموس نے بھی امداد کا وعدہ کیا مگر ان دونوں میں نشیبی شام کے لیے جنگ ہونے والی تھی اس لیے شام اور مصر سے امداد کی بہت کم امید تھی۔ ماسی نسا کافی امداد دینے کے لیے تیار تھا کیونکہ اگر روما کو فتح ہوتی تو اسے کوئی ضرر نہ پہنچتا اور اگر روما کو شکست ہوتی تو قرطاجنہ کو فتح کر کے وہ افریقیہ[2] کا | دول کی جانبداری

[1] لیوی ۴۲، ۲۹، ۳۰۔
[2] یعنی فنیقی مقبوضات کی جو زمانہ مابعد میں رومی صوبۂ افریقیہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن اگر اسے آزادی حاصل ہوتی تو اسی طور پر قرطاجنہ کو بھی آزادی حاصل ہو جاتی۔

حاکم اعلےٰ بن جاتا۔ تھریسی اوڈرائی سے کے بادشاہ کوٹس نے علانیہ پرسیس کا ساتھ اختیار کیا۔ پروسیاس شاہ بتھی نیا غیر جانبدار تھا، اُسے امید تھی کہ میں دونوں فریقوں سے عدم شرکت کی معذرت کرلوں گا۔ گنیتھیس شاہ الیریا کا طرز عمل بھی یہی تھا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اب تک فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ کس کا ساتھ دے۔ آزاد مملکتوں کی حالت قریب قریب یکساں بیان کی گئی ہے۔ ان میں دو طبقے تھے امیر و غریب۔ غربا پرسیس کے طرفدار تھے کیونکہ جو مملکتیں روما کے زیر اثر تھیں اُنہیں رومیوں نے ہمیشہ امرا کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھی تھی۔ پرسیس حکومت شاہی کا نمائندہ تھا جسے ممتاز افراد قوم سے حسد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ غربا کو انقلاب سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہوتا کیونکہ اُن کے کوئی جائداد نہیں ہوتی بلکہ انھیں یہ امید ہوتی ہے کہ قرضوں کی ادائی سے بچ جائیں گے۔ غربا اور امرا کے اس اختلاف کے علاوہ جو حصول اقتدار سے متعلق تھا، خود دولتمند طبقے میں کئی گروہ تھے۔ اولاً روما کے طرفدار تھے جو رومی نظام حکومت کے مداح تھے یا اس میں اپنا نفع سمجھتے تھے۔ ثانیاً پرسیس کے طرفدار تھے جو اُس کے سبز باغ میں آگئے تھے یا باینہمہ خانگی مشکلات سے بچنے کی صورت نکالنا چاہتے تھے۔ ثالثاً محب وطن مدبر تھے جو روما کی سیادت کو مقدونیہ کی سیادت پر ترجیح دیتے تھے مگر اسکے ساتھ ہی اپنی اپنی مملکتوں کے لیئے آزادی عمل حاصل کرنا چاہتے تھے۔ توازن قوت کیلیے ان لوگوں کی خواہش تھی کہ فریقین میں سے کوئی دوسرے کو کچلنے نہ پائے۔ یہ تبصرہ سبق آموز ضرور ہے مگر اس پر تنقید کی ضرورت ہے اور اتحاد اکائی کے ایک محب وطن مدبر یعنی پالی بیس کے نقطۂ نظر سے لکھا گیا ہے۔ کئی صورتیں ہو سکتی ہیں، (۱) یا تو وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ جو صورت منتظرہ اُس نے اپنی عاقبت اندیش جماعت سے منسوب کی ہے آنے والی قطعی اور خوں ریز جنگ کی حالت میں محض بے سود تھی (۲) یا تو اُس نے روما کی قوت اور اُس کے اس عزم بالجزم کا پورا اندازہ نہ کیا کہ مقدونیہ کی سلطنت تباہ کردی جائے (۳) یا وہ ان امور کو سمجھ سکتا تھا مگر اُن کو حیطۂ تحریر میں نہیں لایا (۴) یا اُس نے ان امور پر بحث کی ہے اور قطعی لیوی نے اس کی اس عبارت کو نقل نہیں کیا ہے۔

جنگ کا اعلان۔ فوج

(۵۱۰) جنگ کا اعلان اب باضابطہ طور پر مجلس عامہ میں کر دیا گیا اور سینیٹ نے سال زیر تذکرہ کی فوجوں کی تقسیم کا خاکہ تیار کیا تفصیل واضح نہیں ہے مگر چند اہم امور حسب ذیل ہیں مقدونیہ جانے والی فوج دو زبردست لیجنوں اور اطالی حلیفوں کی ایک بڑی جماعت پر مشتمل تھی۔ لیجنوں میں پرانے سپاہیوں اور تجربہ کار سنتوریوں کے رکھنے کی طرف خاص توجہ کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو فوج پہلے بھیجی گئی اس میں صرف ۵۰۰۰ سپاہی تھے جو مجوزہ تعداد کا ایک ثلث ہے غیر ملکی اجیر سپاہیوں سے بھی بعد میں کام لیا گیا۔ کانسل کی فوج کی پوری تعداد چالیس ہزار ہو گی جس میں یونان اور مشرق کے حلیفوں کی فوجیں شامل نہ تھیں۔ مگر فوج کی روح رواں وہی دو منتخب لیجن تھے۔ قابل افسروں کے مہیا کرنے کے لیے وہ پرانا قاعدہ ایک سال کے لیے معطل کر دیا گیا جس کی رو سے فوجی ٹری بیونوں کا انتخاب مجلس عامہ میں ہوتا تھا اور کانسل کو یہ اختیار دیا گیا کہ قابلیت کے لحاظ سے افسروں کو نامزد کرے۔ خشکی کی فوج کے علاوہ روما اور اس کے بحری حلیفوں کے بیڑے بھی تھے۔ لڑنے والے ملاحوں میں دو ثلث شہری تھے اور ایک ثلث حلیف۔ مگر اس ناپسندیدہ ملازمت کے لیے جو لوگ بھیجے گئے وہ آزاد شدہ غلام یا کم نسل تھے۔ مقدونیہ کا صوبہ قرعہ اندازی سے پب۔ لکی نیس کراسس کے حصے میں آیا۔ پریٹر ک۔ لکرے شیس گالس بیڑے کا امیر البحر تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بعض طویل ملازمت والے سنتوریوں نے دعوے کیا کہ ہم جنگ میں اُسی صورت میں شریک ہو سکتے ہیں کہ اُن کا فوجی درجہ وہی ہو جو سابقہ جنگوں میں تھا۔ لیکن جب انھیں حب وطن کا واسطہ دیا گیا تو ان نبرد آزما سپاہیوں نے اپنے معاملے کو فوجی ٹری بیونوں کے فیصلے پر چھوڑ دیا۔ چار شہری لیجنوں اور کچھ حلیفوں کی ایک مستحفظ فوج بھی تیار کر لی گئی[۱]؎

مارکیس کی مکاری

(۵۱۱) پرسیس کی مکاری اور ہراس کا اظہار ایک دوسری

---

[۱]؎ ہمارا دار و مدار لیوی ۴۲، ۳۰-۳۵ پر ہے جس نے رومی ذخائر نگاروں کی متناقض تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔

سفارت سے ہوا جو اُس نے روما کو جنگ کی تیاری کے وجوہ دریافت کرنے کے لیے بھیجے اور اُس نے پھر دعوے کیا کہ اگر مجھ سے کوئی نقصان پہنچا ہے تو میں اُس کی تلافی کے لیے آمادہ ہوں۔ مگر یہ ثابت کر دیا گیا کہ اس کے اعمال اور اُس کے اقوال میں تناقض تھا۔ عیاریوں کا وقت اب گزر چکا تھا اور اُس کے سفیروں کو جو شہر میں داخل ہونے نہ پائے تھے حکم دیا گیا کہ اطالیہ سے چلے جائیں۔ کانسل جو فوج کا سپہ سالار تھا فی الوقت سلطنت روما کا نائب تھا۔ مگر اُس کے پہنچنے سے قبل روما کے کمشنر یونان کا دورہ کر رہے تھے اور وہاں کی مملکتوں کو متنبہ کر رہے تھے کہ وہ روما کی طرفداری کا اعلان کریں اور امدادی فوجیں بھیجیں۔[51] مختلف مقامات میں اُن کے ساتھ مختلف طریقے کا سلوک ہوا۔ پیلوپونے سس میں اکائی اُن سے ناراض ہو گئے۔ تھسلی میں انکا خیر مقدم ہوا۔ کارنیس فلپس اس کمیشن کا صدر تھا اور شمالی اضلاع میں مصروف بکار تھا۔ اس سے اور شاہان مقدونیہ سے کسی قسم کے دوستانہ تعلقات تھے۔ اس لیے پرسیس نے پھر نامہ و پیام کرنے کی کوشش کی۔ کمشنروں کے روما سے روانہ ہونے کے قبل بھی ایک خط بھیجا گیا تھا مگر اس کا کوئی جواب وصول نہ ہوا تھا۔ ڈرپوک بادشاہ کی ہمت سرد ہونے لگی تھی اور مارکیس سے اُسے بہت امید تھی۔ دونوں میں ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں مارکیس نے اپنا اعلے مرتبہ پرسیس سے منوا لیا اور بطور عنایت کے اُسے روما کو ایک دوسری سفارت بھیجنے کی مہلت دی۔ اس مکار رومی نے مکار پرسیس کو خوب[52] دھوکا دیا۔ اصل میں رومیوں کو وقت کی ضرورت تھی کیونکہ پرسیس تیار تھا اور وہ تیار نہ تھے۔ ان مہلت کے ایام میں کمشنروں کو بوائے شیا کے معاملات کا تصفیہ کرنا تھا۔ بوائے شیا کے شہروں میں اختلافات تھے اس لیے بہت قیل وقال کے بعد رومیوں نے مختلف شہروں سے منفرد شرائط کرلیں۔[53]

---

[51] یہ فعل اختیاری تھا مگر حلیفوں کیطرف سے غیر جانبداری کا اعلان روما کو ناگوار ہوتا تھا۔

[52] لیوی ۲، ۴۴، ۳۴۔ ڈاؤڈورس ۳۰، ۷۔

[53] پالی بیس ۲۷، ۱، ۲۔ لیوی ۲ ۴، ۳ ۴، ۴۴، ۷ ۴۔

اور بواے شیا کے اتحاد کو توڑ دیا۔ روما کا طرز عمل شروع ہی سے یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو اتحادوں کو توڑ دے۔ کالکس کی حفاظت کے لیے ایک آکالی فوج بھیجی گئی اور کمشنر روما واپس آ گئے۔ مارکیس کو فخر تھا کہ اُس نے پرسیس کو دھوکا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس کی اس کارروائی پر سینیٹ میں سخت حرف گیری ہوئی کہ یہ کام سلطنت روما کے شایان شان نہ تھا مگر ضرورت وقت کی وجہ سے اس کا یہ فعل بالکل پسند کر لیا گیا اور اُسے پھر ایک سفارتی مہم پر وسیع اختیارات کے ساتھ یونان واپس بھیجا گیا۔ عارضی صلح کے اثنا میں چند اہم مقامات پر قبضہ بھی کر لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ پرسیس کی دغابازی اور چالوں کا دفعیہ اُسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ اُس کے ساتھ بھی دغا و فریب کا سلوک ہوتا۔[۱]

روڈز (۵۱۲) ایشیا اور جزائر کے یونانی شہروں کو جنگ میں روما کی شرکت کرنے اور امدادی فوجیں بھیجنے کے لیے بھی ایک کمیشن روانہ کیا گیا تھا۔ روڈز سے امید تھی کہ ایک زبردست بیڑا بھیجیگا اور اس کے طرز عمل کی چھوٹی ریاستیں بھی پیروی کرتیں جواب تک کوئی فیصلہ نہ کر سکی تھیں۔ اس کمیشن کو کامیابی ہوئی۔ روڈز کا صدر روما کا طرفدار تھا اور اس کی کوشش سے ۴۰ جنگی جہاز تیار ہو گئے۔ یومی نیس نے ان پر بدعہدی کی جو تہمت لگائی تھی یہ اُس کا جواب تھا۔ لیکن پرسیس کو اب بھی امید تھی کہ بعض یونانی ریاستیں اس کا ساتھ دینگی یا کم از کم غیر جانبدار رہیں گی۔ عارضی صلح کے دوران میں اُس نے چار سو خطوط بھیجے اور مارکیس سے جو ملاقات ہوئی تھی اُس میں اپنا پلہ بھاری ظاہر کیا۔ روڈز کو بھی اُس نے ایک باضابطہ سفارت بھیجی اور درخواست کی کہ فی الحال وہ غیر جانبدار رہیں اور پھر سرگرمی کے ساتھ مصالحت کی کوشش کریں۔ اہل روڈز صلح کے خواہاں تھے مگر وہ پورے طور سے روما کے طرفدار تھے اور غالباً وہ پرسیس کو حق پر خیال بھی نہ کرتے ہوں گے جیسا کہ وہ انھیں باور کرانا چاہتا تھا۔ اس لیئے انھوں نے اتفاقاً انکار کر دیا اور اُسے جواب دیا کہ روما کے قدیم دوست اور شریک کار ہونے کی وجہ سے یہ فعل

[۱] پالی بئیس ۲۸، ۳-۷۔ لیوی ۴۲، ۴۵، ۴۶۔

اُن کے لیے نامناسب ہوگا۔ بوائے شیا کے ایک دو شہروں نے حماقت سے اُسکی شرکت کا اعلان کیا مگر اُن کی امداد کے لیے اُس نے کوئی محافظ فوج نہ بھیجی بلکہ اُنھیں غیر جانبدار رہنے کا مشورہ دیا۔ مگر اس کے اس فعل میں سے یونانیوں کو اُس سے ہمدردی نہ ہوسکتی تھی۔

تھسلی میں رومیوں کی ناکامی

(۵۱۴) پرسیس کے پاس سے جو آخری سفارت روما گئی، کوئی نیا پیام لے کر نہیں گئی تھی جس کے سننے کی سینیٹ کو آرزو ہوتی اس لیے سفیروں کو حکم دیا گیا کہ سرزمین اطالیہ سے باہر چلے جائیں اور کانسل کراسس اور پریٹر لک رے شئیس کو حکم دیا گیا کہ فوج اور بیڑے کے ساتھ موقع جنگ کو روانہ ہوں۔ اس حکم کی انھوں نے تعمیل کی۔ کراسس اپیائرس میں مقیم ہوا۔ اس شخص کا فوجی تجربہ کافی نہ تھا اسلئے سینیٹ نے اُس کے اسٹاف میں تجربہ کار مشیر مقرر کردیے تھے۔ روما کے نظام فوجی میں جو سقم تھے اُن کی ہیلینی بال نے قلعی کھول دی تھی مگر یہ سقم اب بھی باقی تھے اور اُن کے دفعیئے کی برائے نام کوشش کی گئی تھی۔ اپنے سفیروں کے بے نیل مرام واپس کردیے جانے سے پرسیس سمجھ گیا تھا کہ لڑنے یا اطاعت کرنے کے سوائے اب چارہ نہیں ہے۔ اس کے مشیروں میں سے اکثر نے جنگ کا مشورہ دیا۔ اُس نے اپنی فوج کو جمع کیا اور شان و شوکت سے اس کا معائنہ کیا۔ مقدونیہ کی قومی فوج کے علاوہ تھریسی، کریٹی، یونانی اجیر سپاہی اور گالی[۱] تھے۔ یہ سپاہی مختلف النوع ضرور تھے مگر ان کی کارکردگی میں کلام نہ تھا۔ اُس کی فوج کی روح رواں فیلینکس کی پیدل سپاہ تھی جس کی تعداد ۲۱۰۰۰ تھی اور تمام فوج کی تعداد ۴۳۰۰۰ تھی۔ فوج لڑنے کے لیے بالکل تیار تھی اور بادشاہ کے پاس روپیہ، رسد اور جدید ترین آلات منجنیق کا ایک زبردست ذخیرہ تھا۔ اُس نے اب کام بونی پہاڑوں کو طے کیا۔ متعدد شہر اطاعت قبول کرنے یا فتحیابی سے اُس کے قبضے میں آگئے یہاں تک کہ پیریبیا اور شمالی تھسلی کا بیشتر حصہ اُسکے قبضے میں آگیا۔ ڈی میٹریاس پر

[۱] یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گالی گلاتیا کے تھے یا شمال کے تھے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ قبیلہ باس ٹرنی کے تھے۔ وی سیں لورن کا حاشیہ۔

قبضہ ہونے کی وجہ سے میگ نے شیا کا ضلع بھی اُس کے زیر اثر تھا۔ مگر اس ابتدائی کامیابی کے اثر سے کام لینے کے بجائے اُس نے سائی کیوریم میں اپنا لشکر ڈال دیا۔ یہ ایک صحت بخش مقام کوہ ارسا کے دامن میں ہے۔ یہاں وہ رومی فوج کا منتظر رہا اور زرخیز نشیبی خطۂ ملک میں رسد جمع کرنے لگا۔ اُس کی اس سہل انکاری سے کانسل کو موقع مل گیا کہ بغیر کسی مزاحمت کے پہاڑی سلسلۂ کوہی کو طے کر کے تھسلی میں پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ گومفی میں صحت و سلامتی کے ساتھ پہنچ گیا اور لارسا کی طرف پیش قدمی کی گو کوہستانی دروں میں وہ سخت مصائب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ یومی نیس پانچ ہزار سپاہ لیکر اُس سے آملا اور دو ہزار سپاہ کا اٹلس کی حفاظت کے لیے چھوڑ آیا تھا۔ یونانی ریاستوں سے بھی بعض امدادی فوجیں آئیں مگر اُن کی تعداد اندازے سے کم تھی اور بعض تو محض برائے نام تھیں۔ بیڑا ابھی کالکس پہنچ گیا مگر اس سے کام نہ لیا گیا بلکہ اُس کے آدمیوں کو ہالیارٹس پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا جو پرسیس کے قبضے میں تھا۔ قرطاجنہ اور مشرقی یونانی شہروں سے بحری امدادی فوجیں یکے بعد دیگرے آئیں مگر چونکہ ان کی ضرورت نہ تھی اس لیے پریٹر نے انھیں واپس کر دیا۔ پرسیس نے اب تھسلی پر یورشوں کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ اپنے حلیفوں کی حفاظت کی غرض سے رومی کھلے میدان میں آجائیں۔ لیکن کراسّیس اپنے خیمہ گاہ میں جو لیے نیس کے قریب تھا جا رہا اور دن یونہیں گزرتے گئے۔[1]

(۱۷۱ ق م) رومی ہراساں نظر آتے تھے، اس لیے بادشاہ کی فوج کی ہمت بڑھتی گئی۔ پرسیس نے پیش قدمی کی اور یکایک کانسل کے خیمہ گاہ کے قریب آگیا۔ سواروں اور ہلکے اسلحہ والے سپاہیوں میں ایک خفیف سی جھڑپ ہوگئی جس میں روما کے گلاڈی ماٹی سی اور کریٹی حلیفوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد

[1] لیوی ۴۲، ۵۵، ۸-۱۰
[2] لیوی ۴۲، ۵۶، ۶-

بادشاہ اپنے لشکر کو اور قریب لے آیا اور دونوں فوجوں میں سخت تر جنگ ہوئی جس میں اُسے فی الحقیقت فتح حاصل ہوئی لیکن اس جنگ میں بھاری اسلحہ والی سپاہ شریک نہ تھی کیونکہ پرسییس اس فکر میں تھا کہ اپنی موجودہ کامیابی کے اخلاقی اثر سے کام لے اور اپنے فیلینکس کو فی الحال محفوظ رکھے۔ اپنی فوج کی کم ہمتی کو رفع کرنے کے لیے کانسل رات ہی رات اسے ندی کے دوسرے کنارے پر لیگیا۔ شکست کا الزام اے ٹولی سواروں پر رکھا گیا مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غلط تھا۔ تھسلی کی فوج کی بہت تعریف کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ رومی کسی نہ کسی کو مورد الزام کرنا چاہتے تھے مگر واقعہ غالباً یہ ہے کہ روما کے حلیفوں کو اس سے زیادہ ہمدردی نہ تھی۔ پرسییس کی فتح سے یونان کے اکثر لوگوں کو خوشی ہوئی اور بعض نے اُس خوشی کا اظہار بھی کیا تھا مگر وہ جنگ میں شریک نہیں ہوئے اور تعریفوں میں مصروف رہ گئے۔ اسی اثنا میں نیومیڈیا سے ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور ۲۲ ہاتھی آئے جس سے لوگوں کو روما کی قوت کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اب پرسییس کے دل میں پھر ہراس کا اثر ہو گیا اور اُس کے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جنگ سے اُس کی حالت اور بھی بدتر ہو جائے۔ اُس کی سمجھ میں یہ بات اب تک نہ آئی تھی کہ رومیوں کو قطعی تصفیے کے ہو سکنے کی امید نہ ہوتی تو وہ جنگ پر آمادہ نہ ہوتے۔ اُس نے اب یہ تحریک کی کہ جنگ اُنھیں شرائط پر کرلی جائے جو اُس کے باپ کے ساتھ سائی نوسے فائے کی جنگ کے بعد کی گئی تھیں مگر رومیوں کی حالت اس قدر پست نہ ہوئی تھی کہ وہ ان شرطوں کو مان لیتے اس لیے انھوں نے جواب دیا کہ صلح اس حالت میں ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی سلطنت کو روما کے حوالے کردے تاکہ سینیٹ اپنے حسب مرضی اس معاملے کا تصفیہ کر سکے۔ پرسییس کے مشیروں کی رائے تھی کہ یہ گفت و شنید فوراً ختم کردی جائے۔ لیکن وہ مرعوب ہو گیا تھا اسلیے اُس نے پھر صلح کی کوشش کی اور خراج کی رقم میں اضافہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی مگر رومیوں نے اُسکی ایک نہ سنی اور اپنے مواقع اور فتح کے نفع کو ضائع کرکے وہ اپنے لشکر میں

ل لیوی ۲، ۴۲، ۶۲، ۲۔

واپس آیا۔ رومی اس وقت بوائے شیا میں مقدونیہ کے طرفداروں کے انسداد میں مصروف تھے۔ ہالیارٹس کی محافظ فوج نے اُسے بچانے کی بہت کوشش کی مگر بالآخر رومیوں نے اُس پر قبضہ کر کے اُسے تباہ کر دیا۔ دوسرے[1] مقامات سے بھی روما کے مخالف خارج کر دیے گئے۔ تھسلی میں پرسیس نے رومی لشکرگاہ میں آگ لگا کر اُسے تباہ کرنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ایک دوسرے موقع پر اُس نے روما کی رسد جمع کرنے والوں کو اچانک گرفتار کر لیا اور رومیوں کی ایک فوجی ناکے کو گھیر لیا۔ مگر وہاں کے سپاہیوں نے پوری مقاومت کی اور اصل فوج کے آنے تک اڑے رہے گو ان پر آلات منجنیق کی خوب بوچھار ہوئی۔ بادشاہ نے اپنے فیلینکس کو آگے بڑھایا مگر وہ رسد کی گاڑیوں کے بیچ میں پھنس گیا۔ کانسل اگر چاہتا تو دشمن کو سخت نقصان پہنچا سکتا مگر وہ احتیاط کو مدنظر رکھ کر باز رہا اور اس خفیف سی کامیابی پر قناعت کی۔ پرسیس موسم سرما بسر کرنے کے لیے مقدونیہ واپس ہوا اور کراسس نے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا جو سال کے اوائل میں رومیوں کے قبضے سے نکل گئے تھے۔ بوائے شیا میں اس کانسل کی حرکتیں سخت ظالمانہ تھیں خصوصاً کورونیا میں جہاں کے باشندوں کو اُس نے غلام بنا کر فروخت کر دیا گویا وہ جنگ کے قیدی تھے۔ ایپارس[2] میں پرسیس کی کامیابی کی خبروں اور روما کے طرفداروں کی جبر و تعدی سے انقلاب ہو گیا جو مقدونیہ کے موافق تھا۔ صرف ملک کا جنوبی حصہ روما کے قبضے میں رہ گیا جس سے کانسل کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اطالیہ سے آمد و رفت کے ذرائع منقطع نہ ہو جائیں اس لیے امبراسیا کے اہم شہر کی حفاظت کے لیے اُس نے ایک فوج بھیج دی۔ سمندر میں پرسیس کی قوت کچھ نہ تھی مگر اس میں رومیوں کو نقصان ہوا۔ بار برداری کے جہازوں کے ایک بیڑے پر جن میں غلہ لدا ہوا تھا دشمن نے اچانک حملہ کر دیا اور سب پر قبضہ کر لیا یا ڈبو دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یونانیوں کو پرسیس سے اس قدر ہمدردی تھی کہ وہ اسے خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ فی الجملہ ۱۷۱ ق م ۱۷۰ ق م کے

[1] پولیبیس ۲۷، ۵، ۱۶۔
[2] ہکس۔ یونانی تاریخی کتبے۔ فہرست مضامین تھسلی کے تحت میں۔

موسم سرما میں بمقابلۂ آغاز جنگ کے رومیوں کی حالت بدتر ہو گئی تھی۔ ان کی فوجی شہرت باقی نہ رہی تھی اور اس نواح کے باشندے اُن سے ناراض ہو گئے تھے۔ جنگ میں اس سے سخت دقت ہوتی ہے اور اس کا اثر جلد زائل نہیں ہوتا۔

رومیوں کی غلط بیانی

(۵۱۵) سنہ ۱۷۰ کے انتخابات ہو چکے تھے اور سرکاری عہدوں کی تقسیم عمل میں آ چکی تھی۔ کانسل ا۔ ہاس ٹی لیس مان کی نس کراسس کا جانشین ہوا۔ اور پریٹرل۔ ہارٹین سیس بیڑے کا امیر البحر ہوا۔ سینیٹ نے کورونیا کے مظالم کا حال سُن کر کراسس کی اس کارروائی کو کالعدم قرار دیا اور حکم دیا کہ جو لوگ غلام بنا لیے گئے تھے آزاد کر دیے جائیں اور اُن کے نقصانوں کی ہر طرح تلافی کی جائے مگر ظلم کی تلافی کبھی ہو نہیں سکتی، ظلم کو کوئی مٹا نہیں سکتا اور تلافی کبھی پورے طور سے ہو نہیں سکتی۔ سنہ ۱۷۰ کے واقعات ہمارے ماخذ میں جستہ جستہ بیان کیے گئے ہیں مگر ان سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس سال کے حکام نا اہلی اور ظلم میں اپنے پیش روؤں سے کم نہ تھے۔ اثنائے راہ میں قریب تھا کہ ہاس ٹی لیس قید ہو جائے اور پرسیس کے پاس بھیج دیا جائے مگر بال بال بچ گیا۔ موسم سرما میں اُس نے دو مرتبہ مقدونیہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ پہلے حملے میں وہ پسپا ہوا اور دوسرے حملے میں بھی پرسیس کے بہادرانہ طرز عمل سے اُسے ناکامی ہوئی۔ کانسل کی قطعی ناکامی کا ایک ثبوت یہ تھا کہ پرسیس کو اس قدر فرصت تھی کہ اُس نے ڈارڈانی کی خوب گوشمالی کی جو اُس کی شمالی سرحد پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ اُس نے الیریا اور ایپارس پر بھی حملہ کر دیا جس سے غالباً مقصود یہ تھا کہ وہاں کے لوگوں کو مرعوب کر کے شرکت پر مائل کرے۔ گین ٹیس کی تائید حاصل کرنے کا بھی اُسے خاص خیال تھا۔

رومیوں کی بداعمالیاں حلیفوں کی عاجزی

(۵۱۶) رومی سپہ سالاروں کی بداعمالیوں سے اہل روما کو سخت رنج ہوا۔ لکرےشیس نے اپنی بحری فوجوں سے بہت بُرے کام لیے تھے۔ ٹریبونوں نے اُسے بہت دھمکایا۔ اپنی سپہ سالاری کے آخری ایام میں اُس نے جب کہ وہ کالکس میں موسم سرما بسر کر رہا تھا وہاں کے شہریوں کو بہت پریشان کیا تھا اور

لہ لیوی ۴۳، ۴، ۷، ۸۔

ان کی عزت ریزی کی تھی اس وقت وہ لیٹظم میں مقیم تھا جو روما سے قریب ہے اور جو روپیہ اُس نے لوٹ مار سے حاصل کیا تھا اُسے خرچ کرکے ہر دل عزیز بن رہا تھا۔ ابھی اُس سے کوئی باز پرس نہ ہوئی تھی کہ اس کے جانشین کی ایک قابل نفرین حرکت کی اطلاع روما آئی جس کی طرف لوگ متوجہ ہوگئے۔ یہ دردناک آواز ابدیرا کے یونانی شہر کی تھی جو تھریس کے ساحل پر واقع ہے۔ پہلے تو ان سے اتنی رسد اور سپاہی مانگے گئے جو یہ فراہم نہ کرسکتے تھے، پھر سفارت بھیجنے کے لیے مہلت دی گئی مگر کسی نہ کسی بہانے سے اسی اثنا میں ان پر حملہ کردیا گیا اور اُن کے بیشتر افراد یا تو قتل کردیے گئے یا غلام بنا لیے گئے۔ اس شہر کے باشندے بالکل بے گناہ تھے اور غالباً روما کے آزاد حلیف تھے۔ رومی حاکم کی یہ وحشیانہ حرکت بالکل بے موقع تھی سینیٹ نے اس معاملے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور تلافی مافات کا حکم دیا جیسا کہ انھوں نے کوروینا کے متعلق کیا تھا۔ یہ وحشیانہ حرکتیں یونان ہی تک محدود نہ تھیں سال ما قبل میں کانل کـ کیسیس نے اطالیہ کی شمالی مشرقی سرحد پر یہی سلوک گالیوں اور دوسرے قبیلوں کے ساتھ کیا تھا سینیٹ نے سفیروں کی شکایتوں کو سنا اور اُسکے افعال کو منسوخ کردیا مگر اُسے سزا دینا محال تھا کیونکہ وہ ہاس ٹی لیس کے اسٹاف میں یونان میں تھا سینیٹ نے وعدہ کیا کہ اگر اُس کی واپسی پر متضرر لوگ اس مسئلے کو پھر اٹھائیں گے تو اُسے تلافی کرنے پر مجبور کیا جائیگا فی الوقت انھوں نے ان قبیلوں کے سرداروں کو تحائف دے کر رام کرنا چاہا اور اظہار ہمدردی کے لیے ایک کمیشن روانہ کیا اصل واقعہ یہ تھا کہ سینیٹ یا تو سلطنت کی فوجوں کے سپہ سالاروں کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکتی تھی یا نہ رکھنا چاہتی تھی۔ اس اثنا میں مختلف یونانی اور ایشیائی شہروں سے سفارتیں آئیں جنھوں نے نہایت عاجزی سے اپنی خدمات پیش کیں یا مراعات کے طالب ہوئے۔ ایتھنز کے سفیروں نے بیان کیا کہ رومی سپہ سالاروں نے جبراً کچھ چیزیں لی تھیں قرطاجنہ نے عجز کے ساتھ غلہ پیش کیا، اسی نسانے نے غلے کے علاوہ

لہ لیوی ۳۳ ہم ۵

سے ۵۳ ہم ۳ ، ۶ ، ۷ ۔

ایک نئی فوج بھی پیش کی۔ کریٹ سے اطلاع آئی کہ کراسس نے تیر اندازوں کی جو سپاہ طلب کی تھی بھیج دی گئی۔ مگر ان کے سفیروں کو جواب دیا گیا کہ اگر اہل کریٹ چاہتے ہیں کہ روما کے حلیف تسلیم کیے جائیں تو انھیں چاہیے کہ پرسیس کے لیے تیر انداز مہیا نہ کریں۔ یہ لطف کی بات ہے کہ سینیٹ اپنے سپہ سالاروں کو تو قابو میں نہ رکھ سکتی تھی مگر کریٹیوں سے یہ امید رکھتی تھی کہ اپنے مسلمہ حق کو چھوڑ دیں۔ کریٹیوں کا طریقہ یہ تھا کہ اپنی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے دونوں فریقوں کی ملازمت کرتے اور اگر ایک ہی فریق کا وہ ساتھ دیتے تو انھیں سخت گھاٹا ہوتا۔ کالکس سے ایک سفارت اس امر کی شکایت کرنے کے لیے آئی کہ پریٹر نے جو رومی بیڑے کا امیر البحر تھا انھیں سخت نقصان پہنچایا تھا۔ ہارٹین سیس بھی لکریشیس کی پیروی کر رہا تھا یعنی روما کے حلیفوں کو لوٹ رہا تھا اور انھیں ہر طرح سے ضرر پہنچا رہا تھا۔ کالکس ایک اہم مقام تھا اس لیے اس کے باشندوں کے نقصانات کی تلافی کے لیے ہر طرح سے کوشش کی گئی۔ ہارٹین سیس تو اس وقت دور تھا مگر لکریشیس پر مجلس عامہ کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور قبیلوں کی متفقہ رائے سے اس پر زبردست جرمانہ ہوا۔

روما کی بری حالت

(۵۱۷) مقدونیہ کی جنگ کی موجودہ حالت میں ضروری تھا کہ دونوں فریق الیریا کی طرف متوجہ ہوں۔ گین ٹیس ابھی تک مذبذب میں تھا جس سے رومیوں کو تشویش تھی اس لیے وہاں اطالیہ اور یونان کی فوج سے سپاہی بھیجے گئے اور الیریا کے جنوبی حصے میں جہاں رومی اثر غالب تھا مقامی سپاہی بھرتی کیے گئے۔ لیکن ملک کے باقی حصے میں روما کے اثر کو وسعت دینے میں ناکامی ہوئی اور رومی افسر ایک کمین گاہ میں پھنس گیا جہاں سے وہ سخت نقصان کے ساتھ واپس ہوا۔ سینیٹ کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ ہوا صورت حال پریشان کن تھی اور اس طولانی جنگ کو ختم کرنے کے لیے پوری اصلاح کی ضرورت تھی سینیٹ نے دو کمشنر اس غرض سے بھیجے کہ میدان جنگ میں جا کر اصلی واقعات سے اسے مطلع کریں۔ سنہ ۱۶۹ ق م کے

سال عیسوی ۲۷۴۳ء

انتخابات کو جلد تر عمل میں لانے کا بھی انتظام کیا گیا اور سینیٹ کے جو ارکان بیرون ملک کارگزار تھے واپس بلا لیے گئے۔ کمشنروں نے واپس ہونے پر جو حالات بیان کیے امید افزا نہ تھے۔ ضبط فوجی درست نہ تھا، سپاہیوں میں سے اکثر طویل رخصت پر تھے، کانسل لشکروں کے افسروں پر الزام رکھتا اور یہ افسر اُس پر الزام رکھتے تھے۔ اس اثنا میں پرسیس کو شاندار کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں اور روما کے حلیف ہمت ہارتے جاتے تھے۔ آئندہ معرکہ آرائی کے لیے تیاری شروع کردی گئی۔ یہ جنگ کا تیسرا سال تھا مگر اب بھی بڑے اور میدان جنگ کی فوجوں کی ضروریات کو پوری کرنے کے بعد غیر معمولی ضروریات کے لیے ایک مستحفظ فوج تیار رکھی گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مقدونیہ کی قوت کے انسداد میں اب تک کچھ کامیابی نہ ہوئی تھی۔ عام لوگوں میں ہیجانی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر معمولی واقعات کی اکثر کیفیتیں سننے میں آتی تھیں جن کے دفیعے کے لیے حسب معمول رسوم انجام دی گئیں۔ اس سال سنسروں کا انتخاب بھی ہوا۔ اس اہم مردم شماری کا ذکر ہم متعاقب کریں گے، اس وقت ہمیں اس سے سروکار صرف فوجی بھرتی کی حد تک ہے۔ کانسلوں کو معلوم ہوا کہ شہریوں کو فوجوں میں بھرتی ہونے میں بہت کچھ تامل ہے۔ دو پریٹروں نے ظاہر کیا کہ یہ قصور کانسلوں کا ہے کہ وہ جبری بھرتی سے کام نہیں لیتے اور اس کام کو خود کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ سینیٹ نے اس تجویز پر آمادگی ظاہر کی جس سے کانسلوں پر حرف گیری مقصود تھی جو ہر دل عزیزی کے خواہاں تھے۔ ہر شہری کو قسم کھانی پڑتی تھی۔ اس قسم میں سنسروں نے پریٹروں کو مدد دینے کی غرض سے ایک فقرے کا اضافہ کر دیا جس کی رو سے ۴۶ سال سے کم عمر کے تمام شہریوں کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ جب فوجی بھرتی شروع ہوگی تو وہ حاضر ہو جائیں گے۔ خاطیوں کو اس سے تنبہ ہو گیا کہ اگر انھوں نے اپنے فرائض سے پہلو تہی کی تو حقوق شہریت سے محروم ہو جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۱ روز کے عرصے میں بھرتی کا کام ختم ہو گیا۔ سنسروں نے اپنے اقتدار سے اُن لوگوں کو جو اطالیہ میں رخصت پر تھے، یونان واپس جانے پر مجبور کیا۔ بالمختصر

---

۵۱ لیوی ۴۳، ۱۴۔

اس طرز عمل کو اختیار کرنے سے جمہوریہ کا پرانا طریقہ از سر نو جاری ہو گیا جس کی رو سے شہری اور سپاہی میں کوئی فرق نہ تھا اور آئندہ مردم شماری تک باقی تھا مگر سنسروں کی اس انتہائی کارروائی سے ظاہر تھا کہ زمانہ بدل گیا تھا اور قدیم نظام فوجی موجودہ ضروریات کے لیے ناکافی تھا۔

یونان کی غیر مطمئن حالت

(۵۱۸) روما کے افسروں کے مظالم اور استحصال بالجبر کے سلسلے میں سینیٹ نے ایک عام حکم نافذ کر دیا جس کی رو سے حلیفوں کو ممانعت کر دی گئی کہ جب تک سینیٹ حکم نہ دے جنگی اغراض کے لیے کوئی شے نہ دی جائے۔[۱] ناجائز مطالبات کا یہ انسداد بالعموم پسند کیا گیا اور اتحاد اکائی کی مجلس کو اس سے بالخصوص اطمینان ہوا۔ نئے کانسل کے آنے کے قبل ہاس ٹی لیس نے جواب پر وکانسل تھا اس حکم کی دو نائبوں کے ذریعے سے باضابطہ اشاعت کی۔ ان نائبوں کو معلوم ہوا کہ اے ٹولیا میں باہمی نزاعوں کی وجہ سے عنقریب خانہ جنگی ہونے والی ہے۔ انھوں نے قیام امن کے لیے کفیل لیے اور اکارنیا جہاں کی حالت بالکل ایسی ہی تھی پرسیس کی کامیابیوں سے یونانیوں کی حالت متزلزل ہو گئی تھی۔ روما کی سیادت ان کو شاق گزرنے لگی تھی، مقدونیہ کی سیادت ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ انھیں گراں گزرتی مگر ابھی تک وجود میں نہیں آئی تھی آکائیوں پر رومی نائبوں کو شبہہ تھا کہ وہ سہل انکاری سے کام لے رہے ہیں مگر انھوں نے تصفیہ کر لیا کہ سرگرمی کے ساتھ روما کی معاونت کرنی چاہیے۔ اس موسم سرما میں پرسیس الیریا میں اپنی تدبیروں کو کارگر بنانے میں مصروف تھا۔ اُس نے اُن اضلاع پر حملہ کر دیا جو اس کی سرحد کے قریب تھے۔ اُسے پورے طور پر غلبہ حاصل ہوا اور اُس نے متعدد رومی سپاہیوں کو قید کر لیا جو مختلف محافظ فوجوں میں موجود تھے۔ اپنی قوت کا کافی ثبوت دے کر اُس نے گین ٹیس کو آمادہ کرنا چاہا کہ اس جنگ میں روما کے خلاف میں اُسکا شریک ہو۔ گین ٹیس شرکت پر راضی تھا مگر الیریا کے وحشی پہاڑیوں کو فوجوں میں جمع کرنے کے لیے روپے کی ضرورت تھی۔ اُس کے جواب کا خلاصہ یہ تھا کہ روپے سے

[۱] لیوی ۴۳-۱۷۔ پالی بیس ۲۸-۶۷۔

اس کی مدد کی جائے۔ پرسیس کا بخل اس میں سد راہ ہوا، کئی سفارتیں آئیں اور گئیں گین ٹھیس روپیہ مانگتا تھا اور پرسیس پہلو تہی کرتا تھا۔ اس نامہ و پیام کے دوران میں پرسیس نے پنڈس کے سلسلۂ کوہ کو اس امید میں طے کیا کہ فوجی مظاہرہ کر کے آتے ٹولیوں کو اپنی طرف مائل کرے۔ اس کا پہلا وار اسٹرے ٹس پر ہوا مگر عین موقع پر ایک رومی فوج نے اس پر قبضہ کر لیا اور اتے ٹولیوں کی ایک جماعت کو جو اس کے دوستوں نے اس کی امداد کے لیے بھیجی تھی اس واقعے کو دیکھ کر رومیوں سے مل گئی اور پرسیس اپنا وقر کھو کر ناکام واپس ہوا۔ الیریا اور ایپائرس میں رومی افسروں کی فوجی کارروائیاں رائگاں گئیں مگر ان کا ذکر ہم بیان نہ کریں گے، صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ موسم بہار آگیا تھا مگر گین ٹیس کا اب تک بے کار تھا۔

فلپس ۱۶۹ ق م۔ مارکیس فلپس اب بحیثیت کانسل خدمت سپہ سالاری پر فائز ہوا۔ اس کے تقرر سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ روما کا نظام فوجی ایک زبردست جنگ کے لیے ناکافی تھا۔ ۱۸۶ء میں وہ کانسل تھا اور لیگیوریا میں اُسنے ایک خفیف سی معرکہ آرائی کی تھی جس میں اس کی فوج ایک کمین گاہ میں پھنس گئی اور نہایت ذلت کے ساتھ وہاں سے فرار ہو کر فوج کے ایک چھوٹے سے حصے کے ساتھ واپس آیا۔ اُس کی سیاسی زندگی زیادہ تر عصر عدالتی اور سفارتی کاموں میں گزر رہی تھی۔ پرسیس کے ساتھ حالیہ نامہ و پیام میں اُسنے جو بے ایمانی کی تھی وہ قدیم طرز کے ایماندار اراکین سینیٹ کو ناگوار گزری تھی۔ مگر سینیٹ نے بحیثیت مجموعی اس کے اس فعل سے چشم پوشی کی اور اس کو سلطنت کے مفاد کی سلامتی کی کوشش پر محمول کیا۔ اُسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی مگر اس میں کام کرنے کا جوش اب بھی باقی تھا اور اپنے فوجی فرائض بذات خود انجام دینے پر مستعد تھا باوجودیکہ وہ بوڑھا اور موٹا ہو گیا تھا۔ تھسلی پہنچ کر اُسے معلوم ہوا کہ فوج کی حالت اچھی ہے اور جنگ فوراً شروع کی جا سکتی ہے۔ اس کے پیش رو ہاس ٹی لیس نے ضبط فوجی کو بحال کر دیا تھا اور مقامی حلیفوں کی حفاظت کرنے کے متعلق سینیٹ کے احکام کی پوری طور سے تعمیل کی تھی۔ اس لیے یہ طے ہوا کہ تھسلی میں پڑا رہنا فضول ہے اور مقدونیہ پر حملہ کر دینا چاہیے۔

پریڈرک۔ مارکییس فیگوس نے بیڑے کے ساتھ فوج کے متوازی دشمن کے ساحل پر پیشقدمی کی۔ پرسیس کو اس کی خبر ہوگئی اس لیے اُس نے تمام دروں پر قبضہ کر لیا۔ مگر اُس نے خود وار کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ رومیوں کا منتظر رہا کہ محض دفاعی کارروائی میں نقصان ہوتا ہے۔ کانسل نے بالآخر اپنی راہ کا تعین کیا اور ایک درے کو تجویز کیا جو کوہ اولمپس کے جنوبی حصے میں ہے۔ راستہ دشوار گزار تھا مگر فوج پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئی اور پرسیس کے ہلکے اسلحہ والے سپاہی اُسے روک نہ سکے۔ اب رومی واپس نہ ہو سکتے تھے اور اُتار میں اس قدر دقتیں تھیں کہ تمام رومی فوج کو دشمن تباہ کر سکتا تھا مگر پرسیس کی بے ہمتی اور بے پروائی سے وہ صحیح و سلامت نیچے پہنچ گئی۔ مگر وہاں پہنچ کر رومیوں نے جب ادھر اُدھر دیکھا تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ ایک جال میں پھنس گئے ہیں۔ وہ اُس وقت ایک تنگ قطعۂ زمین پر تھے جس کی ایک طرف سمندر تھا اور دوسری طرف کوہ اولمپس اور وہاں سے نکلنے کی صرف دو صورتیں تھیں، یا تو ٹمپ کے مشہور درے سے واپس ہوں جو پے نیس ندی کے کنارے ایک تنگ راستہ تھا یا ساحل کی سڑک سے ڈیم اور پڈنا کی طرف پیش قدمی کریں جیسا کہ سابق میں اُسے اتفاق ہوا تھا۔ مارکییس پھر ایک پھندے میں پھنس گیا تھا یعنی پیچھے جانے کی راہ میں ایک مقدونی فوج تھی اور اگر آگے بڑھتا تو اُسے پرسیس کی اصل فوج کا مقابلہ کرنا پڑتا۔ پرسیس کو صرف تھوڑے سے صبر کی ضرورت تھی۔ اگر وہ سکوت کرتا تو رومیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو جاتی مگر سکندر اعظم کے اس جانشین میں اس قدر ہمت کہاں تھی۔ اُس نے اپنے دور اُفتادہ فوجی ناکوں کو اُٹھا لیا۔ موقع سے اُسے جو نفع حاصل تھا اُس سے دست کش ہو گیا، ڈیم کا تخلیہ کر دیا اور وہاں کے باشندوں اور سونے کے مجسموں کو کہیں اور بھیج دیا۔ اس طور پر رومی فوج کو بغیر کسی محنت کے آگے بڑھنے کا موقع مل گیا اور عقب کی طرف اُس کے ذرائع آمد و رفت کھل گئے۔ اخلاقی قوت اور اخلاقی کمزوری کے حربی نتائج کا اظہار اس بیّن طریقے پر کبھی نہ ہوا ہوگا۔

(۵۲۰) مارکییس اب آگے بڑھا اور ڈیم پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا مگر رسد کی کمیابی سے اُسے رجعت اختیار کرنی پڑی۔ درہ ٹمپ کی طرف سے ذرائع آمد و رفت

پرسیس کی گھبراہٹ

کے مستحکم کرنے کی طرف اب وہ متوجہ ہوا۔ مقدونیوں نے اپنے قلعوں میں جو رسد اچھوڑی تھی اُس سے اس کی ضروریات فی الحال پوری ہوگئیں۔ پرسیس نے اب پھر کچھ ہمت کی مگر سمندر اور اولمپس کے درمیان ایک مقام کے مستحکم کر دینے پر اکتفا کیا اور اس کے بعد پھر دفاعی کارروائی شروع کر دی۔ رومیوں نے اس کی فوج سے قریب ایک شہر پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا۔ اس نے گھبراہٹ میں حکم دے دیا تھا کہ اس کا خزانہ ڈبو دیا جائے اور تھی سالونی کا میں جو اسکا فوجی مخزن تھا جلا دیا جائے۔ خزانہ تو ڈبو دیا گیا مگر مخزن بچ گیا۔ اُس نے خزانہ پھر نکال لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے اُن افسروں کو بھی قتل کرا دیا جنھیں خزانے کے ڈبونے کے احکام دیے گئے تھے اور اُن غواصوں کو بھی جنھوں نے خزانہ نکالا تھا۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اُس کی گھبراہٹ کا حال کسی کو معلوم نہ ہو۔ رومیوں کے مقدونیہ میں گھس آنے کا الزام وہ اپنے سپہ سالاروں کے سر رکھتا تھا۔ مگر رومیوں کو کوئی نمایاں کامیابی نہ ہوئی گو اُس کا دشمن اس قدر بودا تھا۔ بیڑا اپنے کام میں مشغول تھا پہلے مقدونیہ اور کال کی دی کی کے ساحل پر اور پھر میگ نے شیا کے قرب وجوار میں۔ کئی جگہ اس کے سپاہی اُترے اور بعض مقامات کا محاصرہ کیا گیا مگر بسا اوقات اس میں ناکامی ہوئی ہے۔

روڈز (۵۲۱) اب ہم جنگ کی اس نوبت پر پہنچے ہیں جبکہ ہمیں پالی بیس کی تاریخ کے غیر مکمل ہونے سے سخت افسوس ہوتا ہے۔ روما کے حلیفوں میں ناچاقی ہو گئی تھی یا ہو چلی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دوسرے پر اعتماد نہ رہا اور سازشوں اور نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کوئی ایسا واقعہ ہمیں نہیں ملتا جس کے ذریعے سے ہم ان پیچیدہ واقعات کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ واقعات مابعد سے بھی ہم اس زمانے کے متعلق کوئی نتائج اخذ نہیں کر سکتے۔ یہ نتائج روما کے نقطۂ خیال سے پیدا ہوئے تھے اور رومیوں کا نقطۂ خیال بسا اوقات حقیقت پر مبنی نہ ہوتا تھا۔ یہ واقعات مختصر طور پر حسب ذیل تھے۔ مشرقی جنگ میں شام کو فتح حاصل ہوئی۔ اینٹوکس مصر میں گھس گیا اور وہاں کی حکومت ابتری کی حالت میں تھی۔ روما اور پرسیس کی جنگ کے مقابلے میں اس جنگ سے روڈیوں کو

زیادہ نقصان پہنچ رہا تھا۔ روما کے لیے انھوں نے بہت کچھ ایثار کیا تھا مگر مقدونی جنگ میں رومیوں کے لیے کچھ نہ بنتا تھا۔ اس کی وجہ سے تجارتی کاروبار کو سخت نقصان تھا اور جب تک کہ روما مقدونیہ سے نپٹ نہ لے وہ شرق میں امن قائم نہ کر سکتا تھا۔ روڈز میں مقدونیہ کے طرفدار گرانی سے کام لے کر بے چینی پھیلا رہے تھے مگر روما کے طرفدار اب تک برسر اقتدار تھے۔ وہاں کی حکومت نے دو سفارتیں بھیجیں جو سفیر روما گئے انھوں نے دوستی کی تجدید[1] کی خواہش کی اور بددلی کے متعلق صفائی پیش کی جس کا ان پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے سلطنت روما میں غلہ خریدنے کی اجازت چاہی۔ یہاں تک تو خیر گزری سفیروں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ ہوا اور انھیں سسلی میں غلے کی ایک مخصوص مقدار خریدنے کی اجازت دی گئی۔ کانسل مارکیس کے پاس جو سفیر گئے تھے انھیں صرف اپنا پیام پہنچانے سے سروکار تھا اور ان کے وہاں پہنچنے سے خاص تجلیاں پیدا ہو گئیں۔

(۵۲۲) اکائیوں نے جب تھسلی میں رومیوں کو مدد پہنچانے کا تہیہ کیا تو انھوں نے مارکیس کے پاس سفیر[2] بھیجے تاکہ اسے اس امر کی اطلاع کریں اور دریافت کریں کہ کس مقام پر اکائی فوج اس سے جا ملے۔ اس سفارت کا سرغنہ پالی بئیس تھا جو اب اتحاد کا دوسرا افسر تھا۔ کانسل اس وقت پہاڑ کو پار کرنے کی فکر میں تھا اس لیے اس نے اپنا پیام نہ پہنچایا بلکہ جب فوج سلامتی کے ساتھ درے میں سے گزر گئی تو اس نے کانسل کو اتحاد کی تجویز سے آگاہ کیا اور اسے مطلع کیا کہ جنگ کے آغاز ہی سے اتحاد نے روما کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ مارکیس نے اطمینان ظاہر کیا مگر اس پیش کردہ امداد کے لینے سے عدم ضرورت کی بنا پر انکار کر دیا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو پریشان اور زیر بار کرنا نہیں چاہتا۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ حالیہ ہزیمتوں کی وجہ سے ایپائرس میں رومی فوج معرض خطر میں تھی اور وہاں کے اکائی

[1] لیوی ۴۲، ۱۴۔
[2] پالی بئیس ۲۸، ۲۔
[3] پالی بئیس ۲۸، ۱۲، ۱۳۔

افسر نے درخواست کی تھی کہ ... ۵ آکائی اس کی امداد کے لیے بھیج دیے جائیں۔ مارکیس نے پالی بیس کو فوراً واپس کر دیا اور کہا کہ امدادی فوج ہرگز نہ بھیجی جائے کیونکہ اس کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ہدایتیں خانگی طور پر دی گئی تھیں، اس لیے جب یہ معاملہ آکائی اتحاد کی مجلس میں پیش ہوا تو پالی بیس سخت مخمصے میں تھا کہ اس پیام کو کس طرح بیان کرے۔ اس نے اس معمے کو اس طرح حل کیا کہ مارکیس کا حکم سینیٹ کے حکم پر مبنی ہے جو ناجائز مطالبات کے متعلق نافذ ہوا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مارکیس نے یہ عجیب و غریب طریقہ کیوں اختیار کیا۔ پالی بیس نے بادل ناخواستہ اس کے دو حل پیش کئے ہیں یعنی یا تو وہ آکائیوں پر بار نہیں ڈالنا چاہتا تھا یا وہ ایپائرس کی معرکہ آرائی میں کامیابی کو پسند نہ کرتا ہو۔ مارکیس کے حالات اور خصائل سے ہم واقف ہیں اس لیے پہلے حل کو ہم صحیح نہیں خیال کر سکتے کیونکہ وہ اس کی سرشت کے خلاف تھا۔ البتہ اصلی کارروائی بغض و حسد پر مبنی ہو سکتی تھی جیسا کہ صورت ثانی میں بیان کیا گیا ہے مگر مارکیس کو معلوم ہوگا کہ سینیٹ جنگ کے طول کھینچنے سے ناراض ہے اسلیے قرین قیاس نہیں ہے کہ اس کے طول دینے کے لیے اس نے عمداً کوشش کی ہوگی۔ روما کے دستور کی پالی بیس نے جو تنقید کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ رائے قائم کرنے میں پالی بیس اکثر حقیقت حال معلوم کرنے سے چوک جاتا ہے۔ اصل وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مارکیس کو آکائیوں پر اعتماد نہ تھا اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ایک ایسی فوج مجتمع ہو جو کسی نازک موقع پر دشمن سے جا ملے۔ اسے غالباً یہ معلوم ہوگا کہ لیوسی نیس اپنے بھائی اٹالس کے ذریعے سے اس امر کی کوشش کر رہا تھا کہ پیلوپونے سس میں اس کے اعزاز میں جو مجسمے اور کتبے وغیرہ تھے از سر نو بحال کر دیئے جائیں۔ اس کے یہ اعزاز ایک زمانے میں کثرت سے تھے مگر کسی نہ کسی وجہ سے معدوم کر دیے گئے تھے۔ اس درخواست پر توجہ کیا تھ غور کیا گیا، اس توجہ کو پالی بیس اپنی ایک تقریر پر محمول کرتا ہے۔ مگر دوما بغیر اپنے

۱؎ پالی بیس ۲۸، ۱۷۔

توسط کے اپنے حلیفوں میں گہرے تعلقات کا پیدا ہونا پسند نہ کرتا ہوگا اور مارکیس ایسے پختہ کار مدبر کو ضرور خیال ہوا ہوگا کہ یومی نیس صرف اعزازات مذکور کا خواہاں نہیں ہے بلکہ اُس کی غرض کچھ اور ہے۔ رومیوں کو اب یومی نیس کی وفاداری کی طرف سے شبہہ ہونے لگا تھا۔ بیان[۱] کیا گیا ہے کہ اُس کا ایک کریٹی[۲] افسر مقدونی فوج کے بعض کریٹی[۳] افسروں سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس وقت تو الزام یہی تھا مگر کریٹیوں کے نام لینے ہی سے غداری کا خیال دل میں آتا ہے۔ پالی بیس کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یومی نیس کریٹ کی لاتمناہی نزاعوں[۴] میں دخل دے رہا تھا۔ پس اگر مارکیس کو آکائیوں پر اعتماد نہ تھا تو یہ رومیوں کے عام طرز عمل اور خود اُس کی خصائل کے خلاف نہ تھا۔

مارکیس کی عیاریاں

(۵۲۳) روڈی سفیروں نے کانسل کو ٹمپے[۵] کے درے کے شمال میں ساحل کے قریب پایا۔ اس نے دوستانہ طور پر ان کا خیر مقدم کیا اور انھیں یقین دلایا کہ وہ روما کے بہت پرانے دوست ہیں اور ان پر جو اتہام عاید کئے جاتے تھے ان پر کبھی خیال نہ کیا جائے گا۔ اسی طرح انھیں بھی روما سے بدگمانی نہ کرنی چاہئیے۔ روڈی سفیر اس کی اس نیک نیتی سے خوش ہوئے۔ مگر صفحات تاریخ میں متعدد اشخاص کا ذکر آیا ہے جو بظاہر تو خوش اخلاق معلوم ہوتے تھے مگر جنھوں نے لوگوں کو سخت دھوکے دیئے ہیں۔ پالی بیس کا بیان ہے کہ مارکیس نے اس خوش اخلاقی سے اپنی عیاری اور بے ایمانی کو چھپانا چاہا۔ اُس نے سفارت کے صدر کو خانگی طور پر یہ مشورہ دیا کہ روڈز کو چاہئیے کہ اس جنگ کو ختم کرا دے۔ کیونکہ یہ اس کے قدیم طرز عمل کے مطابق ہوگا یہ مشورہ جن اغراض کی بنا پر دیا گیا وہ نیک نیتی پر مبنی نہ تھیں اور اُس کی متعدد[۶] توضیحیں کی گئی ہیں۔ پالی بیس نے دو وجوہ لکھی ہیں۔ اولاً

۱ؐ پالی بیس ۲۹، ۶۔
۲ؐ پالی بیس ۲۸، ۱۵۔
۳ؐ پالی بیس ۲۸، ۱۶، ۱۷۔
۴ؐ پالی بیس ۲۸، ۱۷، ۱۲ سے بین مقدونیہ ۱۷۔ یہ اغلب ہے کہ مشرقی جنگ کے

مارکیس چاہتا تھا کہ پرسییس کی جنگ ختم ہو جائے ورنہ اُس کے طول کھینچنے سے روما کو مشرقی معاملات میں دخل دینے کا موقع نہ ملیگا کیونکہ مصر کی حالت اچھی نہ تھی اور ممکن تھا کہ اینٹوکس قابو سے نکل جائے۔ اگر اس توضیح کو صحیح خیال کیا جائے تو مارکیس کا مشورہ نیک نیتی پر مبنی تھا۔ دوسری توضیح جسے پالی بیس زیادہ صحیح سمجھتا ہے یہ تھی کہ مارکیس کو یقین تھا کہ مقدونیہ کی جنگ جلد ختم ہو جائیگی اور وہ چاہتا تھا کہ روڈیوں کی حالت ایسی ہو جائے کہ وہ روما کے پنجے میں پھنس جائیں کیونکہ روڈیوں کی اس مداخلت کو رومی ضرور ناپسند کرتے اور جنگ کے بعد جب تصفیہ ہوتا تو "پرانے دوستوں" کے ساتھ جو سلوک وہ چاہتے کرسکتے۔ مگر یہ عیارانہ تجویز جو مارکیس کے ساتھ منسوب ہے اس نوع کی ہے کہ صرف دوسری صدی ق م کے یونانیوں کے دماغ میں آسکتی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ توضیح صحیح ہو مگر یہ معاملہ اس قدر پردۂ خفا میں ہے کہ اس کو واضح کرنا ناممکن ہے[1]

(۴۲۵) لیوی کا تذکرہ بھی اس موقع پر پہنچ کر اغلاط کا ایک مجموعہ بن جاتا ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ ۱۶۹ء کی جنگ کے موسم میں شمالی مشرقی اطالیہ کے بعض گالیوں نے امدادی فوجیں بھیجنے پر آمادگی ظاہر کی مگر اس امداد سے اخلاقاً انکار کر دیا گیا کیونکہ پہاڑوں کے پار سے کسی قسم کی مداخلت پسند نہ کی جاتی تھی خواہ وہ امداد ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جیسے جیسے سال ختم ہوتا گیا اہل روما کو جنگ کے ختم کرانے کی فکر ہوتی گئی۔ کانسل نے اپنی کامیابیوں کی اطلاع دی اور اپنے سپاہیوں کے لیے سرمائی کپڑے اور سواروں کے لیے گھوڑے طلب کیے۔ اسکے علاوہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ معاملے پر مارکیس اور روڈیوں کے درمیان بحث ہوئی ہو۔ پالی بیس ۲۸، ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹ نے مارکیس کو اختیار دے دیا تھا کہ بطلیموس سے خط و کتابت کر کے اس معاملے کو طے کرے اور ۲۸، ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ روڈیوں کی ایک سفارت سکندریہ کو صلح کرانے کے لیے گئی تھی مگر یہ کارروائی عام صلح کی کارروائی سے مختلف ہے۔ اسے ہین کا خیال ہے کہ یہ پرسییس کی جنگ سے متعلق ہے۔ اور اسکا خیال صحیح ہے۔

[1] لیوی ۴۴، ۱۴۔

ایپائرس میں غلہ خرید کیا گیا تھا اور جس کے دام نہیں دیے گئے تھے۔ فوج کی تمام ضروریات پوری کر دی گئیں اور ایک چھوٹے سے معاملے کا تصفیہ کیا گیا یعنی ایک فرار شدہ مقدونی کو انعام دیا گیا۔ اس شخص نے پرسیس کو مشورہ دیا تھا کہ جنگ نہ کرے جس کی وجہ سے اس پر شبہہ ہونے لگا اور بالآخر بھاگنے پر مجبور ہوا۔ رومی سپہ سالار کو اس نے بہت کچھ مدد دی تھی۔ اس شخص کی خاص آؤ بھگت کی گئی اور ٹارین ٹم کے سرکاری علاقے میں سے کچھ زمین اُسے دی گئی جو دوسری جنگ فنیقی کے بعد اہل ٹارین ٹم سے لے لی گئی تھی۔ اس شخص کو روما کا شہری نہ بنایا گیا بلکہ (Socius) یعنی اطالوی حلیف بنایا گیا۔ یہ شخص مقدونیہ کے معززین میں سے تھا مگر معلوم نہیں کہ اپنی مادر وطن کو کیا نقصان پہنچا کے اُس نے یہ انعام حاصل کیا۔ البتہ اس قصے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کا رنگ کیا تھا۔ انتخابات کا زمانہ اب قریب آرہا تھا اور تمام روما ایک ایسے شخص کی تلاش میں تھا جو اس جنگ کو ختم کر سکے[۱]۔

پالس (۵۲۵) اس کام کے لیے ایمی لیس[۲] پالس کا انتخاب ہوا جس کا باپ کینی کی جنگ میں کام آیا تھا۔ یہ ایک قدیم پٹری شین خاندان کا رکن تھا جس کا جمہوریہ کی تاریخ میں اعزاز کے ساتھ ذکر تھا۔ اس کی خاندانی روایات قدیم خیالات کے لوگوں کی تھیں مگر اس کی بہن کی شادی سی پیو افری کانس سے ہوئی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نئے خیالات کے لوگوں سے بھی ناآشنا نہ تھا۔ پہلے پہلے اُس نے چھوٹی خدمتیں انجام دیں اور ایڈائل مقرر ہونے پر خاص سرگرمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد وہ

---

[۱] لیوی ۴۴-۱۶، ۴

[۲] پلوٹارک نے پالس کی جو سوانح عمری لکھی ہے وہ اس کی رومی سوانح عمریوں میں بہترین ہے اس کے لکھنے میں اُس نے پالی بیس کی تاریخ اور سی پیو ناسی کا کے ایک خط سے مدد لی ہے جس میں اُس نے مقدونیہ کی جنگ کا ذکر لکھا ہے۔ اُس نے ایک شخص لیوی ڈوبیس کا ذکر کیا ہے جس نے ایک تاریخ لکھی تھی جس میں پرسیس کی طرفداری کی گئی ہے۔ بعض امور میں پلوٹارک اور لیوی میں اختلاف ہے۔

اگس ہوا اور اس مقدس جماعت کے کاغذات کو بہت غور سے پڑھتا تھا۔ فوجی ملازمت میں بھی اس کا رجحان وہی تھا یعنی ضبط فوجی کے قائم رکھنے میں بہت سخت تھا۔ ہسپانیہ بعیدہ[1] میں بحیثیت پریٹر اور لیگیوریا میں بحیثیت کانسل اس نے معرکہ آرائیاں کی تھیں اور گو اُسے کئی مرتبہ ہزیمتیں ہوئیں مگر بالآخر فتح کا سہرا اُسی کے سر رہا۔ ہر دل عزیزی حاصل کرنے کی کوشش کو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ باوجود متعدد مواقع کے وہ حرص و ہوس سے بچیا رہا اور غربت میں بسر کرتا رہا۔ مفتوح قوموں کے ساتھ اس کی انصاف پسندی اور ترحم کا یہ ثبوت ہے کہ جب ہسپانیہ کے مظلوم باشندوں نے اپنے نقصانات کی تلافی چاہی تو اسی سے امداد کی استدعا کی۔ ممالک کی تسخیر اور لوٹ مار کے وہ ہمیشہ خلاف تھا اور وہ اُن کمشنروں میں سے تھا جو ۱۸۷ء میں لیس ولسو پر معترض ہوئے جو گلاتی جنگ کے متعلق جشن فتح منانا چاہتا تھا کیونکہ یہ جنگ محض جبر و ستم پر مبنی تھی۔ ایسی اولوالعزمی تھی مگر اپنے ملک کے فائدے کا اُسے زیادہ خیال تھا۔ یہ خوبی اس زمانے میں شاذ و نادر تھی کیونکہ لوگوں کو مفاد قومی کے بجائے اپنے ذاتی فائدے کا زیادہ خیال تھا۔ گو اُس زمانے کے معیار کے لحاظ سے وہ ایک قابل مقرر تھا مگر نہ تو مجلس قومی نہ عدالتوں میں مقدمات کے ضمن میں وہ طولانی تقریریں کرتا تھا۔ ۱۸۲ء میں وہ کانسل ہوا، مگر اُسے دوبارہ منتخب ہونے کی آرزو نہ تھی۔ ایک دفعہ تو کسی نے اس کا لحاظ نہ کیا اور ایک دفعہ اُسے انتخاب میں شکست ہوئی جس کی وجہ سے وہ خدمت آگری کے فرائض میں منہمک ہو گیا اور اُسے اپنے بیٹوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی۔ ان خوش قسمت نوجوانوں کے لئے اُس نے منتخب یونانی اساتذہ رکھے تھے جو انھیں سواری اور کھیل کود کے علاوہ بلاغت اور فنون لطیفہ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ قدیم رومی طریقے پر بھی اُن کی تربیت ہوئی تھی۔ پالس خود بھی تعلیم یافتہ آدمی تھا مگر اپنے بیٹوں کو اُس نے اپنے سے بہتر تعلیم دلائی۔ خود بھی یونانیوں سے اُن کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا گو حکام روما اسے کسر شان خیال کرتے تھے اور یونان کے گزشتہ شاندار

[1] دیکھو کتبہ جو فقرہ ۶۸۸ (ب) میں مذکور ہے۔

کارناموں کی طرف بھی اس کی توجہ تھی۔ اس فرض شناس باپ اور ایماندار شہری کی باخبر اشخاص خاص وقعت کرتے تھے اور مختلف طبقوں کے سربرآوردہ اشخاص سے اُس کے خاص تعلقات تھے۔ اس کی پہلی بیوی پاپی ریا سے چار اولادیں ہوئیں۔ بڑے لڑکے کو اُس نے بغرض تبنیت خاندان فےبیس کے ایک رکن کو دے دیا جو ہینی بال کے پیرانہ سال مخاصم فےبیس کا بیٹا تھا، دوسرے بیٹے کو اُس نے اپنے بہنوئی افریکانس سپی یو کے بیٹے کو اسی غرض سے دیدیا۔ بڑی بیٹی کیٹو کے بیٹے سے بیاہی گئی اور چھوٹی اےلیس ٹوبیرو سے۔ یہ ایک سادگی پسند شخص تھا جس کی زندگی سبق آموز تھی۔ یہ ایک مشترک خاندان کا رکن تھا جس میں اُس کے سولہ عزیز مع اپنے کنبوں کے تھے جیسا کہ قدیم روما میں رواج تھا۔ لیکن پالس نے کسی خاص وجہ سے پاپی ریا کو طلاق دے دی اور ایک دوسری عورت سے شادی کی جس سے کم از کم دو بیٹے ہوئے۔ ان لڑکوں کے پیدا ہونے کے بعد جب اُسے اپنی نسل کی بقا کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو اُس نے اپنی پہلی بیوی کے بیٹوں کو دوسرے گھرانوں میں منتقل کردیا مگر سوئے اتفاق سے اُسکے خاندان کا چراغ گل ہوگیا اور جن خاندانوں کو اس نے اپنے بیٹے دیدیے تھے باقی رہے۔

(۵۲۶) دوسروں کی غلطیوں کی اصلاح کرنے کے لیے اس شخص نے ۶۰ سال کی عمر میں دوبارہ کانسلی قبول کی مگر بہت منت وساجت سے معمولی کانسلوں نے جنھیں قوم نے منتخب کیا تھا تین سال تک سوائے تضئیع اوقات کچھ نہ کیا تھا۔ پالسؔ کا قرعہ اندازی[1] کے ذریعے مقدونیہ کا سپہ سالار ہونا ایک اہم امر تھا یہ سپہ سالار فی الحقیقت فن سپہ گری سے آشنا تھا اور اُس کی قابلیت میں کلام نہ تھا۔ اس سے یہ امید تھی کہ اپنے ملک کے لیے جو ضروری خیال کرے گا ضرور کرے گا اور حرص یا حسد یا سہل انکاری، یا کم ہمتی سے اپنی کارکردگی میں فرق آنے نہ دیگا۔ اُس نے انتظامات فوراً اپنے ہاتھوں میں لے لیے اور اُس کی ہدایت سے تین کمشنر میدان جنگ روانہ کیے گئے۔

ایک سپاہی کا سپہ سالار ہونا۔

[1] پلوٹارک نے معتبر ماخذ کی پیروی کی ہے اور اس کا بیان ہے کہ قرعہ اندازی نہیں ہوئی بلکہ خاص طور پر یہ کمان اُس کے سپرد ہوئی۔

تاکہ عینی مشاہدے کے بعد اصل حالات سے روما میں آکر اطلاع دیں۔ اُن کے غیاب میں سکندریہ سے ایک سفارت یہ شکایت[1] کرنے کے لیے آئی کہ انطیوکس مصر پر قبضہ کر رہا ہے اور دارالسلطنت کا اُس نے محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ معاملہ نہایت اہم تھا کیونکہ اپنے مفاد اور مصالح کے لحاظ سے روما انطیوکس کو یہ اجازت نہ دے سکتا تھا کہ مصر کے ذرائع سے متمتع ہو یا خاندان بطلیموسی کی حکومت کو تہ و بالا کر دے۔ چنانچہ ک۔ پاپی لیس لائی ناس کی سرکردگی میں ایک سفارت اس امتناعی حکم کے ساتھ بھیجی گئی کہ فریقین فوراً جنگ سے باز آئیں۔ اس سفارت کا ہم پھر ذکر کریں گے۔ کمشنر یونان گئے تھے وہ جلد واپس آئے اور جو حالات اُنھوں نے سنائے قابل اطمینان نہ تھے۔ اصل فوج کی معرکہ آرائیاں محض بے سود ثابت ہوئی تھیں اور میدان جنگ میں فریقین میں سے کسی کے غالب آنے کی صورت نظر نہ آتی تھی الیریا کی رومی فوج اس قدر نہ تھی کہ مقدونیہ پر مغرب سے حملہ کر سکے بلکہ خود تباہی کے خطرے میں تھی اور اُسے یا تو واپس بلا لیا جائے یا اُسکی مقررہ تعداد کی تکمیل کی جائے۔ بیڑے کی حالت افسوسناک تھی۔ ملاحوں میں سے جو باقی تھے اُنھیں تنخواہ اور کپڑے نہیں ملتے تھے۔ جاڑا بہت سخت تھا۔ رسد کی کمی تھی اور پرسیس اپنی پوری فوج کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹا ہوا تھا۔ یہ گاھم کے بیڑے کی نقل و حرکت کچھ سمجھ میں نہ آتی تھی اور گو اٹالس وفاداری پر قائم تھا مگر یومی نیس اپنے عہد پر قائم نہ تھا۔

جنگ کی واقعی تیاریاں (۱٦۹ ق م) پالس ساز بردست آدمی جب سینیٹ کا مشیر کار ہو گیا تو یہ سب خرابیاں چشم زدن میں دفع ہو گئیں۔ پریٹر ل۔ انی کیس عدالتی خدمت سے ہٹا کر الیریا کی فوج کا افسر اعلیٰ مقرر ہوا اور ایک زبردست فوج اس کے ساتھ کر دی گئی۔ لیجن کے ٹری بیونوں کے انتخاب میں پالس کو کامل آزادی عطا کرنے کا انتظام کیا، اس کے تمام لیجنوں میں چھ ہزار پیدل اور تین سو سوار رکھے گئے، اور تمام بیکار لوگ نکال دیے گئے۔

[1] پالی بیس ۲۹، ۲۳، ۵ سے ظاہر ہے کہ بطلیموسوں نے آکائی اتحاد سے بھی امداد کی درخواست کی تھی کیونکہ اُنھیں اندیشہ ہوگا کہ دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے روما فوری امداد نہ بھیج سکے گا۔

بیڑے میں بھی اضافے ہوئے۔ حلیفوں کی بھرتی میں ایک جدت[1] کا ذکر آتا ہے یعنی ۶۰۰ سوار بغرض امداد گال این روئے آلپ میں بھرتی کئے گئے۔ پالس کا تقرر جن حالات کے تحت میں ہوا، روانگی سے قبل اُس کی تقریر، اس کی شاندار رخصتی، یہ سب امور روما کی تاریخی روایات کے جزو لاینفک ہو گئے اور ان سے نوجوانوں کی حب قوم کے ابھارنے کا کام لیا جانے لگا۔ یہ واقعات ممکن ہے کہ صحیح بھی ہوں کیونکہ اسنے کانسل مقرر ہونے کا شکریہ نہیں ادا کیا بلکہ اس خدمت کو ایک قومی فریضہ خیال کرکے قبول کیا۔ اُس نے اپنی قوم کو متنبہ کردیا کہ جنگ کے انتظامات کو سپہ سالار یعنی خود اُس کی صوابدید پر چھوڑ دیں اور فضول گوئی سے اُس کے کاموں[2] میں خلل نہ ڈالیں۔ اس کے بعد وہ فوراً مقدونیہ روانہ ہوگیا اور نے ایس آکٹے ویس اس کے ساتھ امیر البحر کی حیثیت سے گیا۔

(۵۲۸) روما اب سرگرمی کے ساتھ جنگ کے لیے تیار تھا مگر ۱۶۹-۱۶۸ کے موسم میں پرسیس بھی بیکار نہ تھا۔ گین ٹیس سے بالآخر اُس نے سمجھوتہ کرلیا۔ تین سو ٹیلنٹ (۷۵۰۰۰ پونڈ انگریزی) کی ادائی پر گین ٹیس راضی ہوگیا کہ پرسیس کے ساتھ شریک ہو اور روڈیوں کو روما کے خلاف اپنے اتحاد میں شریک کرنے کیلیے پرسیس جو سفیر بھیج رہا تھا ان کے ساتھ اپنے سفیر بھی بھیجے۔ ان دونوں کے درمیان تمام معاملات طے ہو چکے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو کفیل دے دیے تھے اور گین ٹیس کے کارپرداز روپیہ وصول کرنے کے لیے پیلا پہنچ چکے تھے۔ مگر پرسیس کی بخالت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اتنی بڑی رقم کے ہاتھ سے نکل جانے سے اُسے روحانی تکلیف ہوتی تھی۔ اُس نے الیریا کے افسروں کو روپے کی تھیلیوں کو مہر کرنے دیا اور دس ٹیلنٹ فوراً روانہ کرادیے باقی رقم کو اُس نے سرحد پر روک دیا بے وقوف اور شراب خوار گین ٹیس کے پاس جب دس ٹیلنٹ پہنچے تو اُس نے حماقت سے دو رومی سفیروں کو قید کردیا۔ اُس کا یہ فعل جنگ کے اعلان کے مساوی تھا۔ پرسیس نے

---

[1] لیوی ۴۴، ۲۱، ۷۔

[2] پالی بیس ۲۹۔ لیوی ۴۴، ۲۲۔

جب دیکھا کہ اُس کا کام نکل گیا ہے تو اس نے باقی ماندہ ۲۹۰ ٹیلینٹ پیلا میں منگا لیے، لیکن یہ رقم بالآخر رومیوں کے قبضے میں آئی۔ اسی قسم کا نامہ و پیام وہ وحشیوں کے ایک جتھے کے ساتھ کر رہا تھا جو حال ہی میں ڈینیوب کو طے کر کے شمال میں وارد ہوا تھا۔ ان لوگوں کو مشغول رکھنا ضروری تھا اور سب سے بڑا کام اس وقت رومیوں کی پیشقدمی کو روکنا تھا۔ انھوں نے اپنے حق المحنت سے اُسے آگاہ کر دیا اور اپنے مطالبے پر اڑے رہے مگر پرسیس کے بخل نے اُسے اس موقع پر بھی نقصان پہنچایا۔ اس نے کوشش کی کہ وحشیوں کے سرداروں کو تحائف دے کر انھیں اپنے مطالبے سے باز آنے پر آمادہ کرے مگر اس لیت و لعل سے وحشی گھبرا کر چلے گئے اور اس طرح زر میں وہ بیس ہزار اجری سپاہیوں کی خدمات سے محروم ہو گیا۔[۱]

(۵۲۹) پرسیس کی حماقت اور کورانہ ناعاقبت اندیشی کا اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا تھا۔ مگر یومی نیس شاہ پرگامم سے جو نامہ و پیام ہوئے اُس سے اُس کی حماقت کا اور بھی زیادہ ثبوت ہوتا ہے اور ان سے یومی نیس کی بھی مٹی پلید ہوئی۔ پالی بیس کا بیان حسب ذیل ہے اور اس کی صحت میں شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ یومی نیس پرسیس پر اعتماد نہ کر سکتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ پرسیس غلبہ پا کر اُس کے لیے خطرناک ہو جائے گو اس کا زیادہ اندیشہ نہ تھا مگر اس کے ساتھ ہی رومیوں کی فتح کے بھی آثار نہ تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں اُن کے عقب میں اسے ٹولی بغاوت نہ کر دیں۔ اس لیے اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ دونوں مخاصمین جنگ کے طول کھینچنے سے خستہ حال ہو گئے ہیں، اس لیے اُس کے لیے اب موقع ہے کہ دونوں میں صلح کرا دے اور اس دلالی میں کچھ مالی نفع حاصل کرے۔ اس لیے اُس نے در پردہ پرسیس سے نامہ و پیام کیا اور پرسیس نے بھی یہ سمجھ کر کہ اُسے دھوکا دینے کا ایک موقع مل گیا ہے بطیب خاطر شرائط کے طے کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ یومی نیس نے دو تجویزیں پیش کیں جن میں پہلی یہ تھی کہ وہ خود رومیوں کی معاونت سے باز آئے اور دوسری یہ تھی کہ صلح کرانے کی کوشش کرے۔

پرسیس اور یومی نیس

[۱] پالی بیس ۲۹، ۷، ۹۔

پہلی تجویز کو عمل میں لانے کے لیے یومی نیس نے ... ۵ ٹیلینٹ مانگے اور دوسری کے لیے جس میں رومیوں سے جنگ کا امکان تھا اس نے ... ۵ ٹیلینٹ طلب کیئے۔ پہلی تجویز رد کردی گئی کیونکہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتی تھی اور دوسری منظور کرلی گئی۔ مگر اس نوبت پر پہنچ کر دونوں شاہی دلالوں میں ان بن ہوگئی۔ پرسیس نے کہا کہ میں ... ۵ ٹیلینٹ کی رقم ساموتھراکی کے مندر میں جمع کردوں گا اور صلح ہوجانے کے بعد خدمات محصلہ کے صلے میں یہ رقم ادا کردونگا۔ مگر ساموتھراکی پرسیس کے مقبوضات میں تھا اور یومی نیس چونکہ پرسیس سے خوب واقف تھا اس لیئے اُدھار کا سودا نہ کرنا چاہتا تھا۔ بالآخر یہ نامہ و پیام یونہیں رہ گئے اور بقول پالی بیس یہ کشتی ادھوری رہ گئی۔ یہ گفت و شنید درپردہ ہوئی تھی مگر سفیروں کی آمد و رفت کا حال چھپ نہ سکتا تھا۔ شبہہ کے لیے کافی موقع تھا خصوصاً اسلیئے کہ شام کے بادشاہ انٹیوکس سے بھی سلسلہ جنبانی ہوتی تھی اس لیئے رومیوں کو یومی نیس کی طرف سے شک ہوگیا اور اُنھوں نے اٹالس کو مورد عنایات بنایا۔ یہ پرسیس کی عیاری کا علمی نتیجہ تھا۔

(۵۳۰) ۱۶۸ ق م کے موسم بہار کے مہینوں میں قبل اس کے کہ رومی کانسل اور پریٹر عرصۂ کارزار میں پہنچیں، مقدونی بیڑہ بحری کارروائیوں میں مصروف تھا۔ اُس کے ہلکے ہلکے تیز رو جہاز بحیرۂ یونان کا چکر لگارہے تھے، اپنے غلے کے جہازوں کو بندرگاہوں میں پہنچاتے تھے اور دشمن کے جہازوں کو گرفتار کرلیتے تھے۔ یومی نیس نے اٹالس کی مدد کے لیئے ایک ہزار گلاتی سوار مع گھوڑوں کے سمندر سے بھیجے تھے مگر ان سب کو اس بیڑے نے یا تو گرفتار کرلیا یا قتل کردیا۔ اس بیڑے کی کارروائیوں کے ضمن میں ڈیلوس سے بطور بحری مرکز کے کام لیا گیا۔ روما اور پرگامم کے بعض جہاز بھی اس جزیرے میں تھے مگر ان سے مزاحمت نہ کی گئی کیونکہ یہ جزیرہ مقدس خیال کیا جاتا تھا اور یہ جہاز وہاں کے دیوتا کے زیر حمایت تھے۔ لیکن یہ جہاز بیکار تھے اور فی الوقت پرسیس کا بیڑا گویا سمندر پر قابض تھا اور صرف روڈز کی تجارت سے مزاحم نہ ہوتا تھا۔ ان کارروائیوں سے روڈز کی رائے عامہ متاثر ہورہی تھی کہ اتنے میں پرسیس اور گینٹیس کی سفارت وہاں پہنچی۔ روما کے طرفدار

روڈز کی فاحش غلطی

عوام کے جوش کو فرو نہ کر سکتے تھے۔ دونوں بادشاہوں کو اُن کے حسب مرضی جواب دیا گیا اور یہ طے ہوا کہ سینیٹ اور کانسل کے پاس سفارتیں بھیجی جائیں کہ جنگ ختم کر دیجائے کیونکہ روڈز کی جمہوریہ کی یہی مرضی ہے۔ کریٹ سے بھی نامہ و پیام شروع کیے گئے جو اجیر سپاہیوں کا معدن تھا اور کچھ روز تک روڈز کے جمہور کو یہ زعم باطل ہو گیا کہ بین الاقوامی سیاسیات میں وہ بہت کچھ دخل دے سکتے ہیں۔

جنگ کا آغاز

(۵۳۱) مگر اب صورت حال سرعت کے ساتھ متغیر ہو رہی تھی۔ جو عمارت سفارتی کارروائیوں سے سخت محنت کے بعد بنی تھی تلوار کے ایک وار سے گر گئی اور اُس کے بنانے والے اور اُن کے ساتھ دوسرے اشخاص بھی اُس کے نیچے دب گئے۔ گین ٹیس پر پہلا وار ہوا۔ پرسیئر نے صرف تیس روز کی معرکہ آرائی میں اُس کی فوج کو شکست دے کر اُس سے مستقر پر قبضہ کر لیا۔ مقید سفیروں کو آزاد کرا دیا اور بادشاہ اور اس کے خاندان کے اکثر ارکان کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اس پرسیئر کی باموقع لینت اور انصاف پسندی سے گین ٹیس کی رعایا رام ہو گئی اور امن قائم ہو گیا ممتاز قیدی روما بھیج دیے گئے تاکہ اُن سے جشن فتح کی زینت ہو اور الیریا کی طرف سے کوئی خطرہ باقی نہ رہا۔ اب پرسیس کی باری آئی۔ اُس کی فوج ایک پہاڑی ندی کے شمالی کنارے پر مورچہ بند تھی اور اس ندی کے گہرے پاٹ کو پورے طور سے مستحکم کر دیا گیا تھا تاکہ سامنے کی طرف سے حملہ نہ ہو سکے۔ فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے مقدونیہ کے ساحل کی حفاظت کے لیے اُس سے علیحدہ کر دیے گئے تھے کیونکہ رومی بیڑا ساحل کے قریب تھا تاکہ کانسل کی معاونت کر سکے۔ کوہ اولمپس کے شمال و مغرب میں ایک دشوار گزار درہ تھا جس سے پرسیس کی فوج پر عقب سے حملہ ہو سکتا تھا مگر اس پر اوائل میں قبضہ نہیں کیا گیا تھا۔ پالس کا خیمہ گاہ اس ندی کے جنوب میں ایک ایسے مقام پر تھا جہاں بظاہر پانی نہ تھا۔ پرسیس کو امید تھی کہ اس مقام پر پانی کے نہ ملنے سے رومی گھبرا اُٹھیں گے مگر پالس نے اپنی آنکھوں سے کام لیا اور اُس نے دیکھا کہ پہاڑوں پر سبزی ہے جس سے اُسے خیال ہوا کہ ان میں پانی ضرور ہو گا۔ اُس نے ریتلی زمین میں جو پتھروں کے چورچور ہونے سے پیدا ہوئی تھی کنوئیں کھدوائے جس سے اُسے پانی کا کافی ذخیرہ مل گیا۔ اس کی اس فراست کا سپاہیوں پر بہت اثر ہوا جن کی کارکردگی کی اہلیت اُس کے ضبط فوجی سے

بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ احکام کے پہنچانے کے طریقوں میں اور فوجی ناکوں میں سپاہیوں کے باری باری بدلنے اور دوسرے امور میں اُس نے اصلاحیں کیں جو رومی فوج کی بہترین روایات کو یاد دلاتی تھیں ؟

(۵۳۳) دونوں فوجیں آمنے سامنے خاموشی کے ساتھ جمی ہوئی تھیں کہ اتنے میں روڈز کے سفیر رومی لشکر میں پہنچے۔ الیریا کی فتح کی خبر بھی اسکے کچھ ہی قبل پہنچی تھی۔ ایک جنگی مجلس نے حالت غیظ میں ان کا پیام سنا اور کانسل نے پندرہ روز کے بعد جواب دینے کا وعدہ کیا۔ اُسے راستہ دکھانے والے مل چکے تھے اور بہت سے امور اس نے معلوم کر لیے تھے اور عقب سے حملہ کرنے کی فکر میں تھا۔ اس مہم کو اُس نے سپی پیو ناسی کا (افریکانس اعظم کا داماد) اور اپنے بیٹے کو۔ فے بیس میکسی مس کے سپرد کیا۔ پرسیس کو دھوکا دینے کے لیے وہ سامنے سے حملہ کر رہا تھا اور دوسری تدبیریں بھی کر رہا تھا۔ مگر ایک فرار شدہ کریٹی سے اُسے کانسل کی اصل تدبیر کی اطلاع ہو گئی اس لیے درے پر قبضہ کرنے کے لیے ایک دستہ بھیج دیا۔ ناسی کا اور اُس کے سپاہیوں نے اس فوج کو شکست دے کر درے پر قبضہ کر لیا جس سے پرسیس کا سلسلۂ آمد و رفت منقطع ہو گیا اور اُس نے اس مستحکم مقام کو چھوڑ دیا جو سخت محنت و مشقت سے تیار ہوا تھا اُس نے پڈنا کے محاذی ایک منتخب مقام پر اپنی فوجیں جمائیں اور اپنے فوجی اسٹاف کے مشورے پر جنگ کے لیے آمادہ ہو گیا۔ پالس بھی اُسکے پیچھے پیچھے وہاں پہنچا اور اثنائے راہ میں ناسی کا کی فوج اپنے ساتھ لے لی۔ فوج جب دشمن کے مقابل پہنچی تو افسروں اور سپاہیوں نے فوراً جنگ کی ٹھان لی۔ مگر کانسل جسے اپنی ذات پر اعتماد تھا ان معاملات کو خوب سمجھتا تھا اور اُس نے اپنی تدبیریں کسی پر ظاہر نہ کیں۔ اُس نے اپنے سپاہیوں کو سمجھا بجھا کر روک لیا، لشکرگاہ بنایا اور ایک دن گھوڑوں کے لیے چارہ جمع کرنے اور سپاہیوں کو آرام دینے میں صرف کیا جو اس نواح کی گرمی کی دھوپ میں دن بھر کوچ کرنے سے تھک گئے تھے۔ اسی شب کو چاند گہن تھا جو کسی نہ کسی کے لیے نحس خیال کیا جاتا تھا خصوصاً ایسے لوگوں کے لیے جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیہ کی فوج میں اس کی وجہ سے کہرام مچ گیا اور سپاہیوں کے دل میں یہ بات جم گئی کہ سلطنت کا زوال اب قریب ہے۔ مگر یونانی

پرسیس اور پالس

ہیئت دانوں نے اس گہن کی پہلے ہی سے پیشین گوئی کردی تھی اور بعض قابل رومی یونانی علوم سے خوب واقف تھے اس لیے ایک فوجی ٹری بیون سپ سیلپی گالس نے کانسل کی اجازت سے جیسے ان معاملات سے خود بھی لگاؤ تھا، سپاہیوں کو متوجہ کرکے گہن کی پیشین گوئی کردی جس سے انھیں گھبراہٹ نہیں ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ حسب دستور نقارے بجائے گئے اور مشعل جلائے گئے اور خود پالس نے قربانیاں کیں۔ دوسرے روز اُس نے پھر قربانیاں کیں اور پرانے طریقے کے مطابق ذبیحہ کو بغور دیکھا یہاں تک کہ نیک شگون نظر آئے۔ اس نے منت مانی کہ بصورت فتح اور قربانیاں کی جائیں گی اور کھیل دکھائے جائیں گے۔ خیال کیا گیا ہے کہ ان رسوم کو اُس نے قصداً طول دیا بلکہ اُن کے ختم ہونے پر بھی اپنے خیمے میں بیٹھا رہا۔ فی الحقیقت وہ صبح کو لڑنا چاہتا تھا مگر جنگ کو سہ پہر تک ملتوی کرنا چاہتا تھا تاکہ آفتاب دشمن کے مقابل ہو۔

پڈناکی جنگ

(۵۳۳) جنگ دونوں فوجوں کے آگے بڑھی ہوئی جماعتوں کی مڈبھیڑ سے شروع ہوگئی۔ تدابیر حربی واضح نہیں ہیں نہ ان سے ہمیں سروکار ہے فیلینکس کی فوج دو یا اس سے زیادہ چوڑی قطاروں میں آئی جس کے آگے نیزوں کی ایک سد سکندری تھی۔ یہ فوج نہایت شاندار تھی اور سامنے کی طرف سے اس کا کوئی مقابلہ نہ کرسکتا چند بہادر اطالوی حلیفوں نے اس کی کوشش کی اور منہ کی کھائی۔ لیکن حرکت کی وجہ سے اس کی صفیں بگڑ گئیں اور اُس کی صفوں کے درمیان جو خالی مقام تھے ان میں جب رومی شمشیر بردار گھس گئے تو اس کا نتیجہ حسب معمول ہوا اور دونوں فوجوں کے مقابلے کے شروع ہونے کے آدھے گھنٹے میں رومیوں کو فتح ہوگئی۔ پرسیس کو خیال آیا کہ اُس نے پیلا کے ہراکلیس دیوتا کی قربانی نہیں کی تھی اور رسم کو ادا کرنے کے لیے بہ عجلت روانہ ہوا۔ شاہی سوار اور دوسرے سوار بھی اُس کے ساتھ ہولیے اور تمام پیدل فوج شام تک کٹتی رہی۔ مقدونی مقتولین کی تعداد بیس ہزار سے پچیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ رومیوں کے صرف ایک سو آدمی کام آئے۔ اس شکست سے مقدونیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ رومیوں کو فتح غیر معمولی فوجی مہارت یا خوش قسمتی سے حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ رومی افسروں اور سپاہیوں کی کارکردگی اور روما کے طریقۂ حرب کی تغیر پذیری سے۔ اس کے قبل کے تین کانسلوں کو ناکامی کم ہمتی، سہل انگاری اور

نااہلیت سے ہوتی تھی۔ مگر روما کی قوت وسیع تھی اور اُس کے لیے یہ کام مشکل نہ تھا۔ ایک قابل اور مستعد آدمی کے مقرر ہوتے ہی جس کے اسٹاف کے لوگ اس کے مشیر نہ تھے بلکہ ماتحت تھے، فوج کا رنگ بدل گیا اور دشمن کو قطعی شکست ہوئی؛

پرسیس کا اطاعت قبول کرنا۔

(۵۴۳) پرسیس اپنا لباس شاہی اُتار کر فرار ہو گیا اور اپنی خطاؤں کا الزام دوسروں پر رکھنے لگا، اس کے دوست بھی مختلف بہانے کرکے اُس سے الگ ہو گئے۔ مگر ہم ان واقعات کا بیان کرنا ضروری نہیں خیال کرتے۔ بیان کیا گیا ہے کہ پیلا میں اُس نے اپنے خزانچیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ اُس کے سپاہی منتشر ہو گئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے۔ البتہ کریٹیوں کی ایک جماعت ایم فی پولس تک اُس کے ساتھ گئی مگر یہ لوگ اُس کے خزانے کی تاک میں تھے۔ اُس نے ۵۰ ٹیلینٹ (۱۱۷۰۰ پونڈ) کی قیمت کے برتن اُن کے لیے چھوڑ دیے۔ اس کے بعد جب اُس کی سراسیمگی کچھ کم ہوئی تو اُس نے بعض پیالے اُن سے پھر خریدنے چاہے جو سکندر اعظم کے بیان کیے جاتے تھے۔ جو لوگ اُس کی طینت سے واقف تھے انھوں نے تو پرواہ کی مگر جن لوگوں نے کمزوری سے اپنا مال غنیمت کا حصہ اُسے دے دیا وہ داموں سے محروم رہے۔ مگر یہ غالباً یونانیوں کی من گھڑت ہے۔ پرسیس بالآخر ساموتھراکے کے جزیرے میں پہنچا اور اپنے خاندان کے ساتھ ڈسکوری کے مندر میں پناہ لی۔ اب بھی اس کے پاس دو ہزار ٹیلینٹ (۴۸۰۰۰۰ پونڈ) کی رقم تھی۔ آکٹیویس نے جزیرے کی ناکہ بندی کر دی اور مندر چونکہ مقدس تھا اُس پر حملہ نہ کیا۔ پرسیس نے اپنا کچھ روپیہ لے کر کریٹ کے ایک جہاز میں بھاگنا چاہا مگر جب سب مال و اسباب لد گیا تو جہاز کا کپتان لنگر اٹھا کر پرسیس کو وہیں چھوڑ کر چل دیا۔ جو لوگ اس کے ساتھ رہ گئے تھے اُن کے ساتھ بھی اُس نے بدعہدی اور کمینہ پن کا برتاؤ کیا۔ بالآخر ان میں سے ایک نے پرسیس کے بچوں کو دھوکے سے رومیوں کے سپرد کر دیا جس کی وجہ سے اُسے اطاعت قبول کرنی پڑی۔ اب وہ اپنی تمام امیدوں سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ پالس نے بحیثیت بادشاہ اس سے گفت و شنید کرنے سے انکار کر دیا اور اب اُسے بالآخر ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے حاضر ہونا پڑا جو ترحم کا خواہاں تھا۔ پالس نے اُس کے ساتھ انسانیت کا برتاؤ کیا مگر اُسے اپنے جلوس فتح کی زینت کے لیے محفوظ رکھا۔ اُس نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی

اس لیے زمانہ مابعد کے معلمان اخلاق اسکو اکثر بطور مثال پیش کرتے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ پالس نے بھی اُسے دیکھ کر زمانے کی بے ثباتی کے متعلق چند موثر الفاظ کہے تھے۔
(۵۳۵) زمانۂ قبل تاریخ سے مقدونیہ بادشاہوں کے زیر حکومت تھا اور عظمت و وحدت قومی کی تمام روایات حکومت شاہی کی سرگرمی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اس لیے پرسیس کے فرار ہوتے ہی قومی مقاومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ دو ہی روز میں تمام مقدونیہ یعنی اُس کے بڑے بڑے مقامات نے پالس کی اطاعت قبول کرلی۔ ایم فی پولس کے واقعات سے صورت حال واضح ہوجاتی ہے۔ یہ مستحکم شہر ایک یونانی حاکم کے تحت میں تھا اور فوج تھریسیول کی تھی۔ پرسیس کے مغلوب ہوجانے سے جو اُن کا آقا تھا یہ وحشی بے سرے ہوگئے اور قریب تھا کہ وہ لوٹ مار کرنا شروع کریں۔ لیکن یہ لوٹ مار نہ تو بھگوڑے بادشاہ کو پسند آتی نہ رومیوں کو اور نہ شہریوں کو۔ اس لیے عیار یونانی نے ایک ساحلی شہر کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنائی جس میں رومی بیڑے کے حملے سے بچانے کی درخواست کی گئی تھی۔ تھریسیول نے سمجھا کہ رومی جب مال غنیمت لیے ہوئے آئیں تو انھیں لوٹ لینے کا اچھا موقع ہے اور اس دھوکے میں آکر وہ سفر مدعنہ مقام کارزار کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے جاتے ہی قلعے کے دروازے بند کردیے گئے۔ اس کے بعد پرسیس اپنے کریٹیول کو لیے ہوئے آیا مگر جس طرح سے ہوسکا اُسے بھی مع اُس کے روپیے کے وہاں سے دفع کردیا گیا اور شہر والوں نے رومیوں کی اطاعت قبول کرلی۔ کانسل نے اپنی ظفریاب فوج کے ساتھ صرف یہ رعایت دی کہ سواروں کو پڈنا کے نواح میں لوٹ مار کرنے کی اجازت دی گئی اور پیدل فوج نے دشمن کے لشکرگاہ میں جس قدر مال و متاع تھا آپس میں تقسیم کرلیا۔ مگر فوج کو اُس نے پورے طور سے اپنے قابو میں رکھا اور فتح کو قطعی بنانے کے لیے اہل ملک کی حفاظت کی۔ ڈائوڈورس کا بیان ہے کہ پرسیس کے ساتھ اُس نے جو شریفانہ برتاؤ کیا اُسکا اثر بہت اچھا ہوا۔ افسروں پر اُس کا اثر ہوا اور انھوں نے بھی انصاف اور رحم سے کام لیا جس کی وجہ سے اس نواح کے لوگ روما کی سیادت کو پسند کرنے لگے۔ افسروں پر اس کا جو اثر تھا اُس کے متعلق یہ بھی واضح رہے کہ پالس کے خاندان کے

اکثر افراد فوج میں اُس کے ساتھ تھے۔ سی پیو ناسی کا (اُس کے بہنوئی افریکانس کا داماد) کے علاوہ اس کے دو بیٹے اُس کے ساتھ تھے یعنی فےبیس ایمی لیانس اور سی پیو ایمی لیانس جس نے دور مابعد میں شہرت حاصل کی۔ اس کے دو داماد بھی ساتھ میں تھے یعنی کیٹو جس نے پڈنا میں شہرت حاصل کی اور راستباز ٹوبیرو۔ رومی حاکم جو فوج کا سپہ سالار ہوتا اس خدمت کے علاوہ صوبہ داری کے اختیارات بھی اس ملک میں عمل میں لاتا اس لیے تعجب نہیں کہ پالس نے اپنے متعدد عزیزوں کو اپنے اسٹاف میں رکھا تاکہ یہ لوگ جن کی خصائل سے وہ خوب واقف تھا اور جنگی تربیت اُس نے خود کی تھی، دوسروں پر اپنا اثر ڈال سکیں اور سب ایک ہی سانچے میں ڈھل جائیں۔ ان میں سی پیو کم عمر تھا۔ اُس نے اپنی سپہ گری کا جوش پڈنا کی جنگ میں دکھایا اور ہزیمت خوردہ فوج کے تعاقب میں ایسی پیشقدمی کی کہ لوگ سمجھے کہ مرگیا۔

(۵۳۶) مقدونیہ کے سقوط کے قصے میں متعدد حیرتناک امور ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ جس کی متعدد راویوں نے تصدیق کی ہے۔ فتح کی خبر کا بغیر انسانی توسط کے روما پہنچنا ہے۔ مگر ان روایتوں میں اسقدر اختلاف ہے کہ یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ ان کی تہ میں حقیقت کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر میں عظیم الشان فتح حاصل ہونے کی ایک موہوم خبر مشہور ہوگئی ہوگی اور کسی کو یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ افواہ کیسے مشہور ہوئی۔ اس سے کم ازکم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روما کے لوگ سخت انتشار کی حالت میں تھے۔ اس خبر کی تصدیق کئی روز کے بعد ہوئی اور مسرت اور شکرانوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سینیٹ نے مذہبی رسوم کے ختم ہونے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ مستحفظ فوجیں برخاست کردی گئیں۔ یہ فوجیں تعداد میں زیادہ تھیں اور بالکل تیار تھیں، گو الیریا کی فتح کے بعد انتشار میں کچھ کمی ضرور ہوئی ہوگی۔ دوسرا حیرتناک واقعہ روڈز کے سفیروں کا ورود تھا جو جنگ کے ختم کرنے کے لیے آئے تھے اُن کے آنے یا کم ازکم اپنا پیام پہنچانے سے قبل پڈنا کی فتح کا

فتح کی خبر

لہ سسرو De deroum natura ۲، ۶۔ لیوی ۴۵، ۱، ۲۔ و الیریس میکسی مس ۱، ۸، ۱ پلینی تاریخ ۷، ۸۶۔ پلوٹارک ایمی لیس ۲۴، ۵ فلورس یکم ۲۸، ۱۵۔

خبر آگئی تھی جس کی وجہ سے ان کا احمقانہ پیام نہ صرف بعد از وقت بلکہ بے موقع ہوگیا۔ انھیں تسلیم کرنا پڑا کہ وہ در اصل مصالحت کرانے کے لیے آئے تھے مگر انھوں نے بطور خود میارکباد کا پیام سنایا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ تمھاری جمہوریہ نے اسوقت صلح کیوں نہ کرائی جبکہ پرسیس تھسلی میں فتح کے شادیانے بجا رہا تھا اور جب رومیوں کے قدم مقدونیہ میں جم گئے تو جنگ کے ختم کرانے کی کیوں فکر ہوئی؟ اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا جو روما کے رفیق ہونے کی حیثیت سے اُن کے شایان ہوتا۔ سینیٹ کی یہ رائے ہوئی کہ روڈز کی مداخلت کا منشا یہ تھا کہ پرسیس کو ایک سخت مخمصے سے نجات دلائی جائے اور پالی بیس کا یہ خیال ہے کہ اُن کی یہ رائے بالکل صحیح تھی۔ سفیروں کو کوئی جواب نہ دیا گیا اور وہ واپس کر دیے گئے کیونکہ تمام معاملات کا تصفیہ ہونے والا تھا اور بدعہد دوستوں کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہو جاتا فی الحال کوئی عجلت نہ تھی۔[1]

روڈز کا خواب خرگوش سے جاگنا۔

(۵۳۷) روڈز میں اب جو کارروائیاں ہو رہی تھیں اُن سے ظاہر تھا کہ روما کا خوف اُن کے دلوں میں کس قدر تھا۔ مقدونیہ کی سلطنت کے سقوط سے بحیرۂ یونان میں پرسیس کے بیڑے کا دور دورہ نہ رہا اور پالی لیس اور اسکے شرکا ڈیلوس سے سفارت پر مصر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں سر آوردہ روڈیوں کا ایک وفد اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے منت سماجت کی کہ روڈز چل کر اُس کی گزشتہ اور موجودہ روش کو ملاحظہ کریں کیونکہ اُنھیں اندیشہ تھا کہ سنی سنائی باتوں سے اہل روما روڈز سے بدظن ہو جائیں۔ رومی سفیروں نے پہلے تو تامل کیا مگر پھر جانے پر آمادہ ہوگئے سخت دل اور بے مروت پاپی لیس نے ناشاد روڈیوں کو بہت دھمکایا اور برا بھلا کہا اور جمہوریہ اور اُس کے مدبروں پر اثنائے جنگ میں غداری کرنے کا الزام رکھا۔ مجلس جمہوریہ نے مرعوب ہوکر ان لوگوں کو قابل قتل قرار دیا جنھوں نے پرسیس کی طرفداری کی تھی۔ ان میں سے اکثر فرار ہوگئے یا خودکشی کر لی۔ سفیر سکندریہ چلے گئے مگر روڈیوں نے جن کے دل میں ہراس بیٹھ گیا تھا بہت سے

[1] لیوی ۴۵، ۱۰۔ ڈی سین لیورن۔

لوگوں کو مصلحت سے قتل کر دیا۔ پڈنا کی جنگ کا مصر پر خاص اثر ہوا۔ انٹیوکس نے اس ملک کا تخلیہ کر دیا تھا مگر پیلوسیم کے قلعے کو اپنے قبضے میں رکھا تھا جس کے علاوہ مشرق سے مصر میں آنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ اس کی نیت یہ تھی کہ مصر کو اپنے قابو میں رکھے۔ اس لیے لاگڈائی خاندان کے ارکان نے باہم صلح کر لی۔ انٹیوکس کو یہ سخت ناگوار ہوا اور وہ مصر میں پھر داخل ہوا۔ وہ اڑا ہوا تھا کہ بعض اضلاع اس کے سپرد کر دیے جائیں جس پر وہ راضی نہ تھے۔ اس وقت وہ سکندریہ کے قریب تھا اور خاندان بطلیموسی بالکل بے بس کہ اتنے میں روما کے سفیر پہنچ گئے۔ انٹیوکس نے پاپلی سے ہاتھ ملانا چاہا مگر اُس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور سینیٹ کا حکم اُسے دے کر کہا کہ پہلے اسے پڑھ لیجیے اس حکم نامے میں لکھا ہوا تھا کہ وہ جنگ سے دست کش ہو اور مصر کا تخلیہ کر دے۔ انٹیوکس نے کہا کہ میں اس تجویز کو اپنے مشیروں کے سامنے پیش کر دوں گا۔ پاپلی لیس نے اپنی چھڑی سے زمین پر انٹیوکس کے گرد ایک دائرہ کھینچ دیا اور کہا کہ حضور اس دائرے سے قدم نکالنے کے قبل جواب دیں۔ انٹیوکس نے کچھ تامل کیا کیونکہ وہ پاپلی لیس کی گستاخی سے سخت متحیر ہو گیا تھا اور ذرا سا سوچنے کے بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ مقابلہ کرنا عبث ہے اس لیے اُس نے سر تسلیم خم کیا اسکے بعد رومی نے اُس سے دوستانہ طور پر مصافحہ کیا۔ اس کے بعد رومی سفیر سمندر کی راہ سے **قبرس** روانہ ہوئے جہاں فتحمند شامی فوج موجود تھی۔ اس فوج کو انھوں نے حکم دیا کہ جزیرے سے چلی جائے اور اپنی موجودگی میں تخلیہ کرا دیا۔ قبرس مصر کے تحت میں رہا اور روما نے جہاں تک ہو سکا بطلیموسیوں کو مصر کے تخت پر بحال کر دیا۔ لیکن پاپلی لیس کی بدتمیزی عالم یونانی کو نہایت شاق گزری کیونکہ یہ لوگ شاہی درباروں کے آداب و طریق کے خوگر تھے۔ روما کی سیادت کا اظہار جس بھونڈے طریقے پر کیا گیا تھا وہ صرف چند کم درجہ قوموں کو پسند آیا ہو گا جو غیر ہمدرد شاہی حکومتوں کی ماتحتی سے آزاد ہونا چاہتی ہوں گی۔ مصر کی فتح سے مایوس ہو کر

؎ دیکھو فقرہ ۵۸۷ مابعد۔

انٹیوکس جب واپس ہوا تو اُس نے اپنے دل کا بخار یہودیوں پر نکالا اور اُن کے معابد کی بے حرمتی کی جس کی وجہ سے مقابیوں[1] نے ۱۶۷ء میں بغاوت کردی۔ چند سال کے بعد یہودی روما کے حلیف ہو گئے اور گو آزادی کی جد و جہد میں روما نے اُنکی امداد کے لیے کوئی فوج نہ بھیجی مگر اس عظیم الشان جمہوریہ کی زبانی تائید بھی ایک کافی امداد تھی۔

ممالک مفتوحہ کی قسمت کا فیصلہ

(۵۳۸) اب ممالک شرقی کے ہر گوشے سے سفارتیں[2] روما میں آنے لگیں۔ کوئی شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی، کوئی عجز و الحاح کے لیے، کوئی عفو خواہی کیلیے اور اکثر مبارکباد پیش کرنے کے لیے۔ انٹیوکس کی سفارت قیام امن کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی یعنی مصر سے بیک بینی و دو گوش خارج کر دیے جانے کے لیے۔ بطلیموسیوں کی سفارت شکریہ ادا کرنے کے لیے آئی تھی کہ انھیں روما نے انٹیوکس کے پنجے سے بچالیا۔ ان کے بعد ماسی نیسا کا ایک بیٹا فتح کی مبارکباد دینے اور اپنے باپ کے حسن وفاداری کے اظہار کے لیے آیا۔ ماسی نیسا کا دوسرا بیٹا جو نیومیڈیا کی امدادی فوج کے ساتھ واپس آرہا تھا برنڈوسیم میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ ان سب کی خاطر مدارات ہوئی اور بیمار شہزادے کی تیمارداری کی گئی۔ ماسی نیسا نے بھی روما آنے کا خیال ظاہر کیا تھا مگر اُسے روک دیا گیا کیونکہ افریقہ میں اس کی موجودگی کی ضرورت تھی اور سینیٹ نے اُس کا یہ فریضہ قرار دیا تھا کہ قرطاجنہ کی نگرانی کرے۔ ۱۶۷ء کے انتظامات میں جدید کانسلوں کے سپرد اطالیہ کے شمالی صوبے ہوئے کیونکہ لیگیوریوں اور گالیوں کی حرکات وسکنات پر نگاہ رکھنا ضروری تھا۔ پالس اور اینی کس اپنے صوبوں میں بحیثیت پرو کانسل و پروپریٹر اپنی خدمات پر فائز رہے اور ممالک مفتوحہ کے انتظامات کے تفصیلی تصفیے میں ان کی امداد کے لیے متعدد کمشنروں کا تقرر ہوا۔ ان انتظامات کے متعلق اصولی امور کا تصفیہ خود سینیٹ نے کردیا تھا اور ان اصول کے تعین میں اس جماعت کو بہت کچھ دخل تھا جس کا سربرآوردہ رکن

[1] دیکھو مقابی یکم باب ا و ۸۔
[2] لیوی ۴۵، ۱۳، ۱۴۔

کیٹو تھا۔ اس جماعت کے مد نظر یہ امر تھا کہ روما کے مفاد کی ترقی کے ساتھ ساتھ روما کے قدیم محاسن باقی رہیں اور اطالیہ کے مشرق کے ممالک ماوراء البحر کا پورے طور پر سلطنت روما میں الحاق نہ کیا جائے۔ اولاً یہ طے ہوا کہ مفتوحہ قومیں آزاد کردی جائیں یعنی بالفاظ دیگر بادشاہوں کا سلسلہ منقطع کردیا جائے تاکہ کوئی ایسی مرکزی قوت باقی نہ رہے جس کی وجہ سے وہ سنبھل سکیں اور روما کو شاید پھر پریشان کرسکیں۔ ثانیاً روما کو اُن کے اتحاد کی پریشانیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ ممالک اضلاع میں تقسیم کردیے گئے اور ہر ایک ضلع کو مقامی حکومت خود اختیاری عطا کی گئی۔ ثالثاً ہر ضلع کا خراج معین کردیا گیا جو اس رقم کا نصف تھا جو ہر ضلع سے شاہان سابق کو دی جاتی تھی۔ مقدونیہ کی معادن کے متعلق بھی ایک خاص دفعہ تھا جس سے وہاں کے بادشاہوں کو وافر آمدنی تھی۔ یہ طے پایا کہ اگر یہ معادن مقدونیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دی جائیں تو بددیانتی شروع ہوجائے گی اور بالآخر نزاعوں اور خانہ جنگی تک نوبت آجائیگی برخلاف اس کے اگر سلطنت روما ان معادن کو اپنی ملک بنالے تو اس صورت میں بھی ناقابل برداشت خرابیوں کے پیدا ہونے کا احتمال تھا کیونکہ سلطنت اس کام کو اگر کرسکتی تھی تو ٹھیکہ داروں[1] کی وساطت تھی جن کو وہ بخوبی قابو میں رکھ نہ سکتی تھی۔ ٹھیکہ داروں سے اندیشہ تھا کہ یا تو سلطنت کی بدخواہی کرتے یا دیسی باشندوں پر ظلم کرتے جو روما کے حلیف تھے۔ وجوہ مذکورہ بالا پر بخوبی غور کرنے کے بعد قرار پایا کہ معادن کا بند کردینا ہی مناسب ہوگا۔ سرکاری اراضیات کے متعلق بھی اسی قسم کا

---

[1] میں اس کی تشریح کرسکتا ہوں کہ دو قسم کے ٹھیکوں سے مراد ہے پہلی صورت یہ تھی کہ سلطنت ٹھیکہ داروں کو اُن کے کام کی اجرت دے اور نفع یا نقصان اس کا ہو۔ اس ٹھیکے کو Ultro tributum کہتے تھے اور اسمیں ٹھیکہ داروں کی سہل انکاری سے سلطنت کو نقصان کا اندیشہ تھا۔ دوسری صورت اجارے کی تھی جس میں اجارہ دار ایک مقررہ لگان ادا کرتے اور نفع یا نقصان انھیں کا ہوتا۔ اس ٹھیکے کو Vectigal کہتے تھے اور اسکے ضمن میں اجارہ داروں کو دیسیوں سے جبراً کام لینے کا اختیار رہتا پہلی قسم کا ٹھیکہ اس طریقے کے قریب قریب تھا جو عہد شاہی میں جاری تھا کیونکہ بادشاہ اجارہ داروں سے کام لینا پسند نہ کرتے ہوں گے۔ لیوی ۵۴/۱۸۔ ڈاوڈورس ۳۱، ۱۳۔

فیصلہ ہوا سینیٹ کی خواہش فی الحقیقت یہ معلوم ہوتی تھی کہ مفتوحہ قومیں جدید حکومت کے تحت میں امن و امان کے ساتھ بسر کریں اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ روما سے فاصلے پر اپنے ہمقوموں کے مظالم اور حریصانہ افعال کو روکنا ناممکن ہے۔

(۵۳۹) ممالک مذکور کا نہ تو الحاق ہوا اور نہ وہ روما کے صوبے بنائے گئے نگران کی قسمت کے فیصلے میں جو اصول مضمر تھے وہی تھے جن پر نظام صوبجاتی کی بنا تھی۔ اس کے قبل سسلی میں روما قرطاجنہ اور ہیرو کا جانشین ہوا تھا۔ مقامی حکومت میں وہ بہت کم دخل دیتا تھا کچھ تو مفتوحوں کی تالیف قلوب کے لیے اور ایک حد تک زحمتوں سے بچنے کے لیے۔ مقدونیہ بلکہ الیریا میں بھی وسیع متحد اضلاع تھے۔ ان متحد علاقوں کو توڑ کر مصنوعی مقامی حکومتوں کو وجود میں لانے کا منشا صرف یہی ہو سکتا کہ روما کی سیادت قائم رہے کیونکہ ان تمام انتظامات کا دار و مدار اُس کے اقتدار پر تھا اور ان انتظامات کے ضمن میں جو امور تصفیہ طلب ہوتے سب سلطنت مقتدر کے حضور پیش ہوتے کیونکہ کوئی دوسرا فیصلہ کرنے والا نہ تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حالت موجودہ کا ایک باضابطہ صوبے کی حکومت میں متبدل ہو جانا بالکل آسان تھا بلکہ صرف صوبہ دار کے تقرر کی ضرورت تھی۔ اس کا خیال سینیٹ کے اکثر ارکان کے دلوں میں ہوگا مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ خیال ان کے دلوں میں ضرور تھا۔ انتظامات کا نتیجہ متعاقب معلوم ہوگا۔

(۵۴۰) روما اور جمہوریۂ روڈز کے باہمی تعلقات اب زیر بحث تھے۔ روما کا یہ قصد نہیں تھا کہ ان کے افعال کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے دول مذکور کا وجود مٹا دیا جائے مگر اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ انٹیوکس سوم کی شکست کے بعد جو وسیع علاقے ان دونوں سلطنتوں کو دیے گئے تھے ان سے روما کی اغراض پوری نہیں ہوئی تھیں سینیٹ کا مزاج بھی اس وقت گرم اور وہ بدعہدی سے چشم پوشی نہ کر سکتی تھی۔ یومی نیس کی طرف سے اٹالس روما پہنچا اور مبارکباد پیش کرنے کے بعد شکایت کی کہ گلاتیوں نے اُس کے ملک پر یورش کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ یورش بعض ذی اقتدار رومیوں کے علم اور ایما سے ہوئی ہو تاکہ یومی نیس کو معلوم ہو جائے کہ وہ روما کا دست نگر ہے۔ بہر کیف بعض سربرآوردہ رومیوں نے اٹالس کو اغوا کرنا شروع کیا اور اُسے آمادہ کرنا چاہا کہ اپنے لیے ایک سلطنت کے دیے جانے کی درخواست کرے

یومی نیس کی مشکلیں

یعنی اس کے بھائی کی سلطنت کے بعض علاقے اس کے سپرد کر دیے جائیں۔ اٹالس میں بھی اولوالعزمی کا مادہ تھا اور قریب تھا کہ وہ اس عیارانہ مشورے پر عمل کرے مگر یوجی نیس بھی کسی نہ کسی طرح اس خطرے سے آگاہ ہو گیا تھا اور اس نے ایک معتمد علیہ شخص کو اپنے بھائی کے پاس بھیجا کہ اس کو اس قصد سے باز آنے پر آمادہ کرے کیونکہ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ خاندان اٹالی کی حکومت برباد ہو جاتی جسکا اٹالس بحالت موجودہ وارث تھا۔ اٹالس اس نکتے کو سمجھ گیا اور اصل پیغام کے پہنچا دینے پر اکتفا کیا۔ البتہ اپنے لیے وہ اے نس اور مارونیا کے ساحلی شہروں کی سیادت کا طالب ہوا۔ سینیٹ نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی اور گلاتیوں کو واپس ہو جانے کا حکم دینے کا وعدہ کیا۔ پالی بیس[1] نے صحیح یا غلط یہ بیان کیا ہے کہ سینیٹ نے اٹالس کی اعتدال پسندی کو اس امر پر محمول کیا کہ وہ اپنی دلی خواہش کو علانیہ بیان کرنا نہیں چاہتا اور انھیں یہ امید تھی کہ اس کے لیے وہ اندرونی سازشوں سے کام لیگا۔ مگر اٹالس وہاں سے چپکے سے چلا گیا جو سینیٹ کو ناگوار ہوا اور اپنا غصہ نکالنے کیلیے اس نے اے نس اور مارونیا کو آزاد قرار دیا اور واقعات مابعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سفیر گلاتیا جا رہے تھے[2] انھیں یہ ہدایت کر دی گئی کہ گلاتیوں کو مطلع کر دیں کہ اگر وہ پرگامم کو دق کریں تو اس سے روما مطلق ناراض نہ ہوگا۔

رودز کی تذلیل (۱۶۵) یہ سفارتیں جو عجز و الحاح کے ساتھ عرض معروض کرنے کی غرض سے آتی تھیں، اس کا سلسلہ جاری تھا اور ان کی ذلیل حرکات سے سینیٹ کو روز بروز معلوم ہوتا جاتا تھا کہ مشرقی دنیا کی حالت کس قدر پست ہے۔ مشرقی حکومتوں کے اس ذلیل طرز عمل سے سینیٹ کا مزاج اور بھی تیز ہو گیا اور انھوں نے بدنصیب روڈیوں کی سفارت کو باریاب کرنے سے اولاً انکار کر دیا۔ سفیروں کے تخوف کو بڑھانے کے لیے روڈز سے جنگ کا اعلان کرنے کے متعلق ایک مسودہ پیش کرنے کی اطلاع دی اور مجمع عام میں اس کی تائید میں تقریر کی۔ دو ٹریبونوں نے اس تجویز کو روک دیا مگر رومی اس وقت فتح کے نشے سے مخمور تھے اور دونوں فریقوں نے[3] عمداً رسم آمد کو

[1] پالی بیس ۳۰/۱/۳۔
[2] لیوی ۴۵/ ۱۲۔

بالائے طاق رکھ دیا۔ بالآخر سینیٹ نے طوعاً وکرہاً سفیروں کو شرف باریابی بخشا۔ اُنکی استدعا صرف یہ تھی کہ رومی ان کی جمہوریہ کی بقا کے درپے نہ ہوں اور اپنی بے بسی اور عجز کے اظہار کے لیے سربسجود ہو گئے۔ ان کی درخواست پر جو مباحثہ ہوا قابل یادگار ہے۔ بعض نیک دل اور دور اندیش ارکان نے موجودہ ظالمانہ طرز عمل کی مخالفت کی۔ بالخصوص کیٹو[1] کی تقریر قابل لحاظ ہے جو اُس نے روڈیوں کی طرف سے کی۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ جب کوئی مخالفانہ کارروائی ہو تو صرف مخالفت کے ارادے کی پاداش میں سزا دینا رومیوں کے سزاوار نہیں۔ اُس نے سینیٹ کو متنبہ کیا کہ ایسی مجنونانہ حرکتوں سے باز آئے اور انصاف کا خون نہ کرے۔ اُس نے غالباً سینیٹ کو روما کے حقیقی مفاد بھی یاد دلائے ہوں گے۔ اس تقریر کے بعد سینیٹ نے سخت تنبیہ پر اکتفا کیا مگر سفیروں کو کوئی قطعی جواب نہ ملا۔ البتہ اُنھیں یقین ہو گیا کہ جنگ نہ ہوگی جس کا انھیں خوف تھا۔ بعض سفیر اس پیام کو لے کر روڈز واپس گئے۔ مگر یہ کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ مشرقی معاملات کا جو تصفیہ ہونے والا تھا اس میں ان کا کیا حشر ہوگا۔ مگر انتہائی خطروں سے وہ اس وقت محفوظ معلوم ہوتے تھے البتہ لی سیا اور کیریا سے اُنھیں اپنے صوبہ داروں کو واپس بلا لینا پڑا۔ یہ صوبے حال ہی میں اُنھیں روما نے اُن کی خدمات کے صلے میں دیے تھے۔ اُنھوں نے اب ایک دوسری سفارت قیمتی تحفوں کے ساتھ اس غرض سے بھیجی کہ روما کے حلیفوں میں شریک کر لیے جائیں۔ اسوقت تک اُنھوں نے حلیف بننے میں تامل کیا تھا مگر اب اُنھیں یہ فکر لگ گئی تھی کہ روما سے انکے تعلقات کا تعین ہو جائے۔ مگر ان کی پریشانیاں ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھیں۔ سرزمین ایشیا میں اُن کے قدیم مقبوضات کی رعایا نے بغاوت کر دی۔ یہ معاملہ اُن کے لیے موت و زیست کا تھا کیونکہ اُن کے جزیرے کے ذرائع اس قدر نہ تھے کہ اُن کی تمام قوم کی قوت بسر ہی ہوسکتی۔ اس لیے انھوں نے فوراً ایک فوج بھیجی جس نے بغاوت کو فرو کر دیا۔[2]

[1] اس تقریر کے بعض ٹکڑے گیلیس (۳،۶) میں محفوظ ہیں اور جبار ڈن (صفحات ۲۱، ۲۵۷) میں نقل کیے گئے ہیں اور دیباچے کے صفحات ۴۶، ۴۷ میں ان پر بحث کی گئی ہے گیلیس کا مضمون بھی قابل دید ہے۔

[2] پالی بئیس ۳۰، ۵ لیوی ۴۴، ۲۵۔

الیریا
ایپائرس

(۵۴۲) **الیریا** میں پرویرسٹر **اینی کس** کو زیادہ زحمت نہ ہوئی اور اسکے بعد وہ **ایپائرس** کے ان علاقوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا جو **پرسیس** کے شریک ہوئے تھے۔ یہ کام بھی دشوار نہ تھا۔ وہاں کے لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب مقاومت کا موقع باقی نہیں اور رومیوں کے مخالفوں کے سرغنوں نے مردانہ وار جان دیدی۔ **اسکوڈرا** کو واپس ہو کر وہ پانچ کمشنروں سے ملا اور ان کی شرکت میں **الیریا** کے معاملات کا تصفیہ کردیا۔ بعض بستیوں کے ساتھ **روما** کے قدیم دستور کے مطابق خاص مراعات ملحوظ رکھی گئیں تاکہ مفتوحہ قومیں مفاد کی یکسانی کی وجہ سے باہم متحد نہ ہونے پائیں۔ جملہ امور میں سینیٹ[۱] کے نصب العین کا لحاظ رکھا گیا۔ واضح رہے کہ ایپائرس میں اس قسم کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ بعض باغی شہریوں کو سزا دینے کے بعد **پالس یونان** کا دورہ کرنے چلا گیا تاکہ مندروں میں فنون لطیفہ اور قدیم چیزوں کا ملاحظہ کرے اور اس میں جائداد غیر منقولہ اپنے قبضے[۲] میں رکھ سکتا تھا۔ اس کا عملی نتیجہ یہ تھا کہ ایک فرضی سرحد کے باہر اُس کے خاندانی تعلقات اور حقوق جائداد ختم ہو جاتے تھے۔ چاندی اور سونے کی کانیں[۳] بند کردی گئیں تانبے اور لوہے کی کانوں سے کام لینے کی اجازت دی گئی اور اس کی لگان[۴] بمقابلہ سابق کے نصف مقرر کی گئی۔ نمک[۵] کی درآمد کی ممانعت کردی گئی مگر اس کے وجوہ کے متعلق ہم کوئی قیاس نہیں کر سکتے۔ جہاز سازی کے لیے شہتیر کے درختوں کے کاٹنے کی بھی ممانعت کردی گئی۔ اس کی غایت یا تو یہ ہوگی کہ اس ملک میں جہاز سازی کا سلسلہ ختم ہو جائے یا یہ کہ دوسری[۶] بحری قوموں کو جہاز بنانے کیلئے

۱؎ **لیوی** ۴۵، ۲۶۔

۲؎ اگر **لیوی** ۴۵، ۲۹، ۱۰ کے الفاظ صحیح ہیں تو جائداد غیر منقولہ اس میں شامل نہ تھی۔

۳؎ معلوم ہوتا ہے کہ ۵۸ھ میں یہ معادن رومی سرمایہ داروں کو خوش کرنے کے لیے پھر کھول دی گئیں۔

۴؎ معلوم نہیں کہ یہ لگان تھی یا شاہی حق مالکانہ۔

۵؎ **مام سین** کا خیال ہے کہ اس سے **روڈیوں** کو نقصان پہنچانا مقصود تھا۔ ممکن ہے کہ اُس سے **روما** کے سرمایہ داروں کو کچھ نفع ہو۔

۶؎ مثلاً **روڈز** جس کو **پرسیس** نے شہتیریں بطور تحفہ دی تھیں۔

لکڑی نہ ملے۔ روما سمندروں میں تجارت کی حفاظت کے لیے مستقل بیڑہ نہ رکھتا تھا۔ اس لیے وہ دوسروں کی بحری سرگرمی کو شبہہ کی نگاہ سے دیکھتا تھا جن ضلعوں کی سرحدوں پر وحشی آباد تھے انھیں مسلح فوجوں کے رکھنے کی اجازت دی گئی گویا روما کے عام اصول کے خلاف تھا کیونکہ وہ اپنے مفاد کے خیال سے ہمیشہ ہتھیار رکھوا لیا کرتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مقدونیوں کو اس تصفیے سے پورے طور سے اطمینان نہ ہوا۔ محاصل کے کم کر دیے جانے سے تو انھیں خوشی ہوئی مگر اپنے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جانے کا انھیں سخت رنج ہوا۔ فی الحقیقت روما کی یہ کارروائی ایسی تھی جس کا اس سے قبل کبھی اُسے تجربہ نہ ہوا تھا۔ سلطنت کی قطع و برید میں اُس نے قوم کی بھی قطع و برید کر دی۔ یہ کارروائی نہایت افسوسناک تھی اور اس کے نتائج اندوہناک ہوئے جن کا متعاقب ذکر آئیگا۔ اس آزادی سے مقدونیوں کا خوش ہونا رومیوں کی محض بناوٹ تھی کیونکہ مقدونیہ کا قومی اتحاد دو سو سال سے قائم تھا اور مقامی اور قبیلوں کے اختلافات کے مٹ جانے سے پختہ ہو چکا تھا۔ ممکن ہے کہ رومیوں کو غلط فہمی ہوئی یا اُن کی بے اعتنائی کا نتیجہ ہو کیونکہ وہ اپنے آپ کو تمام عالم کا محسن خیال کرتے تھے گو اُن کی تمام کارروائیاں خود غرضی پر مبنی ہوتی تھیں۔ ایتھنز، کورنتھ، اسپارٹا اور اولمپیا کی سیر کی۔ اولمپیا کے زیس دیوتا کے مجسمے کو اُس نے بہت پسند کیا اور ایک قیمتی نذر چڑھا کر تسلیم کیا کہ فیڈیس کا بنایا ہوا یہ مجسمہ روما کے جوپٹر دیوتا کی ہو بہو تصویر ہے۔ اس کے ساتھ بہت کم لوگ تھے اور اُس کے حسن اخلاق نے یونانیوں کو رام کر لیا خصوصاً اس وجہ سے کہ یونانیوں کے ساتھ انھوں نے جو ہمدردی ظاہر کی تھی اُس کا اُس نے مطلق ذکر نہ کیا کیونکہ اس کا عمل "مضی ما مضی" پر تھا۔ مقدونیہ میں بھی جہاں وہ تصفیے کی کمیشن کی صدارت کی غرض سے گیا تھا اُس نے شاہی خزانوں کو ہاتھ نہ لگایا۔ البتہ اُس نے شاہی کتب خانہ اپنے تعلیم یافتہ بیٹوں کے لیے لے لیا۔ خزانہ سلطنت کی ملک خیال کیا گیا اُس کی غلبت میں ضبط فوجی باقی نہ رہا تھا مگر اب پھر بحال ہو گیا۔

(۳۴۵) مقدونیہ کی تمام بستیوں کے وفد وقت مقررہ پر المیفی پولس میں جمع ہوئے۔ دور افتادہ مقامات سے بھی سرکاری کاغذات منگائے گئے اور جو رقوم خزانہ شاہی میں واجب الادا تھیں طلب کی گئیں غرض ہر طرح یہ کوشش کی گئی کہ کثیر التعداد حاضرین کے

دلوں پر نقش ہو جائے ایک عظیم الشان انقلاب ہوا ہے اور حالت سابقہ کے عود کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں۔ پالس اپنی نشست سے اٹھا جو دس کمشنروں کے بیچ میں تھی اور سینیٹ اور کمیشن کے قطعی تصفیوں کا اعلان کیا۔ اس کی تقریر لاطینی میں تھی جو روما کی سرکاری زبان تھی[1] اور ایک ترجمان نے اسکی تقریروں کا یونانی میں ترجمہ کیا۔ تصفیہ بھی انہیں اصول پر تھا جو سینیٹ نے طے کئے تھے۔ مقدونیہ چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ایک کی مقامی حکومت کے لیے ایک شہر مخصوص کر دیا گیا اور ان چاروں جمہوری حکومتوں کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ رکھا گیا۔ ان کو ایک دوسرے سے قطعاً علیحدہ رکھنے کے لیے ایک جمہوریہ کے شہریوں کو دوسری جمہوریہ میں کسی قسم کے حقوق رکھنے کی ممانعت کر دی گئی یعنی ایک جمہوریہ کا شہری اپنی جمہوریہ سے باہر دوسری جمہوریہ میں نہ تو نکاح کر سکتا تھا جو قانوناً جائز ہو اور نہ اس کے بعد چاروں ضلعوں کی رعایا کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ضلعوں کے لیے انتظامی مجلسوں کا انتخاب کریں۔ مگر یہ سخت ستم ظریفی تھی کیونکہ اس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا کہ جن لوگوں کے نام ایک "سیاہ فہرست" میں درج تھے فوراً اپنے ملک کو چھوڑ دیں اور اطالیہ میں حاضر ہوں ورنہ قتل کر دیے جائیں گے۔ اس تدبیر سے چشم زدن میں تمام ایسے اشخاص جلاوطن کر دیے گئے جو امور مملکت سے واقف تھے اور مقدونی قوم اپنے حقیقی سرغنوں کی خدمت سے محروم ہو گئی۔ جمہوری دستور جو اس بدنصیب قوم کو عطا ہوئے اس نظام حکومت کی تباہی کے نعم البدل نہ ہو سکتے تھے جس کی وہ عادی تھی۔ اس کارروائی کے بعد رومیوں نے ایک ایسا نظارہ دکھایا جو قدیم فاتحوں کی افراط و تفریط سے بھی بڑھ گیا یعنی امیفی پولس میں ایک شاندار تماشا کرایا گیا جسمیں تماشاگروں اور پہلوانوں کے کرتب دکھائے گئے۔ گھوڑ دوڑیں (قربانیاں) دعوتیں ہوئیں اور مال غنیمت کی آتش بازی ہوئی۔ فنون لطیفہ کے نمونے اور دوسری قیمتی اشیا جو مقدونیہ کے شہروں میں لوٹ مار میں لٹی تھیں ان کی ایک شاندار نمائش بھی ہوئی۔ مقدونیوں کو خوب معلوم تھا کہ ان کی ترقی تمدن کی یہ مایۂ ناز چیزیں کہاں جائیں گی کیونکہ ان کو روما لیجانے کے لیے اسٹرائی من میں جہاز تیار تھے۔

[1] اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ یونانی بول نہ سکتا تھا۔

یونان (۲۴۴) اس کے بعد کمیشن[1] کا پنجہ ستم یونان پر پڑا۔ روما کے طرفدار جو بیشتر ظالم اور دنی الطبع تھے ہر جگہ برسر اقتدار تھے۔ اسے ٹولیا میں سربرآوردہ افراد کا قتل عام ہوا اور ایک رومی افسر نے اس خوں ریزی کے لیے اپنے سپاہی دے دیئے تھے۔ یہ شخص قابل سزا قرار دیا گیا مگر معلوم نہیں کہ فی الحقیقت اس کا کیا حشر ہوا متعدد اشخاص جلاوطن ہو گئے اور اُن کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ کمشنروں نے ان جملہ امور سے چشم پوشی کی کیونکہ وہ ایماندار اشخاص پر سختی نہ کرنا چاہتے تھے جنھوں نے جوش میں آکر کچھ زیادتی کی تھی۔ روما کے اس انصاف و ترحم سے اُن کے طرفداروں کو بدترین مظالم کے عمل میں لانے کا موقع ملا۔ کمیشن اُن کی ہر بات کو سنتا تھا اور اسے ٹولیا، اکارینیا، ایپائرس اور بوائے شیا کے تمام ذی حیثیت لوگوں کے نام ایک "سیاہ فہرست" میں درج کردیے گئے اور انھیں حکم دیا گیا کہ روما میں حاضر ہوں جہاں اُن پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ کمیشن کی دوسری کارروائیوں کا بھی ذکر ہے جن سے مقصود صرف یہ تھا کہ کمزوری اور نفاق بڑھے۔ آکائی جن کی قوت خاصی تھی، اُن کے معاملات کے تصفیے کے لیے دو کمشنر بذات خود آئے۔ پرسیس کے جو کاغذات رومیوں کے قبضے میں آگئے تھے ان میں کوئی کاغذ ایسا نہ ملا تھا جس سے کسی آکائی پر حرف گیری ہو سکتی اور اثنائے جنگ میں اتحاد آکائی کا طرز عمل بالکل درست تھا۔ مگر بدقماش کالی کراٹیس[2] نے کمشنروں کو باور کرایا ہوگا کہ آکائیوں میں بغاوت کا مادہ بہت ہے اس لیے ایک ہزار جو زمانہ مابعد میں یونان کے بہترین افراد تھے جلاوطن کر کے اطالیہ بھیج دیے گئے۔ اس بہانے سے کہ اُن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ ان میں مورخ پالی بیس بھی تھا۔ افسوس ہے کہ پر عظمت یونان کے ایسے برے دن آگئے تھے کہ سیاسی قوت حاصل کرنے کے لیے ہر شخص پر ضروری تھا کہ غداری سے اپنے ہمقوموں کا خون کرائے۔

ایپائرس (۲۴۵) انصاف پسند اور رحم دل پالس کو یہ ظالمانہ افعال ضرور ناگوار گزرتے ہوں گے مگر اطالیہ واپس ہوتے ہوئے اُسے ایک ایسی کارروائی میں شریک ہونا پڑا۔

[1] لیوی ۴۵، ۳۱، وی سیمن بورن۔
[2] پالی بیس ۳۰، ۱۳۔

جو ان سے بھی بدتر تھی۔ الیریا کے جن اضلاع نے پرسیس کی تائید کی تھی ان پر یورش کرنا اور ان میں قتل و غارت گری کرنا ناراضی کے اظہار کی ایک صورت تھی مگر ایپائرس[۵۱] کے اندرونی اضلاع کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ ایسا وحشیانہ تھا کہ آس پاس کے ممالک کے لوگ ششدر رہ گئے حالانکہ وہ غداری اور مظالم کے خوگر تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ سینیٹ نے ایک قطعی حکم دے دیا کہ واپس ہونے والی فوج کو اجازت دیدی جائے کہ ایپائرس کو اس کی بغاوت کی پاداش میں لوٹ لے۔ پالس کے لیے کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ اس حکم کی فوری اور پوری تعمیل کرائے اور رومیوں کی جانیں تلف نہ ہونے دے۔ ستر شہروں کو وقت واحد میں یہ حکم دیا گیا کہ اپنا اپنا زر و سیم کا اندوختہ ایک خاص دن تیار رکھیں اور سپاہیوں کا ایک ایک دستہ ہر شہر میں اس کے وصول کرنے کے لیے پہنچا۔ مگر ان غریب بستیوں میں زر و سیم کی بہتات نہ تھی۔ مگر اہل ایپائرس فروخت کئے جاسکتے تھے اور ان لوگوں کو غلام بنا کر سپاہیوں نے اپنا موعودہ انعام پالیا۔ ایک مقررہ وقت پر سپاہیوں نے اپنا کام شروع کر دیا، مکانوں کو لوٹ لیا اور ایک ہی دن میں ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کو غلام بنالیا۔ اس لوٹ مار میں کس قدر روپیہ ملا اس کی صحیح تعداد معلوم نہیں مگر یہ بیان کیا گیا ہے کہ سپاہی مال غنیمت کی مقدار سے خوش نہیں ہوئے جو اُن کے حصے میں آئی ہے[۵۲]

عظیم الشان جلوس فتح

(۵۴۶) سپاہیوں کی اس ناراضی سے ایک افسر نے کام نکالنا چاہا جسے پالس سے عناد تھا۔ فتحمند سپہ سالاروں کو جب جشن فتح منانے کی اجازت دینے کا وقت آیا تو اینی کس اور آکٹیویس (امیر البحر) کے متعلق کوئی اعتراض نہ ہوا مگر پالس[۵۳] کے دعوے پر اعتراض ہوا۔ لیکن سربرآوردہ اشخاص کی کوششوں سے یہ لغو کارروائی چلنے نہ پائی اور پالس کو جشن فتح منانے کا موقع دیا گیا گو اس نے ضبط فوجی سختی کے ساتھ قائم رکھا تھا اور جتنی رقوم خزانہ سلطنت میں داخل ہونی چاہیئے تھیں سب کو داخل کر دیا تھا اس سے قبل

۵۱ پالی بیس ۳۰۔ ۱۶؛ لیوی ۴۵۔ ۳۴۔
۵۲ پلوٹارک ایمی لیس۔ مقابلہ کرو لیوی ۴۵۔ ۳۴، ۷۔
۵۳ لیوی ۴۵۔ ۳۵۔۳۹۔ وی سین لبورن۔

روما میں اس سے زیادہ شاندار کوئی فتح کا جلوس نہ ہوا تھا۔ تین روز تک اس جلوس کا سلسلہ سڑکوں پر رہا اور اس میں حسب ذیل اشیا اور اشخاص شامل تھے۔ یونان کے فنون لطیفہ کے نمونے جو روما کی زیبائش کے لیے لائے گئے تھے، کئی گاڑیاں شاندار زرہوں سے بھری ہوئیں جن میں تلواروں کی نوکیں چبھی ہوئی تھیں اور مقدونیہ کے نیزے لگے ہوئے تھے، چاندی کے برتن اور سکے سونے کے برتن اور سکے۔ فلپ کا رتھ اور اس کا تاج و تخت، فلپ بذات خود اور اس کے مصاحب اور کمسن بچے جنھیں اپنی شومیٔ قسمت کا احساس نہ تھا، کئی گاڑیاں جو اُن طلائی تاجوں سے لدی ہوئی تھیں جو مختلف شہروں نے بطور پیشکش دیئے تھے، ان سب کے بعد فاتح جلوس کے لباس میں مع اپنے اسٹاف کے موقر عہدہ داروں کے جن میں اس کے دونوں بیٹے قے بیس اور سی پیو بھی تھے۔ سب کے آخر میں فوج ظفر موج کے سپاہی تھے جو گاتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ مگر یہ خوشیاں اور جشن، شکرانے اور قربانیاں سب بے سود تھیں۔ جمہوریہ کے مستقبل کے آثار اچھے نہ تھے۔ انعام کی رقم جو سپاہیوں کو تقسیم ہوئی چار پونڈ انگریزی سے زیادہ نہ تھا اور اُسے سپاہیوں نے خوشی سے نہ لیا۔ ایمن لتیس کی گلاتی معرکہ آرائی کے زمانے سے روما کے سپاہیوں میں اجیر سپاہیوں کی خوبو آنے لگی تھی۔ پالس نے شہریوں کی قدیم فوج کی بعض روایات کو قائم رکھا مگر اُس کی حالت مستثنیات میں سے تھی اور رومیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگا تھا کہ زراعت میں اس قدر نفع نہیں جتنا کہ سپہگری میں ہے، جس کے نتائج اندوہناک ہونے والے تھے۔

(۷۴۵) مگر اس وقت تو روما کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا اور آس پاس کے تمام ملک اُس کا لوہا مانتے تھے۔ گزشتہ جنگوں میں اُسے جو تفوق حاصل ہوا تھا اُس پر اعتراض ہوا تھا اور اس کا خمیازہ معترض کو بھگتنا پڑا۔ یورپ اور ایشیا کے تمام ممالک متمدنہ میں جہاں جہاں باقاعدہ نظام حکومت تھا، روما کا اثر موجود تھا۔ چند سال قبل ہینی بال کو وہ گرفتار نہ کرسکا تھا مگر اب اس کا کوئی کم درجہ مخالف بھی اس کی زد سے بچ نہ سکتا تھا۔

پالی بیس[1] نے پرسیس کے ایک روڈس طرفدار کے فرار ہونے کا قصہ بیان کیا ہے
اُس کی گرفتاری کا جب ارادہ کیا گیا تو یکے بعد دیگرے اس نے متعدد مقامات میں
پناہ لینے کی کوشش کی پناہ گیر کو کوئی روما کے حوالے نہ کرنا چاہتا تھا مگر اُسے پناہ دینے
کی بھی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ چار مرتبہ وہ حوالے کر دیا گیا اور بالآخر ایک روڈس جہاز
میں روما بھیج دیا گیا۔ مالی مشکلوں سے بھی روما اب بچ گیا۔ روما میں یہ دستور تھا
کہ جنگ کی ضروریات کے لیے شہریوں سے جبراً قرضے لیے جاتے تھے اس وقت بھی
ایسے لوگ زندہ ہوں گے جنھیں یاد ہوگا کہ ہینی بال کی جنگ میں سلطنت روما
کس قدر خستہ حال ہو گئی تھی اور روپیہ حاصل کرنے کے لیے اُسے کیا کیا تدبیریں کرنی
پڑی تھیں۔ پالس نے ایک رقم خطیر خزانے میں داخل کی جس کے متعلق اندازہ ہے
کہ بارہ لاکھ سے تیس لاکھ پونڈ تک تھی۔ تاوان جنگ کی رقوم اور صوبجات کے
محاصل سے شہریان روما کا مالی بار کم ہو گیا تھا جو انھیں جنگ کے زمانے میں
برداشت کرنا پڑتا تھا۔ اُس وقت سے محصول[2] شہریان روما موقوف کر دیا گیا
اور فتوحات کے مالی منافع سے سلطنت کا کام چلنے لگا۔ واضح رہے کہ پالس کو
اس فتح سے خود کوئی مالی نفع نہیں ہوا مگر اس سے اس کا کوئی حرج نہیں ہوا۔ اس کے
باقی ماندہ بیٹوں میں سے ایک جشن فتح سے قبل اور ایک اس کے کچھ بعد مرگیا جس سے
اُس کے خاندان کا چراغ گل ہو گیا ۱۶۰ق م میں وہ سنسر ہوا اور چار سال بعد اُس نے
خود بھی انتقال کیا۔

روما کا سلوک قیدیوں کے ساتھ　(۵) پرسیس اور گینٹیس اطالیہ کے قصبوں کی حراست میں کر دیے
گئے۔ پرسیس کی سخت جانی اور کم ہمتی نے اُسے بہت بدنام کیا اور بے عزتی کے ساتھ
مرنے سے قبل اس کے متعلق بہت سے قصے مشہور ہو گئے تھے۔ فوکی نس جھیل کے
قریب البا کی لاطینی نوآبادی میں وہ قید تھا اور وہیں اس کا خاتمہ ہوا۔ اُس کا ایک بیٹا

[1] پالی بیس ۸ ، ۹۔
[2] دیکھو مارکوارٹ Staatsverwaltung جلد دوم Tributum
کے تحت میں۔

جو اس کے بعد زندہ رہا وہاں کے مقامی حکام کا محرر تھا۔ ان سے زیادہ قابل رحم حالت کثیر التعداد یونانیوں کی تھی جن کا اسیران جنگ میں شمار نہ تھا مگر جو مشتبہ خیال کر کے اطالیہ بھیج دیے گئے تھے۔ روما کی حکومت یہ نہ چاہتی تھی کہ وہ اپنے گھروں کو واپس ہوں۔ یہ منتخب لوگ تھے اور ان کے اطالیہ میں قید ہونے سے روما انکی اخلاقی، سیاسی اور دماغی قوت سے مستفید ہونے سے محروم ہو گیا تھا۔ انکے الزامات کی تحقیق نہ ہوئی بلکہ اطالیہ کے شہروں کی حراست میں چھوڑ دیے گئے۔ غریب الوطنی میں وطن کی یاد انھیں ستاتی تھی اور جیسے جیسے اُن کی امیدوں کا خاتمہ ہوتا گیا وہ خود بھی ختم ہوتے گئے۔ چند افراد جو بچ گئے اُن کی یونان کی واپسی کا قصہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ ان میں سے بعض خوش قسمت ایسے تھے جنھیں روشن خیال رومی مربی مل گئے کیونکہ سلطنت کی وسعت سے رومیوں کے عام مشاغل بھی بڑھ گئے تھے۔ ان خوش قسمت لوگوں میں سب سے زیادہ ممتاز پالی بیس تھا جو ایک سنجیدہ اور عالم آدمی تھا اور وسیع سیاسی تجربہ رکھتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اسکی قدر کرنے لگے اور سپی او ایمی لیانس اُس کا مربی ہو گیا۔ اس معزز شخص کے احباب کے دائرے میں پالی بیس کی خاص عزت تھی اور انھیں صحبتوں میں اُس نے روما کی تاریخ اور سیاسیات کے متعلق مفید معلومات بہم پہنچائیں جو دوسرے یونانیوں کو حاصل نہ ہو سکتی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ خاندان سپیو کی تاریخ میں وہ بہت کچھ مبالغہ کرتا ہے اور روما اور رومیوں کا بہت مداح ہو گیا تھا مگر نہ تو کبھی وہ اپنی قوم کو بھولا اور نہ اُس نے کبھی یہ فراموش کیا کہ اتحاد آکائی کے ایک مدبر ہونے سے اُس کے فرائض کیا ہیں۔

روما کی خارجی حکمت عملی

(۹۳۵) میں نے اس باب میں اُن واقعات کو بیان کیا ہے کہ جو تیسری مقدونی جنگ کے باعث ہوئے، پھر اس جنگ اور اُس کے فوری نتائج کو بیان کیا ہے اور اس اہم سلسلۂ واقعات کی اصلیت کی توضیح کی ہے۔ اب مجھے صرف چند الفاظ دوسری جنگ فنیقی کے بعد سے روما کی خارجی حکمت عملی کے رخ کے متعلق کہنے ہیں کیونکہ ہم ایک ایسی نوبت پر پہنچ گئے ہیں جبکہ اس پر بحث کرنا مفید ہوگا خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ جلیل القدر مورخوں میں جو ہمارے ماخذ ہیں

اس کے متعلق اختلاف رائے ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ آیا جیسا کہ مام سین کا خیال ہے **یونان** کے آزاد کرانے میں **روما** کی نیت سچی تھی؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا اس عہد میں **روما** کی سفارتی کارروائیوں میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور وہ فریب اور غداری پر مبنی ہو جاتی ہیں یا بقول **کارل پیٹر**[1] **میکیاویلی** کسے طرز کی ہو جاتی ہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ آیا **یومی نیس** کے متزلزل ہونے اور مداخلت کا قصد کرنے کا قصہ صحیح ہے یا جیسا کہ **مام سین** کا خیال ہے محض بناوٹ ہے۔ ان سوالات کا جو ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ہم نے اثنائے تذکرہ میں ایک حد تک بحث کی ہے مگر ان کا صحیح جواب دینا ضروری ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ دوسرے سوال پر **روما** کی سینیٹ کی تشکیل اور اُس کے اقتدارات کے لحاظ سے بحث کرنی چاہیئے۔ اس مجلس میں بہت سے بوڑھے تھے اور بعض نوجوان مگر زیادہ تر ۴۰ سے ۶۰ سال کے درمیان کے لوگ ہوں گے۔ ان میں سے بعض تو قدیم طرز کے رومی ہوں گے یعنی درشت مزاج اور تنگ خیال جن کی تعداد گھٹتی جاتی تھی، ان کے علاوہ **کیٹو** اور اس کے ہم خیال اصلاح پسند تھے، ان کی تعداد کبھی زیادہ نہ تھی مگر یہ لوگ بہت سرگرم تھے، ایک اور طبقہ تھا جو **یونانیوں** کو دوست رکھتا تھا جس کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ **کارنی لی اِی** اور امرا کے دوسرے خاندانوں کے افراد تھے جو اپنے خاندانی اثر سے نہ کہ عامۂ قوم کی پسندیدگی سے سلطنت کے عہدوں پر فائز تھے۔ ان سے تعداد میں کم امرا کے چھوٹے درجے کے خاندانوں کے افراد ہوں گے اور سب سے کم وہ لوگ جنھوں نے خود عہدوں پر فائز ہو کر اپنے خاندانوں کا وقر بڑھا کر انھیں امرا میں شمار کرایا تھا۔ ان میں سے سب یا اکثر ایسے تھے جو فوجی ملازمت کا تجربہ رکھتے تھے اور سب کے سب صاحب جائداد ہوں گے، بعض دولتمند بھی ہوں گے۔ دولت کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور **پرسیس** کے ساتھ جنگ کے شروع ہونے کے زمانے تک سینیٹ میں بہت سے ایسے حریص ارکان

[1] C. Peter, Studien Zur Romischen Geschichte Halle, 1863

ہوں کے جو تجارت کے علاوہ جس کے دروازے اُن کے لیے بند تھے حصول زر کے دوسرے ذرائع تلاش کرتے ہوں گے۔ روما کی سلطنت کی وسعت اور سرکاری کاروبار میں پیچیدگیوں کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے سینیٹ رفتہ رفتہ ایک حکمراں جماعت ہو گئی اور حکام کو مشورہ دینے کے بجائے جو اس کا اصل فریضہ تھا ان پر حکومت کرنے لگی۔ تمام تقررات اُس کے ہاتھوں میں تھے اور سلطنت کی عنان بھی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ مجلس عامہ صرف ایک امر یعنی جنگ کے اعلان میں اپنے دستوری حقوق سے کام لیتی تھی سنہ۰ء میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ فلپ کے خلاف میں جنگ کا اعلان کرانے میں کس قدر دقت ہوئی تھی اور لیجنوں کا بھرتی کرنا اور اُن کو کارکردگی کی حالت میں رکھنا روز بروز دشوار ہو رہا تھا۔

سینیٹ کا سفارتی کارروائیوں کو جنگ پر ترجیح دینا

(۵۵۰) سینیٹ اس وقت سخت مخمصے میں تھی۔ ہر شخص اتفاق کریگا کہ اطالیہ اور بحیرۂ روم کے ممالک پر روما کو اپنی سیادت کا قائم رکھنا کسی نہ کسی طرح سے ضروری تھا اور اس کی مصلحت کے خلاف تھا کہ اس نواح میں اس کا کوئی رقیب ایسا رہ جائے جو اس سے برابر کی لڑائی لڑ سکے۔ یہ صحیح ہے کہ ہینی بال کی ناکامی کے بعد کوئی سلطنت روما کی ٹکر کی نہ رہ گئی تھی مگر اس تفوق کا عملی ثبوت ضروری تھا اور اس زمانے میں جیسا کہ روما سے احکام کی دور و دراز ممالک میں تعمیل کرانے کی ضرورت تھی۔ یہ معلوم ہوا کہ زمانۂ سابق کی طرح اُس کی قوت سے فوری کام لینا دشوار ہو گیا تھا۔ اس صورت حال کی ضروریات سے دو اہم نتائج برآمد ہوئے یعنی جنگوں سے سپاہیوں کے اخلاق خراب ہو گئے اور ثانیاً سینیٹ نے سفارتی کارروائیوں سے پورے طور سے کام لیا تاکہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے۔ متعدد سلطنتوں اور جمہوریوں کو قابو میں رکھنا ایک عظیم الشان کام تھا اور بعض اوقات جنگ کے بغیر چارہ نہ تھا۔ مگر رومی جنگ کے لیے بطیب خاطر تیار نہ ہوتے اور ایک قابل سپہ سالار اور قابل کار فوج کا مہیا کرنا آسان نہ ہوتا۔ پھر جنگ کے بعد روما یہ نہ چاہتا تھا کہ مفتوحہ ممالک کا الحاق کرلے اور بطور صوبوں کے ان پر حکومت کرے کیونکہ اس عملی اور فہمیدہ کارروائی کے لیے وہ تیار نہ تھا۔ مغرب کے صوبجات سے جو تجربہ حاصل ہوا تھا اطمینان بخش نہ تھا گران سے روا دست کش

نہ ہوسکتا تھا کچھ تو اس تجربے سے اور کچھ اپنی بساط سے زیادہ کوشش کرنے کے خوف سے اور سینیٹ کے ارکان کے باہمی حسد سے صوبجات کو وسعت دینے کی حکمت عملی کو فروغ نہ ہوا۔ فتوحات سے جو مسائل زیر بحث ہو گئے تھے، ان کے حل کی ایک یہ صورت بھی تھی کہ مفتوحہ اضلاع حلیفوں کے سپرد کر دیے جائیں یا انھیں خود فتوحات کرنے کی اجازت دی جائے۔ پرگامم اور روڈز پہلی صورت کی مثالیں ہیں اور فلپ اور اتحاد اکائی دوسری صورت کی۔ یونان کی شہری مملکتیں بالعموم آزاد قرار دی گئیں، مگر روما جب کبھی اپنے کسی دوست کو اس قدر طاقت ور بنا دیتا کہ کسی دشمن کو روکے رہے تو اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتا کہ کہیں یہ دوست اس قدر طاقت ور نہ ہو جائے کہ اپنی قوت سے روما کے مفاد کو ضرر پہنچائے۔ سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں اعلیٰ خیالی کو دخل نہ تھا اور روما دوسروں سے زیادہ بدکردار نہ تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مشرق اور یونان میں توازن قوت پیدا ہو جائے تاکہ کم سے کم کوشش کے ساتھ اس کا تفوق اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانے پر قائم رہے۔ اس توازن کو اگر کسی طرف سے خطرہ ہوتا تو اس کے کان کھڑے ہو جاتے۔ ممکن ہے کہ اوائل میں روما صدق دل سے یونانیوں کی آزادی کا خواہاں ہو مگر یہ صرف اس حد تک تھا کہ یونانی اسے پریشان نہ کریں۔ یونانیوں کے دوستوں کی جماعت سینیٹ میں موجود تھی اور جب ان کی رائے کو سینیٹ میں غلبہ حاصل ہو تو کوئی دوسری کارروائی نہ ہوسکتی تھی۔ مگر جب یہ معلوم ہو گیا اور اس میں زیادہ دل نہیں لگے کہ کمبخت یونانی امن و امان یا آزادی کے اہل نہیں ہیں اور اپنے ہمسایوں کو سازشوں اور بغاوتوں میں پھنسانا چاہتے ہیں تو رومیوں کی وہ عنایات ان پر نہ رہی اور وہ یونان کی ریاستوں میں اپنے طرفداروں کی تائید کرنے لگے۔ ابتدا میں انھوں نے جو سلوک یونانیوں کے ساتھ کیا وہ خواہ کتنی ہی عالی خیالی پر مبنی کیوں نہ ہو مگر اب وہ یونان کے ساتھ بے رحمی اور بے ایمانی کا برتاؤ کرنے لگے۔ شمالی یونان میں اے ٹولیا اور بواے شیا میں ناگفتہ بہ مظالم ہوئے۔ پیلوپونی سس میں اتحاد کی استواری اور قوت کے حسد سے روما نے اسپارٹا کو نقض امن پر آمادہ کیا اور تابس کی بد اعمالیوں سے چشم پوشی کی۔ سینیٹ کی

ریشہ دوانیوں اور مبہم فیصلوں سے یونان میں اگر یونانی چاہتے بھی تو کبھی سکون پیدا نہ ہو سکتا تھا؟

(۵۵۱) بادشاہوں کے ساتھ بھی روما اپنی پرانی چال چلتا رہا یعنی اپنے دشمنوں میں پھوٹ ڈال کر اُن کا یکے بعد دیگرے خاتمہ کر دیا۔ یہ فن جہانبانی کے معمولی کرتب ہیں مگر کسی دشمن کو دھوکا دینا اور اُس کو اپنے خطرے سے بے خبر کر دینا بظاہر اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ فلپ اور پرسیس دونوں کو رومیوں کی عیاری سے زک ہوئی۔ ڈی میٹ ریس کو اپنے باپ اور اٹالس کو اپنے بھائی کی مخالفت پر آمادہ کرنا ایسے افعال ہیں جن سے روما کے اراکین سینیٹ کی عزت پر حرف آتا ہے۔ پھر اس کی عیارانہ سفارتی کارروائیوں کے متعلق کیا کہا جائے مثلاً گلاتیوں کو یومنیز کو وق کرنے پر آمادہ کرنا اور ماسی نسا کو قرطاجنہ کے پیچھے لگا دینا۔ اس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ یہ بادشاہ بھی روما کے ساتھ یا ایک دوسرے کے ساتھ ایماندارای کا برتاؤ نہ کرتے تھے۔ اب ہم یومی نیس کی سازش پر بحث کریں گے۔ پالی بیس[1] کو یہ قصہ سماعی طریقے پر معلوم ہوا۔ اس زمانے میں تو یہ قصہ افواہاً مشہور ہوا مگر اس کا بیان ہے کہ دوسرے تفصیلی امور کا پرسیس کے خاص دوستوں کو بھی علم ہو گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جن واقعات سے اس قصے کی تصدیق ہوتی ہے وہ اُسے اُس وقت معلوم ہوئے ہوں گے جب کہ وہ اور پرسیس کے دوست اطالیہ میں زیر حراست تھے۔ اب ہم کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ اُن واقعات کی صحت کو جو اُسے معلوم ہوئے کس حد تک جانچ سکتا تھا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اُس سے غلطی ہونے کا امکان ضرور ہے، مگر سارے قصے کو محض افسانہ خیال کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ محض احمق تھا جس کے لیے ہمارے پاس کوئی وجہ نہیں۔ اس قصے میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، وہ دونوں بادشاہوں کے خصائل سے مطابق ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ اٹالی خاندان کے بادشاہوں کو روپے کی بہت حرص تھی۔ اسلیے

---

[1] پالی بیس ۲۹، ۴، ۹۔ لیوی ۴۴، ۲۴، ۲۵۔ لیوی نے پالی بیس کا خلاصہ کر لیا ہے۔

اس قصے کے اہم واقعات کو تسلیم کر لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے

(۵۵۲) اب ہم مباحث بالا کو بالاختصار بیان کریں گے۔ روما کی سفارتی کارروائیاں ہمیشہ عیاری پر مبنی تھیں۔ یہ ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے اور اس امر سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان میں غداری اور صریحی بے ایمانی کا عنصر بڑھتا جاتا تھا جب ہم دیکھتے ہیں کہ کہ مارکیس سا آدمی کس فریب دہی کا مرتکب ہوا تو ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ روما کے حکام کو واپسی کے بعد سینیٹ کے اعتراضات کا جواب دینا پڑتا تھا۔ یہ حکام خودسر نہ تھے بلکہ ماتحت تھے اور ان کا فرض اولیں یہ تھا کہ اپنی مفروضہ مہم میں کامیاب ہوں۔ ناکامی کو صرف چند منتخب اشخاص معاف کر سکتے تھے۔ اس بنا پر کہ یونانیوں کی عیاری رومی کی راستی پر غالب آگئی۔ مگر جب رائے دینے کا وقت آتا تو فریب دہی سے چشم پوشی جلد تر ہوتی۔ اُس عہد کی سفارتی کارروائیوں میں اصل امر قابل لحاظ یہ ہے کہ باوجود ان کارروائیوں کی کثرت کے اُن عظیم الشان نتائج کے مقابلے میں جو مترتب ہوئے، تلوار سے بہت کم کام لیا گیا یعنی بجائے خوں ریزی کرنے کے روما کو یہ نمایاں کامیابی انھیں سفارتی کارروائیوں سے حاصل ہوئی ئد

(نوٹ) یہ کتاب جب زیر طبع تھی تو مسٹر پی سی سینڈرس کی کتاب عہد جمہوری میں شہنشاہیت روما کے متوسل رؤساء (کیمبرج کے تاریخی مضامین نمبر۱۶) شائع ہوئی۔ اس کتاب کے ضمیمہ الف میں جو مواد جمع کیا گیا ہے نہایت مفید ہے اور ان رئیسوں کے تسلیم کرنے کے طریقوں اور اثروں پر پورے طور سے بحث کی گئی ہے۔ ایک اہم امر کی خاص توضیح کی گئی ہے یعنی جس رئیس کو سینیٹ سرکاری طور پر rex کے خطاب سے مخاطب کرتی ان کی حیثیت روما کے چھوٹے باجگذار رئیسوں سے بالکل مختلف ہوتی جنھیں ادبی زبان میں reges کہا جاتا ہے ئد

باب سی و دوم

مغرب میں روما کی جنگیں اور حکمت عملی

سنہ ۱۹۳ تا سنہ ۱۶۷ ق م

سنہ ۲۰۰ سے سنہ ۱۳۳ تک کے عہد میں ممالک مغرب میں روما کی حکمت عملی اور جنگوں کو کئی مختصر بابوں میں بیان کرنا بظاہر خوش اسلوبی اور وضاحت پر مبنی نہیں معلوم ہوتا۔ اس طویل عہد کے واقعات میں اس قدر یکسانی ہے کہ ان کا بیان اکثر ایک ساتھ ہوتا ہے اور مقامات کے لحاظ سے تذکرے کی تقسیم کر دیجاتی ہے۔ اس کے علاوہ آسٹریا اور پونڈی کی وادی کی لڑائیوں کو ہسپانیہ کی لڑائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُن کا تعلق لیگیوریا کے اندرون ملک کی لڑائیوں سے البتہ ہے اور ہسپانیہ سے آمدورفت کے ذرائع کا محفوظ رکھنا بھی ضروری تھا۔ ان لڑائیوں میں یہ امر مشترک ہے کہ ان کی ابتدا ہمیشہ روما کی طرف سے ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ اہل لیگیوریا کی بحری قزاقی کا سدباب بھی ضروری تھا اور سارڈینیا اور کرسیکا کی تسخیر ابھی تک پورے طور سے نہ ہوئی تھی۔ انھیں وجوہ سے جب روما کو دوسرے امور سے مہلت ملتی تو ان ممالک میں وہ جنگ کا سلسلہ چھیڑ دیتا اور جب وہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوتا تو جنگ کا سلسلہ منقطع ہو جاتا۔ ان قوموں میں کسی قسم کی تنظیم نہ تھی اس لیے روما جنگ کے لیے اپنے حسب مرضی وقت معین کر لیتا اور اُس کے لیے کسی قسم کی مجبوری نہ تھی جیسا کہ مشرق میں انٹیوکس اور پرسیس کی جنگوں میں ہوئی تھی۔ ہسپانیہ میں بغاوتیں بالعموم رومی حکام کی بداعمالیوں سے ہوتی تھیں۔ گراکس کا طرز عمل جو انصاف اور فراست پر مبنی تھا اس قدر کارگر ثابت ہوا کہ قریب ۲۵ سال تک اس ملک میں سکون تھا۔ لیگیوریا میں جنگ ۲۰ سال

(۱۹۳ ق م تا ۱۷۳ ق م) تک برابر جاری رہی اور اس مدت کے پہلے دس سالوں میں دونوں کانسلوں کا تقرر برابر اُسی صوبے میں ہوتا اور وہ بغیر کسی کامیابی کے پہاڑوں سے ٹکراتے رہے۔ ہزیمتوں اور فتوحات کا اکثر ذکر آیا ہے اور ہزیمتوں کا ہمیں یقین بھی ہو سکتا ہے۔ ۱۷۳ ق م سے ۱۶۸ ق م تک روما پرسیس سے برسر پیکار تھا اسلیے لیگیوریا میں اُس زمانے میں بالعموم سکون تھا۔ پڈنا کی جنگ کے بعد تسخیر کی کارروائی پھر شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ جاری رہی یہاں تک کہ لیگیوریا کے لوگ مقابلے سے باز آئے اور روما کا اثر بالآخر قائم ہوگیا۔ مغرب کی جنگیں روما کی سہولت اور عام مفاد کے لحاظ سے ہوتی تھیں، ان کے متعلق ہماری معلومات بالواسطہ روما کے مورخوں اور وقائع نگاروں سے حاصل ہوتی ہیں جن کی صحت بیان پر ہمیں اعتماد نہیں اس لیئے اگر ان جنگوں کو یکے بعد دیگرے بیان کرنا خوش اسلوبی اور وضاحت پر مبنی نہ معلوم ہو تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے بلکہ یہ واقعات کی نوعیت اور شہادت کے ناکافی ہونے کی وجہ سے ہے فی الوقت ہم ۱۶۷ ق م یا اُس کے قریب تک کے واقعات کو سلسلہ وار بیان کریں گے جن کا اختتام مقدونیہ میں روما کی سیادت کے قیام پر ہوتا ہے۔

ہسپانیہ اور گراکس

(۵۵۴) ۱۹۳ ق م سے ۱۶۷ ق م تک لیوی کی تاریخ میں ہسپانیہ کا ذکر ہر سال کے واقعات کے ضمن میں آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومیوں کو کبھی فتوحات حاصل ہوتیں مگر اُن سے کوئی نتیجہ نہ ہوتا۔ ہزیمتیں ہوتیں اور پھر ان کے بعد فتوحات کا سلسلہ ہوتا، قبیلے اطاعت قبول کرتے اور پھر بگڑ بیٹھتے صوبہ دار واپسی پر جشن فتح مناتا۔ اہم تر امور کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔ ۱۹۰ ق م میں ایمی لیس پالس کو ہسپانیۂ بعیدہ میں شکست ہوئی اور لوسی ٹانیوں نے اس کی فوج کو سخت نقصان پہنچایا مگر اُس نے فوج کو کسی طرح سنبھال لیا اور سال مابعد میں ایک عظیم الشان فتح[1] حاصل کرکے جنوب کے دیسیوں کو مغلوب کردیا۔ ۱۸۱ ق م کے ضمن میں مذکور ہے کہ فوج میں سخت بےچینی پھیل گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سپاہی اپنے وطن سے دور عرصۂ دراز تک رکھے گئے تھے اور اُن سے

[1] یہ بیان لیوی (۳۷، ۴۶، ۵۷) کا ہے۔ پلوٹارک (ایمی لیس ۴) نے شکست کا ذکر نہیں کیا ہے فقرۂ ۶۸۸ (ب) مابعد میں کتبہ دیکھو۔

محنت شاقہ لی جاتی تھی۔ قریب تھا کہ فوج بغاوت کر دے مگر یہ معاملہ کسی صورت سے رفع دفع ہو گیا۔ ہسپانیہ کی فوجی ملازمت روما کے نظام فوج کے بالکل خلاف تھی لیکن تجربہ آزما سپاہیوں کو واپس بلا کر ان کی جگہ نئے رنگروٹوں کو بھیجنا خلاف مصلحت تھا۔ سینیٹ نے زبردست کمک بھیجی اور صرف اُن سپاہیوں کو واپس بلایا جنکی مدت ملازمت ختم ہو گئی تھی یا جن کی خاص خدمات تھیں ۱۸۱ء میں قبیلۂ کیلٹ ابری نے بغاوت کر دی۔ یہ ایک مخلوط النسل قبیلہ تھا جس میں گالی کیلٹیوں کی جو انمردی اور ہسپانیوں کا استقلال اور تمرد کے عناصر موجود تھے۔ اسی قبیلے نے ہسپانیہ میں رومیوں کا زیادہ تر مقابلہ کیا۔ مگر پریٹر فلاکس کو ایک زبردست فتح ہوئی جسکی وجہ سے وسطی ہسپانیہ میں سکون ہو گیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس قبیلے کے بیشتر افراد نے اطاعت قبول کر لی۔ اس معرکہ آرائی میں مقامی سپاہیوں[۵۱] سے بھی کام لیا گیا تھا۔ ۱۸۰ء میں پھر طویل ملازمت والے سپاہیوں کو شکایت کا موقع ملا اور اُن کی شکایتوں کا تصفیہ حسب سابق ہوا۔ ہسپانیۂ قریبہ کا نیا پریٹر دو مشہور اصلاح پسندوں کا باپ ٹائی بے ریس سیم پرونیس گراکس تھا جو خود روما کے عہدہ داروں میں بہترین تھا۔ ۱۷۹ء تک یہ شخص پروپریٹر کی حیثیت سے موجود تھا اور اُس کی مساعی سے ایک جدید طرز عمل[۵۲] اختیار کیا گیا جو روما اور ہسپانیہ دونوں کے لیے مفید تھا۔ اُس نے معقول شرطوں پر دیسی قبیلوں سے معاہدے کئے اور شہری زندگی کو ترقی دے کر اُن کو پرامن زندگی بسر کرنے پر مائل کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ۱۸۰ء کے اوائل میں جب فلاکس اندرون ملک سے اپنی فوج کے ساتھ واپس ہو رہا تھا تو کیلٹ ایبری نے اُس پر حملہ کر دیا تو مقامی سپاہ نے سہل انگاری سے کام لیا مگر باوجود اسکے گراکس نے دیسی سپاہیوں کی بھرتی جاری رکھی اور دیسی سرداروں[۵۳] کو رومی فوج میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ اگر یہ لوگ وفاداری پر قائم رہتے تو باکار افسر ثابت ہوتے،

---

۵۱ لیوی ۴۰، ۳۰-۳۲-
۵۲ اے پین ہسپانیہ ۴۳، ۴۴- پلوٹارک ٹائی بے ریس گراکس ۵/۲-
۵۳ لیوی ۴۰، ۴۹، ۴-۷-

کیونکہ یہ اپنے ہمقوموں کی طبائع سے واقف تھے۔ اس تدبیر سے امدادی فوجوں کی حالت کی اصلاح ہوگئی ہوگی۔ گراکس کی حکومت سے روما اور ہسپانیہ کے تعلقات میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ روما واپس ہونے کے بعد بھی وہ اپنے صوبے کی رعایا کو نہ بھولا اور اپنے اثر سے کام لے کر معاہدوں کی خلاف ورزی نہ ہونے دی تاکہ اہل ہسپانیہ کو روما کے قول وقرار پر اعتماد رہے۔

(۵۵۵) ۱۷۶ق م میں ایک عجیب[ا] واقعہ مذکور ہے۔ اس سال جب صوبجات کی تقسیم عمل میں آئی تو گراسس نے جو ہسپانیۂ قریبہ کا پریٹر مقرر ہوا تھا وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ اُس کا عذر یہ تھا کہ اُسے چند مقررہ رسوم بذات خود روما میں رہ کر ادا کرنی ہیں اس لیے وہ باہر نہیں جاسکتا۔ چند سال کے بعد ۱۷۱ق م میں وہ کانسل مقرر ہو کر مقدونیہ کا صوبہ دار ہوا مگر اب اُس کے مذہبی موانع دفع ہوگئے اور اُس نے اس عہدے کو قبول کر کے اور ناشاد یونانیوں کو تباہ کر کے خوب دولت جمع کی۔ ۱۷۶ق م میں وہ اس سفارت کا صدر مقرر ہوا جو گلاتیوں کے پاس بھیجی گئی تھی۔ فی الحقیقت یہ شخص سخت بے ایمان تھا گو ذی اثر بھی تھا۔ اس موقع پر اُس نے اپنے عذرات کے متعلق مجمع عام میں قسم کھائی اور اس طور پر اپنا ناخوشگوار فریضہ ادا کرنے سے معاف کر دیا گیا۔ گراسس کے ساتھ جو رعایت کی گئی اس سے ہسپانیۂ بعیدہ کے پریٹرم۔ کارنی لیس مالوگی نین سس کو بھی یہی خواہش پیدا ہوئی۔ معلوم نہیں کہ اُس نے مذہبی فرائض کا عذر کیا یا کچھ اور مگر اُس کا عذر بھی اسی قبیل کا ہوگا۔ اس شخص کے خصائل پسندیدہ نہ تھے۔ دو سال کے بعد ۱۷۴ق م سنسروں نے اس کا نام دروغ حلفی یا کسی اور جرم کی پاداش میں سینیٹ کی فہرست سے خارج کر دیا۔ فی الجملہ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ان دونوں بدمعاشوں نے ہسپانیہ میں خدمات انجام دینے سے پہلوتہی اس وجہ سے کی کہ وہاں لوٹ مار اور استحصال بالجبر کا زیادہ موقع نہ تھا۔ یہ مواقع گراکس کے حالیہ انتظامات کی وجہ سے اور بھی کم ہوگئے تھے۔ اب تیسری مقدونی جنگ کا زمانہ آگیا تھا جبکہ روما ہمہ تن

پریٹروں کا ہسپانیہ کی خدمات سے پہلو تہی کرنا۔

[ا] لیوی ۴۱/۱۵، ۱۰۔ اور دی سین بورن کا حاشیہ فقرہ ۱۰ پر۔

مشرقی معاملات میں منہمک تھا اور مغرب میں فتوحات حاصل کرنے کی طرف اُس کی توجہ مطلق نہ تھی۔ ۱۷۲ء میں سینیٹ نے ہسپانیہ کی فوج کو کمک بھیجنے میں بہت کچھ تامل کیا اور ۱۷۱ء سے ۱۶۸ء تک ہسپانیہ کا صوبہ ایک ہی پریٹر کے تفویض تھا۔ اس کی ایک وجہ غالباً یہ ہوگی کہ باقی ماندہ پریٹر مشرق میں بڑے کی کمان کر سکے اور دوسری وجہ یہ ہوگی کہ یہ وقت مغرب میں پیش قدمی کرنے کے لیے مناسب نہ تھا۔

اہل ہسپانیہ کی شکایتیں

۱۷۱ء میں ہسپانیہ کے دونوں صوبوں سے سفارتیں روما (۵۵۶) میں آئیں اور حالیہ صوبہ داروں کے استحصال بالجبر کی شکایت کر کے تلافی کی درخواست کی۔ یہ ایک نہایت نازک موقع تھا۔ ہسپانیہ کو دلاسا دینے کے لیے کسی نہ کسی تدبیر کی ضرورت تھی۔ مگر یہ وقت ایسا نہ تھا کہ جب کسی انوکھی یا غیر معمولی تدبیر سے کام لیا جاتا جس سے سیاسی بدمزگی کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ سلطنت دوسری طرف متوجہ تھی۔ اسی لیے خاطیوں پر مجلس عامہ میں مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ روما میں ایک عدالت دیوانی ایسے لوگوں کو مقدمات کیلیے تھی جو رومی نہ ہوں۔ یہ عدالت "عدالت وصول مطالبات" کے نام سے موسوم تھی اور اسکی کارروائی نہایت سادہ اور عاجلانہ تھی طریقہ یہ تھا کہ حسب ضرورت بعض اشخاص Recupera tores (وصول کنندگان) کسی خاص مقدمے کے تصفیے کی غرض سے مقرر ہوتے اور انھیں کوئی یا اقتدار حاکم مقرر کرتا۔ یہ عدالت نہایت قدیم تھی اُسکی حیثیت بین الاقوامی تھی اور آس پاس کی ریاستوں کے شہریوں کے مقدمات کے تصفیے کے لیے وجود میں لائی گئی تھی سینیٹ نے مناسب خیال کیا کہ اس عدالت کے ذریعے سے اس معاملے کو طے کیا جائے اور جو پریٹر ہسپانیہ جا رہا تھا اُسے حکم دیا کہ کارروائی شروع کردے۔ طریقۂ کار یہ تھا کہ جب دعویدار کسی صوبہ دار کے خلاف میں اپنے دعوے پیش کرتے تو پریٹر سینیٹ کے پانچ رکنوں کو نامزد کر کے اس خاص دعوے کے لیے عدالت وصول مطالبات قائم کرتا اور دعویداروں کو اختیار

ل لیوی ۴۳/۲۔ لیوی نے اس قدر اختصار سے کام لیا ہے کہ اس باب کی توضیح نہایت دشوار ہے میں نے فان کیلر کی کتاب Civil process سے استفادہ کیا ہے۔

ہو تاکہ اپنے لیے وکیل (Patroni) منتخب کریں جو اُن کی طرف سے مقدمے کی پیروی کرتے۔ یہ وکیل رومی ہوتے۔ یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہسپانیہ کے نائبوں نے جن لوگوں کو اپنا مربی منتخب کیا، سب کے سب سینیٹ کی اصلاح پسند جماعت سے تعلق رکھتے تھے یعنی وہ لوگ جو اہل روما کی قدیم مجالس کے مداح تھے اور زمانۂ حال کے قبیح رجحانات کو دفع کرنا چاہتے تھے۔ چاریں سے دو کیٹو اور پالس تھے۔ یہاں تک تو روما کی روش بالکل ٹھیک تھی اور اصولی طور پر خاطیوں کے افعال قابل سزا قرار دیے گئے۔ مگر جب مقدمے پیش ہوئے تو خاطیوں کو سزا دینا دشوار ثابت ہوا۔ پہلا مقدمہ کئی مرتبہ ملتوی ہوا اور بالآخر ملزم بری ہو گیا۔ باقی ماندہ دو مقدمات میں ملزموں کے شرمناک افعال کے ثبوت میں شہادت پیش ہوئی مگر دونوں مقدمے ملتوی ہوتے رہے اور بالآخر جب عدالت کا اجلاس ہوا تو ملزم غائب تھے[1] یعنی انھوں نے جلاوطنی اختیار کی تھی اور تلافی کا اب کوئی موقع باقی نہ رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ کے نائبوں نے بعض اعلیٰ درجے کے لوگوں کے خلاف میں چارہ جوئی کی ہوتی مگر خود ان کے مربیوں نے انھیں اس فعل سے باز رکھا۔ پریٹر کا طرزِ عمل بھی مشتبہ تھا یعنی اس معاملے کو ترک کر کے اس نے سپاہی جمع کئے اور چپکے سے اپنے صوبے کو چلا گیا۔ ممکن ہے کہ یہ کسی مخالف وقائع نگار کی اختراع ہو۔ مگر وہ زمانہ اب قریب آ گیا تھا جبکہ روما کے امرا ایک دوسرے کی بداعمالیوں کی پردہ پوشی کرتے تھے۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ کیٹو یا پالس نے اس مقدمے کی کارروائی کو کیوں روک دیا۔ افسوس ہے کہ مواد کے نہ ہونے سے ہم کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

[1] اصطلاحات پر یہاں بحث کرنا بے موقع ہوگا۔ جن نتائج سے بچنے کے لیے ملزم فرار ہو گئے انکا تعلق اس کارروائی سے ہوگا جو دیوانی مقدمے کے بعد ہوئی ہوگی۔ یا تو یہ کارروائی ہرجے کی تشخیص کی ہوگی جسے Litis aestima tio کہتے تھے یا مجلس عامہ میں مقدمہ چلانے (Iudicium populi) کی دھمکی دی گئی ہو۔ ملزمین کی جلاوطنی سے معنی یہ طے ہوئے کہ انھوں نے لاطینی قصبوں میں جا کر قیام کیا۔ ایک پری نیسٹی گیا اور دوسرا ٹائی بور چلا گیا۔

البتہ سینیٹ نے ہسپانیہ میں آئندہ کے لیے بدانتظامی کو دور کرنے کی بہت کوشش کی اور تین اہم خرابیوں کو رفع کرنے کا قصد کیا۔ اولاً غلے کی قیمت کی کمی بیشی تھی یعنی صوبہ دار جب غلہ خرید کرتا یا مقررہ خراج کی ادائی میں غلہ لیتا تو وہ قیمت کم[1] لگاتا اور پھر سرکاری حساب میں زیادہ قیمت لگا کر منافع خود لے لیتا۔ اس کے علاوہ اگر مقررہ خراج کے علاوہ کوئی خراج[2] عارضی طور پر عائد کیا جاتا تو اپنے نفع کے لیے غلے کی ایک خاص مقدار معین کرتا اور اُس کے دام بہت زیادہ لگا دیتا اور پھر خراج کو بجائے غلے کی شکل میں لینے کے نقد لیتا مگر انہیں بڑھائے ہوئے داموں پر۔ مقررہ خراج وصول کرنے کی یہ تدبیر تھی کہ اس کام کے لیے عہدہ دار مختلف شہروں کو بھیجے جاتے تھے مگر ہسپانی اس طریقے کو ناپسند کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ خود جمع کرکے رومی عہدہ داروں کو دے دیں۔ سینیٹ نے ان خرابیوں کو دفع کرنے کے لیے احکام نافذ کئے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان احکام کی نیک نیتی سے تعمیل ہو۔ مگر ہسپانیوں کا اپنے حقوق کا طالب ہونا بیکار نہ گیا۔ آگے چل کر ہمیں معلوم ہوگا کہ زمانہ مابعد میں بمقابلہ دوسرے صوبوں کے محاصل سہولت کے ساتھ وصول کئے جاتے تھے اور ظلم بہت کم ہوتا تھا[3]۔

ہسپانیہ کی دوغلی نسل

(۵۵۷) ہسپانیہ کا ایک دوسرا مسئلہ بھی اس وقت زیر بحث تھا اس دور و دراز ملک میں سپاہیوں کے عرصے تک رہنے کا ایک خاص نتیجہ ہوا یعنی اُنھوں نے اس ملک کی عورتوں سے شادیاں کرلیں اور ایک دوغلی نسل پیدا ہو گئی جسکی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ان لوگوں کے ایک وفد نے درخواست کی کہ انھیں آباد ہونے کے لیے ایک خاص شہر دیا جائے۔ ان کی موجودہ حالت حسب ذیل تھی۔ ان کے باپوں اور ماؤں کی شادیاں قانوناً ناجائز تھیں اس لیے رومی قانون کے اصول کے لحاظ سے وہ حرامی تھے یعنی اُن کی قانونی حیثیت وہی تھی جو اُن کی ماؤں کی تھی مگر انکی تربیت

۱؎ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلے کی قیمت کی تشخیص میں جو چال چلی جاتی تھی اس کا رواج روما کے صوبوں میں زمانہ قدیم سے تھا۔ اواخر میں اسکا رواج بہت پھیل گیا۔

۲؎ Vicesina (۵ فی صد) کے متعلق جو لیوی میں مذکور ہے دیکھو مارکوارٹ Staatsverwaltung کی فہرست مضامین۔

۳؎ لیوی ۴۳/۳۔

رومی لشکروں میں ہوئی تھی اس لیے محکوم قوم سے تعلق رکھنا وہ عار سمجھتے تھے۔ ممکن ہے کہ اُن کی ماؤں کے قبیلے بھی انھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں سینیٹ نے اس مسئلے کا حل نہایت ہوشیاری سے کیا۔ ان لشکرزادوں کے لیے اُس نے کارٹیا کا شہر منتخب کیا جو جنوبی ہسپانیہ کے ساحل پر ہے اور ایک زمانے میں فنیقیوں کی نوآبادی تھی جہاں پہلے ہی سے مخلوط النسل لوگ موجود تھے۔ پریٹر کو حکم دیا گیا کہ ان لشکرزادوں کو وہاں آباد کر دے اور موجودہ باشندوں میں سے بھی ان لوگوں کو وہاں رہنے دے جو اُن کے ساتھ رہنے سہنے پر آمادہ ہوں اس کی صورت ایک لاطینی نوآبادی کی رکھی گئی اور حسب معمول زمینیں دی گئیں اور اطالوی نمونے پر مقامی حکومت خود اختیاری کا بھی انتظام ہو گا مگر اس نوآبادی کے نام میں ایک خاص جدت ملحوظ رکھی گئی یعنی اُسے آزاد شدہ غلاموں کی نوآبادی قرار دیا گیا جس سے اس نوآبادی میں اور اطالیہ کی لاطینی نوآبادیوں میں امتیاز ہو گیا اور جدید مستعمروں کی خاص حیثیت بھی واضح کر دی گئی۔ ان کی ماؤں کو غلام قرار دینے کا مطلب یہ ہوتا کہ ان کے بچے بھی غلام ہوں اور اگر بچے آزاد قرار دیے جاتے تو وہ بھی آزاد شدہ غلام یا آزاد شدہ غلاموں کی اولاد سمجھے جاتے۔ اس طور پر اُن کی حیثیت بطور Libertini (آزاد شہری) قائم کی گئی مگر یہ آزادی لاطینی حلیفوں کی حیثیت رکھتی تھی نہ کہ شہریان روما کی۔ کارٹیا روما کے باہر اس کی پہلی نوآبادی تھی اور اس کے قیام سے دیسیوں پر ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہسپانیہ میں رومیوں کی حکومت عارضی نہیں ہے۔

(۵۵۸) سارڈی نیا اور کرسیکا کے جزیروں پر رومیوں نے پہلی فنیقی جنگ کے اختتام پر قبضہ کر لیا تھا۔ حالات وقت کے لحاظ سے ان جزیروں پر قبضہ کر لینا ر استبدادی پر مبنی نہیں تھا۔ مگر ان جزیروں کا جغرافیائی موقع ایسا تھا کہ اطالیہ کی حکمران قوت کا کبھی نہ کبھی اس پر قبضہ کر لینا لابدی تھا۔ سارڈی نیا کی فتح ۲۳۵ ق م میں بیان کی جاتی ہے اور کرسیکا کی ۲۳۱ ق م میں۔ ان دونوں کا ایک صوبہ ایک صوبہ دار کے تحت میں بنا دیا گیا اور روما کے نظام حکومت میں یہ صوبہ داری ہر سال کسی نہ کسی پریٹر کے تفویض ہوتی مگر یہ فتح محض برائے نام تھی اور اس عہد میں ان جزیروں میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۸۱ ق م، ۱۷۸ ق م اور ۱۷۷ ق م میں

سارڈی نیا اور کرسیکا

جنگ اور رومی فتوحات کا ذکر آتا ہے۔ ۱۷۳ء میں یہ صوبہ ایک کانسل کے تفویض ہوا اور ایک زبردست فوج اُس کے سپرد ہوئی تاکہ ان جزیروں میں بغاوت کا انسداد پورے طور پر ہو جائے۔ یہ فریضہ گراکس کے سپرد ہوا اور ہسپانیہ کی طرح یہاں بھی اُس نے اپنی کارکردگی کا ثبوت دیا۔ لیکن یہاں کام اس قدر تھا کہ ۱۷۶ء میں بھی بطور پرو کانسل وہ اس خدمت پر فائز تھا۔ سارڈی نیا کی تسخیر اُس نے تکمیل کر دی اور پھر کوئی عام بغاوت نہ ہوئی۔ ۱۷۵ء میں جشنِ فتح منانے کے لیے وہ اتنے قیدی اس جزیرے سے لے گیا کہ غلاموں کی منڈی ان سے بھر گئی کہ "اہل سارڈی نیا برائے فروخت" ایک ضرب المثل ہو گئی جو اُس وقت استعمال کی جاتی جب کہ کوئی شے مانگ سے بہت زیادہ ہوتی۔ کرسیکا کی تسخیر ان پریٹروں نے اپنے ہاتھوں میں لی جو اس کے بعد صوبہ داری پر فائز ہوئے اور ۱۶۳ء میں اُس کی تسخیر بھی مکمل ہو گئی۔ اُس وقت سے یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ جب کسی خاص عارضی کام کے لیے کسی پریٹر کی ضرورت ہوتی مثلاً کسی تحقیقات کے لیے یا کسی خاص موقع پر کسی فوج کی کمان کے لیے تو یہ کام سارڈی نیا کے نئے پریٹر کے سپرد[1] ہوتا اور صوبہ اُس کے پیش رو کے تحت میں بحیثیت پروپریٹر چھوڑ دیا جاتا۔ اس طرزِ عمل کی وجہ غالباً یہ ہوگی کہ یہ صوبہ روما سے قریب تھا اور اس کی نہ تو زیادہ اہمیت تھی نہ اس میں اتنا کام تھا جتنا کہ سسلی یا ہسپانیہ کے دونوں صوبوں میں

(۵۵۹) لیگیوریا ایک پہاڑی ملک جو ایپی نائن کے سلسلۂ کوہی اور جنوبی مغربی یا بحری کوہ آلپ کے ملنے سے بن گیا۔ ایپی نائن کا سلسلہ مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے۔ ان پہاڑیوں کی چوٹیاں قدرتی قلعوں کی حیثیت رکھتی تھیں اور اس ضلع میں گہرے گہرے درے تھے۔ اس ملک کا ڈھال شمال کی طرف ہے اور اس کی ندیاں پونڈی کی باج گزار ہیں۔ اس کا ساحل اب ریویرا کے نام سے موسوم ہے اور بعض مقامات پر پانی کے کنارے نشیبی زمین کا ایک تنگ ٹکڑا ہے اور بعض مقامات پر پہاڑوں کا سلسلہ بالکل سمندر تک چلا گیا ہے۔ لیگیوریا

[1] دیکھو لیوی ۵-۴۲ ۱۶۔۴۴ پر وی سین بورن کا حاشیہ۔

اس ملک کے طبعی خط و خال کچھ ایسے تھے کہ رومیوں کو اس کے فتح کرنے میں دقت ہوتی تھی کیونکہ اس قسم کے ملک میں مستحکم مقامات پر قابض ہونا اور پہاڑوں کے راستوں سے واقف ہونا ہزاروں سپاہیوں کی فوج کے برابر ہے معلوم ہوتا ہے کہ لیگیوری کسی قدیم قوم کی اولادمیں سے تھے جسے زمانہ مابعد کے فاتحوں نے پہاڑوں میں بھگا دیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ کسی زمانے میں جنوبی فرانس میں آباد تھے اور ہسپانیہ کے آئی بیریوں کے ہم نسل تھے۔ پیری نیز کی باسک قوم بھی اسی سخت جان نسل میں سے خیال کی جاتی ہے۔ رومیوں کو ان سے پہلے پہل شمالی اٹرو ریا میں سابقہ پڑا۔ آرنو کے شمال کا پہاڑی خطہ اس وقت اُن کے قبضے میں تھا اور پہاڑیوں اور نشیبی ملک کے باشندوں میں جو رقابت ہوتی ہے اس کا سلسلہ اسی زمانے سے جاری تھا۔ مگر لیگیوریوں اور رومیوں سے جنگ درحقیقت اس وقت شروع ہوئی جب کہ رومی پو ندی کی وسیع وادی میں آباد ہونے لگے اور گال این روئے آلپ کی تسخیر شروع ہوئی۔ روما کے سربرآوردہ حکام کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ نشیبی ملک پر اُن کا قبضہ اُس وقت تک مستقل نہیں ہوسکتا جب تک کہ پہاڑی قبیلے لوٹ مار کرتے ہیں اور گالیوں کی مدد کے واسطے فوجیں بھیجتے ہیں فلپ شاہ مقدونیہ کی سرکوبی کے بعد سینیٹ لیگیوریا کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوئی جو شمال کی طرف روما کی پیش قدمی کا ایک جزو لاینفک تھا۔ ۴۰ سال یعنی ۱۹۳ سے ۱۵۳ء تک لیگیوریا کی جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی تھی اور کبھی دوسرے کو۔ رومیوں کی معمولی تدبیر یہ تھی کہ جب ان کو مشرق کے معاملات سے مہلت ملتی اور وہ شمال میں معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع کرسکتے تو اس ملک پر دونوں طرف سے حملہ کردیا جاتا اور یہ سلسلہ کبھی نہ رکتا اور کم از کم اس کی سرحد کے ناکوں پر نگرانی کے لیے رومی فوج کے دستے رہتے شمال کی جانب سے اس ملک میں گھسنا زیادہ آسان تھا اور گالی قبیلوں کی قوت بھی ٹوٹ چکی تھی۔ اس لیے جب اصل فوج لیگیوریا میں داخل ہوتی تو فوج کا ایک دستہ ان کی نگرانی کے لیے کافی ہوتا۔

سلہ دیکھو فقرہ ۱۶۱۔

جنوب کی طرف سے حملہ آور ہونا زیادہ دشوار تھا۔ پیسائی کو معرکہ آرائی کا مرکز بنایا جاتا اور ساحل پر سے وی فی ریس (اس پے زیا) کے بندرگاہ تک پیش قدمی کرنیوالی فوجیں اس ملک کے وسط پر حملہ آور ہو سکتیں۔ رومیوں نے اپنی پیش قدمی کے ضمن میں متعدد مقامات پر نوآبادیاں قائم کردی تھیں جن سے جنگی مرکزوں کا کام لیا جا سکتا تھا۔ سنہ ۱۸۰ میں پیسائی کے باشندوں کی دی ہوئی زمین پر ایک لاطینی نوآبادی قائم ہوئی جو غالباً لیو کا ہے۔ سنہ ۱۷۷ میں جس بندرگاہ کا ہم ذکر کر چکے ہیں اُس کے قریب شہریوں کی ایک زبردست نوآبادی قائم ہوئی۔ ان نوآبادیوں کے قیام سے مقصود یہ تھا کہ شمال کی طرف پیش قدمی آسان ہو جائے۔ لیگیوریوں سے جو خطۂ ملک لے لیا گیا تھا اس پر لیونا کی نوآبادی قائم ہوئی اور سنہ ۱۰۹ میں جو سڑک پیسائی سے جنیوا تک بنی وہ اُس کے قریب سے گزرتی تھی۔ ساحل پر آگے جو مقامات تھے وہاں سے بھی اندرون ملک پر حملے ہوتے تھے۔ بحری قزاقوں کا انسداد بھی مقصود تھا مگر بہت مشکل تھا جس کا ثبوت ذیل کے واقعے سے ہوتا ہے۔ ایک پریٹر کو جو ہسپانیہ جا رہا تھا[۱] چند لیگیوریوں سے سابقہ پڑ گیا اور وہ اس قدر زخمی ہو گیا کہ چند روز کے بعد مسالیہ میں جا کر مر گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ لیگیوریا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور لیگیوریوں کی ایک جماعت نے اُس پر اچانک حملہ کر دیا۔ روما اور مسالیہ کے مقبوضات کے درمیان ساحل کی حالت یہی تھی۔

لیگیوریوں کی جلا وطنی

(۵۶۰) سنہ ۱۸۷ سے سنہ ۱۷۹ تک لیگیوریا کی جنگ زوروں پر تھی۔ اُس کی تسخیر میں دو کانسلی فوجیں برابر مصروف رہتیں اور عملی جنگ سے پہاڑیوں کی جلا وطنی کی حکمت عملی زیادہ کارگر ثابت ہوتی۔ سنہ ۱۸۲ میں رومیوں کی بعض فتوحات کے بعد دو ہزار[۲] لیگیوریوں نے گال این رو ئے آلپ میں آباد ہونے کی استدعا کی معلوم نہیں کہ اس کا کیا تصفیہ ہوا۔ رومی لیگیوریوں کو نیست و نابود نہ کرنا چاہتے تھے بلکہ

---

[۱] لیوی ۳۷، ۵۷۔
[۲] لیوی ۴۰، ۱۶، ۴ - ۶ -

بلکہ انھیں اپنے قابو میں لاکر اُن کی فوجی قابلیت[1] سے کام لینا چاہتے تھے۔ اُنھیں روما
اور گالیوں کے درمیان ایک حد فاصل بھی بنایا جا سکتا تھا کیونکہ گالیوں کے
پرے کے پرے حسب سابق دروں کو پار کرکے چلے آرہے تھے۔ لیکن ۱۸۱ ق م کی
زبردست معرکہ آرائیوں کے بعد جلا وطنی کی حکمت عملی سے کام لیا گیا۔ ۱۸۰ق م میں
چالیس[2] ہزار لیگیوری اپنے وطن سے علٰحدہ کرکے سامنیم کی غیر آباد زمینوں پر آباد کر دیئے گئے
اور سات ہزار ان کے بعد بھیجے گئے۔ ۱۷۹ق م میں ۳۲۰۰ لیگیوری پہاڑوں سے نشیبی ملک میں
بھیج دیئے گئے مگر معلوم نہیں کہ کہاں۔ خود لیگیوریا یا گال این روئے آلپ میں ۱۸۱ق م میں بھی یہی
طرز عمل اختیار کیا تھا۔ مگر مرور زمانہ کی وجہ سے دونوں فریق جنگ سے تنگ
آگئے تھے اور جنگ وحشیانہ طریقے پر ہونے لگی۔ لیگیوریا کی فتوحات کے جشن فتح
آئے دن ہونے لگے اور لوگ اُن پر تمسخر کرتے تھے کیونکہ یہ فتوحات کمتر درجے
کی تھیں اور اُس کا کوئی نتیجہ بھی نہ تھا۔ بعض وقت جشن فتح منانے کی اجازت بے سبب
بھی دی جاتی اور بعض فتوحات فرضی بھی تھیں۔ مگر جو لوگ روما سے باہر نہ نکلے تھے
وہ اس معرکہ آرائی کی صعوبتوں کا کافی اندازہ نہ کر سکتے تھے۔ برخلاف اسکے مشرق
کی معرکہ آرائیوں کو حقیقت سے زیادہ خطرناک خیال کیا جاتا تھا۔ لیگیوریوں
کے دم خم ابھی تک باقی تھے۔ ۱۸۵ق م میں انھوں نے نشیبی ملک پر ایک زبردست
یورش کی اور میوٹی نا کی نوآبادی پر قبضہ کر لیا مگر ۱۷۶ق م میں رومیوں نے اُسے پھیر
لے لیا اور لیگیوریوں کی بعض زمینیں بھی ضبط کر لیں۔ ۱۷۳ق م میں سینیٹ کو پرسیس
سے جنگ کے شروع ہونے کا احتمال ہوا جس کی وجہ سے اُس نے اپنی شمالی
حکمت عملی کو بدل دیا۔ اسی سال ایک کانسل نے لیگیوریا کے ایک بے ضرر قبیلے
پر حملہ کر دیا اور جنگ میں اُسے شکست دی۔ ان لوگوں نے اس امید میں کہ ان سے
نرمی کا برتاؤ کیا جائیگا، اطاعت قبول کر لی لیکن کانسل نے اُن کے ہتھیار چھین لینے
کے بعد انھیں غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ کانسل نے بلا کسی اشتعال کے خود حملہ کیا تھا اس لیے

---

[1] ورجیل (Georg ۱۶۸/۲) نے ان کی برداشت کی قوت کی بہت تعریف کی ہے۔

[2] لیوی ۴۰/۳۸، ۴۱/۳، ۴۳/ ۵۳۔

جنگ کے سخت ترین اصول سے کام لینا اُس کے لیے نازیبا تھا کیونکہ اس نظیر کے بعد دوسرے اطاعت قبول نہ کرتے اور خوں ریزی اور بڑھتی۔ سینیٹ نے کانسل کو فوراً حکم دیا کہ وہ خریداروں کی رقم واپس کردے، اسیران جنگ کو جو غلام بنا لیے گئے تھے رہا کردے، اُن کے نقصانوں کی ہر طرح تلافی کرے اور جہاں تک ممکن ہو اُن کو اُن کی حالت سابقہ پر بحال کردے۔ اس حکم امتناعی سے کانسل سخت مشتعل ہوا اور روما آکر سینیٹ کو ڈرا دھمکا کر حکم واپس لینے اور اُس کی کارروائیوں پر صاد کرنے پر مجبور کرنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوا۔[1]

خود سر پوپی لی ای

(۵۶۱) یہ شخص مارکس پوپی لیس ایک سخت دل خاندان سے تھا۔ اس خاندان کا اثر اُس زمانے میں بہت تھا۔ اُس کا بھائی گائیس ۱۷۲ سنہ کے لیے کانسل منتخب ہوا اور اس خدمت پر فائز ہوتے ہی سینیٹ سے اس معاملے کے متعلق بحث شروع کردی۔ ایک عرصے تک انتظامی معاملات میں رکاوٹ پیدا ہوگئی کیونکہ گائیس پوپی لیس اور اُس کے شریک کار نے لیگیوریا جانے سے انکار کردیا اور مارکس بطور پروکانسل وہاں ڈٹا رہا اور خوں ریزی اور دست درازیاں جاری رکھیں۔ مگر سینیٹ ایک بات پر اڑی رہی یعنی اُس نے قصد کرلیا کہ کوئی ایسی کارروائی نہ ہو جس سے لیگیوری عام بغاوت پر مجبور ہوں کیونکہ پرسیس سے جنگ عنقریب چھڑنے والی تھی۔ خاندان پوپی لی ای کے متمرد افراد کو مجبور کرنے کے لیے ٹری بیونوں سے کام لیا گیا۔ دو ٹری بیونوں نے کانسلوں کو دھمکی دی کہ اگر وہ اپنے صوبے کو روانہ نہ ہوئے تو اُن پر جرمانہ کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک قانون کا مسودہ پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ اگر کوئی عہدہ دار مظلوم لیگیوریوں کے نقصانات کی تلافی میں حارج ہوگا تو اس پر مقدمہ چلایا جائے گا اور بعد ثبوت سزا دی جائے گی۔ یہ مسودہ قانون کی شکل میں نافذ ہوگیا مگر مارکس پوپی لیس روما نہ آیا۔ اس کے بعد ٹری بیونوں نے ایک دوسرا مسودہ پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ اُس کے غیاب میں اس پر مقدمہ قائم کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی۔ متمرد پروکانسل کو طوعاً و کرہاً واپس آنا پڑا۔ سینیٹ اسکے ساتھ

---

[1] لیوی ۴۲، ۷-۱۰، ۲۱، ۲۲

بہت ناراضی سے پیش آئی اور اُس نے دو پریٹروں کو حکم دیا کہ جو لیگوری گزشتہ سات سال میں غلام بنا لیئے گئے ہیں آزاد کردیئے جائیں اور پوندی کے اُس پار انھیں گالیوں کے اضلاع میں زمینیں دی جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیگیوریوں کا غلام بنایا جانا کوئی نئی بات نہ تھی اور سینیٹ اس سے خوب واقف تھی۔ لیگیوریوں کو پوندی کے اُس پار آباد کرانے میں ایک چال بھی تھی یعنی اُن میں اور اُس نواح کے گالیوں میں بلحاظ مفاد اختلاف پڑ جائے۔ روما کی سیاسی زندگی ریاکاری پر مبنی تھی اور اسکا ثبوت پوپلیس کے مقدمے سے خوب ہوتا ہے۔ اس مقدمے کی سماعت دو مرتبہ ہوئی اور اُس کے بعد ملتوی کر دیا گیا۔ اب اس میں لوگوں کو زیادہ دلچسپی نہ تھی اور ذی اثر پوپلی لی ای پریٹر پر جو صدر عدالت تھا اپنا اثر ڈال رہے تھے۔ دوسروں کی طرح وہ بھی اس طاقتور جماعت کو ناراض کرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ اُسے خوف تھا کہ کہیں اس سے بدلا نہ نکالیں۔ اس لیے مقدمہ جب دوسری مرتبہ ملتوی ہوا تو اُسنے ایسی تاریخ ڈال دی کہ وہ خود بھی برسر عہدہ نہ ہو اور اُس کے جانشین اپنی خدمت کا جائزہ نہ لیا ہو۔ اس طور پر یہ مقدمہ ختم ہو گیا اور پھر کسی نے اُسے شروع نہ کرایا۔ روما کی سیاسی زندگی کے ان تغیرات میں طاقتور لوگوں کی بداعمالیوں کا کوئی سد باب نہ ہو سکتا تھا۔ مظلوم لیگیوریوں کی جائداد کی واپسی کے حکم کی بھی فی الحقیقت تعمیل نہ ہوئی ہوگی۔ اس عہد میں لیگیوریوں کے ساتھ روما کا سلوک عموماً برا تھا اور روما کے طرفدار مورخوں نے اس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اصل حالت اس سے بہت بُری تھی۔ رومی پہاڑی قبیلوں کو متلون مزاج اور بد عہد خیال کرتے تھے مگر یہ شکایت ہمیشہ سننے میں آتی ہے جبکہ کسی متمدن قوت کو وحشیوں کے قبیلوں سے سابقہ پڑتا ہے وحشی متمدن اقوام کی زبردست قوت کے آگے سر تسلیم خم تو ضرور کرتا ہے مگر اپنے دل میں یہ ٹھان لیتا ہے کہ جب موقع آئے گا تو ضرور بدلا لیگا۔ مگر متمدن انسان جو قانون معاہدہ اور دوسرے قانونی تخیلات کا خوگر ہوتا ہے معاہدوں کی اس صریحی خلاف ورزی کو سخت ناپسند کرتا ہے کیونکہ وحشی کے فعل میں قانونی حیلوں کی لپیٹ نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ خیال کرنے لگتا ہے کہ ایسے لوگوں سے عہد و میثاق کی کوئی ضرورت نہیں اور خود وحشی سے زیادہ وحشی بن جاتا ہے۔ رومیوں اور لیگوری قبیلوں کی حالت بعینہ یہی تھی۔ ۱۷۱ء سے ۱۶۸ء تک

گال این روئے آلپ سے لڑائیں

رومیوں نے مظلوم پہاڑیوں کو پریشان نہیں کیا اور اس مدت میں وہ امن چین سے رہے۔

(۵۶۲) لیگیوریوں کے بعد گال این روئے آلپ کا ذکر کرنا موجب سہولت ہے کیونکہ گوگالیوں اور لیگیوریوں سے لڑائیاں ساتھ ساتھ جاری تھیں مگر رفتہ رفتہ علیحدہ ہونے لگیں اور گالیوں کی طرف سے رومیوں کو جو فکر دامنگیر تھی وہ آسٹریا کی جنگ اور کوہ آلپ کی دوسری جانب سے گالیوں کے لئے جتھوں کے آنے سے متعلق تھی۔ اس عہد میں گالیوں کی قوت مقاومت ٹوٹ گئی۔ سنہ ۱۹۲ میں[1] بیان کیا گیا ہے کہ قبیلۂ بوائی پر ایک زبردست فتح ہوئی اور چند معمولی فتوحات کا بھی ذکر ہے۔ مگر اب ہم اس نوبت پر پہنچ گئے جبکہ رومیوں کی پیشقدمی اُن کی حسن تدبیر سے ہو رہی تھی نہ کہ فتوحات سے۔ ان روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے اپنا قدیم طریقہ جاری رکھا تھا یعنی جن بستیوں سے انکے تعلقات تھے اُن میں وہ امراکی جماعت کا زیادہ لحاظ کرتے۔ قبیلۂ بوائی کی نصف اراضی ضبط کرلی گئی۔ یہ گالی مفلس اور قلاش وحشی نہ تھے۔ سنہ ۱۹۱ میں ان پر جو فتح حاصل ہوئی اُس کے جشن فتح میں چاندی کی بہت سی اشیا کی نمائش ہوئی اور سونے کی مقدار تو اور بھی زیادہ تھی۔ سنہ ۱۹۰ میں[2] پلاکین ٹیا اور کری مونا کی لاطینی نوآبادیوں کی آبادی میں اضافہ کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ جو اراضی حال میں بوائی سے لی گئی ہے اُس پر بھی دو نوآبادیاں قائم ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خطے میں رومی تمدن کے اجرا کی کارروائی سرگرمی سے شروع ہوگئی تھی۔ اس وقت شمال کی سڑک پر آخری مستقل ناکہ آری می نم تھا۔ پو ندی پر جو نوآبادیاں تھیں اُن کا تعلق کسی فوجی سڑک سے نہ تھا۔ جنگ کے زمانے میں آمد و رفت ندی کے ذریعے سے ہوتی تھی اس لیے ممکن ہے کہ امن کے زمانے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہو۔ سنہ ۱۸۹ میں بونونیا کی لاطینی نوآبادی قائم ہوئی۔ ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ اس مقام اور آری می نم کے درمیان کوئی راستہ بنایا گیا ہو۔ سنہ ۱۸۷ میں[3] اس سال کے کانسلوں نے دو ضروری سڑکیں بنائیں۔ ان میں سے

---

[1] لیوی ۳۵، ۴۰۔
[2] لیوی ۲۹، ۳۰۔
[3] لیوی ۳۷، ۵۷۔

ایک جو فلامی نیا کے نام سے موسوم تھی اریمیٹم واقع اڈریا سے کوہ اپینائن پر سے ہوتی ہوئی بونونیا گئی تھی۔ اس سڑک سے رومیوں کے لیے گال این روئے آلپ تک ایک نیا راستہ ہوگیا کیونکہ شمال کی طرف آری می نم سے ہوکر ایک پرانی سڑک بھی گئی تھی۔ اس سڑک کا نام بھی فلامی نیا تھا اور اُسے موجودہ کانسل کے باپ نے جو رومیوں کا ایک مشہور سرغنہ تھا سنہ ۲۲۰ ق م میں بنایا تھا۔ اُس کے شریک عہدہ نے ایک سڑک موسومہ بہ ایمی لیا کوہ اپینائن کے متوازی بنائی جو آری می نم سے بونونیا اور وہاں سے پلاکینٹیا گئی تھی۔ پلاکینٹیا ایک مستحکم نوآبادی تھی جس سے ندی کی راہ کی حفاظت ہوتی تھی۔ اب روما پورے طور سے پو ندی کی نوآبادیوں کی حفاظت کرسکتا تھا اور اُن کی فلاح و بہبود میں کوئی شک نہ تھا۔ نشیب اور پہاڑ کے دامن کے لیگیوری اُس کے قابو میں آگئے تھے اور این سوبری گال بھی مرعوب ہوگئے تھے[۵۴]۔

گالی تارکان وطن۔

(۵۶۳) لیکن رومی حکومت صرف مادی ذرائع سے کام نہ لیتی تھی بلکہ اخلاقی اثرات سے بھی وقتاً فوقتاً کام لیتی تھی اور گالیوں سے اُس کا سلوک اس زمانے میں قابل تحسین تھا۔ سنہ ۱۸۷ میں ایک پرجوش پریٹر نے جو نام و نمود کا خواہاں تھا گالی قبیلۂ کینیومانی کے ہتھیار چھین لینے سے جو وسطی آلپ کے دامن میں آباد تھا روما اور اس قبیلے کے تعلقات دوستانہ تھے اور اُن کے ساتھ بدسلوکی کر کے انھیں اپنا دشمن بنا لینا سخت حماقت تھی۔ ان لوگوں نے سینیٹ میں فریاد کی جس نے کانسل ایمی لیس کو حکم دیا کہ تحقیقات کے بعد مناسب فیصلہ کردے[۵۵]۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پریٹر کو حکم دیا گیا کہ کینیومانی کے ہتھیار واپس کردے اور خود اس صوبے سے چلا جائے۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ اُس پر جرمانہ کیا گیا۔ بہرصورت اُن کے نقصان کی واقعی تلافی ہوگئی۔ سنہ ۱۸۶ میں آلپ کے پار کے گالی شمالی مشرقی سرحد سے اطالیہ میں داخل ہونے لگے جس سے روما کو چند سال تک پریشانی رہی[۵۶]۔ ان کی ایک جماعت

---

[۵۴] دیکھو کتبہ فقرہ (۱۶۸۸) میں۔
[۵۵] لیوی ۳۹، ۳۔ ڈاؤڈورس ۲۹، ۱۴۔
[۵۶] لیوی ۳۹، ۲۲، ۶-۷، ۵۴-۶-۷، ۵۴-۱-۵۵-۴۔

مشرقی آلپ کو طے کر کے وی نی ٹی کی سرزمین میں داخل ہوئی جسے رومی اپنے زیر اثر خیال کرتے تھے۔ یہ لوگ لڑنے کے قصد سے نہیں آئے تھے مگر ایڈریاٹک کے سرے پر انھوں نے ایک شہر کی بنا ڈالنی چاہی۔ مگر روما کی اجازت کے بغیر آلپ کے جنوب میں کوئی قوم آباد نہ ہوسکتی تھی سینیٹ نے اس مداخلت بے جا کی شکایت کرنے کے لیے اصلی قبیلہ یا قبیلوں کے پاس ایک سفارت بھیجی مگر قبیلوں کے اکابر نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ یہ غالباً اُن کا معمولی طرز عمل تھا یعنی ممالک غیر میں آباد ہونے کے لئے اپنا ایک جتھا بھیج تو دیتے مگر اُن کے افعال کی ذمہ داری اپنے سر نہ لیتے۔ سنہ ۱۸۴ میں یہ نو وارد تعمیر میں مصروف تھے اور ان کا ارادہ مستقل قیام کا معلوم ہوتا تھا۔ سنہ ۱۸۳ میں گال کے پریٹر کو حکم دیا گیا کہ ان لوگوں کو خاموشی کے ساتھ واپس جانے پر آمادہ کرے اور اگر جبر سے کام لینے کی ضرورت ہو تو ایک کانسل لیگیوریا سے اپنی فوج کے ساتھ جائے اور اس کام کو پورا کرے۔ فوج کے آنے پر انھوں نے اطاعت پر آمادگی ظاہر کی اور اپنے آپ کو بے ضرر تارکان وطن ظاہر کر کے بدسلوکی کی شکایت کی۔ مگر سینیٹ اس مداخلت بیجا سے چشم پوشی کر کے ایک نظیر قائم نہ کرنا چاہتی تھی اس لیے سہولت کے ساتھ انھیں اطالیہ سے باہر کر دیا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دوسری سفارت آلپ کے پار بھیجی گئی جس کا خیر مقدم ہوا اور گالیوں کے اکابر نے اعتدال پسندی پر تعجب ظاہر کیا۔ مگر شمال میں روما کے طرز عمل سے جو استقلال اور یکسانی پر مبنی تھا، ظاہر تھا کہ اس کی رعایت پسندی کمزوری کی وجہ سے نہ تھی۔

شمال کی نئی نوآبادیاں (۵۷۱) اسی سال (سنہ ۱۸۳) میں میوٹنا اور پارما کی نوآبادیاں قائم ہوئیں[1] اور اسٹریا کی تسخیر کی کارروائی شروع ہوئی۔ یہ دونوں نوآبادیاں ایمی لی سڑک پر بونونیا اور پلاکین ٹیا کے درمیان مناسب فاصلوں پر اس اراضی پر جو بوائی سے لی گئی تھیں قائم کی گئیں اور اس طرح سے اس نواح پر روما کا قبضہ مستقل ہو گیا۔ یہ شہریوں کی نوآبادیاں تھیں مگر ان کے قیام کی غایت بھی وہی تھی جو لاطینی نوآبادیوں

[1] لیوی ۲۹/۵۵۔

کی تھی یعنی اندرونی راستوں کا محفوظ رکھنا شہریوں کی پرانی نوآبادیوں کے برخلاف یہ شہر شہر بھی تھے اور قلعے بھی تھے اس لیے ان میں سے ہر ایک کو دو دو ہزار مستعمر بھیجے گئے۔ ایڈریاٹک کے سرے پر بھی ایک نوآبادی (ایکویلیا) قائم کرنے کی بھی تجویز تھی۔ آسٹریا کی طرف پیش قدمی کرنے کے ضمن میں ہوئی مگر یہ تجویز ۵۷۱ھ تک عمل میں نہیں آئی۔ یہ پرانے طرز کی ایک لاطینی نوآبادی تھی اور اس میں ۳۰۰۰ مستعمر تھے۔ یہ تعداد زیادہ نہ تھی کیونکہ ان کا کام یہ تھا کہ شمال مشرق کی طرف سے اطالیہ میں کسی کو گھسنے نہ دیں۔ مختلف قسم کی نوآبادیوں کے قیام کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ لاطینی نوآبادیوں کے قیام کی یہ غایت معلوم ہوتی ہے کہ اطالیہ پر روما کے تسلط میں آسانی ہو۔ آری می نم ۴۸۶ھ میں آباد ہوا تھا اور اب تک شمال میں روما کا سرحدی ناکہ تھا۔ بونونیا کے قیام سے خشکی کی طرف پیش قدمی کرنے کا پھر سلسلہ شروع ہوا۔ پلاکین ٹیا اور کریمونا (۵۳۶ھ) دو ناکے تھے جن کا راستہ تری کا تھا اور ایکویلیا کی نوآبادی بھی اسی قسم کی تھی۔ لیکن ایمی لی سڑک کے بن جانے سے پونڈی کی دونوں نوآبادیوں کا تعلق خشکی کے راستوں سے بھی ہوگیا اور بونونیا اور پلاکین ٹیا کے درمیان کی طویل سڑک کی حفاظت کرنا ضروری تھا۔ اگر ان دونوں کے درمیان میں دو لاطینی نوآبادیاں قائم کردی جاتیں تو آری می نم اور پونڈی کے درمیان چھ زبردست لاطینی بستیاں ہو جاتیں اس لیے قرین قیاس یہ ہے کہ میوٹی نا اور پارما میں دو رومی نوآبادیاں اس غرض سے قائم کی گئیں کہ لاطینی بستیوں میں فصل ہو جائے۔ ہمارے اس قیاس کی کہ روما کی حکمت عملی کے عام رجحان سے بھی تائید ہوتی ہے جس کا اصل اصول یہ تھا کہ جن لوگوں کو وہ اپنے قابو میں رکھنا چاہتے اور جن سے وہ بہت کچھ کام لینا چاہتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے لوگ کم ملتے ہوں جو روما کی شہریت کے حقوق کے ملنے کے بغیر نوآبادیوں میں آباد ہونے پر رضامند نہ ہوں۔ لیکن اگر خاص رعایتیں کی جاتیں تو اس قسم کے لوگ مل جاتے جیسا کہ ایکویلیا میں ہوا تھا جہاں اراضی کے بڑے بڑے قطعات دیئے گئے تھے۔ اس نوآبادی کا قیام عین وقت پر ہوا تھا۔ ۵۸۲ھ ہی سے یہ افواہ مشہور تھی کہ وہ آلپ

سلہ لیوی ۴۰، ۳۴، ۲۔ دیکھو کتبہ نمبر ۶۸۸ میں۔

کے پار کے گالیوں کا ایک جمّ غفیر آنے والا ہے اور اس خبر کی تصدیق[1] سنہ ۱۷۹ میں ہوئی جبکہ ان کی جماعت امن و امان کے ساتھ آئی اور آباد ہونے کی اجازت کی درخواست کی۔ ان لوگوں کو حکم دیا گیا کہ فوراً اطالیہ سے چلے جائیں۔ سنہ ۱۷۸ میں گالیوں کی ایک امدادی فوج کا ذکر آیا ہے[2] جو اسٹریا کی معرکہ آرائی میں رومیوں کی شریک تھی۔ یہ فوج اپنے سردار کے نامزد کئے ہوئے ایک افسر کے تحت میں تھی۔ اس کے بعد جب رومیوں کو آسٹریا میں ہزیمت ہوئی اور وہ گھبرا اٹھے تو انھوں نے گالیوں کی ایک اور فوج تیار کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوہ آلپ[3] تک روما کا تسلط ہو چکا تھا اور جد و جہد کا طویل اور پریشان کن سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔

آسٹریا اور الیریا

(۵۶۵) روما اور وی نی ٹی کے ساتھ اگر حلیفوں کا تعلق نہ تھا تو دوستانہ ضروری تھا جیسا کہ کینو مانی کے ساتھ ہینی بالی جنگ سے قبل تھا۔ نہ بھی روما کی شمالی پیش قدمی کا ایک جزو تھا جس میں جنگ مذکور سے حرج واقع ہوا تھا۔ ان قبیلوں سے دوستانہ تعلق بھی روما کی قدیم روایات کا ایک جزو تھا یعنی دشمن کے عقب کی قوتوں کو اپنا حلیف بنا لینا۔ مگر فی الوقت وی نی ٹیا سے نشیبی ملک میں ایک استوار سرحد کا قائم کرنا ضروری خیال کیا گیا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ خبر بھی مشہور ہو رہی تھی کہ فلپ شاہ مقدونیہ دشمنیوں کے ایک جتھے کو شمال مشرق کی طرف سے اطالیہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کر رہا ہے۔ اس کی اس تدبیر کو کالعدم کرنے کے لیے صرف یہی پیش بندی ہو سکتی تھی کہ حملے کو دفع کرنے کے لیے ایک بہتر سرحد قائم کی جائے اور اس لیے اسٹریا[4] کے جزیرہ نما پر قبضہ کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ اس پر قبضہ کر لینے سے ان بحری کارروائیوں میں بھی مدد ملتی جو حال ہی میں الیریا کے بحری قزاقوں کی سرکوبی کے لیے شروع ہوئی تھیں۔ اسٹروی بھی غالباً اہل الیریا میں سے تھے یا کم از کم

[1] لیوی ۴۰، ۵۳، ۵، ۶۔
[2] لیوی ۴۱، ۱؛ وی سین بورن۔
[3] فقرہ ۵۹، ۷ میں گال اینا روئے الپ کا نقشہ موجود ہے۔
[4] اسٹریا کی فتح کے بارے میں لیوی کی فہرست مضامین میں "اسٹری" اور "اسٹریا" دیکھو۔

بحری قزاق اُن کی بندرگاہوں سے لوٹ مار کے لیے نکلتے تھے۔ جنگ عرصے تک قائم نہ رہی۔ گو رومی سپہ سالاروں سے حسب عادت غلطیاں ہوئیں مگر سینیٹ کو اطمینان ہوگیا کہ اس ضلع میں رومی سیادت قائم ہوگئی ہے۔ ایک نئے صوبے کی اسے ضرورت نہ تھی مگر اُس کی بندرگاہوں پر قابض ہو جانے میں یہ فائدہ تھا کہ الیریا کے بحری قزاقوں کے مقابلے کے لیے ان سے بحری مرکزوں کا کام لیا جا سکتا تھا۔ ۱۸۳ء سے اواخر تک روما کی یہ اغراض حاصل ہو چکی تھیں ۱۷۱ء میں اس نواح میں ایک واقعہ ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد میں رومی سپہ سالار کس طرح اپنے بے ضرر ہمسایوں کو لڑنے پر مجبور کرتے تھے۔ کانسل گ کیسیس کو پرسیس کی جنگ میں سپہ سالار نہ ہونا نہایت شاق گذرا تھا، اس لیے وہ شہرت حاصل کرنے کے کسی موقع کی تلاش میں تھا۔ گالیوں کے خلاف میں کوئی جنگ نہ تھی اور لیگیوریا میں بھی تالیف قلوب سے کام لیا جا رہا تھا۔ اس لیے اُس نے مشرق کا رخ کیا اور شمالی الیریا میں ایک مہم اس غرض سے لے جانی چاہی کہ مقدونیہ میں شمال مغرب کی طرف سے داخل ہو جائے اور مشرقی جنگ میں بھی نام و نمود حاصل کرے۔ مگر اُس کے اس قصد کی اطلاع سینیٹ کو ہوگئی جس نے تین سفیر اُس کے تعاقب میں بھیجے تاکہ اس مہم پر روانہ ہونے سے اُسے باز رکھیں جب ادھر سے بھی اُسے ناامیدی ہوئی تو اُس نے اپنا غصہ کوہ آلپ کے چند قبیلوں پر نکالا جن کی زمینوں کو اُس نے تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کی اس جبر و تعدی کے خلاف میں سال مابعد میں سینیٹ میں فریاد ہوئی کیسیس کا جرم صریحی تھا مگر چونکہ اس وقت یونان میں وہاں کے کانسل کے تحت میں تھا اس لیے بچ گیا۔ سینیٹ نے سفیروں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا اور انھیں تحفے تحائف دے کر رام کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ کیسیس کے بعد پھر انصاف طلبی کے لیے نہ آسکتے تھے اس لیے حسب سابق ان کے نقصانات کی بھی تلافی نہیں ہوئی۔

اطالیہ کے وقتے کو مستحکم کرنیکی مزید تدبیریں۔ (۵۶۶) اطالیہ کا ذکر بحیثیت سلطنت روما کے ایک جزو کے ہم متعاقب کریں گے اس موقع پر ہم اختصار کے ساتھ بتائیں گے کہ دوسری فنیقی جنگ کے ختم

۱؎ لیوی ۴۳، ۱، ۵۔

صدمے کے بعد رومیوں نے کس طرح اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے تسلط کو کس طور پر مستقل کر لیا۔ فلپ شاہ مقدونیہ سے جو جنگ ہوئی اس کی وجہ سے کچھ تعویق ہو گئی مگر سنہ ۱۹۴ سے نوآبادیوں کا قیام از سر نو سرگرمی سے شروع ہو گیا۔ سنہ ۱۹۴ سے سنہ ۱۹۲ تک دس نوآبادیاں جنوبی اطالیہ میں کیم پے نیا، لوکانیا، بروٹیم اور اے پولیا کے سواحل پر قائم ہوئیں۔ ان میں سے آٹھ نوآبادیاں شہریوں کی تھیں۔ سابق کی اور ان نوآبادیوں اور یونانی شہروں (مثلاً نیاپولیس وریے جیم) کے وجود سے جنوبی ساحل کی بخوبی نگرانی ہو سکتی تھی۔ اس نواح میں بے چینی ابھی کچھ باقی تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مشرقی جنگوں کے دوران میں بحری حملوں کو دفع کرنے کے لیے خاص تدبیریں[1] کی گئی تھیں ہینی بال نے ثابت کر دیا تھا کہ ایک مختصر سی حملہ آور فوج بھی خطرناک ہو سکتی تھی اگر اس کی مدد کے لیے رومی رعایا بھی بغاوت کر دے یا کم از کم اس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ انٹیوکس کی جنگ کے بعد شمال کی طرف توجہ ہوئی۔ سنہ ۱۸۹ سے سنہ ۱۸۰ تک نو نوآبادیاں اٹرور یا، پکے نم، امبریا، گال زیر آلپ میں اور اسٹریا اور وینی ٹی کی سرحد پر قائم ہوئیں۔ نو میں سے سات شہریوں کی نوآبادیاں تھیں۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں کہ ان نوآبادیوں کا قیام ایک ایسے طرز عمل کا نتیجہ تھا جو بہت غور و فکر کے بعد اختیار کیا گیا تھا۔ مگر قدیم راویوں نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ سینیٹ کے ان قابل یادگار کارناموں میں سے ہے جن کا صفحات تاریخ میں ذکر نہیں ہے۔

[1] دیکھو فقرات ۴۶۱، ۴۶۶، ۴۷۳، ۵۰۸۔

عہد سنہ ۲۰۰ تا سنہ ۱۶۷ ق م تک کی نوآبادیاں

شہریوں کی نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	جائے وقوع	کیفیت
(سنہ ۱۹۱ سے قبل) پرگی	....	ساحل اٹرو ریا	دیکھو فقرات ۲۵۶، ۲۶۹-
سنہ ۱۹۴ پیٹولی	....	ساحل کیم پے نیا	ان کا قیام جنوبی اطالیہ پر تسلط کو
" وُوْل ٹرنم	....	"	مستحکم کرنے کے سلسلے میں ہوا تھا۔
" لٹرنم	....	"	پیٹولی کے لیے دیکھو فقرہ ۶۸۸-
" سیلرنم	....	"	
" بَکْسَن ٹم	....	ساحل لوکانیا	
" سی پون ٹم	....	" اپولیا	
" ٹیمپ سا	....	" بروٹیم	
" کروٹن	....	" "	
	سنہ ۱۹۳ کوپیا (۱)	" لوکانیا	(۱) سابق تھوری ای۔
	سنہ ۱۹۲ والین ٹیا (۲)	" بروٹیم	(۲) سابق وی بو (ہپونیم)۔
	سنہ ۱۸۹ بونونیا	گال زیر آلپ	سڑک ایمی لیا سے ملا تھا۔
سنہ ۱۸۴ پوٹین ٹیا	....	ساحل پکے نم	
" پسارم	....	" امبریا	
سنہ ۱۸۳ پارما	....	گال زیر آلپ	سڑک ایمی لیا پر
" میوٹی نا	....	"	
" ساٹرنیا	....	اٹرو ریا	
سنہ ۱۸۰ گراوس کی	....	ساحل اٹرو ریا	
	سنہ ۱۸۱ اکیو لیا	وی نی ٹیا	شمالی مشرقی سرحد کا ایک ناکہ
	سنہ ۱۸۰ لیوکا	شمالی اٹرو ریا کی سرحد	
لونا	....	ساحل اٹرو ریا شمالی سرحد	
	سنہ ۱۷۱ کارٹیا	ہسپانیہ کا جنوبی ساحل	اس کی صورت غیر معمولی تھی اور معمولی نوآبادیوں سے مختلف تھی۔

اسکے بعد لاطینی نوآبادیاں قائم نہ ہوئیں گوڈری ٹونا کے متعلق ہمیں صحیح معلومات نہیں ہیں۔
جمہوریہ کے آخری زمانے کی نوآبادیاں حسب ذیل تھیں۔

شہریوں کی نوآبادیاں	لاطینی نوآبادیاں	جائے وقوع	کیفیت
سنہ ۱۵۷ آکسی مم	....	پکے مم	
سنہ ۱۲۴ فابری ٹے ریا	....	لاطیم (دو دلسکی ضلع)	بجائے فری گیلی جو تباہ کر دیا گیا۔
سنہ ۱۲۲ منروِیا	....	ساحل بروٹیم	
سنہ ۱۲۲ نیپ چونیا	....	ٹاریں ٹم	
(؟) ماڈرٹونا	....	لیگیوریا	گال این روئے آلپ سے جو شہر کیس لیگیوریا گئی تھیں اُن کی حفاظت کے لیے۔
سنہ ۱۲۲ جوتونیا	....	قرطاجنہ	گائیس گراکس کی تجویز جسمیں کامیاب نہوئی۔
سنہ ۱۱۸ ناربومارٹیس	....	جنوبی گال آن روئے آلپ	
سنہ ۱۰۰ اے پورے ڈیا	....	گال زیر آلپ	آلپ کے ایک اہم درّے کی حفاظت کے لیے۔

زمانۂ مابعد کی نوآبادیاں درحقیقت فوجی آبادیاں تھیں جن میں سپاہی فوج سے علیٰحدہ ہونے کے بعد آباد کردیئے جاتے تھے اور وظیفے کے بجائے اراضیات انھیں دی جاتی تھیں ؏

قرطاجنہ کے مصائب

(۵۶۷) یہاں ہم مختصراً قرطاجنہ کے کچھ مزید حالات بیان کریں گے۔ اس ملک کے حالات دوسرے واقعات کے ذکر میں ہرجگہ آجاتے ہیں اور واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ سینیٹ روما کے اس قدیم دشمن سے کبھی غافل نہ تھی مگر دوسرے معاملات میں مصروف ہونے کی وجہ سے افریقیہ میں بہت کم مداخلت کرسکتی تھی۔ سنہ ۱۸۸ میں دو رومیوں نے چند فنیقی سفیروں پر حملہ کیا۔ یہ ظلم نارداروما میں ہوا گویہ ہمیں معلوم نہیں کہ سفیر کیوں آئے تھے سفیروں پر حملہ کرنا بین الاقوامی قانون کے مسلمہ اصول کے خلاف تھا۔ اس لیے خاطی سفیروں کے حوالے کردیے گئے جوان کے جرم کی پاداش میں

انھیں قرطاجنہ لے گئے گو رومیوں کو یہ معلوم تھا کہ قرطاجنہ کی حکومت اُن کے ساتھ سختی کا سلوک کرنے کی جرأت نہ کرسکیگی ۔ لیوی نے تو کچھ ذکر نہیں کیا ہے مگر ڈاڈون کیسیس[1] کے ایک باقی ماندہ ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھوڑ دیئے گئے ۔ ۱۸۲ءمیں قرطاجنہ ماسی نسا کی نزاعات کا ذکر پھر آتا ہے ۔ زیادتی ماسی نسا کی تھی مگر روما سے جو ثالث بھیجے گئے تھے انھوں نے غالباً درپردہ ہدایات کی بنا پر ماسی نسا کا قبضہ برقرار رہنے دیا اور حقیت کے مسئلے کو سینیٹ کے فیصلے پر چھوڑ دیا ۔ اس کا جو نتیجہ ہوا اس کے متعلق ہم قیاس کرسکتے ہیں یعنی جبکہ اصل موقع پر تحقیقات ہو رہی تھی تو قرطاجنوں کو کامیابی کی کچھ امید ہوسکتی تھی مگر جب مقدمہ روما میں منتقل ہوگیا اور صرف حلف اُٹھانے پر فیصلے کا دارومدار رہ گیا تو یہ رہی سہی امید بھی جاتی رہی ۔ ۱۸۱ءمیں قرطاجنوں سے جو کفیل[2] لیے گئے تھے واپس کردیے گئے مگر یہ روایت غالباً غلط ہے ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے گو وجہ نہیں ظاہر کی گئی ہے کہ روما قرطاجنہ سے جنگ کرنے سے باز رہا ۔ مگر ماسی نسا کو ساکت رکھا ۔ مگر ضلع متنازعہ فیہ پر اُس کا قبضہ تھا اور نزاع جاری رہی ۔ ۱۷۴ءمیں قرطاجنوں پر شبہہ تھا کہ وہ پرسیس سے سازش کررہے تھے جس کا میں ذکر کرچکا ہوں ۔ ۱۷۲ءمیں فنیقی سفیر پھر وہی پرانا دکھڑا رونے کے لیے روما آئے اور ماسی نسا کا ایک بیٹا بھی اس کی طرف[3] جواب دہی کرنے کے لیے پہنچا ۔ عہدناموں کی رو سے قرطاجنہ کا فرض تھا کہ روما کے کسی حلیف سے جنگ نہ کرے ۔ اسلئے مقابلہ کرنیسے وہ مجبور تھے ۔ روما سے انھوں نے درخواست[3] کی کہ یا تو سرحد کا قطعی تصفیہ کردے اور اس کا ضامن ہو یا انھیں لڑنے کی اجازت دے ۔ سینیٹ کے پیش نظر اُس وقت پرسیس کی جنگ تھی اس لیے اُس نے اس جنگ کے اختتام تک لطائف الحیل سے کام لینا چاہا ۔ دونوں فریقوں کو حکم دیا گیا کہ مباحثے کے لیے اپنے اپنے نائب روما کو بھیجیں اور یہ اقرار کیا گیا کہ دونوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا جائے گا

---

[1] ڈاڈون کیسیس قطعہ ۱۶ ۔ لیوی ۳۸ ۲/۴۸ ۷/۔

[2] لیوی ۴۰ ، ۳۴ ، ۱۴ اور وی سین بورن کا نوٹ ۔

[3] لیوی ۴۲ / ۲۳ / ۲۴ ۔

اور رعایت کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ دونوں فریقوں کے سفیروں کو جو روما میں آئے تھے تحفے دیئے گئے اور اُن کی خاطر و مدارات کی گئی اور فی الوقت انصاف کے لفظی وعدوں کے ساتھ جن میں صدق کی ذرا سی بھی بو نہ تھی اس معاملے کا تصفیہ ملتوی کر دیا گیا اور رومیوں نے اپنی ریاکاری اور مکاری کا پورا ثبوت دیا۔ سال مابعد میں بیان کیا ہے کہ دو قرطاجنی جنگی جہاز بحیرۂ یونان میں رومی بیڑے کے ساتھ تھے۔ مگر ۱۹۱ سنہ میں اُن کے پانچ امدادی جہاز آئے تھے اور اس کمی کی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی ہے۔ اس سال کے آخر میں ۱۷۰ سنہ کی معرکہ آرائی کے لیے ایک فنیقی سفارت غلہ لے کر آئی تو اُس نے افسوس کے ساتھ بیان کیا کہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے وہ اس سے زیادہ پیش نہیں کر سکتے۔ اسکے متعلق[1] خیال ہے کہ یہ ماسی نسا پر حملہ تھا جس کی دست درازیوں کے سبب سے اُن کے ذرائع آمدنی کم ہو گئے تھے۔ مگر روما میں ایک ایسے بادشاہ کی شکایت کرنا بے سود تھا جو نہ صرف غلہ بلکہ رومی فوج کے لیے کمک بھی بھیج رہا تھا۔ قرطاجنہ کے آخری زمانے کے حالات متعاقب بیان کئے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ پرسیس کے زوال کے بعد قرطاجنہ کا بقا اُس کے کسی فعل کے کرنے یا اُس سے محترز رہنے پر نہ تھا بلکہ محض روما کی مرضی پر تھا۔

[1] لیوی ۴۳، ۶-۱۱-۱۴-

باب سی و سوم

خارجی معاملات

سنہ ۱۶۷ تا سنہ ۱۳۳ ق م

(۵۶۸) پڈنا کی جنگ کے بعد سے جب کہ مشرق کے معاملات کا تصفیہ ہوا سنہ ۱۳۳ ق م تک روما کی حکومت اور اثر کی وسعت اور ممالک غیر سے اُس کے تعلقات کو یک جا بیان کرنا موجب سہولت ہے۔ عہد زیر تذکرہ میں اس نئی حکمران قوم کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا مگر اُن کے زوال کے اسباب بھی ہویدا ہو چکے تھے گو فی الوقت فتوحات کی چکا چوند نے ان پر پردہ ڈال دیا تھا۔ روما اور اطالیہ میں جو قبیح رجحانات پیدا ہو رہے تھے اُن کی خفیف سی جھلک ہم بھی دیکھ چکے ہیں۔ سنہ ۱۶۷ تا سنہ ۱۳۳ کے عہد کی اہمیت یہ ہے کہ روما کا اب کوئی حریف نہ تھا اور اُس کی مطلق العنان حکمرانی میں جو امور مزاحم تھے انھیں اُس نے یکے بعد دیگرے رفع کر دیا مگر اسکے بعد حالت انقلابی پیدا ہو گئی جو ایک سو سال تک باقی رہی۔ یہ عہد انقلاب اس رجعت سے شروع ہوتا ہے جس کے بانی خاندان گراکی کے افراد تھے، مگر اس اندرونی جد و جہد کے ختم ہوتے ہوتے جمہوریہ کی قسمت کا فیصلہ بھی ہو جاتا ہے یعنی اہل روما جن کے نام سے حکمرانی کی جاتی ہے خود اُن کی سیاسی ہستی ختم ہو جاتی ہے۔ مگر فی الوقت ہم صرف یہ بیان کریں گے کہ روما کی حکمران جماعت نے رفتہ رفتہ ان قوتوں کو کس طرح معدوم کر دیا جن سے اُسے شبہہ یا حسد تھا۔ یہ کارروائی اس مکمل طریقے پر عمل میں لائی گئی کہ وہ ایک عظیم الشان خانہ جنگی کا باعث ہوئی جس میں کوئی غیر ملکی قوت دخل نہ دے سکی۔ اس عہد کو سنہ ۱۴۶ یعنی قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ مگر سنہ ۱۳۳ تک کی اہم ہسپانی جنگوں کو بھی اس میں شریک کر لینا مناسب ہے کیونکہ انھیں عہد مابعد میں

شریک کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اور ثانیاً ٹائی بے ریس گراکس کی کارروائیوں سے روما کی تاریخ میں واقعات کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔[1]

ماخذ (۵۶۹) اس عہد پر پہنچ کر مورخ لیوی ہمارا ساتھ چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اسکی کتاب کا موجودہ حصہ سنہ ۱۶۷ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اُس کی تاریخ کے آخری حصص کے خلاصے جو غالباً چوتھی صدی عیسوی کے ہیں موجود ہیں مگر غالباً یہ خلاصوں کے خلاصے ہیں اسلیے اصل تاریخ کے نعم البدل نہیں ہو سکتے۔ لیوی میں اسقام ہیں مگر باوجود اس کے اُس کی مدد سے محروم ہونا گراں گزرتا ہے کیونکہ کسی رومی مصنف کے مسلسل تذکرے سے کم ازکم ہمیں رومیوں کا رجحان معلوم ہوتا ہے۔ لیوی کی خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے بہت سے تفصیلی امور کو بیان کیا ہے جو ہمارے دوسرے ماخذ میں مذکور نہیں ہیں۔ ان بیانات کا قابل وثوق ہونا قرین قیاس ہے اور معنی خیز بھی ہوتے ہیں اس لیے مجبوراً ہمیں یونانی مصنفوں سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ پالی بیس کی تاریخ کے باقی ماندہ حصے ہمیں سنہ ۱۴۶ ق م تک مدد دیتے ہیں اور اس مواد کی عمدگی میں کوئی شبہ نہیں۔ ڈائوڈورس کی تاریخ اگسٹس کے زمانے کی لکھی ہوئی ہے اس کے بھی کئی حصے باقی ہیں اور بمقابلہ عہد ہائے سابق اس عہد کے متعلق اس کی معلومات زیادہ معتبر ہیں۔[2] اس میں وسعت نظر ہے جو یونانی مورخوں کا خاصہ ہے اور جس کی بنا پالی بیس نے ڈالی تھی اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ پالی بیس کی طرح اُس نے اپنی تاریخ سی پیوامی لیانس اور اُس کے احباب کے زیر اثر نہیں لکھی تھی۔ ایے پین جو دوسری صدی عیسوی میں گزرا ہے بذات خود ایماندار ہے مگر اس کا طریقہ پراز اسقام ہے اور اُس کے بیانات اکثر ناقابل وثوق ہیں یا دقت سے سمجھ میں آتے ہیں۔ عہد اگسٹس کے جغرافیہ نویس اسٹرابو سے بھی بعض مقامات پر مدد ملتی ہے۔ ڈائون کیسیس (تیسری صدی عیسوی) کی ضخیم تاریخ کے

---

۱ پالی بیس ۳۱، ۳۹- ڈائوڈورس ۳۱، ۳۳- ایے پین ہسپانیہ ۴۴-۹۸ فنیقیہ ۶۷-۱۳۵ الیریا ۱۰، ۱۱ شام ۶۷، ۶۸- میتھراڈائیس ۲-۷- بازنطینیس ۷، ۷- ۱۶-

۲ دونوں کے باقی ماندہ حصوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کے متعلق واقعات کی حد تک ڈائوڈورس نے پالی بیس سے استفادہ کیا ہے۔

باقی ماندہ اوراق کا اس عہد سے بہت کم تعلق ہے۔ دوسرے یونانی اور رومی مصنفوں کی تحریروں میں بھی بعض منتشر حوالے ہیں خصوصاً سسرو اور پلوٹارک میں سسرو مقرر اور معلم اخلاق تھا مگر جب کسی تاریخی واقعے سے عارضی طور پر کوئی غیر تاریخی کام لیا جائے تو واقعہ رنگ آمیزی کے ساتھ اور توڑ مروڑ کر بیان کیا جاتا ہے اور اپنی دلیلوں کو زبردست بنانے میں سسرو تاریخی واقعات سے ایمانداری سے کام نہیں لیا کرتا تھا۔ پاسانیس کا سفرنامۂ یونان دوسری صدی عیسوی کا ہے اُس نے یونان کی آزادی کے سلب ہو جانے کو جس طریقے سے بیان کیا ہے وہ بلحاظ تفصیلی حالات دوسرے مورخوں سے مختلف نہیں ہے۔ یہ عہد دو صدیوں کے بیچ میں ہے، ایک میں روما کو ممالک بحیرۂ روم میں تفوق حاصل ہوا اور دوسری میں جمہوریہ کا اندرونی اسقام کی وجہ سے خاتمہ ہو گیا۔ اس لحاظ سے یہ عہد سبق آموز ہے مگر اُس کے واقعات کی اہمیت زیادہ نہیں ہے۔ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی اور بربادی کے واقعات تعجب خیز ہیں مگر افریقہ اور یونان کے ساتھ جو تعلقات روما کے سابق میں تھے اُن کا انھیں ضمیمہ کہنا چاہیئے۔ نومن ٹیا کے شرمناک واقعے سے ہمیں رومیوں کی خصائل اور ان کے ادارات کے تاریک پہلو کا اندازہ ہوتا ہے اور انقلابی تغیرات کے آئندہ عہد کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس عہد میں روما کی کارروائیوں کا ذکر مقامات کے لحاظ سے کرنا زیادہ مناسب ہوگا اور حسب سابق ہم یونان اور مقدونیہ سے اس کا آغاز کریں گے؛

اتحاد آکائی

(۵۷۰) ہم نے جب یونان اور مقدونیہ کا ذکر چھوڑا تو اُس وقت پڈنا کی جنگ کے بعد یونان کی مملکتیں روما کے آگے سرنگوں تھیں اور روما جو ان کے جھگڑوں اور مقدونیہ کی جنگ سے تنگ آگیا تھا۔ یونان اور مقدونیہ کو اُن کے حقیقی سرغنوں کی خدمات سے محروم کر کے ان دونوں ملکوں میں امن قائم کرنے کی فکر میں تھا۔ آکائی اتحاد کو اس طرز عمل سے سخت نقصان پہنچا کیونکہ وہاں کے اعتدال پسند جماعت اپنے بہترین افراد کے جلاوطن کر دیئے جانے سے بالکل معطل ہو گئی اور روما کے طرفدار جو بالکل خودغرض تھے برسر اقتدار ہو گئے اور اپنے ہم وطن شہریوں پر ظلم کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اُن کی بے جا حرکتوں سے ایک

سخت رجعت پیدا ہوئی یعنی لوگوں کو روما اور اُس کے تمام کاموں سے نفرت ہوگئی۔ لیکن اتحاد کالعدم نہ ہوا اور عامۂ قوم کی رائے صائب تھی جس کا ثبوت یہ ہے کہ جلاوطن سرغنوں کی واپسی کے لیے پیہم کوششیں ہوتی رہیں۔ متعدد آکائی سفارتیں وقتاً فوقتاً روما آتی رہیں اور ان لوگوں کی رہائی یا کم از کم اُن کے مقدمات کے عاجلانہ تصفیے کے لیے التجا کرتی رہیں۔ واضح رہے کہ یہ لوگ ایک حلیف مملکت کے منتخب افراد تھے جس نے جنگ میں روما کا ساتھ دیا تھا اور جن کے جرم کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ ان لوگوں کو سال ہا سال تک بغیر کسی تحقیقات کے قید میں رکھنا محض دھاندلی تھی اور اس سے بڑا کوئی ظلم نہ ہو سکتا تھا۔ مگر روما نے آکائیوں کی درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا کہ اُن کی رہائی نہ تو روما کے حق میں مفید ہوگی اور نہ اتحاد آکائی کے حق میں۔ سینیٹ نے جب اپنی عیارانہ بے ایمانی سے کام لے کر جواب ایسا دیا جس سے اتحاد کے ارکان میں نفاق پڑ جائے یعنی جواب کا مسودہ مختلف شہروں کے ذاتی مفاد کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا اور اتحاد کو نظر انداز کر دیا گیا جو روما کا حلیف تھا۔ شہروں سے براہ راست روما کو کوئی تعلق نہ تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ طاقتور حلیفوں سے روما کو ہمیشہ حسد رہا کرتا تھا۔ روما کے اِردگرد میں قوت کے لحاظ سے روما کے بعد بہ لحاظ قوت اتحاد آکائی کا درجہ تھا۔ یہ اس کی تباہی کے لیے کافی وجہ تھی۔ قانون بین الاقوامی کے اصول اور وفادارانہ خدمات کا مطلق لحاظ نہ کیا گیا۔ اُس پر طرہ یہ تھا کہ روما کو یونانیوں کے محافظ ہونے کا دعویٰ تھا۔[۱]

جلاوطنوں کی واپسی

(۱۷۵) اسپارٹا اور میگالوپولس میں نزاع ہوگئی جس سے رومیوں کو ثالثی کے بہانے سے پیلوپونیسس میں دخل در معقولات کا موقع مل گیا۔ لیکن اتحاد اب تک مضبوطی سے قائم تھا اور اُس کے ناراض افراد کو بھی معلوم تھا کہ اتحاد سے علیحدگی میں کیا خطرات ہیں اس لیے وہ رومیوں کے اغوا میں نہ آئے سنہ ۱۵۳ میں روڈیوں اور کریٹیوں میں جنگ چھڑ گئی اور

۱؎ پالی بیس ۳۱۔ فری مین حکومت اتحادی باب ۹، ۴۔

دونوں فریقوں نے اکائیوں سے امداد کی خواہش کی۔ اتحاد نے روڈز کا ساتھ دیا ہوتا مگر رومیوں کے طرفداروں کے سرغنہ کالی کراٹیس نے مجلس اتحاد کو متنبہ کردیا کہ روما کی اجازت کے بغیر جنگ میں شرکت نہ کرنی چاہیئے جس کی وجہ سے کوئی آزادانہ کارروائی نہ ہوسکی۔ اس کے بعد ایک واقعہ ہوا جس کی وجہ سے اتحاد کے طرز عمل میں تغیر ہوگیا یعنی جلا وطن اکائیوں کو جو زندہ تھے ۱۵۰ء میں بالآخر واپس آنے کی اجازت دی گئی[1]۔ ایک ہزار میں سے صرف ۳۰۰ رہ گئے تھے اور بہترین افراد موت کی نذر ہوچکے تھے۔ ان لوگوں نے ۱۶ سال تک اٹروریا کے شہروں میں قید کی صعوبتوں کو برداشت کیا تھا، اس لئے تعجب نہیں ہے کہ اس طولانی قید کے بعد جب وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں میں پھر آگئے تو ان کی قوت فیصلہ ایک حد تک سلب ہوگئی ہو۔ عوام کے خیالات پر اُن کا اثر ان کی تعداد سے کہیں زیادہ ہوگا کیونکہ مضطرب الحال اکائیوں کو ابھی یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ اٹروریا کے روبہ تنزل شہروں کی طرح وہ بھی روما کے پنجہ ستم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ پالی بیس پھر روما واپس چلا گیا کیونکہ وہ روما کے طبقۂ اعلےٰ سے پورے طور پر روشناس ہوگیا تھا اور یونان کے سیاسیات میں دخل دینے کا اُسے موقع بھی نہ تھا۔ اُسے بھی یقین تھا کہ روما کے آگے سر تسلیم خم کرنا ناگزیر ہے مگر کالی کراٹیس اور اُس کے جتھے کے طرز عمل کو وہ ناپسند کرتا تھا جو روما کی بے جا خوشامد کرتے تھے اور اپنے ہمقوم یونانیوں پر ظلم کرکے انہیں غلام بنا رہے تھے۔ اس لیئے وہ سلطنت کے مرکز یعنی روما کو واپس ہوا جہاں وہ ہمقوموں کی زیادہ خدمت کرسکتا تھا اور اہم معاملات سلطنت سے واقف رہ سکتا تھا جن سے اُسے خاص لگاؤ تھا۔

(۵۷۲) ہم واقعات کے اس پیچیدہ سلسلے پر بحث نہیں کرسکتے جس کی وجہ سے ایتھنز اور اُوروپس کے جھگڑے سے سربرآوردہ اکائیوں میں ایک نزاع پیدا ہوگئی اور بالآخر اتحاد اور اسپارٹا کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ رومی مداخلت کی اصل غایت یہ تھی کہ جہاں تک ہوسکے یونانیوں میں اسپارٹا

[1] پالی بیس ۳۳/۱۰۰۷۔

باہم اتفاق بڑھ جائے ۱۵۶ سنہ سے ۱۵۰ تک مختلف طریقوں سے نقض امن کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۴۹ سنہ میں اسپارٹا کے معاملے نے زور پکڑا۔ دونوں فریقوں کے نائبوں نے روما کی سینیٹ کے فیصلے کو مختلف طریقوں پر بیان کیا، ممکن ہے کہ اس کے الفاظ ایسے ہوں جن سے خواہ مخواہ غلط فہمی ہو۔ اسپارٹا کو اب اتحاد کے غیظ و غضب کو تن تنہا برداشت کرنا پڑا کیونکہ اتحاد کے دوسرے ارکان میں سے کوئی علیحدگی پر آمادہ نہ ہوا۔ اتحاد کے موجودہ سرغنے روما کے سخت مخالف تھے۔ ان کو کوئی چیز سوائے اس خوف کے کہ روما سے لڑائی نہ ہو جائے اپنی ہٹ سے باز نہ رکھ سکتی تھی موقع ایسا تھا کہ ان شوریدہ سر افراد کو یہ خیال ہوا ہوگا کہ وہ بغیر سزا کے خوف کے آزادانہ کارروائی کر سکتے تھے۔ روما کی حالت اس وقت ایسی نہ تھی کہ غیر مبہم احکام دیتا اور ان کی تعمیل فوراً کرا سکتا۔ ہسپانیہ میں جنگ کا پریشان کن سلسلہ جاری تھا اور قرطاجنہ کی تیسری جنگ شروع ہو رہی تھی۔ مقدونیہ میں بھی بغاوت ہو گئی تھی اس لیے اس نے مجبوراً درگزر کیا جسے آکائی سرغنوں نے کمزوری پر محمول کیا۔[1]

مقدونیہ (۳۷۵) اب ہم اہل مقدونیہ کی بغاوت کا ذکر کریں گے۔ ان لوگوں نے جدید انتظامات کو پسند نہ کیا تھا جس کی رو سے ان کا ملک چار جمہوریوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ان جمہوریوں کے عہدہ دار اور مجالس اور حکومت عمومی کا ایک خاص نظام تھا۔ یہ لوگ قریوں کے بسنے والے تھے، فوجی ملازمت میں تو احکام کی تعمیل کے عادی تھے مگر اپنی دیہاتی زندگی میں پوری آزادی چاہتے تھے۔ ان پر "قوم" کی تعریف صادق آتی تھی مگر تمدن کے صرف اس زینے پر پہنچے تھے جبکہ آزادی اور امن و امان کا دار و مدار وحدت قومی کی بقا پر ہوتا ہے۔ حکومت شاہی اس وحدت قومی کا نشان تھی اور اس قوم کے دل میں خاص عزت تھی۔ ۱۶۷ سنہ میں رومیوں نے محاصل کم کر دیے تھے مگر تجربے سے یہ رعایت محض نام کی ثابت ہوئی کیونکہ ملک کا چار حصوں میں تقسیم کر دیا جانا اور اس طور پر وحدت قومی کا ختم ہو جانا بمقابلہ کمی محاصل کے سخت نقصان دہ تھا۔ ۱۶۴ سنہ میں انکی بے چینی اور ناراضی کا حال روما کو معلوم ہو گیا تھا اور تین آدمیوں کا ایک کمیشن جو شام

---

[1] پالی بیس ۳۸، ۱، ۲، ۹ ڈاورس ۳۱، ۴۰ الف۔ ۳۲، ۱۵، لیوی خلاصہ ۴۹، ۵۰۔

جارہا تھا اُسے سینیٹ نے حکم دیا کہ اثنائے راہ میں مقدونیہ ہوتا جائے اور وہاں کے حالات معلوم کرے۔ اس کمیشن کی تحقیقات کا نتیجہ ہمیں معلوم نہیں مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدونی اپنی موجودہ حالت پر مطمئن نہ تھے ۔ ۱۴۹ق م میں مقدونیہ کے تخت کا ایک جھوٹا دعویدار پیدا ہوا جس کی وجہ سے عام بغاوت ہوگئی۔ ایک ایشیائی یونانی مسمی انڈرِسکس موقع کا منتظر تھا۔ اُس نے فلپ کا نام اختیار کرکے مشہور کر دیا کہ میں ایک داشتہ کے بطن سے پرسیس کا بیٹا ہوں اور ڈی میٹریس اول شاہ شام نے مجھے رومیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ روما سے بھاگ کر اُس نے مقدونیہ میں ایک جتھا بنا لیا اور مقدونی بھی اسکے جوش کو دیکھکر اُسکے ساتھ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ اسکے ساتھ ایک خاصی فوج ہوگئی اور اُس نے تھسلی میں بھی داخل ہونے کی کوشش کی مگر آکائیول کی ایک فوج نے جس سے رومی کمشنروں نے کام لیا تھا اُسے پسپا کر دیا۔ ۱۴۹ق م میں ایک رومی پریٹر ایک فوج کے ساتھ بغاوت کو فرو کرنے کے لیے روانہ کیا گیا مگر اُسے شکست ہوئی اور قتل کر دیا گیا۔ اُس کا جانشین کائی کی لیس میٹلس تجربہ کار سپاہی تھا اور اُس کے زیر کمان ایک پوری کانسلی فوج تھی۔ جھوٹے "فلپ" نے فتح حاصل کرنیکے بعد جور و ظلم شروع کر دیئے تھے اور ۱۴۸ق م میں میٹلس نے اُسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ مقدونیہ میں فی الوقت تو سکون ہو گیا مگر موجودہ انتظامات قابل اطمینان نہ ثابت ہوئے تھے اس لیے ۱۴۶ق م میں مقدونیہ سلطنت روما کا ایک صوبہ قرار دیا گیا اور ایک مستقل رومی حاکم کے تحت میں کر دیا گیا۔ اس تغیر سے غالباً چار علیحدہ ضلعوں کا خاتمہ ہو گیا اور ایک صوبہ ہو جانے سے ملک کی وحدت بھی ایک حد تک بحال ہو گئی ہوگی اور مقامی قیود رفع ہو گئی ہوں گی۔ لیکن اس صوبے کے منشور کی ترتیب میں پالس اور ۱۶۷ق م کے کمیشن کے وضع کیے ہوئے قواعد کی اکثر امور میں پیروی کی گئی۔ چند سال کے بعد پھر ایک چھوٹی سی بغاوت ہوئی مگر اُس وقت سے مقدونیہ روما کے صوبہ جات میں شامل ہو گیا۔

اتحاد آکائی کا زوال

(۵۷۴) ۱۴۸ق م میں میٹلس نے مقدونیہ جاتے ہوئے پیلوپونی سس کی جنگ کا حال سنا اور آکائی سرغنوں کو مطلع کر دیا کہ اسپارٹا پر جنگ نہ کریں بلکہ روما کے کمشنروں کے آنے کا انتظار کریں۔ مگر اب آکائیوں کو اُن کی حماقت کے نتائج سے بچانا دشوار تھا۔ اسپارٹا پر فتح حاصل کرکے وہ آپس میں لڑنے لگے۔ ڈی مو کریٹس پر

جو اتحاد کا صدر تھا غداری کا الزام لگایا گیا اور وہ جلا وطن کر دیا گیا۔ ڈائی ایس اسکا جانشین ہوا جو بقول پالی بیس اتحاد کی تخریب کا باعث ہوا۔ اُسے بھی میٹی لس نے متنبہ کیا اور اُس نے بظاہر اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ ۱۴۷ ق م میں رومی کمیشن آیا جس کا صدر ل۔ آریلیس اوریس ٹکیس تھا۔ چھوٹے فلپ سے جنگ ختم ہو چکی تھی اور روما کے زیر حکم کافی فوجیں تھیں جن سے وہ اپنی خواہشوں کی تعمیل کرا سکتا تھا۔ کمشنروں نے اتحاد کے باضابطہ طریقہ کارروائی کی مطلق پروانہ کی اور سینیٹ کا حکم سنا دیا کہ بعض شہر اتحاد کی رکنیت سے خارج کر دیے جائیں۔ ان میں سے ایک کورنتھ بھی تھا جہاں اتحاد کا جلسہ ہوا تھا۔ رومیوں کی خلاف جماعت نے بلوہ کرا دیا اور کمشنروں کی ہتک کی گئی یا کم از کم وہ ڈر گئے۔ انھوں نے جب روما پہنچکر حالات بیان کیے تو سیکس ٹیس جولیس قیصر کے ماتحت میں ایک دوسرا کمیشن بھیجا گیا جس نے انھیں پھر متنبہ کیا مگر نرم الفاظ میں۔ ممکن ہے کہ قرطاجنہ کے محاصرے کے طول کھینچنے سے روما پھر بطائف الحیل سے کام نکالنا چاہتا ہو کمیشن کی اس نرمی سے اکثر لوگوں نے یہی نتیجہ نکالا اور پالی بیس[1] کا اعتراض صحیح نہیں ہے جو اس رائے کو غلط خیال کرتا ہے۔ اس سر آوردہ مورخ میں بھی یونانیوں کی خلقی خود پسندی موجود تھی اور روما کے امرا اس کا اعزاز کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ واقعات کو رومی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے۔ ڈائی ایس کے بعد کری ٹولاس (۱۴۷-۱۴۶ ق م) صدر ہوا۔ یہ بھی رومیوں کا سخت مخالف تھا اور اسی کے عہد میں اس بدنصیب اتحاد کا خاتمہ ہوا۔

(۵۷۵) واقعات مابعد نہ تو واضح ہیں نہ تو ان سے ہمیں زیادہ سروکار ہے۔ یونانیوں کے چھوٹے بہانوں کی وجہ سے کمیشن کوئی کام نہ کر سکا۔ خود اکالی صدر اتحاد نے شہروں میں عوام کی حکومت کی بنا ڈالی، قرضداروں کو قرضوں سے سبکدوش کر دیا اور توازن سیاسی کو متزلزل کر دیا۔ میٹی لس نے پھر جنگ کو ٹالنے کی کوشش کی مگر کورنتھ میں اُس کے سفیروں کے ساتھ بدسلوکی ہوئی اور کری ٹولاس نے عوام کو آمادہ کیا کہ اُسے شاہی اقتدارات دے دیں حالانکہ یہ صرف شاذ موقعوں پر ہوتا ہے۔ جنگ کا اعلان کیا گیا

[1] ۳۸، ۷ جس کی تنقید فری مین نے کی ہے۔

جو بظاہر اسپارٹا کے خلاف میں تھی مگر درحقیقت روما سے تھی۔ میٹی لس کی کوششوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا جو اب اپنی خدمت سے ہٹ رہا تھا اور جنگ اب ناگزیر تھی۔ روما کی سینیٹ نے قصد کر لیا تھا کہ یونان کی مخالفت کا خاتمہ کر دے اور ل۔ ممیس پر اس نے خیالات کا ایک سپاہی سپہ سالار مقرر ہوا جس نے ہسپانیہ کی جنگوں میں نام آوری اور شہرت حاصل کی تھی۔ کری ٹولاس اتحاد کی فوج اور تھیبس اور کالکس کی امدادی فوجوں کو اپنے ساتھ لے کر ہیراکلیا کو مرعوب کرنے کے لیے گیا جو اتحاد کا ایک دور افتادہ رکن تھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اس شہر کا محاصرہ کر لیا گیا مگر ممیس نے اس محاصرے کو اٹھا دیا۔ آکائی تھرموپائی لی کی طرف لوٹے مگر رومیوں نے انھیں اسکارفیا واقع لوکرس میں گھیر کر شکست دی۔ کری ٹولاس غائب ہو گیا اور ڈائی ایس بجائے اس کے سپہ سالار ہوا غلاموں کو آزاد کر کے اور اس کے دوسرے نامناسب طریقوں سے اس نے کچھ اور فوج جمع کی مگر اتحاد اب حالت نزع میں تھا۔ بالآخر ممیس پہنچا اور بجائے میٹی لس کی نرمی کے سخت تر تدابیر سے کام لیا گیا۔ لیوکوپٹیرا پر جو خاکنائے کورنتھ پر واقع ہے اتحاد کی فوج کو شکست ہوئی اور ڈائی ایس نے فرار ہو کر زہر کھا لیا۔ ممیس کورنتھ پہنچا اور وہاں کے باشندوں کو یا تو قتل کر دیا یا غلام بنا لیا۔ یہ شہر ایک زمانے سے تجارت اور جہاز رانی کا مرکز تھا اور اس کے باشندے اپنی عیش پسندی کے لیے مشہور تھے۔ شہر میں جو کچھ زر و مال اور فنون لطیفہ کے نمونے تھے سب لوٹ لیے گئے اور اس کے بعد جلا دیا گیا۔

(۶۔۷۔۵) سرغنوں کی بدعنوانیوں اور غیظ و غضب نے رہی سہی یونانی آزادی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ ممکن ہے کہ پالی بیس نے ان کے متعلق محاکمہ کرنے میں سختی سے کام لیا ہو۔ کورنتھ کی لوٹ کا مقابلہ سیراکیوز کی لوٹ (۲۱۲ ق م) سے ہو سکتا ہے مگر کورنتھ میں غیر ملکی اجیر سپاہیوں کی حکومت نہ تھی۔ اس شہر کی تباہی قدیم طریقۂ جنگ کا لازمی نتیجہ تھی اور خود یونانی اس کے ذمہ دار تھے۔ کورنتھ کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کی وجہ سے پھر کسی کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی۔ ممیس کی ناگفتہ بہ خوں ریزی میں ترحم کا بھی شائبہ تھا کیونکہ اس کی اصل غایت کو ہر شخص سمجھ گیا۔ ممیس خود ایماندار تھا اور

لینت سے بھی کام لیتا تھا بشرطیکہ اس کے اصل فریضے یعنی یونان کی تسخیر میں کوئی امر حارج نہ ہو۔ پالی بیس کو اب موقع ملا کہ اپنے ذاتی اثر سے اپنے ملک کی خدمت کرے۔ اُس نے فخر سے بیان[1] کیا ہے کہ فاتح نے اُس کے معروضوں کو سنا اور حکم دے دیا کہ فیلوپومین کے مجسمات اور دوسری یادگاریں تباہ نہ کی جائیں۔ ڈائی ائیس اور دوسرے ناسمجھ لوگوں کی ضبط شدہ جائدادوں میں سے اُسے حصہ دیا گیا مگر اُس نے لینے سے انکار کر دیا۔ ممیس[2] اس وقت اُن شہروں کے ہتھیار لینے اور فصیلوں کے توڑنے میں مصروف تھا جنھوں نے جنگ میں شرکت کی تھی۔ تھیبیس اور کالکس بالکل تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ اُس نے اس طور پر تصفیے کے کمیشن کے لیے راستہ صاف کر دیا جو وہاں اُس کے بعد ہی پہنچ گیا۔

یونان کے معاملات کا تصفیہ

(۷۰۵) اس تصفیے میں بھی روما نے اپنے اُن پرانے اصول کو مدنظر رکھا جن پر وہ اپنے عہد شہنشاہی کے آغاز سے کاربند تھا۔ اس کی غایت ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ کم سے کم جانفشانی سے مفتوحوں کو اپنے قبضے میں رکھے اور اس کا ذریعہ یہ تھا کہ زبردست سیاسی اتحاد ان میں قائم نہ ہونے دے۔ اس لیئے اُس نے باقی ماندہ اتحادوں کو توڑ دیا اور ہیلاس (یونان) چھوٹی چھوٹی بستیوں کا مجموعہ ہو گیا لیکن وہ ایک دوسرے سے اس قدر آزاد تھیں کہ جس کا زمانہ سابق میں وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ ان میں تجارتی تعلقات پیدا نہ ہو سکتے تھے کیونکہ اگر ایک بستی کا کوئی شخص دوسری بستی میں جائداد پیدا کر سکتا تو اس سے مشترک مفاد پیدا ہو جاتے۔ یونانی شہر ایک دوسرے سے بالکل آزاد تھے جس کی ہمیشہ سے انھیں آرزو تھی مگر روما کے سب بندۂ حکم تھے۔ دوسری پرانی تدبیر جس سے روما نے یہاں بھی کام لیا یہ تھی کہ تمام بستیوں کے حقوق مساوی نہ تھے۔ سسلی کی طرح یونان میں بھی مختلف بستیوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ ہوا۔ جو شہر کہ ویران کر دیئے گئے اُن میں کورنتھ کے شہر کی زمین پر لعنت کی گئی اور بے چراغ رہنے دی گئی مگر اس کی دوسری اراضیات اور یوبیہ آیا اور بوا ئے شیا کی زمین سلطنت روما

[1] پالی بیس ۳۹، ۱۴-۱۶۔
[2] دیکھو فقرہ ۶۸۸۔

کی اراضیات میں شامل کرلی گئیں۔ چند شہروں مثلاً ایتھنز، اسپارٹا وغیرہ کو آزاد سلطنتوں میں شمار کیا گیا۔ اس کے چند مقبوضات بھی تھے یعنی میم نوس، امبروس، اسکائروس کے علاوہ ڈیلوس کا جزیرہ بھی اُس کے سپرد کیا گیا جس کی اہمیت کا متعاقب ذکر آئیگا۔ یونان کے دوسرے شہروں کی حالت ان کے بین بین تھی۔ حدود کے تعین اور اس امر کے تصفیے میں کہ کن مقامات کا شمار بطور علیحدہ بستیوں کے ہو اور کون بڑے شہروں کے قریے قرار دیئے جائیں، بہت کچھ وقت صرف ہوا ہوگا۔ سابقہ تعلقات کا ضروری لحاظ ہوا ہوگا اگر اسپارٹا کے بیرونی قریے جو اس سے علیحدہ ہو چکے تھے، علیحدہ ہی رہے۔ لیکن جن شہروں کے مربّی تھے یا جنھوں نے روما کی زیادہ مخالفت نہیں کی تھی، ان کے ساتھ رعایت ہوئی، مثلاً کورنتھ کی ضبط شدہ اراضی کا ایک حصہ سی کیون کو ملا۔ ممکن ہے کہ رشوت کو بھی اس میں اثر ہو گو یالی بیس کا بیان اسکے خلاف ہے۔

نظام حکومت (۸ ۷ ۵) یہ بھی ضروری تھا کہ مختلف مملکتوں کے دستوروں کی اس طور پر ترمیم ہو کہ وہ روما کے پسندیدہ نمونے پر آجائیں۔ عمومیت کا بالکلیہ انسداد کیا گیا اور حق شہریت کے لیے جائداد کی ایک شرح معین کردی گئی۔ حکام اور عدالتیں باقی رہیں مگر ان کا دارومدار اب مفلس لوگوں کی تائید پر نہ تھا۔ اس تدبیر کا یونان میں جو اثر ہوا اُسے کم تہ خیال کرنا چاہیئے۔ یونان کی دولت وثروت میں عرصے سے کمی ہو رہی تھی اور غلاموں کی تعداد بھی کم ہو رہی تھی اور غریب احرار کی تعداد بمقابلہ سابق بہت تھی۔ رومیوں کی فتح سے یہ کمی اور زیادہ ہوگئی۔ کری ٹولاس نے جن غلاموں کو مسلح کردیا تھا اُن سے سخت بدعنوانیاں ہوئیں اور اتحاد آکائی کے آخری ایام میں عوام کو بھی بداطواری کا خوب موقع ملا تھا۔ پاسانیس[۱] کا بیان ہے کہ یونان کے لیے خراج بھی مقرر ہوا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ مشرق کے تجربے سے رومی مفتوح اقوام سے خراج لینے کے عادی ہوگئے تھے اور مقدونیہ میں ۱۶۷ء سے ۱۴۸ء تک خراج وصول ہوتا تھا یعنی رومی صوبہ ہو جانے سے ایک سال قبل سے۔ اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ

---

[۱] پاسانیس، ۷، ۱۶، ۹۔ ہولم کا خیال ہے کہ اس کا اطلاق صرف ان یونانیوں پر ہو سکتا ہے جو روما سے برسر جنگ تھے مگر مجھے اتفاق نہیں۔

یونان ۱۴۶ ق م میں ایک رومی صوبہ ہوا یا نہیں۔ اس کے متعلق کوئی صاف اور صریحی بیان نہیں اور قیاس کرنے میں غلطی کا اندیشہ ہے۔ غالباً سب سے صحیح حل ہو[۱] لم کا ہے جس کی رائے ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے شہادت ناکافی ہے۔ حقیقت غالباً یہ تھی کہ یونان کی چھوٹی چھوٹی بستیوں کی برائے نام آزادی تو باقی تھی مگر ایک دوسرے سے[۲] علیٰحدہ ہونے کی وجہ سے یہ آزادی بیکار تھی اور مقدونیہ کے صوبہ دار کا یہ فرض قرار دیا گیا تھا کہ وہ ان بستیوں پر نگرانی رکھے۔ یونان اب روما کا محکوم تھا، اس میں اب کسی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں اور بے ایمان رومی حکام کو یہ موقع تھا کہ یونانیوں پر ظلم وستم کریں اور ان سے جبراً روپیہ وصول کریں۔ صوبۂ آکا ئیا کا باضابطہ قیام آگسٹس کے زمانے میں ہوا۔ فی الوقت صرف سیاسی اتحادوں کو توڑ دینے پر اکتفا کیا گیا۔ مذہبی اتحاد جو پرستش اور تہواروں کے لیئے تھے غالباً باقی رہنے دیئے گئے۔

پالی بیس۔ یونان کی تباہی۔ (۵، ۹) کمشنروں نے مختلف شہروں کے جزوی معاملات کے متعلق مختلف قواعد بنائے ہوں گے۔ ان قواعد کو سمجھانا اور جدید نظام حکومت کو سہولت سے عمل میں لانے کے لیئے پالی بیس سے کام لیا گیا۔ ۱۴۵ ق م میں ممیس اور اس کے شرکاء کے روما چلے جانے کے بعد یہ نیک نہاد شخص یونان میں رہ گیا اور نئے نظام حکومت کے اجرا کے لیے قرار واقعی کوشش کی۔ اس سچے محب وطن کے اس کارنامے سے اس کی وقعت ہمارے دل میں بڑھتی ہے۔ پاسانیس[۳] کا بیان ہے کہ ۱۲۶ ق م کے تصفیے کے کئی سال کے بعد رومیوں کے حال زار پر رحم آیا اور اتحادوں کا احیا عمل میں آیا اور حقوق تجارت بحال کیئے گئے۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اتحادوں کے درمیان یا اتحاد کے ارکان کے درمیان۔ اس سے ظاہر ہے کہ روما نے یونان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ

[۱] تاریخ یونان جلد چہارم باب ۹ وحواشی۔ ہم زیر حمایت کہہ سکتے ہیں۔

[۲] اس رائے کی تائید سسرو (De domo ۲۳، ۶۰) کی عبارت سے ہوتی ہے مقدونیہ کے صوبہ دار کا حیطۂ اقتدار اس کے باہر بھی نہایت وسیع تھا۔ زمانۂ مابعد میں الیریا اور کریٹ بھی اس کے تحت میں کر دیئے گئے۔

[۳] پاسانیس ۷، ۱۶، ۱۰۔

ناروا یا سخت تھا۔ مگر روما نے جو امن قائم کیا اس سے نہ تو یونانیوں کو فلاح و بہبود حاصل ہو سکتا تھا نہ اطمینان خاطر۔ آبادی پہلے ہی سے کم ہو رہی تھی اور اب اور کم ہونے لگی۔ یونانی قوم کے لیئے زمانہ عروج میں حقیقی سیاسی مشاغل ضروری تھے جن میں اس کی معاشی بہتری بھی ملحوظ تھی۔ زمانہ ہائے مابعد کی عظیم الشان سیاسی تحریکوں میں قدیم ہیلاس (یونان) کے یونانیوں کو کوئی دخل نہیں۔ دماغی اور علمی کارناموں میں جو فوقیت دوسرے ممالک کے یونانیوں یا نیم یونانیوں کو حاصل تھی۔ یونان کی سرزمین میں جنگیں ہوئیں مگر وہ روما کی جنگیں تھیں۔ ایتھنز کے مدارس فلسفہ قائم تھے مگر یونانی تخیل کی شگفتگی اور اصلیت جاتی رہی۔ ایتھنز کے شہریوں کا کام صرف بکواس تھا اور اُن کا فرض صرف یہ رہ گیا تھا کہ ذی اثر رومیوں کی جو وہاں آئیں خوشامد کریں اور مسافروں اور طلبا کی ضروریات پوری کریں۔ فی الجملہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مقامی سیاسیات کی بے لطفی نے اس ذہین قوم کی ہمتوں کو پست کر دیا۔ دیہاتی جن کی تعداد پہاڑی ملکوں میں زیادہ نہیں ہوتی جانوروں کی طرح قوت بسری میں مصروف ہو گئے اور شہری مادیت اور بد اعمالی کی وجہ سے روز بروز رو بہ انحطاط ہوتے گئے۔ افسوس ہے کہ جس قوم نے اپنے کمالات عقلی سے تمام عالم کو منور کر دیا تھا، اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی اور ہمیشہ کے لیئے بے حس و حرکت ہو گئی ہ[1]

ڈیلوس۔ پرگامم

(۵۸۰) جزیروں میں، اور بحیرۂ یونان کے مشرقی سواحل پر روما کی حکومت پر کوئی معترض نہ تھا اور تجارت کا بازار حسب سابق گرم تھا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ حکومت مقدونیہ کے زوال کے بعد روڈز اور پرگامم کو کیا سزا دی گئی۔ یہ دونوں سلطنتیں اب تک باقی تھیں مگر ضعف کے آثار ہویدا تھے۔ روڈز کی آزادیٔ عمل اب بھی باقی تھی کیونکہ ۵۳ء میں اُس نے کریٹیوں سے جنگ کی تھی۔ لیکن ایشیائے کوچک کے ساحل پر اُس کے جو مقبوضات تھے اُن سے محروم کر دیئے جانے کی وجہ سے اُسکے محاصل بہت گھٹ گئے تھے اور ڈیلوس کی ترقی نے اس کی فلاح و بہبود کو اور نقصان پہنچایا تھا۔ ڈیلوس[2] بظاہر ایتھنز کا متوسل تھا مگر درحقیقت

[1] مہافی کی عالم یونانی کا عہد سیمس میں اسکا تفصیل کیساتھ ذکر ہے اور میں نے فرانسیسی مصنفوں سے بعض تفصیلی امور کے متعلق استفادہ کیا ہے۔

روما کا اثر غالب تھا۔ ایک بحری جائے پناہ ہونے کی وجہ سے لوگ اکثر وہاں آیا جایا کرتے تھے اور "اتحاد جزائری" کا مرکز بھی تھا۔ بحری تجارت کی حفاظت کے لیے قائم تھی لیکن بحری قزاقی کا کام زیادہ تر روڈز کا تھا۔ اولوالعزم اطالوی تاجر جو سلطنت روما کی وسعت کے ساتھ ساتھ ہر جگہ پہنچ جاتے تھے یا پہلے ہی سے موجود رہتے تھے، سیاسی تغیرات سے نفع اٹھانے کے عادی تھے۔ یہ لوگ ڈیلوس سے بھی خوب واقف ہوں گے۔ یہ لوگ روما کی حکمت عملی پر بھی وقتاً فوقتاً اثر ڈال سکتے تھے کیونکہ ان کا تعلق بحیثیت کارپردازوں یا شریکوں کے روما کے سرمایہ داروں کی جماعت سے تھا جس کا اثر روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ سینیٹ نے ڈیلوس کو اپنے کسی صوبے میں شامل نہیں کیا بلکہ ایتھنز کے تحت کر دیا جو اس کا دست نگر تھا اور اس کو اس بندرگاہ کی تجارت پر محاصل عائد کرنے کی ممانعت کر دی۔ یہ ممانعت غالباً رومی ساہوکاروں کے دباؤ سے ہوئی ہوگی۔ جزیرہ بحیرۂ یونان کے وسط میں تھا۔ اپنے جغرافیائی موقع کی وجہ سے تجارتی مرکز بن سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا شمار دنیا کی بڑی تجارتی منڈیوں میں ہونے لگا۔ مشرق اور مغرب کے تاجر بتعداد کثیر اس کے ساہوکارے میں کاروبار کرتے تھے اور کتبات سے جو حال میں وہاں نکلے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان تاجروں نے اپنے مشترک اغراض کو حاصل کرنے کے لیے اتحاد یا مشارکتیں بنائی تھیں۔ بحیرۂ اسود کی تجارت سے اس بندرگاہ کو بہت کچھ تعلق تھا اور تجارت زیادہ تر غلاموں کی تھی۔ ڈیلوس کی وجہ صرف یہی نہ تھی کہ روڈز روبہ انحطاط تھا۔ کورنتھ کی تباہی سے بھی اس کی تجارت کو فروغ ہوا ہو اور ممکن ہے کہ کورنتھ کو رومی حکومت نے سرمایہ داروں کے اغوا سے تباہ کیا ہو۔ لیکن اس نئے بندرگاہ کو فی الحقیقت فروغ اس وقت ہوا جبکہ پرگامم کی سلطنت صوبۂ ایشیا ہو گئی اور بے ایمان حکام، سودخوار ساہوکاروں اور حریص تاجروں کے جھنڈ کے جھنڈ اس تباہ حال ملک کو لوٹنے کے لیے آنے لگے۔ اس زمانے میں اس درمیانی مقام کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ زمانۂ مابعد میں اس پر جو مصائب نازل ہوئیں ان کا ذکر آگے آئیگا۔

پرگامم

(۱۸۵) پرگامم میں یومی نیس دوم اپنے انتقال دسنہ ۱۵۹ ق م تک

برسرِ حکومت رہنے دیا گیا۔ ۱۶۷ ق م میں وہ اس امید میں اطالیہ گیا کہ بذاتِ خود سینیٹ میں اپنی صفائی پیش کرے اور الزامات سے براءت یا معافی حاصل کرے مگر سینیٹ نے اس کی ایک نہ سنی اور اُسے برنڈوسیم ہی سے واپس کردیا۔ اس کا بیٹا تھا مگر اُس کا جانشین اُس کا بھائی **اٹالس** دوم ہوا جس نے ۱۳۸ ق م تک اطمینان کے ساتھ حکومت کی کیونکہ رومی اس سے خوش تھے اور اُس نے اپنی ماتحت حیثیت کو خوب سمجھ لیا تھا اور اسے بہت فراست سے نباہا۔ اس کی ایک امدادی فوج اکائی جنگ میں شریک تھی اور جب **کورنتھ** کا مالِ غنیمت روما روانہ ہو رہا تھا تو کم قیمت چیزیں **ممیس** نے **اٹالس** کے سپہ سالار کو دے دیں۔ **پاسانیس** کا بیان ہے کہ اس کے زمانے میں بھی کورنتھ کی یہ چیزیں پرگامم میں نظر آتی تھیں۔ اس کے انتقال کے بعد اُس کا بھتیجا **اٹالس** سوم تخت نشین ہوا اور ۱۳۳ ق م تک حکومت کرتا رہا جبکہ اُس نے انتقال کیا۔ انتقال سے قبل اُس نے بذریعۂ وصیت نامہ اپنی سلطنت اہلِ روما کو ایک "آزاد زیرِ حمایت مملکت" کی حیثیت سے ہبہ کردیا۔ مگر ہمیں شبہہ ہوتا ہے کہ یہ وصیت رومی سفیروں یا ساہوکاروں کے اثر سے عمل میں آئی ہوگی جو ڈیلوس میں کاروبار کرتے تھے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ رومی اس سلطنت کا کسی ایسے بادشاہ کے تحت میں ہونا پسند نہ کرتے ہوں گے جس پر انھیں اعتماد نہ ہو کہ وہ اُن کے مفاد کا لحاظ رکھیگا۔ **اٹالس** دوم بالخصوص اُن کی اغراض کے لیے نہایت مفید تھا۔ **کپاڈوشیا** کے بادشاہ کی جسے رومیوں نے نامزد کیا تھا اُس نے تائید کی، **بتھی نیا** میں ایسی تحریکوں کو روکا جن سے آئندہ چل کر دقت ہوتی۔ اور اسی کی مدد سے **نیکومیڈیس** دوم (۱۴۹ تا ۹۵ ق م) نے اپنے باپ **پروسیاس** دوم (۱۸۰ تا ۱۴۹ ق م) کو تخت سے اُتار کر قتل کردیا۔ روما کی خواہش کے مطابق اُس نے شام کی جانشینی کے معاملات میں دخل دیا۔ مگر اٹالس سوم بالکل پست ہمت تھا، اس لیے رومیوں نے یہی مناسب خیال کیا ہوگا کہ پرگامم کے دولتمند ملک کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیں بجائے اس کے کہ اس ملک کو کسی ایسے دعویدار کے سپرد کریں جس کے حقوق مشتبہ تھے اور جس کے تخت نشین ہونے سے جانشینی کی جنگ شروع ہو جاتی۔

(۵۸۲) اب ہم **ایشیا** کی کم درجے کی سلطنتوں پر ایک سرسری نظر ڈالیں گے۔ بتھی نیا، پونٹس

روما بیتھی نیا کی طرف سے غافل نہ ہو سکتا تھا۔ اس ملک کے لوگ یا کم از کم اُس کی حکمراں جماعت تھریسی نسل کی تھی۔ یہ ایک زبردست قوم تھی گو زیادہ متمدن نہ تھی اور اُس کی دولت یونانی اور نیم یونانی شہروں کی ترقی سے بڑھتی جاتی تھی جن کی اس ملک کے ہوشیار اور اولوالعزم بادشاہ سرپرستی کرتے تھے۔ ملک مذکور بحیرۂ اسود کی تجارت کی راہوں پر تھا اور اس کے باشندے خود بھی سمندر سے ناآشنا نہ تھے۔ لیکن بیتھی نیا کے بادشاہوں اور اُن کے ہمسایوں کے درمیان اکثر نزاعوں کا سلسلہ جاری رہتا اس لیے اس سلطنت کا شمار اعلےٰ درجے کی سلطنتوں میں کبھی نہ ہوا۔ پونٹس کی سلطنت متھرا ڈائیٹس سوم (سنہ ۱۶۹ تا سنہ ۱۲۱) کے تحت میں برابر ترقی کر رہی تھی جو روما سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔ یہ بھی روما کی ایک پرانی چال تھی کہ جن حلیفوں یا دشمنوں کی تاک میں ہوتا تو اُن کے عقب میں جو سلطنتیں تھیں اُن سے اتحاد پیدا کر لیتا۔ اس عہد میں کیپاڈوشیا کا بادشاہ آریارتھیس چہارم (سنہ ۱۶۳ تا سنہ ۱۴۰) تھا۔ یہ بھی روما کا دوست تھا اور روما کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک جنگ میں کام آیا۔ اُس ملک کی مشکلات کی یہ وجہ تھی کہ وہ شام کی جنگ جانشینی میں پھنس گیا تھا اور کچھ روز تک آریارتھیس اپنی سلطنت کا ایک نصف کھو بیٹھا۔ ان چاروں سلطنتوں میں یونانی تمدن پھیلتا جاتا تھا۔ پرگامم یونانی تمدن کے زبردست مرکزوں میں سے تھا خاندان اٹالی کی سرپرستی میں وہاں فنون لطیفہ اور خصوصاً بت تراشی اور ایک حد تک ادبیات کو فروغ ہوا اور اندرون ملک کے دولتمند شہروں میں بھی یونانی تمدن کا اتنا ہی زور تھا جتنا کہ ساحل کے قدیم یونانی شہروں میں۔ بیتھی نیا میں ساحلی شہروں کے علاوہ اندرون ملک میں نیکا آیا اور نیکومیڈیا کے شاہی شہر تھے جس کو زمانہ مابعد میں شہرت حاصل ہوئی مگر اس ملک میں یونانی تمدن کو فروغ ذرا دیر میں ہوا۔ پونٹس کے بادشاہوں نے ساحل کے یونانی شہروں کو فتح کر لیا مگر یہ خود یونانیت کے دلدادہ تھے۔ ان کی بحری اور بری فوج ہوشیار یونانیوں کی نگرانی میں تھی اور مغرب کی طرف بڑھنے کے بعد سی نوپی ان کا دارالسلطنت ہو گیا۔ کیپاڈوشیا میں بھی آریارتھیس کو یونانیت کی ترویج میں کامیابی ہوئی۔ گلاتی بھی اپنے اردگرد کی تحریکوں سے متاثر ہوئے لیکن ان کی قوت رو بہ انحطاط تھی کیونکہ اوّلاً ان کا نظام قبائلی اب بھی باقی تھا جو

سیاسی کمزوری کا باعث تھا اور ثانیاً روما کے روز افزوں اثر سے لڑائیاں کم ہوتی جاتی تھیں اور اجیر سپاہیوں کی مانگ کم ہوتی جاتی تھی اس لیئے یہ سپاہی منش قوم زراعت کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ لڑائیاں اس نواح میں ہوئی تھیں مگر روما کو ان سے سروکار نہ تھا اس لیئے ان کو بیان کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

(۵۸۳) روما اور شام کے تعلقات خاص قسم کے تھے اور ان کی بنا اس معاہدے پر تھی جو سنہ ۱۸۹ میں انٹیوکس سوم سے ہوا تھا جس سے روما کو حسب ضرورت سفارتی کارروائیوں کے عمل میں لانے کا موقع ملتا لیکن معاہدے کی شرطوں کے علاوہ سلوقی بادشاہوں کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لیئے احتیاطاً ایک اور کارروائی بھی کی۔ یعنی اس خاندان کے ایک شاہزادے کو ہمیشہ روما میں رہنے پر مجبور کیا۔ انٹیوکس (سنہ ۱۷۵ تا سنہ ۱۶۵) اپنے زمانے میں بطور کفیل روما میں موجود تھا۔ اُس کے باپ کے انتقال (سنہ ۱۸۷) کے بعد اسکا چھوٹا بھائی سلوقس چہارم بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۷۵ تک حکومت کرتا رہا۔ اپنے انتقال سے کچھ قبل اُس نے اپنے بیٹے ڈی میٹ ریس کو روما بھیج دیا اور انٹیوکس کو شام جانے کی اجازت دی گئی۔ انٹیوکس نے دس سال تک حکومت کی اُس کی عجیب وغریب حرکتوں کا ہم ذکر کر چکے ہیں اُس کے انتقال کی خبر جب روما پہنچی تو ڈی میٹ ریس نے جانے کی اجازت چاہی تاکہ اپنے باپ اور چچا کے تخت کا دعوٰے کر سکے۔ مگر سینیٹ نے انٹیوکس چہارم کے خرد سال بچے کو انٹیوکس پنجم کے نام سے بادشاہ تسلیم کر لیا جس نے سنہ ۱۶۴ سے سنہ ۱۶۲ تک برائے نام حکومت کی مگر اس چال سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت اس ملک کا اصلی حاکم وزیر لی سیاس تھا۔ اُس نے فوج کی تعداد بڑھانی شروع کر دی یہاں تک کہ وہ اس تعداد سے بڑھ گئی جو سنہ ۱۸۹ کے معاہدے سے مقرر ہوئی تھی۔ سینیٹ نے فوراً اپنے کمشنر روانہ کر دیئے کہ جہاز اور ہاتھی تلف کر دیئے جائیں اور روما کی سیادت کے قائم رہنے کے لیئے مناسب انتظام کیئے جائیں۔ کیاپاڈوشیا کے وفادار بادشاہ نے صورت حال سے ان کمشنروں کو آگاہ کر دیا اور سپاہیوں کا ایک بدرقہ اُن کے ساتھ کرنا چاہا مگر ان مغرور رومیوں نے اُس کی ایک نہ سنی اور اپنی قوت کے زعم میں شام چلے گئے۔ مگر شام میں

شام

ابتری پھیلی ہوئی اور لی سیاس اور اُس کے رفقا اُسے اقتدار سے دست کش ہونے پر رضامند نہ تھے۔ کمشنروں نے جب اپنا کام شروع کیا تو بلوہ ہو گیا اور ان میں سے ایک مارا گیا۔ خردسال بادشاہ اور اُس کے دوستوں کی طرف سے ایک سفارت روما گئی تاکہ اس جرم کے متعلق اُن کی طرف سے صفائی پیش کرے۔ مگر سینیٹ نے مطلق شنوائی نہ کی۔ عین اس موقع پر (سنہ ۱۶۲) روما میں جو شامی شاہزادہ بطور کفیل تھا پالی بیس[۱] اور چند اور دوستوں کی مدد سے بھاگ گیا اور شام پہنچا جہاں اسکا خیر مقدم ہوا۔ اس نے خردسال بادشاہ کو قتل کر کے سنہ ۱۵۰ تک ڈی میٹ رئیس سوٹر کے نام سے حکومت کی۔ تخت نشین ہونے کے بعد اُس نے ایک قیمتی تحفہ روما بھیجا اور اُن کے سفیر کے قاتل کو بھی بھیج دیا۔ سینیٹ نے تحفہ تو قبول کر لیا مگر مجرم کو واپس کر دیا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ یہ معاملہ رفع دفع نہ ہو بلکہ کسی مناسب موقع پر پھر مداخلت کر سکیں۔ ڈی میٹ رئیس نے بے سوچے سمجھے کپاڈوشیا کے معاملات میں دست اندازی شروع کر دی۔ روما کو یہ ناگوار ہوا اور اُس نے کئی دشمن اس کے مقابلے پر کھڑے کر دیے۔ ایک شخص مسمی بالاس نے خروج کیا اور سکندر کا نام اختیار کر کے انٹیوکس چہارم کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا۔ پرگامم، مصر اور کپاڈوشیا کے بادشاہوں کی مدد سے اُس نے ڈی میٹ رئیس کو ہزیمت دیکر اُسے تخت سے اُتار دیا اور خود سنہ ۱۵۰ سے سنہ ۱۴۵ تک حکومت کی۔ مگر اس شخص میں مادۂ حکمرانی نہ تھا اور اُسے ڈی میٹ رئیس اول کے بیٹے ڈی میٹ رئیس نے نکال دیا جس پر اب شاہ مصر کی نظر عنایت تھی۔ ڈی میٹ رئیس دوم کی زندگی میں عجیب نشیب و فراز تھے۔ سنہ ۱۴۵ سے سنہ ۱۳۹ تک وہ برائے نام بادشاہ تھا۔ سنہ ۱۴۵ یا سنہ ۱۴۴ میں ایک قسمت آزما شخص مسمی ڈاوڈوٹس نے بالاس کے ایک بیٹے کو تخت نشین کرا دیا مگر سنہ ۱۴۲ میں شاہ ٹری نون کے نام سے خود بادشاہ بن بیٹھا اور سنہ ۱۳۷ تک حکومت کی جبکہ ڈی میٹ رئیس اول کے بیٹے انٹیوکس نے اُسے تخت سے اُتار دیا اور خود سنہ ۱۳۷ سے سنہ ۱۲۹ تک انٹیوکس ہفتم سائی ڈی ٹیس کے لقب سے حکومت

[۱] پالی بیس ۳۱، ۱۹-۲۳-

کرتا رہا۔ اُسے پارتھیا کی جنگ میں ہزیمت ہوئی جس کی وجہ سے اُس نے خودکشی کرلی۔ ڈی میٹ ریس دوم جو دس سال تک پارتھیا میں قید تھا واپس آیا اور ۱۲٦ ق م تک حکومت کرتا رہا۔

پارتھیا

(۵۸۴) شام کے واقعات کی تاریخیں ہم نے مختصر طور سے بتادی ہیں گو ان کے متعلق ہمارے ماخذ میں اختلاف ہے مگر سال دو سال کے اختلاف سے کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ اصل امر قابل لحاظ یہ ہے کہ شام جس کا ذکر اب ہم کر رہے ہیں شاہان سلوقی کی عظیم الشان سلطنت کا محض باقی ماندہ جزو تھا۔ انٹیوکس سوم کو جب سیپک نے شیا میں شکست ہوئی تو آرمینیا اُس کے قبضے سے نکل گیا۔ انٹیوکس چہارم نے پھر اس ملک پر قبضہ کرلیا تھا مگر یہ قبضہ محض برائے نام تھا۔ کوہ ٹارس کے مغرب کے علاقے روما نے چھین لیے تھے مشرق میں بڑے بڑے علاقے نکل چکے تھے۔ سکندر کا صوبۂ پنجاب ایک ہندوستانی سلطنت میں شامل ہو چکا تھا۔ باختر ایک سو سال تک آزاد رئیسوں کے تحت میں ۲۵۵ ق م سے ۱۵۰ ق م تک تھا جن کے نام کم از کم یونانی تھے اور اس کے بعد پارتھیا کے قبضے میں آگیا۔ پارتھیوں کی حکومت جسے آرساکیس نے ۲۵۰ ق م میں قائم کی تھی سلوقیوں کے پہلو میں ایک خار کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس عہد میں خاندان آرساکی کا بادشاہ مہرداتیس اول تھا۔ جس نے نہ صرف باختر بلکہ میدیہ، پرسس، سوسیانا اور بابل کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اس نے ۱۷۱ ق م سے ۱۳٦ ق م تک حکومت کی اور اس کے بیٹے فراٹیس نے ۱۳٦ ق م سے ۱۲۷ ق م تک۔ پارتھیا کی قوت مشرق کے سیاسی تعلقات کو ڈانواڈول کر رہی تھی۔ سلوقی سلطنت کی حالت پہلے ہی سے ایسی تھی کہ اُسے استقلال نصیب نہ ہو سکتا تھا اور زمانہ بھی اُس کے خلاف تھا گو اُس کے بادشاہ شام اور اضلاع ملحقہ پر حکومت کرتے تھے اور اس کے بعد بھی عرصے تک حقیقی بادشاہ خیال کیے جاتے تھے۔ ان کی قوت کی بنیاد ان نیم یونانی شہروں پر تھی جو انھوں نے قائم کیے تھے یا جن کے وہ مربی تھے۔ ان شہروں کے ساتھ خاص مراعات تھیں اور ان کی وجہ سے یونانیت کی ترویج میں بہت کچھ مدد ملی۔ اس خاندان کے بادشاہوں نے یونانیت کی ترویج کو اپنا فرض قرار دے لیا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے

تمدن میں یکسانی پیدا ہوئی تھی اور اُن کی سلطنت کی اقوام کے باہمی اختلافات مٹتے جاتے تھے۔ اس طرز عمل کے ضمن میں نشیبی **شام**، **فنیقیا** اور **فلسطین** کا ذکر بھی آئیگا۔

یہودیہ (۵۸۵) ان اضلاع کے متعلق **شام** اور **مصر** کے درمیان عرصے سے نزاع چلی آتی تھی۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ **انٹیوکس** چہارم نے ان پر قبضہ کر لیا تھا اور پھر رومیوں نے **مصر** سے اُسے خارج کر دیا۔ **متقابیوں** کی بغاوت کا بھی ہم ذکر کر چکے ہیں جو اس بادشاہ کی مجنونانہ حرکت اور یہودیوں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی۔ **سلوقی** سلطنت کی مالی حالت ابتر ہوتی جاتی تھی جس کی وجہ سے محاصل بڑھتے گئے۔ یہودیوں کو اُس کی بھی شکایت تھی اور اُن کی بغاوت رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی۔ اس عہد کے نشیب و فراز سے ہمیں صرف اسقدر سروکار ہے کہ شاہان **شام** کے مصائب سے یہودیوں نے نفع اُٹھایا۔ اور **شام** کی تخت نشینی کے جھگڑوں سے **یروشلم** کے مذہبی پیشوا کو تقویت ہوتی گئی۔ اس طرز عمل کا ثبوت **بالاس** کے واقعے سے ہوتا ہے۔ جب اُس نے ۱۵۲ء میں سلطنت کا دعوےٰ کیا تو یہودیوں نے اُس کا ساتھ دیا یعنی **بطلیموس فیلومیٹر** کی معاونت کی اور اس کو شاہ **شام** سے لڑا دیا۔ **بالاس** اور **ڈی میٹ ریس** دوم کے درمیان جب جنگ ہوئی تو یہودیوں نے پھر **بالاس** کا ساتھ دیا مگر **بطلیموس** نے رخ بدل دیا اور **ڈی میٹ ریس** کو کامیابی ہوئی۔ قریب تھا کہ یہودیوں کو سخت سزا ملے مگر انکے مذہبی پیشوا نے اس چالاکی سے نامہ و پیام کئے اور نئے بادشاہ کی مالی مشکلات سے نفع اُٹھایا یعنی یکمشت رقم کے ادا کرنے سے یہودیوں کا خراج ہمیشہ کے لیے معاف ہو گیا۔ یہ معاملہ نہایت مفید تھا کیونکہ خراج سے جو ماتحتی کی علامت ہے یہودی ہمیشہ کے لیے بچ گئے۔ یہودیوں کی آزادی میں اب کوئی کلام نہ تھا اور ۱۴۱ء میں جب قلعۂ شہر کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے تو یروشلم بالکل آزاد ہو گیا۔ **انٹیوکس** ہفتم نے اُسے پھر فتح کر لیا مگر یہ فتح محض عارضی اور ۱۲۹ء میں اُس کے انتقال کے بعد سے یہودیوں کی آزادی رومیوں کے ورود اور پامپی کے تصفیۂ معاملات شرقی تک قائم رہی۔

یونانیت مشرق میں (۵۸۶) یہودیہ میں ایک چھوٹی سی مگر ضدی قوم نے جبراً یونانیت کی ترویج کی کوشش کی گئی تھی اور اسمیں ناکامی ہوئی کیونکہ مذہب مقابلے پر آگیا مگر یونانی اثرات اس

ملک میں بھی پھیلتے جاتے تھے۔ قدیم فنیقی شہر بھی اس اثر سے بچ نہ سکے۔ ان کی سابقہ شان و شوکت تو باقی نہ تھی مگر اپنے تنگ ساحل پر اُن کی تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔ یونانی اب بحیرۂ یونان کے مشرقی ممالک کی تجارتی زبان ہوگئی تھی اور فنیقیوں کو اُن کے اُن ہمسایوں نے دبا لیا تھا جنھوں نے یونانی تمدن اختیار کر لیا تھا۔ ان کے عقب میں شام کے شہر تھے اور شمال میں سلی سیا کے میدان کے شہر تھے جو یونانیت کے مرکز تھے اور جن پر شاہان انطاکیہ کی نظر عنایت تھی۔ اس نواح میں یونانیت کا اثر برابر پھیلتا جاتا تھا یعنی نہ صرف یونانی زبان کا رواج بڑھتا جاتا تھا بلکہ دماغی اور تمدنی اثرات بھی پھیل رہے تھے اور اس دوعلی یونانیت کا اصول یہ تھا کہ " یونانی وہ ہے جس کا تمدن یونانی ہو "۔ مگر برخلاف اس کے مصر میں یونانیت رُوبہ زوال تھی۔[1] اس ملک کے دیسی باشندے کبھی اس سے متاثر نہیں ہوئے اور اس کا واحد مرکز شہر سکندریہ تھا۔ اس شہر میں ہر قوم کے لوگ آباد تھے جن میں بہت سے دیسی مصری تھے اور یہودیوں کی بھی ایک تعداد کثیر تھی۔ اجیر سپاہی بھی سب یونانی نہ تھے۔ ان کی موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بطلیموسیوں کی یونانی اور مقدونی حکومت محض مصنوعی تھی۔ یونانی اثرات مشہور (مدرسہ) کی حد تک محدود تھے اور اندرون ملک پر اُن کا کوئی اثر نہ تھا جہاں اثر غالب پجاریوں کا تھا جو باوجود ایرانی اور مقدونی فتوحات کے اہل مصر کو اپنے قابو میں رکھے ہوئے تھے۔ بطلیموسی اس راز کو پہچان گئے تھے اس لئے انھوں نے اس طاقتور جماعت کو رام کرنے کی کوشش کی۔ فی الجملہ اس عہد میں سکندریہ میں بھی مصری اثر زور پکڑتا جاتا تھا۔

(۵۸۶) اس عہد میں مصر کے معاملات کو ذہن نشین کرنا ذرا دشوار ہے لاگد خاندان کے اقبال کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور پولی بیس اور انٹیوکس چہارم کے معاملے سے ظاہر ہے کہ اس حکومت کا بقا رومیوں کی مرضی پر تھا۔ روما کی یہ خواہش تھی کہ ایران میں پھر کوئی زبردست قوت قائم نہ ہو۔ ایک ضعیف سلطنت کو اُس کے دشمنوں سے بچانا اور پھر اُس کی ترقی کو روکنا در اصل ایک ہی طرز عمل کے

مصر اور خاندان لاگد۔

[1] مہانی بطلیموسیوں کی سلطنت۔

دو اجزا ہیں۔ اس خاندان کے دو بھائیوں کی باہمی نزاعوں کو طے کرنے میں رومیوں کو موقع ملا کہ اپنے مفاد کے لحاظ سے اپنی سیادت کا اقرار کرائیں۔ سنہ ۲۰۴ میں بطلیموس چہارم (ایپی فانیس) نے انتقال کیا اور اُس کا بڑا بیٹا بطلیموس ششم بھی چند روز کے بعد مرگیا۔ دو بیٹے اور تھے جن میں سے بڑا سنہ ۱۸۱ یا ۱۸۰ میں خردسالی میں بطلیموس ہفتم (فیلو میٹر کے لقب سے بادشاہ ہوا اور ولی اُس کی ماں کلیوپیٹرا اول تھی۔ ۱۴ سال کی عمر میں سن بلوغ کو پہنچ کر وہ سنہ ۱۷۳ میں فی الحقیقت بادشاہ ہوا۔ مگر سنہ ۱۷۳ میں اُس کی ماں نے انتقال کیا اور اُس کے مصائب شروع ہوئے۔ نشیبی شام کے قبضے کے متعلق انٹیوکس سے جنگ ہوئی جس میں شکست کھانے کی وجہ سے وہ مصر میں کمزور پڑگیا۔ اُس کے چھوٹے بھائی نے شامی حملے کو دفع کرنے میں نام حاصل کیا اور سنہ ۱۷۰ سے سنہ ۱۶۳ تک بطلیموس نہم یا ہشتم کے لقب سے حکومت میں اُس کا شریک تھا۔ یہ شخص فکسن کے لہ نام سے مشہور تھا۔ سنہ ۱۶۳ میں دونوں بھائیوں میں جھگڑا ہوا اور فکسن نے اپنے نرم مزاج بھائی کو ملک سے نکال دیا۔ فیلو میٹر روما گیا اور سینیٹ کو اپنی بحالی کا حکم صادر کرنے پر آمادہ کیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے سیرینا کا دور افتادہ صوبہ فکسن کو بطور ایک علیحدہ سلطنت کے دے دیا۔ اسکے بعد فکسن نے جزیرہ قبرس کا بھی مطالبہ کیا۔ فیلو میٹر اس پر معترض ہوا اور ایک رومی کمیشن نے اسی کے حق میں فیصلہ کیا۔ لیکن روما کا نفع اس میں تھا کہ یہ جزیرہ فکسن کو دیا جائے اس لیے کمشنر بھیجے گئے کہ یہ جزیرہ فکسن کو دلادیں۔ مگر یہ سلطنت اُس نے اپنی وحشیانہ حرکتوں سے کھو دی مگر روما نے اُسے پھر دخل دیکر بحال کرادیا۔ ایک مرتبہ وہ فیلو میٹر کے قبضے میں آگیا تھا مگر اُس نے فکسن کی جاں بخشی کی۔ سنہ ۱۴۶ میں فیلو میٹر شام کی جنگ میں کام آیا اور فکسن خاندان کا آخری

لہ یہ وہ نامعقول بدمعاش ہے جسے اہل اسکندریہ نے اُس کے اصلی لقب (محسن) کو بگاڑ کر (بدکردار) کا لقب دیا تھا۔ وسط عمر میں وہ حد سے زیادہ موٹا ہو گیا اور اب فکسن (بڑا پیٹ والا) کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے عجیب و غریب حالات کے متعلق دیکھو مہافی، سلطنت بطلیموسی۔

پوری سلطنت کا شائستہ تک مالک بنا رہا۔ اس کے ناگفتہ بہ مظالم اور قتلِ عام کا زیادہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جس کے ذریعے سے وہ امن و امان قائم رکھتا تھا۔ صرف دو امور قابلِ لحاظ ہیں۔ اولاً اُس نے اسکندریہ کی آبادی کے یونانی عنصر کو بہت کم کر دیا اور ثانیاً باوجود ان بے عنوانیوں کے روما کی نظرِ عنایت اُس پر آخر وقت تک رہی۔ اس بدکردار شخص کے ساتھ روما نے جو سلوک کیا اُس کے مقابلے میں روما کی تاریخ کا کوئی دوسرا واقعہ ایسا نہیں کہ جس سے سینیٹ کے طرزِ عمل کے اصول پر زیادہ روشنی پڑ سکے۔ روما نے مشرق اور یونان میں جو طرزِ عمل اختیار کیا تھا، اُس کے اصول ایسے نہ تھے جو ایک عظیم الشان قوم کے لیے مایۂ ناز ہو سکتے جو عالم تمدن کے مسلّم پیشوا بلکہ اگر وہ چاہتے حاکم تھے۔ اقوام کے باہمی تعلقات میں جبر سے کام لینا افسوسناک ہے مگر اس سے بدتر یہ طرزِ عمل ہے کہ ماتحت اقوام کو ان میں نفاق پیدا کر کے اپنے قابو میں رکھا جائے۔ فتح سے احتراز کرنا صرف اس صورت میں قابلِ تحسین ہو سکتا ہے جبکہ وجہ احتراز فی نفسہٖ اچھی ہو اور زبردست سلطنت کمزور سلطنت کے مفاد کا خیال اسی قدر رکھے جتنا کہ اپنے مفاد کا۔ مگر جب عارضی مشکلوں سے بچنے کے لیے عیارانہ سفارتی کارروائیاں کی جائیں اور ذمہ داری سے پہلو تہی کی جائے تو اُس کے نتائج ہر فریق کے لیے اندوہناک ہوں گے۔

(۵۸۸) اب ہم افریقہ کے واقعات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ افریقہ کا اطلاق زمانۂ قدیم میں موجودہ براعظم کے شمالی ساحلی اضلاع کے وسطی حصے پر علیحدہ ہوتا تھا جو قرطاجنہ کے عروج کے زمانے میں اُس کے زیر اثر یا زیر حکومت تھا۔ اس کا اصلی ملک سسلی کے جنوب و مغرب میں ایک خطہ تھا جس کا رقبہ مشرق سے مغرب تک دو سو میل تھا اور شمال سے جنوب تک تین سو میل تھا۔ اس کے علاوہ مشرق کے ساحل کا وہ ٹکڑا بھی اُس کے قبضے میں تھا جو سرٹس کبیر اور سرٹس خورد نامی کھاڑیوں کے درمیان ہے۔ مگر اب اس کی بحری فوج باقی نہ تھی اور ساحل پر اسکا اثر زائل ہوتا جاتا تھا۔ نیومیڈیا کا بادشاہ ماسی نسا بھی اس کی مشکلوں سے نفع اُٹھا رہا تھا۔ دوسری فینیقی جنگ میں اپنی خدمات کے صلے میں اُسے مشرقی ماریطانیا ملا تھا اور قرطاجنہ کو نقصان پہنچا کر وہ اپنی سلطنت کی توسیع کی کوشش میں تھا۔ ماسی نسا اور قرطاجنہ

اس کے زیر علم جری سپاہیوں کی ایک تعداد کثیر تھی اس لیئے وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ قرطاجنہ کے مشرقی صوبے کے عقب میں پہنچ گیا۔ ان شہروں میں سے بعض پر اُس نے قبضہ کرلیا اور بعض اُس کے زیر اثر ہوگئے کیونکہ اندرون ملک کی طرف جو راستے گئے تھے سب اُس کے دست رس میں تھے۔ اس کا اثر قرطاجنہ کے محاصل پر پڑا اگر قرطاجنہ نہ تو خود اپنی حفاظت کرسکتا تھا اور نہ روما کو اپنے نقصان کی تلافی پر آمادہ کرسکتا تھا۔ روما کے ریا کار کمشنر آئے اور گئے مگر اس دکھاوے کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ مگر باوجود ان دقتوں کے قرطاجنہ کے سوداگر خوب نفع کمار ہے تھے اور اصل ملک کی زراعت بھی فروغ پر تھی اس لیئے جب ۱۵۷ق م[۱] میں قرطاجنہ اور ماسی نسا کی نزاعوں کے تصفیے کے لیئے پھر کمیشن آیا تو دولت کی ان نشانیوں کو دیکھ کر رومی سفیروں کو تعجب بلکہ ہراس ہوا اور اُن کے دل میں یہ سوال پیدا ہونے لگے کہ[۲] "روما کی تکلیفوں اور ایثار کا یہی نتیجہ ہے؟ کیا اس رقیب کو دو مرتبہ ذلیل وخوار کرنے کے بعد اُس کی حالت اس قدر قابل رشک ہے؟ گودیوں میں شہتیر کے ذخیرے کیوں جمع ہیں؟ کیا سمندروں پر تفوق حاصل کرنے کے لیئے روما کو پھر بڑی بڑی فوجیں اور بیڑے جمع کرنے ہوں گے۔ جو فوج بظاہر ماسی نسا کے مقابلے کے لیئے تیار کی گئی ہے کیا اس سے روما کے خلاف کام نہیں لیا جا سکتا؟"

(۵۸۹) اس کمیشن کے ارکان اگر معمولی قسم کے آدمی ہوتے تو نتیجہ کچھ اور ہوتا مگر ان میں سے ایک پیرانہ سال کیٹو تھا جس کی موجودگی قرطاجنہ کیلیئے شگون بد تھی۔ جب وہ روما سے گیا تو اُس کے خیالات، قرطاجنہ کی طرف سے اچھے نہ تھے اور جب واپس آیا تو اُس کی قطعی رائے تھی کہ یہ سلطنت تباہ کردی جائے۔ کمیشن نے جب اپنی کیفیت سینیٹ میں پیش کی تو کیٹو نے جنگ کا فوراً اعلان کرنے کی تحریک کی۔ پب کارنی لیس سی پیو ناسی کا نے اس تحریک کی مخالفت کی۔ یہ شخص روما کے سر برآوردہ افراد میں سے تھا اور باوجود پرانے خیال کا آدمی ہونے کے اس

---

۱ لیوی خلاصہ ۴۷۔

۲ لیوی خلاصہ ۴۷، ۴۸، ۴۹

معاملے میں اُس نے وسعت نظر سے کام لیا۔ ماسی نسا کی کوششوں سے ایک دوسرا کمیشن حالات معلوم کرنے کے لیئے روانہ کیا گیا۔ اس کمیشن نے فنیقی حکومت کی کارروائیوں پر اعتراض کیا اور بظاہر ماسی نسا اور قرطاجنہ کے درمیان مصالحت کرا دی۔ ممکن ہے کہ جن شرائط پر اراضی مابہ النزاع کے تخلیے کا تصفیہ ہوا ہو وہ قرطاجنہ کے موافق نہ ہوں۔ بہرکیف ایک عمومیت پسند حاکم نے عوام کے جذبات کو برانگیختہ کرا کے انھیں جنگ پر آمادہ کرنا چاہا اور رومی سفیر جنھیں اپنی جان کا خطرہ تھا، وہاں سے بھاگ گئے۔ سینیٹ کو یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی۔ کیٹو نے جس وقت سے اس معاملے میں دخل دینا شروع کیا تھا، قرطاجنہ کی تباہی پر روما میں نہایت سرگرمی سے بحث ہو رہی تھی۔ ماسی نسا کی دست درازیوں کی وجہ سے قرطاجنوں کا پیمانۂ صبر بالآخر لبریز ہو گیا۔ ۱۵۲ء میں انھوں نے مقابلے کی تیاری شروع کر دی۔ روما اس وقت یونان اور ممالک مشرقی میں جنگ سے کام لینے میں تامل کر رہا تھا اور ہسپانیہ میں بغاوت کے آثار تھے اس کی وجہ سے فنیقی حکومت کو یہ کارروائی کرنے کی جرأت ہوئی ہو لیکن یہ اُن کی غلطی تھی۔ دوسرے مقامات کے متعلق روما سہل انگاری کر سکتا تھا اور اُس کے طرز عمل میں تسلسل نہ تھا مگر افریقہ کی حرکات و سکنات کو وہ بغور دیکھتا تھا۔ ماسی نسا کے بیٹے گالوسا نے قرطاجنہ کی کارروائیوں کی اطلاع سینیٹ کو کی اور بڈھے کیٹو نے پھر جنگ کے لیئے شور مچایا۔ بڑھاپے کی وجہ سے یہ ایک مستقل خیال بن کر اُس کے دماغ میں جم گیا تھا اور اس سے رومی ساہوکاروں کی تجارت نے جو اب طاقتور ہو رہی تھی نفع اُٹھایا۔ تاجروں کو یقیناً خوشی ہوگی کہ قرطاجنی جو تجارت میں اُن کے حریف تھے تباہ ہو جائیں۔ ساہوکاروں اور روپے کا کاروبار کرنے والوں کو یہ امید ہوگی کہ اس دولتمند ملک کے فتح ہو جانے سے نفع پر روپیہ لگانے اور دولت پیدا کرنے کا ایک اچھا موقع مل جائیگا۔ سسلی میں یہ لوگ دولت پیدا کر رہے تھے اس لیئے اُن کی آنکھیں افریقہ پر بھی لگی ہوئی تھیں۔ اس لیئے کیٹو کی تائید اکثر ایسے لوگوں نے کی جنھیں پیرانہ سال اصلاح پسند کے دوسرے سیاسی مقاصد سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ یہ بھی واضح رہے کہ سرمایہ دار در پردہ جو اثر ڈالتے تھے وہ اُن کے ظاہری دعووں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ ماسی نسا نے پھر ایک

دوسرا کمیشن روانہ کرایا۔ اس کمیشن نے واپس آکر بیان کیا کہ قرطاجنہ کی فوجیں جمع ہو رہی تھیں جس کی وجہ سے سینیٹ میں پھر بحث شروع ہو گئی۔ ناسی کا کے اثر سے بالآخر یہ طے ہوا کہ فنیقی حکومت کو ایک آخری حکم بھیجا گیا کہ اپنے جہازوں کو جلا دے اور فوج کو منتشر کر دے۔ انکار کی صورت میں جنگ کا اعلان ناگزیر تھا مگر فی الحال اُس سے گریز کیا گیا۔

قرطاجنہ کا مقابلے پر مجبور ہونا

(۵۹۰) معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کی تعمیل کرنے میں اہل قرطاجنہ نے کسی نہ کسی طرح سے پہلو تہی کی اور سنہ ۱۵۱ میں بغیر روما کی اجازت کے ماسی نسا سے جنگ شروع کی۔ اس وقت بھی ممکن ہے کہ انھیں خیال ہو کہ سینیٹ سختی نہیں کرنا چاہتی اور شام میں جس لیت و لعل سے اُس نے کام کیا تھا، اُسے افریقہ میں بھی روا رکھیگی لیکن قرطاجنوں کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ وہ دھوکے میں تھے۔ روما کا لیت و لعل کرنا یا اپنے عزم بالجزم سے کام لینا، یہ اُس کے مزاج کی صرف دو مختلف کیفیتیں تھیں۔ اسکے قبل اُس نے پرہس، ہنیبال، فلپ اور انٹیوکس سے نپٹنے میں عزم سے کام لیا تھا۔ سال ہائے مابعد میں اُس کا لیت و لعل جگر تھا اور متھراڈائیس کے حق میں کاری ثابت ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۵۰ میں قرطاجنہ کے خلاف جنگ کا اعلان ہوا اور ایک فوج اور بیڑے کی تیاری شروع ہوئی۔ جب یہ فوج روانہ ہونے کو تھی تو یوٹی کا سے ایک اہم سفارت روما میں آئی۔ یہ شہر ایک زمانے میں افریقہ کی فنیقی نوآبادیوں کا صدر مقام تھا اور باوجود عرصے سے قرطاجنہ کے تحت میں ہونے کے اپنی قدامت کے حقوق کو نہ بھولا تھا۔ ان لوگوں نے قرطاجنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو بالکلیہ روما کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ معلوم نہیں اُن کے اس فعل کے کیا اسباب تھے مگر اس کی وجہ سے رومیوں کو پہلے ہی سے معرکہ آرائیوں کا ایک مرکز اور بندرگاہ مل گیا۔ قرطاجنہ کو یوٹی کا کی علیحدگی سے ایک اور صدمہ پہنچا کیونکہ ماسی نسا نے اُن کی فوج کو سخت نقصان کے ساتھ شکست دی تھی۔ روما اور ماسی نسا کا بوقت واحد مقابلہ کرنا اور بھی مشکل تھا اس لیئے انھوں نے سفیر بھیجے اور جو شرط

سلہ پالی بیس ۳۶/۳۔ ایپین جنگ فنیقی ۵/۷، لیوی خلاصہ ۴۹۔

روند یا پیش کرے اُس پر اطاعت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی سینیٹ نے حکم دیا کہ اپنے اعلیٰ درجے کے خاندانوں کے ۳۰۰ بچے بطور کفیل بھیجیں اور نئے کانسلوں (۱۴۹ ق م) کے احکام کے منتظر رہیں جو روانہ ہو رہے تھے۔ قرطاجنہ کا ایک وفد کانسلوں کی خدمت میں یوتیکا میں حاضر ہوا اور اُسے حکم ملا کہ تمام آلات حرب حوالے کر دیئے جائیں۔ اس کی تعمیل کی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ آلات حرب کی مقدار بہت زیادہ تھی۔ جنگی جہاز اس کے قبل ہی حوالے کر دیئے گئے تھے یا تباہ کر دیئے گئے تھے۔ اب وہ اجیر سپاہیوں سے بھی کام نہ لے سکتے تھے کیونکہ بحری راستوں پر اور گال اور ہسپانیہ کے سواحل پر رومیوں کا قبضہ تھا۔ کانسلوں نے اب آخری حکم صادر کیا یعنی موجودہ شہر مسمار کر دیا جائے اور قرطاجنی ساحل سے دس میل پرے آباد ہوں۔ اس شہر کی آبادی سات لاکھ اور اس انبوہ کثیر کی بسر اوقات تجارت سے ہوتی تھی جس کو زیادہ تر فروغ شہر کے عمدہ جغرافیائی موقع سے تھا۔ رومی خود جانتے تھے کہ اس حکم کی تعمیل نہ ہوگی اور اس کی غایت صرف یہی تھی کہ بصورت انکار جو لازمی تھا کانسلوں کو اُن مخفی ہدایتوں کو عمل میں لانے کا بہانہ ملے جو روما میں اُنھیں دی گئی تھیں۔ قرطاجنیوں نے جب دیکھا کہ اُن کی منت و سماجت کا کوئی اثر نہیں ہوا تو رنج و یاس کے اظہار کے بعد مقابلے کی ٹھان لی اور رومیوں پر ثابت کر دیا کہ ایک مظلوم سامی قوم حالت نزع میں بھی داد مردانگی دے سکتی ہے۔

قرطاجنہ کا محاصرہ

(۵۹۱) محاصرے کا ذکر اپیین نے نہایت تفصیل سے کیا ہے۔ اُس نے اور لیوی نے بھی پالی بیس سے استفادہ کیا ہے۔ سپی یو کا مداح ہونے کی وجہ سے پالی بیس نے اُس کے کارناموں کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہوگا مگر اس تھکا دینے والے محاصرے میں سپی یو نے جو کچھ کیا اس سے اُس کی کارروائی کا ثبوت ہوتا تھا اُس کے تسلیم کرنے میں ہمیں مطلق تامل نہیں۔ وہ حال ہی میں ہسپانیہ سے واپس آیا تھا جہاں اُس نے ایک بے ایمان اور نااہل سپہ سالار کے تحت میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں۔ قرطاجنہ کی محاصرہ کن فوج میں وہ فوجی ٹربیون تھا اور اپنے افسران اعلیٰ کی غلطیوں کی تلافی کرنے کا فرض اُس پر عائد ہوا۔ دونوں کانسل وہاں تھے مگر دونوں نااہل تھے۔ وہ اس امید موہوم میں تھے کہ اُن کے پہنچتے ہی

قرطاجنی ہتھیار ڈال دیں گے اس لیے اُنھوں نے محاصرہ کرنے میں عجلت نہ کی اور قرطاجینوں کو موقع مل گیا کہ رسد کے ذخیرے جمع کرلیں اور اسلحہ اور حفاظت کے آلات بنالیں۔ میدان جنگ کے لیے اُنھوں نے ۳۰۰۰۰ سپاہیوں کی فوج تیار کرلی اور تیز رو سواروں کا ایک دستہ بھی تیار کرلیا جو آس پاس کے علاقوں کا چکر لگاتا تھا اس لیے رومی جب قرطاجنہ پہنچے تو اس کے دروازے بند تھے اور فصیلوں کی حفاظت کا انتظام تھا۔ اُنھوں نے کوشش کی کہ دھاوا کرکے فتح کرلیں مگر پسپا کردیے گئے۔ اس کے بعد ایک جماعت نے ایک ایسے مقام سے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی جس کی حفاظت کا کافی انتظام نہ تھا مگر سخت نقصان کے ساتھ پسپا کردی گئی۔ قرطاجینوں نے رومیوں کے کئی جہاز بھی جلادیئے۔ اس اثنا میں رومیوں کی رسد جمع کرنے والی جماعتوں کو فنیقی سوار قتل کردیتے، اکثر یہ خطرہ رہتا کہ شہر والے رومیوں کے لشکرگاہ پر شبخون نہ ماریں، قرطاجینوں کی جنگی فوج کی سرگرمی سے بھی پریشانی ہورہی تھی اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ کانسلوں کے کبر و نخوت سے ماسی نسا نے رومیوں کی پوری تائید نہیں کی۔ مگر ان تمام پریشانیوں سے روما کی فوج کو سی پیو نے اپنی فراست اور بہادری سے بچالیا۔ دشمن کو اُسی کے چھ کینہ پن اور فن سپہ گری سے کمال کا خوف تھا اور اسی کے قول پر اُنھیں اعتماد بھی تھا۔ فنیقی فوج کو تباہ کرنے کے لیے ایک فوج اندرونی ملک میں سی پیو کے منشا کے خلاف بھیجی گئی اور وہاں سخت خطرے میں پھنس گئی مگر سی پیو نے اسے اس خطرے سے بچالیا۔ اُس کی ان نادر خدمات کی شہرت روما تک پہنچی اور بیان کیا گیا ہے کہ بوڑھے کیٹو نے یہ حالات سُن کر ہومر کا ایک مصرع پڑھا جس کے معنی یہ ہیں کہ "صرف وہی عقل رکھتا ہے، دوسرے تو مثل سایے کے ذرا سی دیر کے لیے ہیں اور پھر غائب"۔

سلطنت نیومیڈیا کی تقسیم

(۵۹۲) ۱۴۹ئ سنہ کے ختم کے قبل کیٹو اور ماسی نسا دونوں مر گئے۔ یہ بوڑھا بادشاہ ۹۰ سال تک صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہا اور حکمرانی، سپہ گری اور زراعت کو فروغ دینے میں اس نے شہرت حاصل کی تھی اُس کے تین بیٹے منکوحہ بیویوں سے تھے

لہ اوڈی سی دہم ۴۹۵۔

اس کی خواہش یہ تھی کہ اُس کی سلطنت ان تینوں میں تقسیم کردی جائے۔ سپی پیو کو اُس نے حکم مقرر کیا اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ اُس کے مشورے سے تقسیم عمل میں لائیں۔ سپی پیو نے سلطنت کو تقسیم نہیں کیا بلکہ شرآکت[1] کے اصول کو مدنظر رکھ کر ہر ایک کے سپرد ایک خاص سررشتہ کیا۔ مسیپسا کو اس نے حکومت کا صدر بنایا اور سرٹا اُس کا دارالسلطنت مقرر کیا گیا، گولوسا فوج کا سپہ سالار ہوا اور سررشتۂ عدالت مستانابال کے سپرد ہوا۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ عجیب و غریب فیصلہ رومی مقاصد کو ملحوظ رکھ کر ہوا تھا۔ گولوسا سے نزاع پیدا کرنا آسان نہ تھا اس لیئے فوج اس کے سپرد کردی گئی تاکہ وہ قانع رہے۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ فوج تقسیم نہ ہونے پائی اس لیئے روما کے لیئے یہ موقع باقی رہا کہ ایسے حلیف کی پوری فوج اپنی امداد کے لیئے بلائے۔ تینوں بھائیوں میں دلی اتفاق نہ ہو سکتا تھا کیونکہ گولوسا سرگرمی سے رومیوں کی معاونت کرتا تھا اور دوسرے دونوں بھائیوں نے فوج اور روپیہ بھیجنے کا وعدہ[2] کیا مگر اس وعدے کو ایفا کرنے میں عجلت نہ کی۔ سپی پیو نے نیومیڈیا کے مسئلہ جانشینی کو طے کرنے کے علاوہ فینقی سواروں کے سردار فامیاس کو قرطاجنہ کا ساتھ چھوڑ دینے پر آمادہ کیا۔ سنہ ۱۴۸ء شروع ہو گیا تھا اور ایک نیا کانسل آرہا تھا۔ سپی پیو کو اجازت دی گئی کہ روما آکر فامیاس کا سینیٹ سے تعارف کرائے۔ روما نے اس غدار سپاہی کو انعام و اکرام سے مالامال کر کے موقع جنگ کو واپس کر دیا تاکہ وہاں مفید خدمات انجام دے سکے۔ نیا کانسل بھی اپنے پیش روؤں سے کچھ بہتر نہ تھا۔ بجائے ساحلی شہروں پر قبضہ کرنے کے اُس نے ان کے محاصرے میں اپنا وقت ضائع کیا۔ اسی اثنا میں نیومیڈیا کا ایک سردار گولوسا کی ملازمت سے علٰحدہ ہو کر ۰۰۰ سواروں کے ساتھ قرطاجنہ کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ رومیوں کی جنگی کارروائیوں کے بے اثر ہونے سے قرطاجنوں کی کچھ ہمتیں بڑھیں اور انھوں نے نہ صرف یہ کوشش کی کہ مسیپسا اور مستانابال کو تائید پر آمادہ کریں اور

[1] لیوی خلاصہ ۵۰ - اے ہین جنگ فینقی ۱۰۶، ۱۰۷-
[2] اے ہین جنگ فینقی ۱۱۱ -

ریگستان کے قبیلوں کو مسلح کردیں بلکہ مقدونیہ کے تخت کے جھوٹے دعویدار کی بھی ہمت افزائی کریں جو اس وقت رومیوں سے لڑرہا تھا۔ انھوں نے ایک خاص بیڑا بھی تیار کرلیا تھا جس سے بشرط موقع کام لیا جاسکتا تھا۔ انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ روما مقدونیہ اور یونان میں سابق سے مشغول ہونے کے علاوہ اس وقت وری یا تھس کی بغاوت سے پریشان تھا جو ہسپانیہ میں ہوئی تھی۔ جنگ کی اس نوبت پر یہ امید ہوتی تھی کہ قرطاجنہ اس تصادم سے بھی بچ جائے گا۔ رومی ناکامی سے ناراضامند ہوتے جاتے تھے اور ان کی آس اب بھی سی پیو سے لگی ہوئی تھی لیکن موجودہ قانون دستوری کے لحاظ سے وہ کانسل نہ ہوسکتا تھا کیونکہ اُس کی عمر صرف ۳۷ سال تھی۔ اس کے علاوہ ایک قاعدہ یہ بھی تھا کہ کانسلی فوج کی کمان صرف کانسل کرسکتا تھا مگر رومیوں کا قاعدہ یہ نہ تھا کہ کسی اصول پر نہایت سختی سے زور دیں اور وہ ٹوٹ جائے۔ اس لئے سی پیو قواعد اور اصول کے خلاف کرنا نہ چاہتا تھا خدمت ایڈیل کا امیدوار ہوا اور کسی نہ کسی ذریعے سے غالباً مجلس عامّہ کی خاص رائے سے وہ کانسل منتخب ہوا اور صوبۂ افریقیہ خود اس کے سپرد ہوا یعنی وہ فنیقی جنگ کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ کُمک اور حلیف سلطنتوں کے رضاکار لے کر جب وہ میدان جنگ میں پہنچا تو قرطاجنہ کا محاصرہ سرگرمی سے شروع ہوا۔[1]

حقیقی محاصرہ

(۵۹۳) جو رومی امیر البحر اپنی خدمت سے سبکدوش ہو رہا تھا اُس نے جاتے جاتے قرطاجنہ پر سمندر کی طرف سے اچانک حملہ کرنے کی کوشش کی جس میں ناکامی ہوئی اور رومی فوج معرض خطر میں پڑ گئی جس سے سی پیو نے اُسے نہایت چالاکی سے نکالا۔ اُس نے سب سے پہلے تاجروں اور دوسرے غیر فوجی اشخاص کو فوج سے نکال دیا تھا جن کی موجودگی سے وہ اپنا کام واقعی طور پر نہ کرسکتی تھی۔ اس تدبیر سے عیش پرستی کی جگہ ضبط فوجی اور سادگی نے لی اور فوج کا مقولہ یہ ہوگیا کہ پہلے کام اور پھر آرام۔ پہلا حملہ میگالیا یا میگارا پر ہوا جو قرطاجنہ

---

[1] لیوی خلاصہ ۴۹ ببسر وفلپ ۱۱، ۱۷۔

مضافات میں سے تھا۔ اُس کی آبادی گھنی نہ تھی اور اس میں زیادہ تر باغات تھے۔ شہر کے پرانے محلوں میں یہ سب سے بڑا تھا۔ ان امور میں اور مستحکم ہونے میں یہ سیراکیوز کے اپی پولے سے مشابہ تھا۔ اتنی لمبی فصیلوں کی حفاظت کرنے کا انتظام آسان نہ تھا اور میگارا پر بالآخر فصیلوں پر چڑھ کر قبضہ کر لیا گیا۔ اس سے محصورین کو کچھ زحمت ضرور ہوئی مگر رومیوں کو قرطاجنہ کے فتح کرنے میں کوئی مدد نہ ملی مگر شہر کے اندر جو واقعات ہو رہے تھے اُن سے رومیوں کو البتہ نفع تھا۔ فنیقی سپہ سالار ہاس ڈروبال نے اپنے رومی قیدیوں کو فصیلوں کے اوپر سخت تکلیفوں کے بعد قتل کر دیا۔ اس قتل سے اُس کی قوم پر رحم کے دروازے بند ہو گئے اور انھیں معلوم ہو گیا کہ اُن کا سرگردہ (سپہ سالار) خود مایوس ہو گیا ہے رفتہ رفتہ اُس نے ظلم و ستم شروع کر دیئے اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر حکومت کرنے لگا۔ سپیو نے اب محاصرے کے طویل خطوط بنائے جن کے بن جانے سے شہر اور اندرون ملک کے درمیان آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ اس وقت تک محصورین کو رسد خشکی کی راہ سے برابر پہنچ جاتی تھی گو سمندر کی تجارت کو رومیوں نے روک دیا تھا۔ جہازوں کی ناکہ بندی کی وجہ سے اُن کے حلقے میں سے نکلنے کی کوشش نہایت خطرناک تھی اور اسکا انحصار ہوا کے رخ اور موسم پر تھا۔ مگر اسی ذریعے سے لڑنے والے سپاہیوں کے لیے رسد آتی تھی۔ عورتوں اور کمزور اشخاص کے لیئے تو ایک وقت کے کھانے کا بھی ٹھکانا نہ تھا۔

(۴۸ ۵۹) کانسل اصول کا پابند اور قوت مشاہدہ سے کام لیتا تھا۔ اسکے بعد اُس کی اہم کارروائی یہ تھی کہ بندرگاہ کے دہانے پر قبضہ کر لے اس لیئے اُس نے نہایت محنت سے پہلے ایک بند چھچھلے پانی میں سے دہانے کی طرف بنایا تاکہ اُسے بند کر دے۔ جب یہ کام شروع ہو گیا اور کانسل کا مقصد قریب تھا کہ پورا ہو قرطاجنہ والوں نے اپنی تدبیریں بدل دیں اور چپکے چپکے سمندر کی طرف ایک نیا راستہ کاٹ کر بنایا مگر یہ راستہ بیرونی یا تجارتی بندرگاہ سے نہیں بنا تھا بلکہ اندرونی یعنی بحری فوج کے بندرگاہ سے جو ایک گول تالاب تھا جس کے اردگرد فوجی گودی کے چھپر تھے۔ اسی راستے سے انکا بیڑا نکلا اور اُسے دیکھ کر رومی حیران رہ گئے۔ مگر فنیقی امیر البحر اُس وقت وار کرنے سے چوک گیا اور تین روز کے بعد جب جنگ ہوئی تو رومیوں کو قطعی فتح ہوئی کیونکہ اُنکے

محاصرے کا اختتام

جہاز اور جہازی دونوں بہتر تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رومی بیڑے میں پانچ جہاز پامفیلیا کے شہر سائی ڈی[۵] کے تھے جن سے جنگ میں بہت خوبی سے کام لیا گیا۔ اس کامیابی کے بعد اُس نے جہازوں کے لنگر انداز ہونے کے مقام پر حملہ کر دیا جو بندرگاہ کے اوپر تھا اور سخت لڑائی کے بعد اس مقام پر سپی ییو کے قدم جم گئے۔ پھر اس فوج کو نیست و نابود کرنا ضروری تھا جس کے ذریعے سے قرطاجنوں نے اندرونِ ملک پر اپنا قبضہ برقرار رکھا تھا۔ گولوسا کی مدد سے ۱۴۷-۱۴۶ ق م کے موسم سرما میں اس میں بھی کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد بالعموم اطاعت قبول کر لی گئی اور فنیقیوں کی عظیم الشان سلطنت میں سے چند ہزار افراد رہ گئے جو حالت گرسنگی میں شہر کی فصیلوں کے درمیان محبوس تھے۔

(۵۹۵) رومی حکومت نے عقلمندی سے سپی ییو کو اس کام کے ختم کرنے کے لیے بحیثیت پروکانسل میدان جنگ میں رہنے دیا۔ پہلے اُس نے بندرگاہ اور بازار یعنی شہر کے تجارتی محلوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک نہایت ہی سخت جنگ ہوئی جس میں قلعۂ شہر تک پہنچنے کے لیے ایک ایک مکان پر فرداً فرداً الڑنے بھڑنے اور ناگفتہ بہ خوں ریزیوں کے بعد قبضہ حاصل ہوتا۔ جب چند مکانوں پر قبضہ ہو جاتا تو لوٹنے کے بعد جلا دیئے جاتے۔ لاشیں اور جو چیزیں لوٹ سے بچ جاتیں آگ میں جلا دی جاتیں۔ بیرسا یا قلعۂ شہر پر حملہ ہونے کو تھا کہ وہاں کے لوگ امان طلبی کے لیے آئے۔ پروکانسل نے ان کی درخواست قبول کر لی اور اُن میں سے پچاس ہزار غلام بنا لیے گئے۔ بیرسا پر قبضہ کر لیا گیا مگر ایک جائے پناہ ابھی باقی تھی۔ یہ ایسکولاپیس (اشمون) یعنی شفا کے دیوتا کا مندر تھا جو پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر تھا۔ اس مندر کے احاطے میں ۹۰۰ فرار شدہ رومی سپاہی جمع تھے۔ یہ لوگ شہریان روما نہ ہوں گے بلکہ اطالوی اور غیر ملکی امدادی فوجوں کے سپاہی ہوں گے جن کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ ہوتا تھا کمینہ اور ظالم ہاس ڈروبال نے اس آخری موقع پر انکا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر سپی ییو کے پاس پہنچا اور جان بخشی کا

۵۔ اسے پین۔ جنگ فنیقی ۱۲۳۔

خواہاں ہوا۔ ان لوگوں نے خود اس مندر میں آگ لگا دی اور شعلوں میں یا ایک دوسرے کی تلواروں سے جان دے دی۔ فینیقی قرطاجنہ کا یوں خاتمہ ہوا۔

(۵۹۶) اس ہیبت ناک جنگ کے آخری واقعات کو سنکر ممالک بحیرہ روما کے باشندے دنگ رہ گئے ہوں گے کیونکہ اولاً نہ تو یہ واقعہ کسی دور افتادہ مقام کا تھا کہ دوسروں کو خبر نہ تھی اور نہ اس کے حالات سماعی طور پر مشہور ہوئے بلکہ قابل مشاہدوں نے ان کو قلمبند کیا ہے اور صدیوں تک کوئی واقعہ ایسا نہ تھا جس کے مفصل واقعات صحت کے ساتھ لوگوں کو معلوم ہوں۔ پالی بیس محاصرے کے بلکشتر حصے میں موجود تھا اور ایک رومی مورخ گ فلینیس جس کی قابلیت اور ایمانداری میں کوئی شبہہ نہیں ہسی پیو کے افسروں میں تھا۔ اسی نے اپنے تذکرے میں نوجوان طائی بیریس گراکس کی بہادری کی تصدیق کی ہے جس نے فصیل پر چڑہنے میں پیش قدمی کی تھی۔ کانسل کے اسٹاف میں ایک اور اچھا آدمی اس کا دوست گ۔ لائی لیس تھا جو اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ رومی فوج میں خود سپہ سالار سے زیادہ شاندار کوئی شخص نہ تھا۔ نرم خو، مستقل مزاج اور شفیق ہونے کی وجہ سے اس وحشیانہ کام میں اسے کوئی لطف نہ آتا ہوگا مگر اس نے اپنی قوم کے احکام کو پورے طور سے انجام دیا اور اس فرض کو عمل میں لانے میں اس نے صرف اس حد تک رحمدلی سے کام لیا ہوگا جس کی اس زمانے کے سخت دل اور خود غرض افراد سے امید ہو سکتی تھی۔ جب جنگ ختم ہو گئی اور قرطاجنہ کا شہر راکھوں کا ایک ڈھیر ہو چکا تو اس پر بھی رقت طاری ہوئی۔ پالی بیس[1] کا بیان ہے کہ اس کی زبان پر ایلیڈ کے وہ اشعار تھے جن میں ہیکٹر نے ٹرائے کی بربادی کی پیشین گوئی کی تھی اور زمانے کی بے ثباتی پر غور کرکے اس کی آنکھ میں آنسو آ گئے۔ یونانی مورخ نے فاتح کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ فتح کی گھڑی میں بھی اس نے اپنی طبیعت پر قابو رکھا اگر سی پیو کی رقت کی وجہ یہ تھی کہ اسے قرطاجنہ کی بربادی کا افسوس تھا بلکہ خود روما کے مستقبل کی طرف سے اس کے دل میں شبہہ پیدا ہو رہا تھا۔

[1] ایلیڈ ۶، ۴۴۸-۹۔ پالی بیس ۳۹، ۵۔

سی پیو اور مجسمات

(۵۹۷) فتح کی خبر جب روما پہنچی تو خوب خوشیاں منائی گئیں حسب دستور روما سے دس کمشنر[1] سی پیو کے ساتھ جملہ معاملات کے تصفیے کے لیے آئے۔ اس اثنا میں پرو کانسل خود بھی اپنے کام میں مصروف تھا۔ بہادروں کو اُس نے مالامال کر دیا۔ قیدیوں کو فروخت کیا اور جو رقوم کہ سلطنت کے خزانے میں جمع ہونی چاہیے تھیں انھیں وصول کر کے جمع کر دیا۔ کمشنروں کے آنے سے قبل اُس نے چند مجسمات کے متعلق ایک قابل یادگار فیصلہ کیا۔ قرطاجنہ میں بہت سے مجسمات موجود تھے جنھیں فینیقی فوجیں زمانہ قدیم کی لڑائیوں میں سسلی کے یونانی شہروں سے لوٹ لائی تھیں۔ کانسے کے پتلے تو بلحاظ ضرورت گلا دیے گئے تھے مگر سنگ مرمر کے بعض مجسمات اب بھی باقی تھے۔ سی پیو نے سسلی کے تمام شہروں میں اطلاع کرا دی کہ اپنے نائب بھیج کر اپنے اپنے مجسمات منگا لیں۔ اے پین جس نے غالباً پالی بیس سے نقل کیا ہے، بیان کرتا ہے کہ اس شریفانہ فعل سے وہ بہت ہر دل عزیز ہو گیا۔ ہمارے لیے بھی اُس کا یہ فعل دلچسپ ہے کیونکہ یونانیوں کو فنون لطیفہ سے شغف تھا اور اس شوق سے واقفیت رکھنے کی تائید کر کے اُس نے ثابت کر دیا تھا کہ یونانیت سے اُسے حقیقی لگاؤ ہے۔ افریقیہ کے معاملات کا تصفیہ حسب دستور ہوا۔ جن شہروں سے دوستانہ تعلقات تھے اور بالخصوص یوٹیکا کے ساتھ خاص مراعات ہوئیں اور انھیں اراضی عطا ہوئیں۔ جو شہر قرطاجنہ کے ساتھ تھے، مسمار کر دیے گئے یا اُن کی زمینیں چھین لی گئیں۔ قرطاجنہ اور خصوصاً قلعۂ شہر کی زمین جس سے اُس کی تاریخی روایات کا تعلق تھا صاف کر دیئے جانے کے بعد اُس پر لعنت کر دی گئی کہ اُس پر انسان کا قدم پڑے مگر اس پر کوئی آباد نہ ہو۔ جنگ کے آغاز کے وقت جو علاقہ قرطاجنہ کے قبضے میں تھا رومی صوبۂ افریقیہ ہو گیا۔ اس صوبے کا خراج معین کر دیا گیا اور حسب دستور صوبہ داروں کا تقرر ہوا۔ رومیوں کی حکومت میں بھی اس صوبے کی دولت و ثروت میں

---

[1] مامسین Staatsrecht دوم ۶۴۴-

[2] اے پین ۱۳۳

کوئی کمی نہیں ہوئی۔ تجارت کا رخ اب یوٹی کا کے آزاد شہر کی طرف ہو گیا، جس پر روما کی نظر عنایت تھی اور جو قرطاجنہ کے دوبارہ آباد ہونے تک اس صوبے کا سب سے بڑا مقام تھا۔ روما کے بہت سے کاروباری لوگ یہاں آباد ہو گئے کیونکہ ملک کی دولتمندی کی وجہ سے روپیہ پیدا کرنے کے بہت سے موقعے تھے۔ قبضۂ اراضی کے متعلق جو قیود عرصے سے اطالیہ میں نافذ تھیں اور پھر سسلی میں عائد ہوئیں اس صوبے میں بھی عائد کر دی گئیں۔ شہریان روما کو ہر جگہ اراضیات کو اپنے قبضے میں رکھنے کا اختیار تھا مگر اہل صوبجات اپنی بستی میں اراضیات رکھ سکتے تھے سوا اس کے کہ حق مندرجہ بالا انھیں خاص طور سے دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق مقابضت ہر جگہ رومیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو رہا تھا۔ اس لئے صوبجات اور خصوصاً افریقہ اور سسلی میں بڑے بڑے زرعی علاقے وجود میں آ گئے۔ قرطاجیوں کا طریقۂ زراعت باقی رہا البتہ غلاموں کی جماعتیں اب بجائے قرطاجیوں کے رومیوں کے لئے محنت کرتی تھیں۔ شمالی افریقہ میں قرطاجیوں کی حکومت کی ایک نشانی یہ بھی رہ گئی کہ فنیقی زبان لاطینی کے مروج ہو جانے کے بعد بھی شمالی افریقہ میں بولی جاتی تھی اور شہنشاہ سے وی رس (۱۹۳ تا ۲۱۱ء) جو افریقی النسل تھا یہ زبان خوب بولتا تھا۔

(۸۹۵) یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ قرطاجنہ کے تباہ و برباد ہو جانے سے دنیا کو کوئی اخلاقی، مذہبی یا روحانی نقصان پہنچا یا نہیں۔ فنیقی اثر سے ادبیات یا فنون لطیفہ کو کوئی نفع نہیں پہنچا ہے۔ ان کے سیاسیات کے بارے میں جو معلومات ہیں اُن کی بنا پر کوئی ایسی رائے نہیں قائم کی جا سکتی جو اُن کے موافق ہو۔ یونانیوں سے تو ان کا بالکل مقابلہ نہیں ہو سکتا جو تلاش حقیقت میں مصروف تھے اور جنھوں نے دوسری قوموں کے دماغوں کی اصلاح کی ہے۔ تاریخ میں ان کی حیثیت عجیب و غریب ہے۔ یہ لوگ مشرقی تھے مگر ان کی حکومت زمانۂ تاریخی میں شاہانہ تھی بلکہ جمہوری تھی۔ یونانیوں کی وسعت میں یہ حارج ہوئے اور انھیں پھیلنے نہ دیا۔ اس کے بعد روما ان کے مقابلے پر آیا اور قرطاجنہ نے خاندان بارکا کے ماتحت میں ایک حد تک روما کی ترقی کو روکا مگر اب یہ روک ہمیشہ کے لئے اٹھ گئی۔

نیو میڈیا کا ملک ماسی نسا کے بیٹوں کے تحت میں ایک مشترک سلطنت کی

حیثیت سے رہا۔ معلوم نہیں کہ سی پیو کے تصفیے پر عمل کس حد تک ہوا۔ اغلب ہے کہ سی پیو کی طرف سے اس معاملے کا تصفیہ ہونے کے سینیٹ نے یہ معنے لئے ہوں کہ حسب ضرورت اُسے اس ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دہائی کا حق حاصل ہے۔ نیومیڈیا کے معاملات کا ذکر اب چند سال کے بعد جب آئے گا تو معلوم ہو گا کہ ایک متوسل سلطنت سے کس قدر پریشانی ہو سکتی ہے ؟

(۵۹۹) سنہ ۱۶۷ تا سنہ ۱۳۳ کے واقعات سلطنت روما کے مختلف حصوں میں

مقدونیہ و یونان	افریقہ	ہسپانیہ	شمالی اطالیہ، لیگیوریا، ڈال ماشیا
سنہ ۱۶۷ کمیشن تحقیقات مقدونیہ میں سنہ ۱۶۷ تا سنہ ۱۵۱ یونان کی افسوسناک حالت۔ جلاوطن اکائیوں کی واپسی کی درخواستیں۔ سنہ ۱۵۶ تا ۱۵۵ ایتھنز اور اوروپس کا جھگڑا سنہ ۱۵۴ روڈیوں اور کریٹیوں کی جنگ سنہ ۱۵۱-۱۵۰ اکائی جلاوطنوں کی واپسی سنہ ۱۴۹ اکائیوں اور اسپارٹا کی جنگ سنہ ۱۴۹ تا سنہ ۱۴۸ جھوٹا فلپ مقدونیہ میں اور اس کی سرکوبی۔ سنہ ۱۴۸ تا سنہ ۱۴۷ یونان میں بےچینی۔ دوسرا کمیشن۔ سنہ ۱۴۶ مقدونیہ کا ایک رومی صوبہ ہو جانا۔ اکائی جنگ۔ کورنتھ کی تباہی سنہ ۱۴۲ مقدونیہ میں ایک دوسرا مدعی بیدار سلطنت۔ سنہ ۱۳۵ سورڈسکی کو تھریس میں مقدونیہ کے پریٹر نے شکست دی۔	سنہ ۱۵۷ کمیشن (زیر شمول کیٹو) قرطاجنہ جاتا ہے۔ سنہ ۱۵۲ قرطاجنہ ماسنسا کے مقابلہ کی تیاری کرتا ہے۔ سنہ ۱۵۱ تا ۱۵۰ قرطاجنہ اور ماسنسا کی جنگ سنہ ۱۵۰ روما میں جنگ کی تیاریاں۔ یوٹیکا روما کا شریک ہوتا ہے سنہ ۱۴۹ کیٹو اور ماسنسا کا انتقال سنہ ۱۴۹ تا سنہ ۱۴۶ تیسری فنیقی جنگ قرطاجنہ کی تباہی اور رومی صوبہ افریقہ کا قیام	سنہ ۱۵۴ تا سنہ ۱۵۱ مقامی فساد توسیع جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ لیوکلس اور گالبا دھوکا دے کر قتل عام کراتے ہیں۔ سنہ ۱۴۹ تا سنہ ۱۴۰ ویریاتھس جنگ۔ جس پر غلبہ اسے قتل کرا دینے کے بعد ہوتا ہے۔ سنہ ۱۴۳ تا سنہ ۱۳۳ نیومنٹائن جنگ اور اس کی تباہی	سنہ ۱۶۶ تا سنہ ۱۵۵ لیگیوریا اور کورسیکا کی بغاوتیں فرو کر دی گئیں۔ سنہ ۱۵۶ تا سنہ ۱۵۵ ڈال ماشیا کی جنگ سنہ ۱۵۵ تا سنہ ۱۵۴ لیگیوری قبائل مسالیہ پر حملہ کرتے ہیں مگر ان کے پسپا ہو جانے پر سکون ہو جاتا ہے۔ سنہ ۱۴۸ سڑک پوسٹومیا کی تعمیر۔ جنیوا سے گال این رد سے آلپ کی طرف۔ سنہ ۱۴۳ سالاسی پر کلاڈیس بےوجہ حملہ کرتا ہے۔ سنہ ۱۳۵ اردارڈی ای کا مغلوب ہونا۔

ہسپانیہ کی تکلیف دہ جنگیں۔

(۶۰۰) اگر ہم مغرب کی طرف متوجہ ہوں تو سابقہ دور کی طرح اس دور میں بھی ہمیں معلوم ہوگا کہ یہاں کے حالات اور واقعات مختلف ہیں۔ ہسپانیہ کو روما اپنا ایک صوبہ بنانا چاہتا تھا اس لیئے اُس نے جبر و اکراہ سے کام لیا کیونکہ سفارتی کارروائیوں سے یہاں کوئی نفع نہ تھا۔ مگر اس کا طرزِ عمل متزلزل اور غیر متیقن تھا اور اس میں وہی اصولی کمزوریاں تھیں جو اُس نے مشرق میں ظاہر کی تھیں۔ اُس کا قصد تھا کہ حکومت کرے مگر حکومت کرنے کے لیئے ضروری تھا کہ فتح کو تکمیل کرے اور اس کی طرف اُس کی کافی توجہ نہ تھی۔ صوبجات میں دقتیں باہمی غلط فہمیوں اور بد انتظامی سے پیدا ہوتی تھیں اور جو قبیلے ابتک آزاد تھے وہ اُس کی پیش قدمی کو روکتے تھے۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے سخت نالاں تھے اور جیسا کہ لیگیوریا میں بھی ہوا غدارانہ اور وحشیانہ کارروائیاں ہونے لگیں جس میں متمدن قوم کے عہدہ داروں نے وحشیوں کو مات کردیا۔ ہماری رائے خود رومیوں کی شہادت پر مبنی ہے کیونکہ ہسپانیوں کی لکھی ہوئی کوئی تاریخ نہیں۔ فتح کے لیے کافی ذرائع نہ تھے اس لیئے اُس میں جان و مال کا بہت کچھ نقصان ہوا اور اس کا ذکر ہم مختصر طور سے کریں گے۔ ۱۷۹ء میں گراکس کے طرزِ عمل سے جو تالیف قلوب اور فراست پر مبنی تھا امن قائم ہوا اور عرصے تک قائم رہا۔ مگر رفتہ رفتہ اُس کے حسنِ انتظام کا اثر زائل ہو گیا۔ ۱۵۶ء یا ۱۵۵ء میں لوسی ٹانیوں نے پھر حملے شروع کردیئے اور رومیوں کو ہسپانیۂ بعیدہ میں شکست ہوئی۔ ۱۵۳ء میں کیلٹ آئبیرین جنگ شروع ہوئی اور روما کی نااہلی سے ۲۰ سال تک جاری تھی۔ اس جنگ کی وجہ سے جس کا زیادہ تر تعلق ہسپانیۂ قریبہ سے تھا وسطی ہسپانیہ میں عرصے تک جوش پھیلا رہا اس کے ساتھ ہی ساتھ لوسی ٹانیا کی جنگ بھی ہسپانیۂ بعیدہ میں چلی جاتی تھی۔ ویریاتھس (۱۴۹ء تا ۱۴۰ء) کی قیادت میں ہسپانی قبیلوں میں ایک حد تک اتحادِ عمل پیدا ہو گیا تھا اور رومیوں کی سیادت متزلزل ہو گئی تھی لوسی ٹانیا کے اس سورما کے انتقال کے بعد رومیوں کی ہزیمتیں اُن کی انتہائی بد انتظامی کی وجہ سے تھیں۔ ہسپانی جنگوں کے چند اہم واقعات کو بیان کرنے سے قبل ماخذ کا سرسری طریقے پر بحث کرنا ضروری ہے۔

لیوی کے خلاصوں سے بہت کم معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ بھی واضح نہیں ہیں۔ ڈاوڈورس کے چند اوراق باقی ہیں سیسرو اور ویلییس کی تحریرات میں اشارے ہیں مگر ان سے مدد نہیں ملتی۔ ہمارا دار و مدار زمانۂ مابعد کے حسب ذیل مصنفین پر ہے۔ اے پین، ڈاؤن کیسیس (اوراق) اور وسیس وغیرہ ان لوگوں نے معاصروں سے نقل کیا ہے مثلاً سیسرو پر ڈینس اے سی لیویا کلاڈیس کواڈری گیریس سے جو پہلی صدی ق م کے اوائل میں تھا بعض واقعات گیلیس کے صفحات میں بھی محفوظ ہیں۔ بہت سے واقعات راست لیوی سے نقل کیئے گئے ہوں گے۔ بحیثیت مجموعی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعدادیں جو انھوں نے بیان کی ہیں قابل اعتبار نہیں اور یہ واضح رہے کہ ممکن ہے کہ شروع کے سپہ سالاروں کی ناکامیوں اور بد اعمالیوں کو مبالغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ اس عہد کے سورما سپی یو ایمی لیا لس کی فتوحات کے کارنامے اور بھی چمک جائیں۔"

(۱۰۶) پہلے چار سالوں (۱۵۳ تا ۱۵۰ء) کو تو اس جنگ کا پیش خیمہ کہہ سکتے ہیں۔ ہسپانیۂ بعیدہ میں پریٹر ل۔ ممیس نے رومی فوج کی عزت کچھ رکھ لی۔ اس کے جانشین اے ٹی لیس (۱۵۲ء) کی حالت ابتداءً اچھی تھی مگر موسم سرما میں مغربی و وسطی ہسپانیہ میں ایک بلوا ہوا جس کی وجہ سے اس کی ساری محنت رائگاں گئی اس کے بعد سرونیس سپلی کیس گالیا ۱۵۱ء میں آیا۔ اُسے ہزیمت ہوئی مگر سال مابعد میں بھی بحیثیت پروپریٹر موجود تھا۔ اس اثنا میں ہسپانیۂ بعیدہ میں جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔ روما نے یہ اصول قائم کرلیا تھا کہ کسی مقام کے اِرد گرد استحکام کے لیئے فصیلیں نہ بنائی جائیں کیونکہ بلوے انھیں مقامات سے شروع ہوتے تھے۔ کیلٹ آئبیریا کے ملک میں ۱۵۴ء میں اس قسم کی ایک نزاع ہوئی۔ رومیوں اور دیسیوں نے ان حقوق کی تعبیر مختلف طریقوں سے کی جو گراکس نے محفوظ کر دیئے تھے جس کی وجہ سے بالآخر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس جنگ کی اہمیت کا

لے اے پین ہسپانیہ ۴۴۔

بخوبی اندازہ کر لیا گیا تھا یعنی یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ ہسپانیہ میں اُن کی حکومت معرض خطر میں ہے اس لیئے بیان[1] کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۵۳ کے کانسلوں نے سرکاری سال کا آغاز بجائے مارچ کے جنوری سے کیا لیکن کانسل ک۔ فل ویس نوبلی لیور کو مطلق کامیابی نہ ہوئی بلکہ سخت ہزیمت ہوئی اور اُس کے نیومن ٹیا میں بغاوت ہو گئی۔ جاڑے کی سختی سے بھی اُس کی فوج کو نقصان پہنچا جو غلہ اور ایندھن کی کمی کو برداشت کر رہی تھی اور وسط ہسپانیہ کے ایک لشکر گاہ میں بند تھی۔ اسکے بعد م۔ کلاڈیس مار کے لس سنہ ۱۵۲ میں کانسل ہوا جس کی بیدار احتیاط حربی چالوں اسے ہسپانی صلح کی درخواست کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر سینیٹ نے انکار کر دیا اور کانسل لکی نیس لیوکلس کو کمک کے ساتھ بھیجا مگر اس فوج کے بھرتی کرنے میں بیان کیا گیا ہے[2] کہ سخت دقت ہوئی تھی۔ یہ طے کرنے کے لیئے کہ ہسپانیہ کی فوجوں میں کون لوگ شریک ہوں گے قرعہ ڈالنے کی نوبت آ گئی تھی نہ صرف سپاہی اس ملک کی ملازمت سے متنفر تھے بلکہ افسروں کا ملنا بھی دشوار تھا ہر شخص پیچھے ہٹتا تھا کیونکہ ہسپانیہ کی جنگ کی دشواریاں اور صعوبتوں سے لوگ خوب واقف تھے۔ کانسلوں نے جبری بھرتی سے کام لینا چاہا۔ مگر ناراض رنگروٹوں نے ٹربیونوں سے فریاد کی جنھوں نے اپنے دوستوں کو جبری بھرتی سے بچا لیا۔ کانسلوں نے ان کی مداخلت کی پروا نہ کی جس کے جواب میں ٹربیونوں نے اپنے قدیم اختیارات سے کام لے کر کانسلوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اس نوبت پر پہنچ کر یہ نزاع طے ہو گئی۔ پ۔ کارنیلیس سپی ایمی لیانس نے اپنی خدمات پیش کیں کہ خواہ مجھ سے کانسل کے اسٹاف میں بطور نائب (Legatus) کام لیا جائے یا بحیثیت فوجی ٹربیون کے یا کانسل کے جس طرح چاہے مجھ سے کام لے سکتا ہے اُس کے حب[3] وطن کی تقلید میں دوسرے بھی رضا کار بننے پر آمادہ ہو گئے اور یہ

[1] لیوی خلاصہ ۴۷۔

[2] لیوی خلاصہ ۴۸۔

[3] معلوم نہیں کہ کہاں تک یہ روایت قابل وثوق ہے کیونکہ اغلب تو یہ ہے کہ حسب سابق اس دفعہ جو فوجیں ہسپانیہ بھیجی گئیں وہ اطالوی حلیفوں کی تھیں گو اسکے متعلق کوئی قرار واقعی شہادت نہیں۔

یہ دقت رفع ہوگئی۔ جب لیوکلس ہسپانیہ پہنچا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ جنگ ختم ہوگئی ہے اور مارکیلس نے اہلِ نیومن ٹیا کو تاوانِ جنگ دینے اور اطاعت قبول کرنے پر مجبور کر لیا ہے۔ لیکن نئے کانسل کو دولت اور شہرت کی حرص تھی اس لئے اُس نے قبیلۂ واکے ای پر حملہ کر دیا جو مغرب میں تھا۔ ایک شہر کے باشندوں کو اُس نے اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا مگر دوسروں کو مرعوب کرنے کے لئے اُس نے بدعہدی کی اور اس شہر کے تمام باشندوں کو تہ تیغ کر دیا۔ رومیوں کے ترحم کی اس نظیر سے دیسی باشندے مقابلہ کرنے پر اور بھی آمادہ ہوگئے۔ انٹر کاٹیا نے خوب مقابلہ کیا اور رومیوں کو رسد کی کمی سے بہت تکلیف ہوئی۔ سی پیو نے ایک ہسپانی سورما کو قتل کر دیا اور شہر پر دھاوا کیا مگر حملہ کن جماعت پسپا کر دی گئی اور فصیل درست کر لی گئی۔ دونوں فریقوں کو رسد کی کمی تھی اسلئے سی پیو کے توسط سے صلح کی شرائط طے ہوئیں۔ اُس نے حلف اُٹھایا کہ بدعہدی نہ ہوگی اور بالآخر صلح ہوگئی۔ کانسل ملانٹیا کی طرف گیا جہاں اس سے کچھ نہ ہوسکا بلکہ اس کی شرمناک معرکہ آرائی کا اختتام یوں ہوا کہ اُسے سخت تکلیف کے ساتھ سرمائی قیامگاہ کی طرف لوٹنا پڑا جو جنوب کی طرف تھی۔ ان واقعات کی جغرافیائی تفصیلیں بہت اُلجھی ہوئی ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ لیوکلس اور گالیا نے[1] ۱۵۱-۱۵۰ کا موسم سرما جنوبی ہسپانیہ میں بسر کیا۔ یہ دونوں اس فکر میں تھے کہ اپنی ہزیمتوں کی تلافی کریں اور دونوں نے بے جبین اور سی ٹانیوں کی طرف رخ کیا۔ پروکانسل نے بہت لوگوں کو قید کر لیا اور اُنھیں فروخت کرکے روپیہ جمع کیا۔ گالیا نے ملک کو تاخت و تاراج کر دیا اور وحشیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کیونکہ اپنے مصائب کی وجہ سے وہ عاجز ہوگئے تھے۔ اس کے بعد اراضیات دینے کے بہانے سے اُن کے تین ٹکڑے کر دیئے اور ہر ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج کو ہر ایک کے پاس لے گیا اور اُن کے ہتھیار چھین کر انھیں یکے بعد دیگرے قتل کر دیا۔ مقتولین کی تعداد تیس ہزار بیان کیجاتی ہے۔

[1] اے پین ہسپانیولا ۵۹، ۶۰۔ لیوی خلاصہ ۴۹۔

گو یہ تعداد مبالغہ آمیز ہو مگر اس میں شک نہیں کہ ہسپانیہ کی تسخیر کی خونی داستان میں اس سے زیادہ شرمناک کوئی واقعہ نہیں۔ **گالبیا** اور **لیوکلس** نے ثابت کردیا تھا کہ **روما** کا ترحم اور انصاف کس قسم کا ہے۔ ان دونوں نے روپیہ جمع کرلیا تھا اور جنگ بھی اپنے ذاتی نفع کی غرض سے کی تھی۔ جب یہ لوگ ہسپانیہ سے دفع ہوئے تو **روما** کی قوت کو انھوں نے بمقابلہ سابق کے ضعیف چھوڑا حالانکہ ان کی وجہ سے جان و مال کا بہت کچھ نقصان ہوا تھا۔ **لیوکلس** پر مقدمہ چلتا مگر اسکے ذی اثر دوستوں نے اُسے بچالیا۔ **گالبیا** پر مقدمہ چلایا گیا اور **کیٹو**[۱] نے بھی باوجود پیرانہ سالی اثبات جرم کی تائید کی۔ مگر اپنی دولت سے کام لے کر اور اپنے ننھے ننھے بچوں کی آہ و زاری سے **لوسی ٹانیوں** کا یہ قاتل بچ گیا اور پانچ سال کے بعد کانسل ہوا تھا۔

ویریاتھس

(۶۰۲) **گالبیا** کے قتل سے چند لوگ جو بچے اُن میں مغربی پہاڑوں کا ایک چرواہا **ویریاتھس** بھی تھا۔ اپنی جسمانی، اخلاقی اور دماغی خوبیوں کی وجہ سے اُس میں جوش پھیلانے اور قیادت کا مادہ موجود تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنے گرد و پیش ایسے محب وطن اشخاص کو جمع کرلیا جو جان پر کھیل گئے تھے اور جو بزور شمشیر آزادی حاصل کرنے کے لئے تیار تھے چار سال تک اس کی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا متعدد پریٹروں کو اس نے شکست دی یا قتل کردیا۔ **ویریاتھس** اور اُس کے آدمیوں کو رومیوں پر یہ فوقیت تھی کہ ان میں جوش زیادہ تھا نقل و حرکت وہ جلد کرتے تھے اور ملک اور اُس کی آب و ہوا سے خوب واقف تھے۔ اس فوقیت سے اُس نے خوب کام لیا اور اُسکو باقاعدہ لڑائیوں اور محاصروں میں ضائع نہیں کیا کہ اس میں وہ رومیوں کا ہمسر نہ تھا۔ اسکی تدبیریں یہ تھیں کہ وہ رومی فوج کے دستوں کو تہ تیغ کردیتا، کبھی اُنھیں کمین گاہ میں پھانس لیتا، رات کو رومی لشکروں پر شبخوں مارتا۔ ذرائع آمد و رفت منقطع کردیتا، رسد چھین لیتا اور اس طرح سے رومی سپہ سالاروں کو پریشان کرتا اور رومی سپاہیوں

[۱] کیٹو نے اس واقعہ کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے۔ لیوی ۳۹، ۴۰، ۱۲۔

کو پریشان اور سراسیمہ کر دیتا۔ رومی صوبے کی حدود میں بھی وہ پہنچ گیا تھا۔ اگر تمام رومی قبیلے بوقت واحد بغاوت کر دیتے تو ہسپانیہ کی تاریخ غالباً کچھ اور ہوتی مگر اس قسم کا تعاون ان سے ناممکن تھا، برخلاف اس کے آخری لڑائیوں میں ہسپانی سپاہی رومی فوجوں میں شریک تھے۔ ۱۵۴ ق م کے اختتام تک سینیٹ کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کوئی معمولی جھڑپ نہیں ہے بلکہ ایک اہم اور طویل جنگ ہے۔ مقدونیہ، یونان اور قرطاجنہ کے معاملات سے فراغت ہو چکی تھی اور اب موقع تھا کہ ہسپانیہ کے معاملات کا بھی مستقل تصفیہ ہو جائے۔ اس لیے حسب سابق انھوں نے اس ملک کو کانسل بھیجنے شروع کیے جن کے ہمرکاب پوری کانسلی فوجیں ہوتی تھیں آئندہ تیرہ سالوں کے سپہ سالار زیادہ تر روما کے بڑے بڑے خاندانوں کے افراد تھے جنھوں نے بطور کانسل یا پرو کانسل اس خدمت کو انجام دیا۔ نیومیڈیا کی امدادی فوجوں سے اس سے قبل دوسرے مقامات میں اور ہسپانیہ میں (۱۵۳ ق م) کام لیا گیا تھا اور اب ۱۴۲ اور ۱۴۱ ق م میں پھر کام کیا گیا لیکن واقعات کی رفتار ایسی نہ تھی جو روما کے لیے موجب فخر ہوتی البتہ استقلال کی وجہ سے اُسے بالآخر فتح ہوئی۔

(۶۰۳) ۱۴۵ ق م میں ک۔ فے بیس میکسی مس ایمی لیانس ہسپانیہ بعیدہ کا صوبہ دار ہوا۔ اُس نے اپنے باپ ایمی لیس پالس کی نگرانی میں فن جنگ میں مہارت حاصل کی تھی اور احتیاط سے کام لے کر اپنے نو آموز سپاہیوں کو ضبط فوجی سے پہلے آشنا کیا۔ جب اُس کی فوج ہر طرح سے قابل کار ہو گئی تو وہ آگے بڑھا اور چند شہروں پر قبضہ کر کے ویریاتھس کو فرار ہونے پر مجبور کیا جو اپنے اصول کے لحاظ سے لڑنا نہ چاہتا تھا۔ اُس نے موسم سرما جنوب میں بسر کیا۔ ویریاتھس اس اثنا میں شمال میں مصروف تھا اور اُس نے کیلٹ آئبیریوں کے چند قبیلوں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ یہ اس پریشان کن دہ سالہ جنگ (۱۴۳ تا ۱۳۳ ق م) کا پیش خیمہ تھا جو نیومانٹی جنگ کے نام سے موسوم ہے۔ مگر ہم پہلے ہسپانیہ بعیدہ کی جنگ کا حال بیان کریں گے اور نیومانٹیا کی طرف متوجہ ہوں گے۔ معلوم نہیں کہ ۱۴۳ ق م میں سپہ سالار کون تھا مگر اس معرکہ آرائی میں چند ابتدائی فتوحات کے بعد ناکامی ہوئی۔ ۱۴۲ ق م میں کانسل ک۔ فے بیس میکسی مس سروی لیانس یہاں

کائی پیو کی بدعہدی

قسمت آزمائی کے لیے آیا جو فے بیس ایمی لیانس کا تبنیت کی رو سے بھائی تھا۔ اسے بھی پہلے کامیابی ہوئی اور پھر سخت ہزیمت ہوئی۔ اس کی فوج ہمت ہار گئی اور بالآخر اسے پسپا ہونا پڑا۔ سنہ ۱۴۵ء میں جبکہ وہ پرو کانسل تھا اس نے ہسپانیہ کے اصلی صوبہ داروں کی روایات کے مطابق دس ہزار قیدیوں میں سے ۵۰۰ کو قتل کر دیا اور باقی کو فروخت کر دیا۔ اس کے بعد جبکہ وہ کسی مقام کے محاصرے میں مشغول تھا ویریاتھس نے اسے شکست دی اور اس کی شکست خوردہ فوج کو گھیر لیا۔ مگر اس فوج کو نیست و نابود کرنے کے بجائے اس نے اسے جانے دیا اور رومیوں نے ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے لوسی ٹانیا کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔ مگر اس ذلیل کن معاہدے کی تعمیل سے انھوں نے گریز کیا۔ سروی لیانس کا برادر اصلی ک۔ سروِلیس کائی پیو (سنہ ۱۴۰ تا ۱۳۳) اس کا جانشین ہوا۔ ویریاتھس کی فوج کسی وجہ سے کمزور پڑ گئی تھی۔ ممکن ہے کہ عہد نامۂ مذکور سے اس کے سپاہی منتشر ہو گئے ہوں جو مسلسل فوجی ملازمت کو پسند نہ کرتے ہوں گے۔ بہرحال کائی پیو نے اپنے قدم جمائے رکھے گو اپنی فوج کی ناراضی سے اسے سخت پریشانی تھی اور ایک دفعہ تو علانیہ بغاوت ہو گئی مگر وہ اس فکر میں تھا کہ کچھ نہ کچھ کر لے، اس لیے اس نے ویریاتھس سے نامہ و پیام شروع کیے۔ اس کی غرض در اصل یہ تھی کہ اپنے مخالف کے معتمد علیہ کارپردازوں کو ورغلائے۔ بالآخر اس قسم کے لوگ اسے مل گئے اور رشوت دینے کا وعدہ کر کے انھیں مدد دینے پر آمادہ کر لیا اور بالآخر ویریاتھس کو قتل کرا دیا۔ ایک روایت[۷۵] میں بیان کیا گیا ہے کہ اپنے اعلیٰ اصول کے لحاظ سے اس نے ان غداروں کو انعام موعودہ سے محروم رکھا۔ لوسی ٹانیوں نے اپنے قائد کا بہت ماتم کیا کیونکہ اب ان کی آزادی کی کوئی امید باقی نہ تھی۔ ایک نیا قائد منتخب ہوا مگر اسے شکست ہوئی۔ اس کے پیرو ہمت ہار گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ کائی پیو نے ان کے ساتھ ترحم کا برتاؤ کیا یعنی انھیں اتنی زمین دے دی کہ ان کی قوت بسری کے لیے کافی ہو۔ یہ روایت

[۷۵] پوٹروپیس ۴-۱۶۔ اور وسیلس ۵، ۴، ۱۴۔ اے پین ہسپانیہ ۷۴۔

مشکوک ہے کیونکہ اراضیات کے دیئے[1] کا سلسلہ ۱۳۸ ؁ میں **کائی پیو** کے جانشین **ڈ۔ جونیس بروٹس** نے شروع کیا۔ اُس نے وہ طرزِ عمل اختیار کیا جو لیگیوریا میں مفید ثابت ہوا تھا یعنی اُس نے ان مغربی لوگوں کو مشرقی ساحل پر آباد کرایا۔ **بروٹس** ہسپانیہ میں کئی سال تک مقیم تھا اور اس نے مغرب میں امن وامان قائم کیا۔ اب دسیوں کے ساتھ شفقت اور انسانیت کے برتاؤ کے آثار نظر آتے ہیں یعنی گراکس کا طرزِ عمل پھر اختیار کیا جاتا ہے۔ پروکانسل نے **لوسی ٹانیا** کے مستحکم مقامات پر قبضہ کر لیا جس سے دسیوں میں مقاومت کی قوت باقی نہ رہی مگر اب بے ضرورت قتل سے وہ باز رہا اور دشمن کے ساتھ اپنے عہد وپیمان کا پابند رہا۔ رفتہ رفتہ روما کا اثر پھر قائم ہو گیا۔ دسیوں کو معلوم ہو گیا کہ اگر وہ اطاعت قبول کر لیں تو جلادوں یا بردہ فروشوں کے سپرد نہ ہوں گے اس لیئے وہ رفتہ رفتہ مخالفت سے باز آئے۔ لیکن ان فتوحات کو مستحکم کرنے کے لیئے ابھی ایک معرکہ آرائی کی اور ضرورت تھی شمال ومغرب کے **کلاای کی یا گلاای کی** نے **لوسی ٹانیوں** کی مدد کی تھی اور **لیوی** کے حوالے سے **اوروسیس**[2] کا بیان ہے کہ اُن کی بڑی فوج جس میں ساٹھ ہزار آدمی تھے میدان جنگ میں موجود تھی۔ **بروٹس** نے انھیں شکست دی جس میں اُن کے ہزارہا آدمی ضائع ہوئے۔ معلوم نہیں کہ وہ **گلاکیا** کے ضلع میں خود داخل ہوا یا نہیں مگر رومیوں کی سیادت کسی نہ کسی طور پر غالباً تسلیم کر لی گئی یا کم از کم اس دور افتادہ ضلع پر رومیوں کو سیادت کا دعوے تھا؛

کیلٹ آئیبیریوں کی جنگ

(۴۰۶) اب ہم **کیلٹ آئیبیریوں** کی جنگ کا ذکر کریں گے جس کا مرکز **نیومان ٹیا** تھا اور جس کو روما کے صوبۂ ہسپانیۂ بعیدہ سے تعلق تھا ۱۴۳ تا ۱۳۳ ؁ تک۔ **کائی کے لیس میٹی لس** سپہ سالار تھا جس نے ۱۴۸ ؁ میں **مقدونیہ** کی بغاوت کو فرو کیا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بحالتِ مجموعی اُسے کامیابی ہوئی اور اُس کی

---

[1] **لیوی** خلاصہ ۵۵۔
[2] **اوروسیس** پنجم ۵، ۱۲۔ **لیوی** خلاصہ ۵۶۔

سپہ سالاری کی خصوصیت یہ تھی کہ دلیسیوں کے ساتھ شفقت کا سلوک ہوا اور ضبط فوجی پوری طور سے قایم تھا، مگر ایک روایت[1] ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو بہ حیثیت سلطنت کے ایک ملازم کے اس کا طرز عمل قابل تحسین نہ تھا کیونکہ اس نے اپنے جانشین سے ناراض ہونے کی وجہ سے قصداً ضبط فوجی میں نقص ڈال دیا۔ روایت ہے کہ اس کے جانشین کی۔ پام پیس نے کانسلی[2] ایک چال سے حاصل کی۔ اس نے سی پیو کے دوست کی۔ لائی لیس کی تائید کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جب اسے موقع ملا تو خود کانسل بن بیٹھا جسکی وجہ سے سی پیو اور اسکے احباب اسکے دشمن ہو گئے اور اس دشمنی کی وجہ سے اسے آگے چلکر خسارہ اٹھانا پڑا ممکن ہے کہ اس مستقل مزاج شخص کو جس نے اپنے خاندان کا شمار روما کے اونچے گھرانوں میں کرایا روما کے بعض افترا پردازوں نے بدنام کرنے کی کوشش کی ہو مگر کیلٹ آئبیریا کی معرکہ آرائیوں میں اسے ناکامی ضرور ہوئی اس جنگ کے متعلق جو روایات ہم تک پہونچی ہیں غیر معمولی طور پر مبہم ہیں مگر اسکی بدقسمتی میں تو کوئی شبہ نہیں اسنے بہت لوگوں کو قید کر لیا مگر ان ناہنجار ہسپانیوں نے خودکشی کر لی کیونکہ وہ غلام بننا نہ چاہتے تھے اور اس نقصان سے کانسل کی پریشانیوں میں اور اضافہ ہوا اس نے بہت سے دھاوے اور محاصرے کیئے مگر اس محنت سے کوئی نفع نہ ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنی تمام کوششیں نیومانٹیا کے محاصرے پر صرف کیں کیونکہ اسے امید تھی کہ اگر اس شہر پر قبضہ ہو گیا تو جنگ ختم ہو جائیگی مگر اس میں بھی کامیابی کے آثار نہ تھے اور اتنے میں ایک رومی کمیشن اسکے لشکر میں پہونچا جس سے معلوم ہوتا ہے سینیٹ کو اس پر اعتماد نہ تھا اسی زمانہ میں یہ بھی معلوم[3] ہوا کہ اس کے سپاہیوں میں سے اکثر ملازمت کی شش سالہ میعاد ہسپانیہ میں پوری کر چکے تھے۔ اور ان کو سبکدوش کرنے کے لئے نئے سپاہیوں کی ایک کھیپ بھیجی گئی۔ یہ کام پام پیس کے دوستوں کا نہ ہوگا۔

---

[1] والیریس میکسی مس ۸، ۳، ۱-۱ ے پین (ہسپانیہ ۲۶) کی روایت اسکے بالکل متضاد ہے ممکن ہے کہ ایک روایت کسی جانبدار مورخ سے ماخوذ ہو یا ممکن ہے کہ دونوں اسی قسم کی ہوں۔

[2] اقوال سی پیو خرد ۸ ، سسرو لائی لیس ۷۷۔

[3] اسے پین ہسپانیہ ۷۸۔

سنہ ۱۴۰۔۱۳۹ کے موسم سرما کو یہ نئے سپاہی برداشت نہ کر سکے اور دشمن سے ضعیف سی لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سپاہی اور افسر کام آتے تھے۔ یہ نوجوان افسر طبقہ امرا میں سے تھے جن کے انتقال سے روما میں ناراضی ضرور ہوئی ہوگی بالآخر اس نے اپنی فوج کو محاصرہ سے ہٹا لیا اور کمشنروں کو اپنے ساتھ لیکر دوسرے مقام پر موسم سرما بسر کرنے چلا گیا۔ مگر اس نے نیومانٹیا والوں سے صلح کر لی اور ایسی شرائط پر[1] جس کی توثیق کی روما میں امید نہ ہو سکتی تھی اس کے بعد جب م۔ پوپی لیس لائی ناس (سنہ ۱۳۹۔۱۳۸) اس کو سبکدوش کرنے آیا تو اس نے اپنے فعل سے خود بیزاری ظاہر کی اہل نیومانٹیا معترض ہوئے کیونکہ انھوں نے معاہدہ پر پورے طور سے عمل کیا تھا اور تاوان جنگ تک ادا کر دیا تھا۔ اسلئے لائی ناس نے اس معاملہ کو سینیٹ میں پیش کر دیا جس کا حشر حسب معمول ہوا سینیٹ چاہتی تھی کہ نیومانٹیا کا قلع قمع کر دیا جائے اس لئے اس نے معاہدہ کی پروانہ کی اور پامپیس بھی اس سے منکر ہو گیا تھا۔ مگر پامپیس نے دروغ گوئی سے کام لیا تھا۔ اور سینیٹ اس سے واقف تھی پامپیس نے سینیٹ کی طرف سے معاہدہ کی پابندی کا حلف اٹھایا تھا۔ اس لئے اب یہ سوال درپیش تھا کہ معاہدہ کی پابندی بھی نہو اور سینیٹ سے کوئی ایسا فعل نہو جو خدا کو ناگوار ہو اس لئے سینیٹ نے مجلس عامہ میں یہ تحریک پیش کرائی کہ پامپیس دشمن کے سپرد کر دیا جائے۔ مگر اس کے بھی طرفدار موجود تھے اور غالباً اثر ہی ہیونوں کی مدد سے تحریک نامنظور ہوئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سال آئندہ میں اسپر استحصال بالجبر کا مقدمہ قائم ہوا مگر اس سے بھی بچ گیا کیونکہ سربرآوردہ امرا کے حسد یا اخلاقی اصول پر اسے قربان کرنا مناسب نہ خیال کیا گیا۔

(۵۔۶) پائی لیس کے نامۂ اعمال میں کم از کم ایک ہزیمت درج ہے اور ممکن ہے کہ ان کی تعداد زیادہ ہو ہسپانیہ کی ملازمت سے لوگ نالاں ہو رہے تھے اس کا ثبوت سنہ ۱۳۸ کے ایک واقعہ سے[2] ہوتا ہے روما میں مخالف سیاسی

[1] لیوی خلاصہ ۵۴ ، ۵۵۔ اے پیین ہسپانیہ ۷۹۔
[2] لیوی خلاصہ ۵۵۔

جماعتیں پیدا ہو رہی تھیں اور اس سال کے ٹری بیون امرا کی بد انتظامی اور مغربی جنگ کی بدنامی سے بیزار ہو گئے ایک شخص ان کے سامنے پیش ہوا جو ہسپانیہ کی فوج سے بھاگ گیا تھا تذلیل کی غرض سے اس کے تازیانے لگائے گئے اور کم قیمت پر فروخت کر دیا گیا۔ اگر وہ رومی شہری تھا۔ تو اس سزا سے حق شہریت سے بھی محروم ہو گیا مگر ہم تیقن کے ساتھ نہیں کہہ سکتے اس روایت کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ٹری بیون اس سال کی جنگی بھرتی میں بھی مداخلت کر رہے تھے۔ انکا دعویٰ یہ تھا کہ اگر وہ چاہیں ان میں سے ہر ایک دس آدمیوں کو مستثنیٰ کرا سکتا تھا یعنی اس طور سے کل سو آدمی بچ جاتے۔ ٹری بیونوں نے فی الحقیقت دخل دیا کیونکہ وہ نہیں چاہیئے تھے کہ ان کے دوست ہسپانیہ جائیں۔ یہ حق غالباً جس سے کام لینے کا کہیں اور ذکر نہیں غالباً اس زمانہ کا باقی ماندہ ہے جب کہ خدمت ٹری بیونی اوائل میں زور پر تھی اور یہ ہر معاملہ میں دست اندازی کرتی تھی کانسلوں نے اس حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اس لئے جیسا کہ ۱۵۱ ق م میں ہوا تھا ٹری بیونوں نے انھیں قید کر دیا یہ روایت لیوی کے خلاصہ میں درج ہے اس لئے نہ تو تفصیلی امور معلوم ہو سکتے ہیں نہ یہ معلوم ہوتا کہ اس نزاع کا تصفیہ کس طرح ہوا اگر اس زمانہ میں کانسلوں اور ٹری بیونوں کے درمیان دوسرے معاملوں میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے تھے اور یہ اس آئندہ جد و جہد کے آثار تھے جو امرا کی حکمران جماعت (Optimates) اور قوم کے نمائندوں (Populores) کے درمیان پیدا ہونے والے تھے عہد آیندہ کو تاریخ میں اسی نزاع کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے۔

نیومانشیا (۶۰۶) ۱۳۷ ق م میں رومیوں کی نااہلی کا پھر ثبوت ہوا اور ۱۳۶ ق م میں انکی عیاری اور ریاکاری کی ایک نادر مثال کا ذکر آتا ہے کانسل کے اس ٹی لیس مان کی نس جب ہسپانیہ روانہ ہوا تو شگون اچھے نہ تھے۔ فوج کی حالت خراب تھی سرگرم نیومانشیوں کو چھوٹے چھوٹے مقابلوں میں کامیابی ہو رہی تھی اور یہ بھی خبر تھی کہ ان کی مدد کے لئے ایک فوج آ رہی تھی۔ رومیوں نے کوشش کی اپنی محاصرہ کن فوج کو

---

۱ والیریس میکسیمس سوم ۷،۴۔ جیسا کہ لانگ نے بتایا ہے یہ روایت بالکل مختلف ہے اس روایت سے جو اس سے قبل لیوی کی (خلاصہ ۵۵) کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے۔

چکے سے ہالیں مگر اس کی دشمن کو خبر ہو گئی۔ رومیوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مگر چار ہزار ہسپانیوں نے ان کا تعاقب کر کے اثناء کوچ میں انھیں بہت پریشان کیا اور بالآخر انھیں گھیر لیا اپنی گرسنہ اور بے بس فوج کو بچانے کے لئے مان کی نس نے صلح کی درخواست کی۔ نیو مانٹیوں کا پلہ اس وقت بھاری تھا اور اگر وہ چاہتے تو رومی فوج کا قلع قمع کر سکتے تھے مگر روما کے انتظام سے وہ ڈرتے تھے کیونکہ دیریارتھس مر چکا تھا اور جنوب میں روما کا تسلط جم گیا تھا اور مغرب میں بروٹس کو فتوحات حاصل ہو رہی تھیں مگر رومیوں کی سابقہ بدعہدی کے لحاظ سے یہ لوگ مان کی نس ایسے معمولی رومی صوبہ دار کے قول و فعل پر بھروسا نہ کر سکتے تھے۔ مگر انھیں معلوم تھا کہ ٹائبیریس سیمپرونیس گراکس اگراکس کا بیٹا جو ۴۲ سال قبل صوبہ دار تھا) اس فوج میں کویسٹر کے عہدے پر ہے اس نوجوان افسر[۱] کے توسط سے انھوں نے نامہ و پیام کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور بالآخر معاہدہ ہوا جس میں رومی فوج کی جاں بخشی کے عوض میں نیو مانٹیا کی آزادی تسلیم کر لی گئی۔ مان کی نس نے روما کی طرف سے حلف اٹھایا مگر نیو مانٹیوں کو بھروسا نوجوان کویسٹر کے قول پر تھا جس کے ساتھ وہ حد درجہ شفقت سے پیش آئے اس اثنا میں اس کارروائی کی اطلاع روما کو کی گئی دوسرا کانسل ام ایمی لیس لیپی ڈس مان کی نس کو سبکدوش کرنے کے لئے روانہ کیا گیا مگر اس کی کارروائیوں کا ذکر نہایت مبہم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بے صبرا تھا اور بجائے اس کے احتیاط سے کام لینا اس نے حصول شہرت کے لئے قبیلہ واکائی سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور کافی رسد کے بغیر پالانٹیا کا محاصرہ کر لیا۔ اس کی فوج کی تعداد گرسنگی اور امراض سے کم ہو رہی تھی اور ان کو وہاں سے ہٹانے میں اسے سخت ہزیمت ہوئی۔ اسے واپس بلا کر سزا دی گئی۔ مان کی نس کے معاہدہ پر بھی بحث کی گئی اور سینیٹ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۳۶ ؁ کے کانسلوں کو ہدایت کی گئی کہ مجلس عامہ میں اس کی تنسیخ کے لئے تحریک پیش کریں اور یہ رائے دیں کہ معاہدہ جن شخصوں نے کیا

[۱] پلوٹارک ٹائی بے ریس۔ گراکس پر ہوائڈبن کا نوٹ۔

وہ دشمن کے سپرد کر دیئے جائیں۔ ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ اس معاہدہ کی تائید کے لئے گراکس نے بھی حلف اٹھایا اس لئے وہ بھی زد میں آتا تھا۔ مگر سی پیو کی مدد سے بچ گیا۔ بہر کیف یہ طے ہوا کہ سارا الزام مان کی نس کے سر ڈالا جائے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے خود اس تحریک کی تائید کی۔ اس لئے وہ نیئے کانسل پب لیو ریس فلس کی نگرانی میں ہسپانیہ بھیجدیا گیا اس کا بالائی لباس نکال لیا گیا۔ اور ایک مذہبی عہدہ دار اس کے ہاتھ پاؤں باندھکر نیومانٹیا کے باہر چھوڑ آیا تاکہ دشمن اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ دن بھر وہ اس ہیئت گدائی کے ساتھ دونوں فوجوں کے بیچ میں بیٹھا رہا مگر بالآخر رومی اسے واپس لائے اور مذہبی موانع کے متعلق کوئی نہ کوئی حیلۂ شرعی پیدا کر لیا گیا سیسرو اور دوسرے مصنف مان کی نس کا اکثر ذکر کرتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ زمانہ مابعد کے رومی اپنے آباد اجداد کے اس فعل کو جایز خیال نہیں کرتے تھے اس کے حق شہریت کے زائل ہونے پر بھی بہت کچھ بحث ہوئی مگر بالآخر ایک خاص قانون کے ذریعہ سے یہ حق بحال کر دیا اس کا معاملہ درحقیقت ایک نظیر ہو گیا جس کا حوالہ حق شہریت (Civites) کے تحت میں اکثر آتا ہے۔

سی پیو (۶۰۷) فلس (۱۳۶ئہ) اور اس کے جانشین ک۔ کیالپر نس پسو کو بھی نیومانٹیا کی جنگ میں کوئی کامیابی نہ ہوئی اور ان کی ناکامی یقیناً فوج کی ابتر حالت کی وجہ سے تھی۔ حالیہ صوبہ داری کے تحت میں ضبط فوجی باقی نہ رہا تھا۔ اور ان میں یہ اہلیت بھی نہ تھی کہ اسے بحال کریں۔ روما میں بھی ان شرمناک بدانتظامیوں سے سخت ناراضی پھیل گئی تھی۔ صرف ایک ہی آدمی یعنی سی پیو ایمی لیانس تھا۔ جس پر سب کو اعتماد تھا۔ چند سال قبل جب کہ تیسری فنیقی جنگ کا رخ روما کے خلاف تھا اسی کو یہ بھیجا گیا تھا کہ اپنے پیش روؤں کی ناکامیوں کے بجائے فتح کے آثار پیدا کرے اس وقت بھی اس کو مقرر کرنے کے لئے عمر کی شرط اڑا دی گئی تھی اور اب اسکے تقرر میں یہ امر حائل تھا۔ کہ دوبارہ انتخاب ممنوع تھا مگر کسی خاص قاعدے کے

نفاذ سے اسے مستثنیٰ کر دیا گیا اس کے بعد بغیر امیدوار ہونے کے سے کانسل مقرر کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ ہسپانیہ کے معاملہ کا قطعی تصفیہ کر دے سی پیو نے معمولی طریقہ سے سپاہی بھرتی نہ کئے اسکی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ سینیٹ مانع ہوئی ہو کیونکہ سسلی کے غلاموں کی جنگ کی وجہ سے وہ پریشان ہو یا سی پیو نے خود ہی محسوس کر لیا ہو کہ میدان جنگ میں اچھے سپاہیوں کی ضرورت ہے نہ کہ ایک جم غفیر کی۔ ۳۰۰۰ رضا کار حلیف بادشاہوں اور سلطنتوں نے بھیجے۔ یہ غالباً منتخب لوگ ہونگے اس کے علاوہ ۵۰۰ آدمیوں کا ایک چیدہ دستہ تھا جس میں اس کے دوست اور متوسل شریک تھے یہ ایک خانگی یا ذاتی فوج تھی اور ان کا تعلق سی پیو سے ذاتی تھا۔ جو فریضہ سی پیو کے سپرد ہوا تھا خوشگوار نہ تھا۔ اس لئے اس کی ذاتی حفاظت کے لئے اس دستہ کی ضرورت تھی یہ واقعہ نہایت اہم ہے کیونکہ یہی دستہ پرٹیوری فوج اور شہنشاہی گارڈ کا پیش خیمہ ہوا۔ سی پیو میدان جنگ میں فوراً پہونچ گیا اور فوج کی اصلاح کی تدبیریں شروع کر دیں کاہلی تساہل انکاری، عیاشی آوارگی اور حکم عدولی سے یہ فوج محض بیکار لوگوں کا مجموعہ ہو گئی تھی غیر ضروری جانوروں کو اس نے فروخت کر دیا اور سپاہیوں کو مجبور کیا کہ اپنا سامان اپنی پیٹھ پر لادیں۔ سامان عیش کے فروخت کرنے والے نجومی اور دوسرے لوگ جو لشکر پر منڈلاتے تھے فوج سے خارج کر دیے گئے ان میں دو ہزار عورتیں بھی تھیں جو فوج سے دور کر دی گئیں۔ سابقہ عیاشی کے تمام اسباب کو دور کر کے اس نے اپنے سپاہیوں کو تکالیف کے برداشت کرنے اور فرماں برداری کی تعلیم دینی شروع کی تاکہ وہ میدان جنگ کی فوجی کارروائیوں سے پورے طور سے واقف ہو جائیں اصلی معرکہ آرائی جو واکائی کی سرزمین میں ہوئی کوئی اہمیت نہیں رکھتی مگر امر قابل لحاظ یہ ہے کہ اسکے سپاہی درحقیقت سپاہی ہو گئے اور انھیں معلوم ہو گیا کہ فوجی طریقہ سے کوچ کس طرح کرنا چاہیئے احتیاط اور ضابطہ کے ساتھ جاسوسی کیسے ہوتی ہے اور رسد کس طرح جمع ہوتی ہے روما کی فوجی روایت کے متعلق خیمہ گاہوں کے تیار کرنے اور تلوار اور نیزے کے ساتھ ساتھ کدالی اور پھاوڑے سے بھی کام لینا سیکھ گئے۔ اپنی فوج کی پوری اصلاح کر کے وہ انھیں نیومانٹیا کے محاصرہ کے لئے لے گیا اور شہر کے ارد گرد دیواریں بنانی شروع کیں تاکہ وہ ارد گرد کے ملک سے بالکل علیحدہ ہو جائے اس کا قصد تھا کہ رسد کے نہ پہونچنے سے

ا۔ لیوی خلاصہ ۵۶۔

وہ فتح ہو جائے یہ شہر اپنے موقع کے لحاظ سے بہت مستحکم تھا اور یہاں کے لوگ اپنی جان پر کھیل گئے تھے سی پیو نے پہلے ہی سے لڑائیوں کو روک دیا تاکہ محصور شہر کے لوگوں کی تعداد کم کرنے میں اس کی فوج کا خون ضایع نہ ہو۔ اس نے یہ تدبیر بھی کی کہ ندی کی راہ سے بھی محصورین کو رسد نہ پہونچے اور اس غرض سے اس نے ایک باڑھ بنا دی جس سے نہ تو کشتیاں نہ تو تیرنے والے گزر سکتے تھے۔ حلیف ہسپانی قبیلوں سے کمک منگائی گئی اور محاصرہ کن فوج کے درمیان مقرر کر دی گئی۔ قلعے بنائے گئے جن میں اس زمانہ کے منجنیق کے آلات مہیا کئے گئے تھے اشاروں (سگنل) کے طریقہ کو مکمل کر لیا گیا تاکہ جہاں ضرورت ہو محفوظ فوج پہونچ جائے۔ سی پیو کی فوج میں ساٹھ ہزار آدمی تھے اور محصورین کی تعداد اس کی ¼ تھی۔

سی پیو کے عہدہ داران

(۶۰۸) ۱۳۴ء کے اختتام کے قبل محاصرہ بالکل مکمل ہو گیا اور شہر بالکل اس کی زد میں تھا ہسپانیہ کے ایک مستحکم مقام کا محاصرہ فی نفسہ اہم نہ تھا مگر حالات زمانہ کے لحاظ سے اسے اہمیت حاصل تھی۔ کیونکہ جزیرہ نمائے ہسپانیہ کی آئندہ قسمت کا فیصلہ اس ایک شہر پر تھا جس نے روما کے مقابلہ پر کمر باندھی تھی۔ سی پیو نے اپنے باپ پالس کی طرح متعدد قابل ذکر اشخاص کو جمع کر لیا تھا۔ اس کا بھتیجا میس امی لیانس اس کا نائب تھا فوجی ٹربیونوں میں سیم پرونیس اے سی لیو اور پب۔ روٹی لیس اوفس تھے جنھوں نے نیومانٹیا کی جنگ کی تاریخ لکھی ہے روفس فن سپہگری میں طاق تھا اس زمانہ میں اس کی ایمانداری قابل لحاظ ہے اور اسی کی وجہ سے اسے اپنی آخری عمر میں نقصان اٹھانا پڑا سواروں میں آر پی نم کا ایک نوجوان گایس میریس فن سپہگری میں طاق تھا۔ بیان[1] کیا گیا ہے کہ سی پیو اس کی آئندہ عظمت کو تاڑ گیا تھا اور اس کی عزت افزائی کی۔ سی پیو کا بڑا برادر نسبتی نامی پرایس سیم پرونیس گراکس جس نے قرطاجنہ کے محاصرہ اور حال میں ہسپانیہ میں شہرت حاصل کی تھی روما میں کسی سیاسی کام کی وجہ سے رک گیا تھا مگر اس کا چھوٹا بھائی گایس جس کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال تھی اس فوج میں

[1] پلوٹارک میریس ۳۔

موجودگی اور نام حاصل کیا پالی بیس نے اس جنگ کی علیحدہ تاریخ لکھی ہے اور اغلب ہے کہ اپنے مربی اور شاگرد کے ساتھ وہ بھی تھا ان لوگوں میں ایک شخص اور بھی تھا جو ان سے بالکل مختلف تھا مگر اس کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے یہ ایک نیومیڈیا کا ایک نوجوان تھا جو اس ملک کے کسی شہزادے کا حرامی بیٹا تھا جس کا حال ہی میں انتقال ہوا تھا اس کا چچا اس کی سرگرمی اور اولوالعزمی سے خائف تھا۔ اس لئے اس نے اس نوجوان کو اپنی امدادی فوج کا سردار بنا کر اس امید سے بھیج دیا تھا کہ کسی مہم میں کام آئیگا اور اسے پریشان نہ کرسکیگا۔ مگر وہ تمام خطروں سے بچتا رہا اور جنگ میں تجربہ اور شہرت حاصل کی سی پیو اس کی قابلیت کو تاڑ گیا تھا اور اس سے ایسے موقعوں پر کام لیا جہاں مردانگی اور فراست کی ضرورت تھی متواتر کامیابیوں سے اس کی اہلیت ثابت ہوگئی اور لشکر میں وہ ہر دل عزیز ہوگیا رفتہ رفتہ وہ عہدہ داروں کا ہم نوالہ وہم پیالہ ہوگیا جو روما کے اعلےٰ خاندانوں کے چشم وچراغ تھے۔ ان کی بے تکلفی کی گفتگو سے اسے معلوم ہوگیا روما کی عظیم الشان جمہوریہ میں انحطاط کے آثار پیدا ہوگئے ہیں اس کی سیاسی حالت سقیم ہے ریاکاری بڑھتی جاتی اور اس کے معزز ترین سرغنوں میں حرص اور بے ایمانی کا مادہ موجود ہے ان سب باتوں کو وہ خوب سمجھ گیا ہوگا بلکہ ممکن ہے کہ وہ سمجھا ہو کہ اس کا زوال قریب ہے ان امور کے اہم نتائج اس کی آخری عمر میں پیدا ہوئے یہ نوجوان جگرتھا تھا۔

(۶.۹) روما کے سب امیر بے ایمان نہ تھے اس کا ثبوت سپہ سالار سی پیو کے ایک واقعہ سے ہوتا ہے۔ روایت[۲] ہے کہ شام کا بادشاہ انٹیوکس ہفتم نے جو روما میں رسوخ پیدا کرنا چاہتا تھا سی پیو کو ایک نہایت قیمتی تحفہ بھیجا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ رومی بھی مشرقی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور اس کا خیال صحیح تھا کیونکہ اکثر رومی سپہ سالار اس قسم کے تحفے چپکے سے لیلیتے تھے۔ سی پیو نے علےالاعلان اس تحفے کو قبول کرلیا اور اپنے کوئیسٹر کو حکم دیا کہ اسے حساب میں لکھ لے اس کے ساتھ ہی اس نے اعلان کردیا

...نا پیو اطاعت
...ول کرتا ہے

(۱) سلیسٹ جگرتھا۔ ۶۔ ۹۔

(۲) لیوی خلاصہ ۵۷۔

کہ اس رقم سے بہادروں کو انعام دیے جائینگے نیومانٹیا کے لوگ اب بھی رومی فوج پر حملہ کردیتے تھے اور ایک دفعہ اس میں گھس کے باہر نکل گئے۔ بالاخر گرسنگی نے انھیں اطاعت پر مجبور کردیا مگر سی پیو نے نامہ وپیام سے انکار کر کے انھیں بلاشرط اطاعت قبول کرنے پر مجبور کرنا چاہا یہ سنکر انھوں نے تامل کیا اور کچھ روز تک چمڑے کے ٹکڑے کھا کر بسر کی اور بالاخر ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انھوں نے غلامی سے بچنے کے لئے ایک دوسرے کا خاتمہ کردیا یا رومیوں کی صفوں پر دیوانہ وار حملہ کر کے اپنے آپ کو بے رحم رومی بردہ فروشوں کے قابو میں کردیا شہر کا سقوط پندرہ ماہ کے بعد عمل میں آیا اور اس کو اس طرح برباد اور ویران کردیا گیا کہ یہ نہیں معلوم کہ اس کا موقع کہاں تھا۔

اس شہر کا جو حشر ہوا اس سے ہسپانوی قبیلوں نے سبق حاصل کیا یعنی روما کی سیادت تسلیم کرلی گئی اور بغاوتوں کا سلسلہ بند ہوگیا چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہوتی رہیں اور شمال کا حصہ آگسٹس کے زمانہ تک فتح نہ ہوا مگر جنگ اس کے بعد صرف ایک ہوئی یعنی سرٹوریس کی مگر اسے بھی اطالیہ کی خانہ جنگی کا ایک جزو کہنا چاہیئے اس ملک کے معاملات کا تصفیہ بھی حسب دستور ایک کمیشن نے کیا۔ محاصل کے وصول کرنے میں یہ اصلاح کی گئی کہ خراج کی ایک معین[ل] رقم مقرر کردی گئی اور وصول کنندگان محاصل کی بے عنوانیوں اور محاصل کے غیر معین ہونے سے جو ناراضی پیدا ہوئی تھی وہ زائل ہوگئی سٹرکوں کے بننے سے اندرون ملک کے اضلاع سے ذرائع آمد ورفت قائم ہوگئے اور چونکہ ہسپانیہ کا کوئی خاص تمدن نہ تھا اس لئے روما کا تمدن مروج ہوگیا اور یہ ملک رفتہ رفتہ فتح ہوگیا محافظ فوجوں کے اردگرد اطالوی مستعمر آباد ہوگئے اور رومی سرمایہ داروں نے معادن کو ترقی دی دیسی ہسپانیوں میں رومی تمدن پھیل گیا اور جو ہسپانوی سپاہی رومی فوجوں میں ملازمت کرنے کے بعد واپس ہوتے تھے ان کے ذریعہ سے رومی تمدن کے پھیلنے میں اور بھی مدد ملی۔ زمانہ مابعد میں روما کے کسی صوبہ میں رومی تمدن کو اتنا فروغ نہ ہوا جتنا کہ ہسپانیہ میں اور وہی سب سے زیادہ خوش حال بھی تھا بروٹس اور سی پیو کی مستحسن خدمات نے اس ملک کی تسخیر کو مکمل کردیا جس میں جان ومال کا بہت نقصان ہوا۔ اور جس میں

ل Stipendium سسرو In verr سوم ۱۲۔

سرگرمی سے کام نہیں لیا گیا تھا۔

شمال کے سرحدی ممالک

(۲۱۰) اب ہم شمالی اطالیہ (گال این رد ئے آلپ و لیگیوریا) اور اس پاس کے ممالک کے واقعات کو اختصار کے ساتھ بیان کرینگے ہمارے معلومات کے ذرائع نہایت محدود ہیں مگر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قومیں متفاوت سے باز آکر روما کی سیادت قبول کرتی جاتی تھیں بعض اوقات چھوٹی چھوٹی بغاوتیں ہو جایا کرتی تھیں جن سے ان ممالک میں رومی تسلط کے قائم ہونے میں کچھ رکاوٹ ہوتی تھی سنہ ۱۶۳ء میں کریسکا میں ایک بغاوت ہوئی جو فرو کردی گئی سنہ ۱۶۰ء میں ایک کانسل لیگیوریوں کی نگرانی پر مقرر تھا۔ سنہ ۱۵۹ء میں ایک کانسل نے ایک پائی قبیلہ کی سرکوبی کی اور سنہ ۱۵۵ء میں یہی ہوا۔ اس کے بعد اطالیہ کی جغرافیائی حدود کے باہر مشرق اور مغرب میں معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے کیونکہ اطالیہ کے سواحل کو محفوظ رکھنے کے لیے روما پر لازم تھا کہ ایک طرف تو ایڈریاٹک میں امن وامان قائم رکھے اور دوسری طرف اپنے قدیم اور مفید حلیف مسالیہ کی مدد کرے پہلی ضرورت کے لحاظ سے ڈال ماشیا پر حملہ کیا اور دوسری کی وجہ سے گال آن ردے آلپ میں رومی فوجیں پہونچیں سنہ ۱۵۶ء میں ایک کانسل نے اہل ڈال ماشیا پر حملہ کیا ان وحشیوں نے اہل الیریا پر یورش کی تھی جو روما کے زیر حفاظت تھے اس کی سزا دینے کے لئے کانسل نے اہل ڈال ماشیا پر حملہ کردیا پہلے تو اسے ہزیمت ہوئی مگر پھر کامیابی ہوئی سنہ ۱۵۵ء میں کانسل پب۔ کارنی لیس سی پیو ناسی کا نے ان کی قوت توڑدی اور ان کے مستحکم مقام ڈیل می نیم اور غالباً دوسرے مقامات پر بھی قبضہ کرلیا۔ قیدیوں کو اس نے غلام بناکر بیچ دیا جنگ کے اس نتیجے کی وجہ سے اہل ڈال ماشیا کچھ روز کے لئے ساکت رہے روما نے اس ملک پر قبضہ نہیں کیا مگر بحیرہ ایڈریاٹک کے سواحل پر اپنی سیادت اس نے تسلیم کرادی۔ مسالیہ کو اس وقت مدد کی ضرورت تھی اس قدیم اور دولتمند یونانی نوآبادی کے قبضہ میں ساحل کا وہ حصہ تھا جو اب فرانسیسی رویئرا کے نام سے مشہور ہے یہ ایک تنگ خطہ ملک ہے

لہ لیوی خلاصہ دہاسے مین الیریا۔

جو پہاڑوں اور سمندر کے بیچ میں ہے - اِس زرخیز ضلع میں مسالیوں کے قصبے اور گاؤں تھے - اون کے عقب کے پہاڑوں کے بعض لیگیوری پہاڑیوں نے اینٹی پولیس اور نکا ایا کے شہروں کو لوٹ لیا یا کم از کم پریشان کیا۔ ۱۵۴ سنہ کے کانسل کے او پی میئس نے انکی دو جماعتوں کا مقابلہ کر کے اونھیں خوب سزا دی - یہ سختی نا واجب نہ تھی کیونکہ انھوں نے نہ صرف رومی حلیفوں پر یورش کی تھی بلکہ رومی کمشنروں کے ساتھ بھی بدسلوکی کی تھی اس نے مجرم قبیلوں کے ہتھیار چھین لئے اور اون کا کچھ علاقہ ضبط کر کے مسالیوں کے سپرد کر دیا - اس نے قبیلوں سے کفیل لیکر مسالیہ کے سپرد کر دیے تاکہ روما کو زحمت نہ ہو یہ چھوٹی سی جنگ حسن انتظام سے خوش اسلوبی سے ختم ہو گئی اور اس پہاڑی ملک میں پھر امن ہو گیا - اس جنگ کے بعد ایک سڑک بنائی گئی جو اس خطے کے وسط میں سے گزرتی تھی ۱۴۸ سنہ کے کانسل اسپوریس پوسٹو میس البنی لس نے سڑک پوسٹو میا بنائی جو جینوا کے ساحل سے گال این روئے آلپ کی طرف گئی ہے اور پھر وہاں سے پلاکین ٹیا اور کری مونیا ہوتی ہوئی ویرونا پہونچی ہے - اس مفید سڑک کے بن جانے سے رومی فوجوں کے لئے آسانی ہو گئی کہ پو ندی کے ضلع سے جنوب کی طرف یا دوسرے کسی جانب پیش قدمی کریں - ۱۴۳ سنہ میں کانسل اے پییس کلاڈیلیس پلچر اس فکر میں تھا کہ شہرت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نکالے کیونکہ ہسپانیہ کی جنگ پر اسکا شریک عہدہ مقرر ہوا تھا اسکے صوبہ اطالیہ بشمول گال این روئے آلپ میں کوہ آلپ کی وادیوں کے باشندوں پر حملہ کرنے کے علاوہ کوئی اور موقعہ نہ تھا شمال مغرب میں ڈوریا (ڈورا بالٹیا) ندی کے کنارے سلاسی کا قبیلہ آباد تھا - اس سے اور ندی کے دوسرے کنارے کے لوگوں سے پانی کے متعلق نزاع تھی جسکی ضرورت سونا دھونے کیلئے تھی - کلاڈییس کو ہدایت کی گئی تھی کہ اِس نزاع کا تصفیہ کر دے مگر اس نے تلوار اور آتش زنی سے کام لیا - پہلے تو اسے

۱ لیوی خلاصہ ۴۷ - پالی بیس ۳۳ ' ۷ - ۱۱ -
۲ ٹیسی ٹس - تاریخ سوم ۲۱ فقرہ ۲۰۸ کتبہ -
۳ اسٹرابو چہارم ۶ - ۷ صفحہ ۵ - ششم ۱' ۱۲ صفحہ ۳۱ - پلینی تاریخ ۲۱ - ۴۳ ' ۷۸

ہزیمت ہوئی مگر پھر فتح ہوئی جس کی بنا پر اس نے جشن فتح منانا چاہا جو اسکا اصلی مدعا تھا۔ اسکی یہ درخواست رد کر دی گئی مگر خاندان کلاڈیس کے افراد بھی عجیب نامعقول واقع ہوئے تھے۔ اس نے کسی نہ کسی طرح خود اپنے خرچہ سے جشن فتح منایا ایک ٹریبیون نے جو اسکی اس حرکت سے ناراض ہو گیا تھا اسے رتھ پر سے گھسیٹنا چاہا مگر اسکی بیٹی جو ویسٹل کنواری تھی کلاڈیس اور ٹریبیون کے درمیان آگئی اور اپنے باپ کو بچا لیا۔ قصہ تو یہی ہے۔ ممکن ہے کہ بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہو مگر سراسر غلط نہ ہوگا اس قصہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ نظام درست نہ تھا جبکی وجہ سے گال این رے آلپ اطالیہ کا ایک ضمیمہ خیال کیا جاتا تھا۔ اس کو باضابطہ صوبہ نہیں بنایا گیا گو اس کے باشندے درحقیقت غیر اطالوی تھے۔ مگر آلپ کے قبیلوں کی یورشوں کی وجہ سے وہاں کچھ سپاہیوں کا رہنا ضروری تھا اس لئے اگر کوئی کانسل بلا محنت شہرت حاصل کرنے کی ہوس رکھتا تو اسکے لئے کافی موقع تھا۔[1]

(۱۱۱)۔ اس عہد کے آغاز میں روما کے صرف چار مقبوضہ صوبے تھے یعنی (۱) سسلی (۲) سارڈینیا مع کرسیکا (۳) ہسپانیہ قریبہ (۴) ہسپانیہ بعیدہ یہ صوبے یا تو قرطاجنہ سے لئے گئے تھے یا اوسکی پیش قدمی روکنے کے لئے اُن پر قبضہ کیا گیا تھا۔ اس باب میں ہم نے تین نئے صوبوں کے اضافہ کا ذکر کیا ہے یعنی (۵) افریقیہ، قرطاجنہ کا اصلی صوبہ جس کو رومیوں نے مجبوراً فتح کیا اور اپنی حکومت میں شامل کر لیا (۶) مقدونیہ۔ اس کا الحاق ضروری تھا۔ اور اس وقت عمل میں آیا جب کہ دوسری تدبیر کارگر نہ ثابت ہوئی۔ (۷) ایشیا جس کا تعلق عہد مابعد سے ہے الیریکم کی حالت مشتبہ ہے ۵۹ءمیں وہ صوبے کا درجہ حاصل کر چکا تھا مگر ٹھیک سنہ معلوم نہیں مگر ۱۴۶ء کے بعد ہوگا۔ پرسیس اور گینٹیس کی سلطنتوں کی قطع و برید ایک ہی اصول پر ہوئی تھی۔ مقدونیہ میں نیا نظام نہ چل سکا اور وہ صوبہ بنا لیا گیا۔ الیریا میں یہ نظام زیادہ کامیاب ہوا کیونکہ ان میں وحدت قومی نہ تھی۔ روما کے صوبے

[1] ڈائیون کیسیس قطعہ ۷۴ سسرو Pro caelio ۳۴۔ سوئیٹونیس ٹائبیرس ۲۔ والیریس میکسیمس پنجم ۴، ۶ اور روسیس پنجم ۴، ۷ (اس نے غالباً لیوی ۵۳ سے نقل کی ہے۔

اہل الیریا فی الوقت اپنا مقررہ خراج بروقت دیا کرتے تھے اس لئے روما نے ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کی سنیٹ خود صوبہ جات کے الحاق کو ناپسند کرتی تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ دور دراز صوبوں کے صوبہ داروں کو قابو میں رکھنے میں سخت وقت ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ کیٹو اور قدامت پسند روحی جماعت، کا اثر بھی تھا۔ جو غیر رومی رسوم اور خیالات کو ناپسند کرتی تھی۔ کسی ملک کو صوبہ بنانے میں اسکی دولت یا افلاس کا خیال زیادہ تر ہوتا تھا۔ غیر متمدن مگر جری الیری قوم کے پہاڑی ملک سے کسی نفع کی امید نہ تھی اور ہسپانیہ کی جنگ سے معلوم ہو گیا تھا کہ جنگ جو قبیلوں کو قبل از وقت سلطنت میں شامل کر لینے سے کیا دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ بر خلاف اسکے افریقہ اور ایشیا کے صوبے زرخیز تھے اور ان کے باشندے دوسروں کی حکومت کے خوگر ہو گئے تھے۔ اسکے علاوہ نہ تو یہ ممکن تھا کہ افریقہ۔ ماسی نسا کے بیٹوں کے سپرد کر دیا جاتا یا ایشیا کسی دوسرے خاندان کے تحت میں جانے دیا جاتا جو اٹالس کے خاندان سے زیادہ طاقت ور اور چھیڑ چھاڑ کرنے والا ہوتا۔ ان دلیلوں کا ضرور خیال کیا گیا ہوگا۔ اور ان کو نہایت شدّ و مد کے ساتھ ان لوگوں نے پیش کیا ہوگا جو دولت اور قوت کے طالب تھے اور جنھیں مال غنیمت کی خبر دور دور سے پہونچتی ہوگی۔ اس لئے افریقہ اور ایشیا فوراً صوبے بنا لئے گئے اور جو خدمات کہ اہل روما کے یدِ قدرت میں تھیں ان میں سے سب سے زیادہ طالب لوگ انھیں دونوں صوبے داریوں کے تھے۔

باب سی و چہارم

واقعات داخلی

سنہ ۲۰۱ تا سنہ ۱۳۳ ق م

(۶۱۲) قبل اسکے کہ ہم عہد انقلاب کا ذکر کریں جس کا آغاز گراکی کی تحریک سے ہوتا ہے مناسب ہوگا کہ دوسری فنیقی جنگ کے بعد کے عہد کے داخلی واقعات پر ایک عام تبصرہ کریں۔ بیرون ملک کے واقعات کے ساتھ ہی ساتھ جن کے ذریعہ سے عہد سنہ ۲۰۱ تا سنہ ۱۳۳ کے اختتام کے بعد روما کے زیر نگیں ایک غدارہ سلطنت اطالیہ کے حدود کے باہر پیدا ہوگئی، اندرون ملک میں بھی اہم تغیرات وقوع میں آرہے تھے۔ عہد مابعد میں گراکی نے جو طرز عمل اختیار کیا اس سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ ایک صدی قبل فلامی نیس نے جن معاملات کی اصلاح کی طرف توجہ کی تھی، اُن سے وہ معاملات جو گراکی کے پیش نظر تھے بالکل مختلف تھے۔ مزید براں جن قوتوں سے اصلاح پسند کام لے سکتے تھے یا جن کو انھیں دفع کرنا تھا وہ بھی دونوں صورتوں میں مختلف تھیں۔ سیاسی فوجی، معاشی، تمدنی، دماغی اور اخلاقی تغیرات نے سلطنت کا بالکل کایا پلٹ کردیا تھا مگر معاصرین ان تغیرات کو محسوس نہ کرسکتے تھے۔ حکام کے قدیم عہدے اور سینیٹ اور مجالس کا وجود اب بھی باقی تھا۔ مگر واقعات زمانہ نے اُن کے باہمی تعلقات کو بالکل بدل دیا تھا۔ عالم متمدن میں روما کی سیاسی حیثیت بدل گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس قوم کے خصائل بھی بدل گئے تھے۔ دستور مملکت ضروریات زمانہ کے لئے کافی ووافی نہ تھا، مگر اس کی ترمیم عملاً ناممکن تھی اور رومیوں کو اس امر کا احساس بھی نہ تھا کہ اس میں کسی اصلاح کی ضرورت ہے۔

(۶۱۳) پہلے ہم حکام کا ذکر کریں گے یہ عرصہ سے یہ رجحان موجود تھا کہ سینیٹ حکام

انھیں اپنے قابو میں رکھے اور اپنا دست نگر بنائے رکھے۔ محاربۂ عظیم کی ضروریات کی وجہ سے غیر معمولی اقتدارات قابل افراد کو دیئے گئے تھے مگر قرطاجنہ کی شکست کے بعد یہ ضرورت باقی نہ رہی۔ روما کے امیروں کو اس سے بہت اطمینان ہوا ہوگا جن کا حکومت کے بارے میں مطمح نظر یہ تھا کہ ہر سال وہ یا کم از کم ان کے سربرآوردہ افراد سلطنت کے موقر عہدے آپس میں تقسیم کر لیں۔ اب یہ ممکن تھا کہ مسلسل دوبارہ انتخابات کو روک دیا جائے جن کی وجہ سے فیبیس اور مارسیلس کو اپنے ہمسروں پر ایک غیر جمہوری تفوق حاصل ہو گیا تھا۔ چند خاص قابلیت کے افراد کے غیر معمولی اعزاز حاصل کرنے کی وجہ سے معمولی درجہ کے امرا کس مپرسی میں پڑ جاتے ہوں گے۔ ممکن ہے کہ اعلیٰ درجہ کے خاندانوں کے افراد کو اسکی پروا نہ ہو مگر افریقہ میں شاندار فتوحات حاصل کر کے جب سپی پیو واپس آیا ہوگا تو ان کی آتش حسد بھی بھڑک اٹھی ہوگی۔ سپی پیو جس نے ہنی بال پر غلبہ حاصل کیا تھا بلا شک وشبہ روما کا معزز ترین شہری تھا، اس کی عمر ابھی زیادہ نہ تھی اور اسکے حوصلے بلند تھے۔ اسلئے اب یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ حسب سابق کانسلوں کی سپہ سالاری ایک سالہ ہو اور وہ روما سے قریب رکھے جائیں تاکہ ان کے جانشین بلا کسی تعویق کے اُن کی خدمتوں کا جائزہ لے سکیں اور پرو کانسلی کا طریقہ عام نہ ہو جائے جسکے ذریعہ سے فوجی اختیارات یک سالہ مدت کے بعد بھی باقی رہتے تھے۔ اس عہد کے محاربات عظیم میں اس اصول پر ہمیشہ عمل کرنا ناممکن تھا جب کہ فلامی نیس یا پالس یا سپی پیو سے ایسی خدمات لی گئیں جن میں خاص اہلیت یا اشرا تجربہ کی ضرورت تھی۔ واضح رہے کہ خدمت ڈکٹیٹری بھی متروک ہو گئی تھی اور کانسلوں کو اب یہ اندیشہ نہ تھا کہ کسی ڈکٹیٹر کے تقرر سے کس مپرسی میں پڑ جائے جو فی الحقیقت ایک عارضی بادشاہ ہوتا تھا۔ اس لئے یہ ایک قدرتی امر تھا کہ امرا کانسلوں کو شبہ اور حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ ان کے مفاد کے لحاظ سے کانسلوں کا سینیٹ کے اقتدار کے قابو میں ہونا دستور مملکت کا اہم ترین جزو تھا۔ ان کا حسد بیجا بھی نہ تھا کیونکہ اس تاریخ میں بعض ایسے کانسلوں کا ذکر آچکا ہے جو سینیٹ کی ماتحتی سے بیزار آ گئے تھے اور اس کی کمزوریوں سے واقف تھے حالانکہ

وہ خود اسی جماعت کے رکن تھے۔ خدمت کانسلی پر دو قسم کے لوگ تھے اولاً دوبارہ انتخاب کے متعلق قیود تھیں اور ثانیاً معمولی حالتوں میں ایسے مقامات پر جو روما سے دور ہوں مسلسل فرائض کی انجام دہی پریٹروں اور پروپریٹروں سے متعلق رہتی تھی۔ اس کی مثال اس عہد میں ہسپانی صوبوں کی تاریخ میں مل سکتی ہے۔ اور یونان اور مقدونیہ کے معاملات میں ۱۹۸ء سے ۱۶۸ء تک، مقدونیہ میں فاتح پریٹر میٹی لس کانسل ممیس جایزہ اسوقت تک نہ لے سکا جبتک کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ روما کے طرز عمل میں اہم تغیرات ہونیوالے ہیں۔ دوبارہ انتخابات کا مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ضرورت ہے۔

عہدوں کا تسلسل۔ (۱۴۶) ہم پہلے یہ کہدینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ اس بحث[1] کا تعلق فی الحقیقت خدمت کانسلی سے ہے کیونکہ بہت کم لوگ یہ جانتے ہوں گے کہ چھوٹی خدمتوں کے سلئے کئی مرتبہ منتخب ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پریٹری پر بھی تقرر ایک دفعہ سے زیادہ نہ ہوتا تھا گو پریٹروں کے سپرد مختلف فرائض تھے اسلئے یہ خدمت ایسی تھی کہ اس پر ایک دفعہ سے زیادہ تقرر موزوں ہو سکتا تھا۔ اسکے علاوہ اس بحث کا تعلق سلطنت کے صرف سالانہ عہدوں سے ہے۔ خدمت ٹری بیونی یا سنسری ایسی غیر معمولی خدمتوں سے اسکا تعلق نہیں۔ جس وقت (۳۶۶ ق م) سے کہ پریٹروں کی تعداد چار کر دیگئی تھی، یہ رواج پڑ گیا تھا کہ لوگ پریٹر ہونے[2] کے ایک سال کے وقفہ کے بعد کانسل ہوتے۔ مگر کوئی تحریری قاعدہ نہ تھا اور نازک موقعوں پر اس اصول پر عمل نہ ہوتا مگر سپیو افریکانس (کانسل ۲۰۵ء) اور فلامی نیس (کانسل ۱۹۸ء) نے

---

[1] مام سین نے اپنی کتاب Staatsrechl کی جلد اول میں حکام کی اہلیت کے ضمن میں اس پر بحث کی ہے۔

[2] جمہوریہ کے عہد اولین میں کسی شخص کا کسی خدمت پر سال بہ سال برابر قائم رہنا جائز تھا۔ مگر ناپسند کیا جاتا تھا مام سین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلسل کانسلیاں ۳۴۲ء یا ۳۳۰ء میں ممنوع کر دی گئیں اور دہ سالہ وقفہ لازم کر دیا گیا۔ دوسری فنیقی جنگ سے قبل ہی ایک خدمت سے فوراً دوسری خدمت پر تقرر ہونا ممنوع کر دیا گیا مگر کوئی وقفہ مقرر نہ ہوا بالعموم یہ وقفہ ایک سال کا ہوتا تھا۔

پریٹری کی خدمات انجام نہیں دی تھیں اور ممکن ہے کہ دوسری مثالیں بھی ہوں۔ کویسٹری ایک ماتحت عہدہ تھا جس پر مقرر ہو کر نوجوان لوگ انتظامی معاملات کا تجربہ حاصل کرتے تھے اغلب ہے کہ سپیو افریکانس اس خدمت پر کبھی فائز نہ ہوا تھا مگر اسکی زندگی کے تمام واقعات غیر معمولی ہیں اور اس کے زمانہ میں بھی ایسا ہی تھا۔ مگر اس عمل در آمد پر قانونی سختی کے ساتھ عمل ہوتا تھا کہ عہدۂ اعلیٰ کے امیدوار کو پہلے کویسٹری کی خدمت انجام دینی چاہیے۔ عہد زیر تذکرہ یعنی ۲۰۰ق م تا ۱۳۳ ق م میں یہ سلسلہ پڑ گیا تھا کہ پہلے کویسٹری پھر پریٹری اور اسکے بعد کانسلی اور اسکو صرف غیر معمولی حالتوں میں نظر انداز کیا جاتا تھا۔ ایک دوسرا عہدہ یعنی ایڈیلی کا بھی یہاں ذکر کرنا چاہیے ایڈیلوں کی تعداد صرف ۴ تھی یعنی دو کیوارل ایڈیل اور دو پلی بین ایڈیل برخلاف اس کے ۱۹۷ق م سے پریٹروں کی تعداد چھ تھی اس لئے پریٹری کے لئے ایڈیلی کی شرط عائد نہ کی جاسکتی تھی کیونکہ اس کے عائد کرنے کی صورت میں اہلیت رکھنے والے امیدواروں کی تعداد کافی نہ ہوتی۔ لیکن خدمت ایڈیلی کی لوگوں کو بہت خواہش تھی ایڈیلوں کا اصل فریضہ یہ تھا کہ تہواروں میں خوب کھیل تماشے دکھائیں۔ ان تماشوں پر صرفہ کثیر کر کے لوگ شہر کے عوام کو رام کر لیتے تھے کیوں کہ انھیں کے ووٹوں سے عائنہ قوم کی رائے کا اظہار ہوتا تھا۔ بالمختصر یہ عہدہ اس عہد میں خدمات کے لئے حصول آراء کی کارروائی کا ایک جزو خیال کیا جاتا تھا۔ اور کوئی اولوالعزم شخص اس کی طرف سے بے پروائی نہ کر سکتا تھا۔ فلامی نیس ۱۹۸ق م میں بغیر ایڈیل یا پریٹر ہونے کے کانسل ہو گیا تھا۔ مگر اسکا تقرر سخت ضرورت کے لحاظ سے ہوا تھا کیونکہ ایک تشویش ناک جنگ کو ختم کرانا منظور تھا۔ اسلئے خدمات کا سلسلہ حسب ذیل تھا کویسٹر، ایڈیل پریٹر، کانسل اور ان سب کے درمیان ایک سال یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہوتا۔ مگر پلی بین ایڈیل اس سے مستثنیٰ تھے کیونکہ پلی بین عہدہ دار ہونے کی وجہ سے ان پر وقفہ کا قاعدہ عائد نہ ہوتا اور وہ عہدہ پر فائز ہونے کے دوران میں بھی پریٹری کے امیدوار ہو سکتے تھے جب کہ انکی ہر دل عزیزی تازہ ہوتی۔

ے کیٹو ۱۹۹ میں پلی بین ایڈیل تھا اور ۱۹۸ میں پریٹر انکی حالت قابل لحاظ ہے۔ ایڈیلوں کے

مگر ۱۹۶ء کے بعد یہ علمدرآمد ایک ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔ مام سین کے اس قیاس سے اختلاف کرنا ناممکن ہے کہ علمدرآمد مذکور کسی ایسے قانون کے ذریعہ سے ممنوع کردیا گیا جو دوسرے واقعات کی طرح تاریخوں میں درج نہیں ہے۔

قانون وانئیہ (ق ۶۱۱) یہ ایک مختصر خاکہ ہے روما کے عہدہ ہائے سرکاری کی حالت کا جو رفتہ رفتہ دوسری جنگ قرطاجنی کے قریب ہوگئی تھی۔ آئندہ بیس سال کے تجربہ دو سالہ (وِیلیا)

کے بعد ان کو معلوم ہوگیا کہ بہ حیثیت ایک جماعت کے انکی قوت کے قایم رکھنے کے لئے کوئی اور پیش بندی ضروری ہے۔ ایک طرف تو انھیں چند طاقت ور خاندانوں کی طرف سے خطرہ تھا کیونکہ کمتر درجہ کے لوگوں کو حصول اعزاز کا بہت کم موقع ملتا اگر سی پیو یا فلامی نیس یا فل ویس نوبی لیور سے لوگ بالکل مالک بن بیٹھتے بہ الفاظ دیگر امرا یہ چاہتے تھے کہ خود ان کے طبقہ میں پوری مساوات ہو۔ دوسری طرف وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ "نئے لوگ" جو انکے طبقہ کے نہ تھے ان کی اعلیٰ جماعت میں داخل نہ ہوں۔ عہدہ ہائے سلطنت پر فایز ہو کر طبقہ امرا میں داخل ہو سکتا تھا یہ عام انتخاب پر منحصر تھا اور قدرتی طور پر موروثی ہو جاتا تھا یعنی وہ لوگ جن کے باپ کانسل اور پریٹر تھے اور جو خود عہدوں کے خواہش مند تھے یہ نہ چاہتے ہوں گے کہ امیدواروں کی تعداد کے بڑھنے سے مسابقت کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ قدیم رومی یا قدامت پسند اصلاح جو جماعت نوجوان امیروں کی اولوالعزمی کو روکنا چاہتی تھی۔ یہ نئے خیالات کے لوگ تھے اور بلا لحاظ تجربہ کار اور پختہ کار لوگوں کے حقوق کے اپنے ترقی مدارج کے خواہاں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوشش کی گئی کہ ایک سال آڑ بجائے چھ پریٹروں کے صرف چار منتخب ہوں

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸۱ فرائض مختلف اور وسیع تھے اور کیٹو ایسا آدمی نہ تھا کہ خاطیوں کے افعال سے چشم پوشی کرتا اسکی نڈر طرز عمل سے غریب شہری غالباً خوش ہو گئے ہوں گے۔ دوسروں کی طرح کھیل تماشے اس نے بھی دکھائے ہوں گے۔

لہ لیوی ۴۰، ۴۴۔ افسوس ہے کہ بوجہ مبہم ہونے کے اسے وضاحت کے ساتھ نہیں بیان کیا جا سکتا قیاسات کے لئے دیکھو مام سین اشٹائس ریجیٹ دوم ۱۹۰۔ لیننگ تاریخ روما دوم ۲۲۳

تاکہ سالانہ عہدوں کی تعداد کم ہو جائے مگر اس سے کوئی نفع نہ ہوا ۱۸۰ ق م میں ٹری بیون ل۔ وی لیبس نے قانون وقفہ دوسالہ نافذ کرایا جسکی غایت یہ تھی کہ عہدہ ہائے حکومت کے درمیان قانوناً وقفے قایم کردے جائیں۔ جمہوریہ کی تاریخ میں یہ اہم ترین قوانین میں سے ہے ۔

(۶۱۶) اس قانون کے اہم دفعات حسب ذیل ہیں۔ اسکا تعلق صرف سالانہ خدمات سے تھا۔ ان کے درمیان کا وقفہ دوسالہ کردیا گیا اور ان میں تسلسل قائم کیا گیا یعنی کسی نہ کسی طرح سے یہ واضح کردیا گیا کہ کوئی شخص فلاں خدمت پر فائز نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس نے فلاں خدمت انجام نہ دی ہو۔ اس لئے اگر سب سے چھوٹی خدمت کے لئے عمر کی کوئی قید لگادی جاتی تو وہ قید تمام عہدوں پر عائد ہوتی اور غالباً اسی بالواسطہ طریقہ پر جو رومیوں کو محبوب تھا ہر عہدہ پر فایز ہونیکے لئے عمروں[۱] کی قید لگادی گئی یہ وہ "مقررہ سلسلۂ حکام (Certus ordo magistratuum) ہے جو عہد جمہوریہ کے آخری زمانہ کے خاص اصول میں سے ہے۔ خدمات کا تسلسل جو اس قانون سے قایم ہو۔ اسکی عملی شکل حسب ذیل ہوگی:۔

	عمر بوقت آغاز	عہدوں کی مقررہ یا معمولی تعداد	عمر بوقت تکمیل
فوجی ملازمت میں داخل ہونیکی عمر	۱۷		
فوجی ٹری بیونی	۲۲	۲۴	
مدت ملازمت دہ سالہ			۲۷
کوئیسٹری	۲۸	۱۲ یا ۸ سے[۲]	
وقفہ دوسالہ	۲		۳۰
ایڈیلی	۳۱	۴ (۲+۲)	
وقفہ دوسالہ	۲		۳۳
پریٹری	۳۴ (۳۱)	۶	
وقفہ دوسالہ	۲		۳۶ (۳۳)
کانسلی	۳۷ (۳۴)	۲	

۱؎ لیوی ۴۰، ۴۴، ۱ - وی سین بورن ؟
۲؎ کوئیسٹروں کی تعداد صحت کے ساتھ معلوم نہیں ہے ۲۶۷ ق م میں آٹھ تھی مگر سولا کے زمانہ سے

سلسلہ خدمات

(۶۱۷) اِن اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پہلے فوجی بھرتی میں داخل ہوتا اور میدان جنگ میں بشرطِ ضرورت خدمات انجام دیتا۔ سواروں میں جبری ملازمت کی مدت دہ سالہ تھی اور سب یا کم از کم اکثر رومی نوجوان جو عہدہ ہائے سلطنت کے خواہاں ہوں گے بطور ایکوائٹ خدمات انجام دیتے ہوں گے۔ قانون ویلیا میں مذکور ہوا ہو اس عہد میں دہ سالہ ملازمت[۱] مشروط تھی۔ اسکے بعد نوجوان خدمت کویسٹری انجام دیکر فوجی اور ملکی معاملات کے متعلق وہ معلومات اور تجربہ حاصل کرتے جس کی ایک رومی حاکم سے امید ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد خدمت ایڈیلی تھی جو اختیاری تھی مگر اکثر لوگ اُسے کبھی نہ چھوڑتے۔ پریٹری پر فائز ہو کر اسے خود اپنے ملک میں کوئی اہم خدمت سپرد ہوتی یا کوئی صوبہ داری ملتی یا کسی چھوٹی جنگ میں وہ سپہ سالار ہوتا۔ پرو پریٹر مقرر ہو کر اسکے اختیارات کی توسیع بھی ہوتی۔ اسوقت سے اس کا شمار امرا (Nobilis) میں ہوتا بلا لحاظ اس کے کہ وہ طبقہ امرا میں سے ہے یا نہیں۔ اسکے بعد وہ کانسلی حاصل کرسکتا تھا یعنی وہ عہدہ کہ جس سے کوئی اعلیٰ تر عہدہ رومیوں کیلئے نہ تھا۔ وہ اور اسکا شریک عہدہ ایک سال کے لئے دیوتاؤں اور دنیا کے سامنے اندرون و بیرون ملک میں روما کی عظمت کے نمایندے ہوتے۔ ملکی حکومت کے ہر ایک فعل کو عمل میں لانے کے لئے کانسل کی ضرورت ہوتی مگر اہم اور مذہبی کارروائیوں کے لئے ہمیشہ کانسل کی موجودگی کی ضرورت ہوتی[۲] سلسلہ فوجی میں شمالی اطالیہ کی فوجیں اس عہد میں بالعموم کانسلوں کے تحت میں ہوتیں لیکن جب کسی اہم جنگ کی وجہ سے ماوراء البحر کے کسی دشمن کے مقابلہ کے لئے روما کی قوت کو مجتمع کرنے کی ضرورت ہوتی تو ہمیشہ کانسل پوری کانسلی فوجوں کے ساتھ یونان یا ایشیا کوچک یا افریقہ یا ہسپانیہ بھیجے جاتے اگر کسی دور دراز ملک کی جنگ میں کانسل کو فتح حاصل ہوتی تو وہ بحیثیت پرو کانسل سپہ سالاری

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۸۳) قبل ہی صوبجات کی ضروریات کے لحاظ سے انکی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ دیکھو لیوی ٹس تاریخ ۱۱٬ ۲۲ اور مام سین Staat دوم ۵۵۶۔

[۱] پالی بیس ۶٬ ۱۹۔

برقرار رہتا اور تصفیہ کے کمیشن کی صدارت کرتا جو ہر فتح کے بعد روما سے بھیجا جاتا۔ اسی کی صدارت میں اور اسی کے حسب ہدایت حلیفوں کو صلہ اور باغیوں کو سزا دیجاتی، سرحدیں قایم کی جاتیں جدید ادارات نافذ کئے جاتے مفتوح صوبوں کی تنظیم عمل میں آتی اور متوسل ممالک کے تخت وتاج عطا ہوتے۔ بڑے بڑے علاقوں کے باشندے اسکے نام سے کانپ اٹھتے کیونکہ وہ ہزاروں کو غلام بناکر بیچ سکتا تھا۔ اور اسکے ذرا سے اشارے پر خونریزی شروع ہو جاتی۔ اس لئے محل تعجب نہیں کہ پرو کانسل اپنے حصے کے مال غنیمت میں اضافہ کرنے کے لئے خود استحصال بالجبر کرتے یا تحفے قبول کرتے جو خوف سے یا اظہار تشکر کے لئے دیے جاتے۔ اسکے بعد وہ شان وشوکت سے واپس ہوتے اور جشن مناتے۔ مشرقی جنگوں کے جشن فتح نہایت دھوم دھام سے ہوتے۔ عوام کی خوب دعوتیں ہوتیں، سپاہیوں کو انعام واکرام دیے جاتے، مگر انکی حرص بڑھتی جاتی تھی اور انھیں خوش کرنا روز بروز دشوار ہو رہا تھا۔ قربانیاں ہوتیں، منتیں اتاری جاتیں اور زر وسیم کے ذخیرے جو بیرونی ممالک سے آتے تھے خزانے میں داخل کیے جاتے۔ ہر جگہ خواہ سنیٹ میں ہو یا فورم میں یا گھر میں شکرانوں اور مبارکباد کا ذکر تھا۔ خوشیوں کی گویا کوئی انتہا نہ تھی، جس سے شہنشاہی روما کا سر پھر گیا۔

افراد کا عر... اور زوال...

(۹۱) (۶)۔ مگر جس طریقہ سے جشن فتح منایا جاتا تھا اس سے ظاہر تھا کہ اب رجعت شروع ہو گئی۔ روما میں سوائے کسی کانسل یا پریٹر کے کوئی جشن[1] فتح نہ منا سکتا تھا۔ مگر اس زمانہ کے اکثر جشن فتح پرو کانسلوں یا پرو پریٹروں کے ہوتے جو دور دراز ممالک کی لڑائیوں سے واپس آتے تھے۔ لیکن انکا اقتدار حقیقی نہ تھا بلکہ اس میں توسیع ہوئی تھی اور اس توسیع کے ذریعہ سے وہ شہر کی دیواروں کے اندر پورے فوجی اقتدار سے کام نہ لے سکتے تھے کیونکہ اس سے اس سال کے حقیقی حاکم کے حقوق میں دست اندازی ہوتی تھی۔ مگر اس دقت کو رفع کرنے کے لئے مجلس عامہ سے ایک قانون نافذ کرا دیا گیا جس کی رو سے فتح یاب

[1] ہمیں صرف باضابطہ حکام سے سروکار ہے۔ ڈکٹیٹر کی حیثیت غیر معمولی تھی۔

پروکانسل کو صرف جشن فتح کی مدت کے لئے شہر میں پورا فوجی اقتدار عطا کیا گیا مگر جشن کے دوسرے روز اوسکی حیثیت پھر ایک معمولی شہری Privatus کی ہو جاتی۔ چندروز تک اس کا اعزاز باقی رہتا کیونکہ اس کے زائل اقتدار کا کچھ اثر رہتا۔ سنیٹ میں وہ سابق کانسلوں اور سابق پریٹروں کے زمرہ میں بیٹھتا جہاں اسکے اردگرد ایسے لوگ ہوتے جنھوں نے وہی اعزاز اسکے قبل حاصل کیا تھا مگر جنکی شہرت اب قصہ ماضی ہوگئی تھی۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بغیر کسی کارنمایاں کے محض خدمات پر فائز ہونے کی وجہ سے سنیٹ میں داخل ہو گئے ہوں گے۔ رفتہ رفتہ اسکی حالت بھی انھیں سن رسیدہ لوگوں کی ہو جائیگی اور اسکو بھی نوجوان لوگ پس پشت ڈال دینگے جو اپنے حوصلوں کے پورے نہ ہونے کی وجہ سے مایوس ہو گئے ہیں یا جن کو اپنی جدید فتوحات کا غرہ ہے۔ مگر ان کا حشر بھی بالآخر وہی ہوگا۔ شروع ہی سے وہ لوگ اوسکو حسد کی نگاہ سے دیکھینگے جنھیں اپنے سے بہتر آدمی کا وجود ناگوار ہوتا ہے یا جو کسی ہمسر کا تفوق ناپسند کرتے ہیں۔ رومی امیروں نے نظام جمہوری سے جس طور پر کام لیا تھا۔ اُسکا یہی نتیجہ تھا یعنے جو فاتح اپنے فتوحات کے نشہ کے خمار میں آتا وہ اپنے ہمسروں کے مساوی ہو جاتا جس سے اسکا نشہ اتر جاتا۔ رومیوں میں اب عہد قدیم کے مشاہیر کی سادگی باقی نہ تھی جو مساوات کے طریقہ کو پسند کرتے تھے اور جنھیں بڑی سے بڑی خدمات انجام دینے کے بعد پھر معمولی شہریوں میں مل جانے میں عار نہ ہوتا فاتح کانسلوں کے لئے ایک دوسرا خطرہ بھی تھا یعنی اگر ان سے بیرونجات میں کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی جسے اُنکے دشمن صحیح یا غلط طریقہ پر ایمانداری کے خلاف قرار دیتے تو انھیں نقصان کا بھی اندیشہ تھا مال غنیمت میں خورد برد کرنے استحصال بالجبر وحشیانہ حرکات اور بدعہدی کے الزامات کا اکثر ذکر آتا ہے جن سے ممالک غیر میں روما کی بدنامی ہوتی اور جن سے زمانہ آئندہ میں اسکے عہدہ داروں کا کام دشوار ہو جائیگا۔

(۶۱۹) - قانون ویلیاسے رومی امرا کی سازشوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔ روما کی شہنشاہی حیثیت جیسے جیسے بڑھتی گئی اسکے افراد کے حوصلے بڑھتے گئے اور نوجوان امرا آگے بڑھنے لگے مگر اسکا مقصد یہ نہ تھا کہ ملک کی خدمت کریں بلکہ اِس کے دوبارہ انتخابات کے قواعد۔

مقبوضات کی توسیع سے نفع اٹھائیں۔ برخلاف اسکے سن رسیدہ اشخاص جنھوں نے شہرت حاصل کی تھی سخت ناراض تھے کہ ان کی خدمات کی اب قدر نہیں ہوتی۔ لیکن یہ قانون کیٹو اور قدامت پسند رومیوں کی تائید سے نافذ ہوگیا اور امرا نے بھی بالعموم اسکی مخالفت نہیں کی۔ امرا سمجھ گئے تھے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا یعنے خدمات سلطنت میں ترقی بدارج کا ایک مستقل قاعدہ قایم ہو جائیگا جس سے کوئی مستثنیٰ نہ ہوسکیگا۔ اور اس عملدرآمد سے موجودہ حکمران جماعت ہی میں سے حکام کا انتخاب ہوگا بجائے اسکے کہ نوجوان امرا کو نقصان پہونچے مگر اہلیت رکھنے والے "نئے آدمیوں" کو کامیابی کا موقع ملے۔ اس قانون کے عرصہ دراز تک نافذ رہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس عہد کے مروجہ رجحان کے بالکل مطابق تھا سولا نے خدمات کے تسلسل کے اصول کو زیادہ سخت طریقہ پر جاری کیا اور ریسرو کے خیالی نظام میں بھی یہ اصول موجود ہے۔ لیکن اپنے طبقہ کے اوسط درجہ کے لوگوں کے لئے زیادہ مواقع حاصل کرنیکے لئے امرا نے ایک اور کارروائی کی یعنی دوبارہ انتخابات کو انھوں نے ممنوع کرکے پرانے دہ سالہ وقفہ کے طریقہ کو منسوخ کردیا یہ قانون ۱۵۱ق م میں نافذ ہوا ہوگا۔ اور اسکے ثبوت یہ ہیں کہ (۱) ایک شخص جو ۱۶۶ق م اور ۱۵۵ق م میں کانسل تھا ۱۵۲ق م میں پھر منتخب ہوا (۲) ۱۳۴ق م میں سی پیو ایمیلیانس کو دوبارہ کانسل منتخب کرنے کے لئے اسکو ایک مقررہ قانونی قاعدے سے خاص طور پر مستثنیٰ کرنا پڑا ۱۳۴ق م کے بعد کوئی دوبارہ انتخاب میرلس کے زمانہ تک نہ ہوا (۳) کیٹو جس نے ۱۴۹ق م میں انتقال کیا اس قانون کی تائید میں تقریر کی تھی مگر میرلیس نے اس قانون کو پاش پاش کردیا۔ سولا نے دہ سالہ وقفہ پھر

لہ یہ طریقہ رائج ہوگیا کہ جب کسی شخص کو قانون کے تحت میں پہلے سے پہلا موقع ملتا یعنی جس سال میں کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے کسی عہدہ کا مستحق ہوتا اسی سال اس عہدہ کے لئے کوشش کرتا اور اس سال کو Annosuo (اپنا سال) کہتے تھے۔

ٹہ مام سین Staat یکم ۵۰۲ ؟

سہ لیوی خلاصہ ۵۶ ؟

نافذ کیا مگر عہد انقلاب میں اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔

ٹری بیون　(۶۲۰) میں بیان کر چکا ہوں کہ جو عہدے پلی بین لوگوں کے لئے مخصوص تھے ان پر قانون ویلیا کا اطلاق نہیں تھا۔ خدمت ٹری بیونوں کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے۔ طبقات کی مساوات اور مخلوط پیٹری شین اور پلی بین طبقہ امرا کے وجود کے آنے کے بعد سے اس خدمت کی اہمیت گھٹتی جاتی تھی حالانکہ ایک زمانہ میں اسکی خاص عظمت تھی۔ اب سینیٹ کے قابو میں آگئی تھی اور عہد محاربات میں اسکا اثر اور بھی گھٹ گیا کیونکہ کوئی فوجی خدمت اس سے متعلق نہ تھی ہینی بالی جنگ کے دوران میں یا اس سے قبل ہی یہ رواج پڑ گیا تھا کہ ایڈیلی سے قبل انجام دیجاتی اور اس رواج سے انحراف بہت کم ہوتا تھا لیکن ابتداءً ایڈیل ٹری بیونوں کے مددگار تھے۔ ٹری بیون جب تک کہ جدوجہد میں پلی بین طبقہ کے سرغنے تھے یعنی سنہ ۳۶۷ ق م تک ان کے دوبارہ انتخاب میں کوئی قید نہ تھی مگر سنہ ۳۶۷ کے بعد ایک سال کے بعد دوسرے سال پھر منتخب ہونے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ غالباً جیسا کہ مام سین کا قیاس ہے پیٹری شین طبقہ نے قوانین لیگی نی کی مخالفت سے باز آنے کے صلہ میں اس قسم کی کوئی رعایت کرالی ہوگی۔ بہر کیف اس خدمت پر مسلسل انتخاب گراکی کے زمانہ میں خلاف قانون قرار دیا گیا تھا گو وقفہ کے بعد پھر منتخب ہونے کے بارے میں کوئی قید نہ تھی۔ عہد سنہ ۲۰۲ تا ۱۳۳ سنہ میں اس خدمت میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جو لوگوں کو دوبارہ انتخاب کی کوشش پر مائل کرتی کیونکہ اس کی غایت صرف یہ رہ گئی تھی کہ اس پر فائز ہو کر کسی دوسری خدمت پر مقرر ہوں اسکو حقوق عوام کے بقا کا آلہ کہہ سکتے ہیں مگر یہ آلہ اب بیکار ہو گیا تھا اور خود عوام کی حالت ابتر تھی[1]۔

پلی بین کانسل یا سینیٹ　(۶۲۱) پیٹری شین اور پلی بین کا امتیاز بالکل مٹ گیا تھا اور بجائے اسکے امرا کی متحد جماعت پیدا ہو گئی تھی جو دونوں طبقوں کے دولت مند افراد پر مشتمل تھی۔ اس جماعت کے مفاد مشترک تھے اور اس کی کوشش یہ تھی کہ تمام سرکاری عہدے

[1] دیکھو فقرہ ۶۹۔

اپنی جماعت کے چند بڑے بڑے خاندانوں کے لئے مخصوص کرے اسکا ثبوت بعض
منتشر واقعات سے ہوتا ہے "نئے آدمیوں" کے کانسل مقرر ہونے کی مثالیں شاذ ہیں
مگر کیوٹ ۱۹۵ سنہ میں کانسل ہوا اور م اے کی لیئس گلا بریو، سی پیو کے جتھے کے اثر
سے ۱۹۱ سنہ میں کانسل منتخب ہوا۔ اسکے بعد کوئی مثال نہیں ملتی سوائے ک۔ پام پیس
کے جو ۱۴۱ سنہ میں سی پیو ایمی لیانس کے دوست ک لاری لیس کے مقابلہ
میں منتخب ہوا اگر بیان کیا گیا ہے کہ وہ سخت بدعہدی کر کے انتخاب میں کامیاب
ہوا ۱۹۰ سنہ کے کانسلوں کے انتخاب سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندانی تعلقات
کو دوستی کے حقوق پر ترجیح دیجاتی تھی اگر یہ روایت صحیح ہے کہ سی پیو افریکانس
کے ایما سے سنیٹ نے انٹیوکس کی جنگ میں سپہ سالاری پر اسکے نااہل بھائی
کو ک۔ لائی لیس (بزرگ) کے مقابلہ میں نامزد کیا حالانکہ وہ سی پیو کا پرانا دوست
اور جنگوں میں اسکا رفیق تھا۔ اسی طرح ۱۹۴ سنہ کے دونوں کانسل ۱۸۱ سنہ کے
دونوں کانسلوں کے بیٹے تھے اور ۱۷۹ سنہ میں دو بھائی کانسل تھے۔ یہ دونوں
فل ویس خاندان کے ایک شخص کے بیٹے تھے۔ اور ان میں سے ایک مین لیس
خاندان میں متبنٰی ہوا تھا۔ یہ دلچسپ واقعات ہیں اور ان سے رومیوں کے
خیالات کی توضیح ہوتی ہے۔ ۱۷۲ سنہ میں پہلے مرتبہ دونوں کانسل پلی بین ہوئے
اور ۱۷۱ سنہ، ۱۶۷ سنہ، ۱۵۳ سنہ، ۱۴۹ سنہ، ۱۳۹ سنہ اور اسکے بعد بھی اکثر یہی ہوا۔
پرانے پیٹری شین خاندانوں کے افراد کی تعداد کم ہوتی جاتی تھی۔ وہ زمانہ اب
باقی نہ رہا تھا جب کہ قانون لیکی نی کے برخلاف دونوں کانسل پیٹری شین ہوتے
تھے قدیم روما کے حقیقی طبقہ امرا کا انحطاط کوئی اچھا شگون نہ تھا۔ عہد جمہوری کے
زمانہ مابعد کے امرا کی جماعت نااہل دولت مند لوگوں پر مشتمل تھی عہد جمہوری کے
دو ممتاز افراد سولا اور قیصر پیٹری شین تھے ۱۸۰ سنہ اور ۱۳۲ سنہ کے مابین عہدہ ہائے
سلطنت پر تقرر کے متعلق سخت قواعد نافذ تھے۔ اس عہد میں صرف ایک
آدمی ان قواعد سے مستثنیٰ کیا گیا ۱۴۷ سنہ میں قرطاجنہ کا خاتمہ کرنے کے لئے، اور
۱۳۴ سنہ میں نیومانشیا کی بغاوت فرو کرنیکے لئے۔ یہ پیٹری شین (سی پیو ایمی لیانس)
پالس کا بیٹا اور سی پیو افریکانس کا پوتا بذریعہ تبنیت تھا۔ یہ شخص ایک نازک وقت

پر بلا لحاظ قانون مذکور طبقۂ امرا کی پریشانی کو رفع کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا جنھوں نے اپنے اس فعل سے اپنی نااہلیت کو قبول کر لیا تھا انکی غرض یہ تھی کہ موجودہ پریشانی رفع ہو جائے اور انھیں موقع ملے کہ ممالک مفتوحہ میں لوٹ مار اور ظلم و ستم کریں جس سے انھیں خاص رغبت تھی۔

سینیٹ سفر (۶۲۲) ہم کئی مرتبہ بیان کر چکے ہیں کہ روما کی حکومت درحقیقت سینیٹ کے ہاتھوں میں تھی جو امرا کی مجلس تھی، مگر یہ واضح رہے کہ انکی یہ قوت قانون پر مبنی نہ تھی۔ حالات زمانہ سے انھوں نے فائدہ اٹھایا تھا، حکام پر اس جماعت کو یہ ترجیح تھی کہ وہ ہمیشہ قایم تھی اور حکام چند روزہ ہوتے تھے مجلس عامہ پر اسے یہ ترجیح تھی کہ اسکے اجلاس ہمیشہ ہوتے رہتے تھے اور فوری معاملات کا وہ تصفیہ کر سکتی تھی۔ مگر یہ اختیارات جو انھیں اب حاصل تھے انھوں نے رفتہ رفتہ غصب کر لئے تھے اور قانوناً اور قصداً انھیں نہیں دئے گئے تھے۔ ان دونوں شکلوں میں جو فرق ہے اسے وہ خوب سمجھتے تھے اس لئے انکے لئے ضروری تھا کہ نہ صرف کانسلوں کو اپنے قبضہ میں رکھیں بلکہ مجلس عامہ کو بھی جو دستور کے لحاظ سے منبع اقتدار اعلی تھی۔ ان دونوں کو قابو میں رکھنے کا ایک آسان ذریعہ یہ تھا کہ وہ ٹری بیونوں سے کام لے سکتے تھے جو ان کے مطیع تھے۔ مجالس میں کوئی مسئلہ زیر بحث ہو، خواہ اس کا تعلق وضع قوانین سے ہو یا مقدمات سے یا سیاسی معاملات سے، ٹری بیونوں یا ان دس عہدہ داروں میں سے ہر ایک کو اختیار تھا کہ جس نوبت پر چاہے مداخلت کرے۔ اسی طرح جو عہدہ دار دوسری کارروائیوں کو روک سکتا تھا۔ اپنی تحریک کو آسانی سے منظور کرا سکتا تھا۔ مگر ایک دوسرا سوال بھی قابل غور ہے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ مجلس عامہ کی حالت ہمیشہ حسب سابق رہتی اور جن تدبیروں سے اس سے کام لیا جاتا تھا ہمیشہ کارگر ہوتیں۔ یہ سوال کوئی نیا نہیں تھا مگر بہت اہم تھا کیونکہ ۲۸۷ ق م میں خستہ حال قوم کو مقدونیہ کے خلاف جنگ کا اعلان کرنے میں سخت وقت ہوئی تھی۔ اور یہ دقت مجلس سنتوری میں ہوئی تھی جس میں دولت مند طبقہ کو خاص دخل تھا اور ان کا اثر اس حالت میں زیادہ ہو سکتا تھا بجائے اس موقع کے جب کہ

شہریوں کی جماعت کی تشکیل

قوم اپنی رائے قبائل کے لحاظ سے دیتی جیساکہ اکثر ہوتا۔ شہریوں کی جماعت کی تشکیل اور اُسکی تنظیم رائے دہی کی اغراض کے لیے نہایت اہم ہوتی ہیں ان سلطنتوں میں جن میں معمولی شہری بھی اقتدارات میں شریک ہیں روما کے رائے دہندے متعدد جماعتوں میں منقسم تھے، جسکی وجہ سے یہ یقین نہ ہوسکتا تھا کہ کسی خاص معاملہ میں شمار آراء کا کیا نتیجہ ہوگا اسلئے بمقابلہ زمانۂ قدیم کی دوسری جمہوریوں کے روما میں شہریوں کی خاص اہمیت تھی۔ سنسروں کا یہ فرض تھا کہ وقتاً فوقتاً یہ طے کریں کہ شہریوں کے رجسٹر میں کون لوگ شامل کئے جائیں اور ۳۵ قبایل میں سے کس میں کسی خاص شخص کا نام درج کیا جائے۔ یہی عہدہ دار سینٹ کے ارکان کی فہرست کی بھی ترمیم کرتے تھے اور چونکہ سلطنت کے ٹھیکوں کا انتظام انھیں کے سپرد تھا اِس لئے اِنکا دباؤ سرمایہ داروں کی جماعت پر بھی تھا جو اب پیش پیش ہو رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ اِس عہد میں اِس خدمت کی خاص اہمیت تھی۔ سنسروں کا تقرر ۱۹۹ ق م سے ۱۷۴ ق م تک پانچ پانچ سال کے بعد برابر ہوتا رہا[1] اور اس عہد کے سیاسی واقعات کی دلچسپی زیادہ تر انہی کارروائیوں سے ہے۔ وہ مسائل زیر بحث جن کو مختلف سنسروں نے مختلف طریقوں پر حل کیا حسب ذیل تھے۔ (۱) لاطینیوں کے دعوے کہ ان کے نام شہریان روما کے رجسٹر میں درج کر لئے جائیں۔ (۲) ان شہریوں کا پرانا جھگڑا، جو غلاموں کی اولاد سے تھے۔ یعنی اِن کو ۳۵ قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک کیا جائے یا چند خاص قبیلوں میں۔ سینٹ کا اصل مدعا یہ تھا کہ مجالس رائے دہندہ حکمران جماعت کے قابو میں رہیں اور اِس لئے اِن مسائل کا تصفیہ نہایت اہم تھا اور بوجہ مرور ایام بھی زیادہ ضروری ہوگیا۔

لاطینی ا... شدہ غ... کی ا...

(۶۲۳) لاطینی اور دوسرے اطالوی حلیفوں کی حیثیت کا ہم متعاقب ذکر کرینگے اِس وقت ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آزاد شدہ غلاموں کے مقابلہ میں اُن کے حقوق پر کس طرح لحاظ کیا گیا۔ یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ یہ لوگ بہ حیثیت مجموعی اپنے دولت مند مربیوں کی پیروی کرتے ہوں گے یعنی ان خاندانوں کے سرداروں کی جن کے وہ یا ان کے باپ ملازم تھے اور جنھوں نے اونھیں آزاد کرایا۔ آزاد شدہ غلام اپنے مربی کی گوت کا نام اختیار کر لیتا اور اسکا تعلق

[1] سینٹ کے تفوق کا یہ ایک اہم جزو تھا، اور اسی کے ذریعہ سے اِس کا اظہار نہایت واضح طریقہ پر ہوتا تھا۔

اپنے سابق آقا کے خاندان سے نہایت گہرا ہوتا اور جو قانون اور رواج کے لحاظ سے مسلّم تھا۔ اس عہد محاربات عظیم میں جس میں امراد دولت سے مالا مال ہو گئے غلاموں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور یہ لوگ کثرت سے آزاد بھی ہونے لگے اِن آزاد شدہ لوگوں کے مربی ہونے کی وجہ سے رومی امرا کو ایک قوت حاصل ہو گئی جس سے وہ سیاسیات میں بھی کام لے سکتے تھے۔ مگر جب لاطینی شہریان روما کے رجسٹر میں شریک کئے گئے تو اُسکا نتیجہ کچھ اور ہی ہوا۔ لاطینی جو اس طرح آزاد ہوئے اِن میں سے اکثر اپنی قوم کے اولوالعزم افراد میں سے ہوں گے اور بعض ان میں ایسے بھی ہوں گے جو لاطینی نو آبادیوں کے رومی باشندوں کی اولاد سے ہوں گے اِن کی شرکت سے سلطنت روما کو نفع ہوگا کیونکہ سیاسی لحاظ سے یہ عنصر آزاد شدہ غلاموں سے بہتر تھا اِن کی رائے اگر حاصل ہو سکتی تھی تو صرف دوستانہ تعلقات سے مگر یہ کون جان سکتا تھا کہ اِن کے دوست کون ہوں گے۔ اِن سے یہ بھی امید نہ ہو سکتی تھی کہ آزاد شدہ غلاموں کی طرح سے امرا کی چاپلوسی کرینگے۔ اس عہد میں امرا کو اپنے شہنشاہی فرائض یا کم از کم عظمت و دولت حاصل کرنے کے مواقع کا احساس ہو گیا تھا تخیلات اور تمدن میں وہ وسیع المشرب ہو رہے تھے، قدیم خیال کے تنگ نظر رومی جو روما کو محض ایک اطالوی قوت خیال کرتے تھے معدوم ہو رہے تھے۔ سی پیو افریکانس نے سیاسی زندگی سے تنگ آ کر گوشۂ عزلت میں زندگی بسر کر دی ہو مگر نئے خیالات کے لوگوں نے جن کا وہ پیش رو تھا، روما کی ترقی کا رخ بدل دیا۔ قدامت پسند جنکا سرغنہ کیٹو تھا کوئی مستقل قوت حاصل نہ کر سکے اور ان کی غیر عملی مخالفت بے سود ثابت ہوئی۔ اِن دونوں جماعتوں کو شہریوں کے رجسٹر کے اندراجات سے دلچسپی تھی، جسکی ترمیم سنسر وقتاً فوقتاً کرتے تھے اور اُن کے اختلافات اور اتحاد رائے سے ہم مفید نتائج نکال سکتے ہیں۔ نئے خیال کے شہنشاہیت پسند جو قبائل اور سنتوریوں کے ووٹوں کو اپنے قابو میں کر کے آزادی عمل حاصل کرنا چاہتے تھے، ان کا رجحان یہ تھا کہ آزاد شدہ غلاموں کو ۳۵ قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک کر دیں۔ پرانے خیال کے رومی اسکے مخالف تھے اور کہتے تھے

کہ اِس میں شہریوں کی جماعت کی ذلت ہے۔ زمانۂ قدیم میں بھی یہی خیال تھا کہ ۳۱ دیہاتی قبیلوں میں سے کسی میں غیر ملکی عنصر کو شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر اِن دونوں جماعتوں میں سے کوئی یہ نہ چاہتا تھا کہ جو لاطینی، روما میں مقیم تھے کسی قبیلے میں شریک کئے جائیں۔ نئے خیال کے لوگوں کو اندیشہ تھا کہ اگر انھیں حق رائے دہی مل گیا تو انھیں قابو میں رکھنا آسان نہوگا۔ کیٹو اور اُسکے ہم خیالوں نے روما اور اُس کے اطالوی حلیفوں کے قانونی تعلقات کو سختی سے مدنظر رکھا۔ اِن کے اصول تغیر پذیر نہ تھے اور حالاتِ زمانہ میں جو تغیرات ہو رہے تھے اسکا انھوں نے کوئی پاس نہ کیا۔ انکی قانونی باریک بینی سے اُنکے موقع شناس مخالفوں نے نفع اٹھایا

حق شہریت

(۶۲۴) سنسروں کی کارروائیوں کے منتشر حالات[1] پر سنہ ۱۹۹ سے سنہ ۱۳۶ تک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف اصول پر کاربند تھے البتہ ایک رجحان قابلِ لحاظ تھا۔ سنہ ۱۹۹[2] اور سنہ ۱۹۴ کے سنسروں کا تعلق فلپ اور انٹیوکس کی لڑائیوں کے زمانہ سے ہے جب کہ سی پیو کی جماعت کا زور تھا اور چونکہ سلطنتِ جنگ میں مصروف تھی اسلئے معاملاتِ داخلی کی طرف سے تساہل ہو رہا تھا۔ یہ تساہل نہ صرف مالی معاملات کی حد تک تھا بلکہ مردم شماری میں بھی ظاہر تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض لاطینی، روما میں آکر آباد ہو گئے اور رجسٹر میں شامل کر لئے گئے۔ مگر سنہ ۱۹۴ کے طرزِ عمل سے ظاہر ہے کہ لاطینیوں کے ساتھ رعایت منظور نہ تھی۔ شہریوں کی نوآبادیاں قایم ہو رہی تھیں اور اگر شاہی محافظ فوجوں کے لئے شہری کافی تعداد میں نہ ملتے تو تعداد کو پورا کرنے کے لئے لاطینی بھی شریک کر لئے جاتے۔ فیرین ٹی نم ایک ہرنیکی شہر تھا جس نے سنہ ۳۰۶ ق م میں شہریت روما سے انکار کر دیا تھا، یہاں کے بعض لوگوں نے جو کسی رومی نوآبادی میں شریک ہونا چاہتے تھے دعویٰ کیا کہ شہریوں کی نوآبادی کا باشندہ ہونے سے

---

[1] لینگ (تاریخ ۱۰۵-۱۱۰) نے سنسریوں پر بحث کی ہے اور اِن میں سے ہر ایک کا تعلق اِس عہد کی تحریکوں سے پیدا کرتا ہے۔

[2] سی پیو افریکانس سنہ ۱۹۹ میں سنسر تھا۔ دیکھو کتبہ۔ فقرہ ۴۸۸

ہر شخص روما کا شہری ہو سکتا تھا۔ مگر سینٹ نے اس دعوے[1] کو رد کر دیا اور معلوم نہیں کہ یہ لوگ نوآبادی میں آباد ہوئے یا اپنے گھروں کو واپس گئے۔ ہینی بال جنگ کے بعد روما اور اس کے اطالوی حلیفوں کے تعلقات میں جو تغیر ہو گیا اسکا ثبوت ان امور سے ہوتا ہے کہ روما کی شہریت کی قدر و قیمت بڑھ گئی تھی اور اسکی توسیع ناپسند کی جاتی تھی۔ رومیوں کے لئے ایک شگون بد تھا۔ اور انکی بدانتظامی کا ثبوت تھا کہ ایک لاطینی ایک خاص رومی نوآبادی میں شہری فرائض ادا کر کے شہری نہ بن سکتا تھا لیکن اگر وہ چاہتا تو چوری سے روما چلا جاتا اور چپکے سے شہریوں میں شریک ہو کر انکی مراعات سے پوری طرح سے نفع اٹھا سکتا ہے۔ سنہ ۱۸۹ کی مردم شماری کئی امور کی بنا پر قابل لحاظ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمام لاطینی بستیوں کو مجبور کیا گیا کہ روما کے نمونہ پر مردم شماری کرائیں اور اپنی مردم شماری کے تختوں کی ایک باضابطہ نقل روما کے سنسروں کے پاس بھیجیں۔ اصل[2] غایت غالباً یہ تھی کہ قابل جنگ لوگوں کی صحیح تعداد معلوم ہو جائے۔ یہ قاعدہ بطور سزا ان بارہ نوآبادیوں کے لئے وضع ہوا تھا جنھوں نے سنہ ۲۰۹ میں اپنے فرائض ادا نہیں کئے تھے اور اسکی پاداش میں سنہ ۲۰۴ میں سزا ملی تھی۔ اب یہ قاعدہ باقی ۱۸ پر بھی عاید کیا گیا جو ہمیشہ وفاداری پر قائم رہی تھیں[3]۔ ممکن ہے کہ سنہ ۱۹۴ کے سنسروں نے بھی اسکے متعلق کوئی کارروائی کی ہو۔ بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۳ میں ایک کانسل نے جب حلیفوں سے امدادی فوجیں طلب کیں تو پرانی تعداد کے لحاظ سے نہیں بلایا بلکہ ہر بستی کے قابل جنگ افراد کی تعداد کے لحاظ سے۔ بہرکیف قدیم لاطینی شہر اور ۱۸ نوآبادیاں سب ۱۲ بدعہد نوآبادیوں کے مساوی کر دئے گئے۔

(۶۲۵) اس زمانہ میں جب کہ امدادی فوجوں کے مہیا کرنے کے معاہدوں کے شہری اور حلیف۔

[1] لیوی ۴۳، ۴۲۔
[2] لیوی ۲۹، ۱۵، ۳۷۔
[3] لیوی ۴۳، ۵۶۔ لینگ تاریخ دوم ۲۰۶۔

تحت میں حلیفوں کی کثیر التعداد جماعتیں دور و دراز ممالک کی جنگ میں شریک ہوئیں اور کام آئیں، باقی ماندہ نیم شہریوں کی سیاسی حیثیت قصداً برباد کر دی گئی یعنی انھیں حقوق شہریت دے دیئے گئے جس سے شہریوں Cevis اور حلیفوں Socius کا امتیاز اور بھی واضح ہوگیا۔ ہنی بالی جنگ میں جنوبی باغیوں میں سب سے زیادہ خطا کار رومیوں کی نگاہوں میں اہل کیمپے نیا تھے۔ مگر کپوا کی تباہی اور سنہ ۲۱۱ کے خونریز انتقام سے اصلی خاطیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر دیہات کے لوگ کپوا کی بدعہدی میں شریک نہ تھے۔ اسلیئے سینیٹ نے اب انھیں معاف کر دیا اور انھیں اجازت دیدی کہ روما کی مردم شماری میں حاضر ہوں تاکہ انکا اندراج رجسٹروں میں ہو جائے۔ ان لوگوں کے ناموں کا اندراج "محاصل ادا کرنیوالوں" Aerarü میں ہوتا، جو کسی قبیلہ میں شریک نہ ہوتے اور اسلیئے مجالس میں رائے نہ دیسکتے۔ مگر ایک طرح سے یہ لوگ روما کے شہری تھے اور سنہ ۱۸۸ میں انھیں روما کے پورے شہریوں میں شادی بیاہ کرنے کی اجازت دیدی گئی[1]۔ تجارت کے حقوق ان کے کبھی زایل نہ ہوئے تھے اسلیئے انکی حیثیت حسب سابق نیم شہریوں کی تھی۔ اسی زمانہ میں نیم شہریوں کی تین بستیوں کو (فنڈی، فورمی اے، آرپی نم) کو شہریت روما کے پورے حقوق دیئے گئے۔ یہ بھی قرین قیاس ہے[2] کہ آزاد شدہ غلاموں کی اولاد کو اسو دیہاتی قبیلوں میں شامل کرنے کے متعلق بھی کوئی کارروائی کی گئی۔ اس وقت یہ رجحان غالب معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ کے شہریوں کے حقوق میں اضافہ کر کے ہر درجہ کے شہریوں کو مساوی کر دیا جائے، مگر حلیفوں کے ساتھ جو سلوک تھا بالکل اس کے برعکس تھا۔ لاطینی اور دوسرے حلیفوں کو یہ بہت ناگوار ہوگا کیونکہ شہریت روما جس کی اونھیں آرزو تھی اسکی امید بمقابلہ سابق اب بہت کم رہگئی تھی اور منفرد ہونے کی وجہ سے وہ مقابلہ بھی نہیں کر سکتے تھے اسلیئے لاطینی ترک وطن کر کے روما پہونچنے لگے

[1] لیوی ۳۸، ۲۸، ۳۶؎
[2] پلوٹارک، فلامی نیس ۱۸، الینگ تاریخ روما دوم ۲۱۸ - ۲۱۹؎

اور وہاں چپکے سے شہریوں میں نام لکھا لیتے۔ سنسروں کی سہل انگاری سے لاطینیوں کی بہ حیثیت مجموعی تذلیل ہوئی مگر ایک دروازہ اِن کے لئے رہگیا جس کے ذریعہ سے رومی شہریوں کے ساتھ وہ پوری مساوات حاصل کرسکتے تھے۔ روما کی سکونت کی قدر و قیمت بڑھگئی اور جن لوگوں کو نقصان پہونچا وہ لاطینی تھے جو اپنے شہروں میں اب بھی آباد تھے اور ان فرایض کو ادا کرتے تھے جو مرکزی قوت نے اُنکے ذمہ عائد کئے تھے ؎

کیٹو کی سنسری

(۶۲۶) متعدد وجوہ کی بنا پر اہل ملک حکمراں جماعت کے انتظام سے بالعموم ناراض ہوگئے تھے اور چند امرا کے بغض و حسد سے کیٹو اور اسکے رفیقوں کو تقویت ہوئی۔ اے ٹولیا میں اور ایشیا میں فل ویس نوبی لیور اور مین لیس ول سو کی کارروائیوں کے متعلق ان پر ۱۸۷ء میں سخت حملے ہوئے مگر چونکہ یہ حملے کارگر نہ ہوئے اسلیئے حملہ آوروں نے اور ہمت کی اور خاندان سی پیو کے افراد پر حملہ کرنا شروع کیا۔ ل سی پیو کی سزا پائی اور سی پیو افریکانس کی گوشہ نشینی کیٹو کی جماعت کی کامیابی کے آثار تھے۔ انھوں نے اپنی قوت سے کام لیکر بارہ ہزار لاطینیوں کو روما سے خارج کردیا جنھوں نے اپنے شہروں کو چھوڑ کر خلاف قانون اپنے نام رجسٹر میں درج کرادئے تھے۔ اس سخت کارروائی سے انھیں مجبوراً اپنے مساکن کو واپس جانا پڑا، مگر اس کارروائی کے کارگر ہونے کے لئے ضروری تھا کہ اس قاعدے پر مسلسل طریقہ پر سختی سے عمل ہو۔ لیکن عملی طریقہ پر روما میں اس قسم کا عمل ہونا دشوار تھا بحالتِ موجودہ اصلاح پسند جماعت کو کامیابی ہوئی بیاکانالیا کے معاملہ سے جو ہراسیمگی پھیل گئی اسکی وجہ سے انھیں اور بھی تقویت ہوئی۔ اس مبینہ سازش کی تحقیقات کے لئے ۱۸۶ء میں ایک کمیشن مقرر ہوا اور اس کارروائی میں رومی حکام پانچ سال سے زیادہ مشغول رہے۔ لیکن مخرب اخلاق اثرات اصلاح پسندوں کے خلاف تھے۔ ۱۸۷ء میں نوبلیور اور ول سو نے شاندار جشن فتح منائے اور انعام و اکرام دئے؛ ۱۸۶ء میں ل۔ سی پیو نے دس روز تک

ؔ۱ لیوی ۳۹، ۳ ؎

خوب تماشے دکھائے، ملک میں دولت ہر طرف سے کھنچی چلی آتی تھی۔ ان واقعات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کانسلی کے انتخابات میں اصلاح پسندوں کو کیوں ناکامی ہوتی تھی اور ایمی لیس پالس کو ایک دفعہ سے زیادہ کیوں اس میں ناکامی ہوئی۔ مگر کیٹو جو شکست کو کبھی تسلیم نہ کرتا تھا جدوجہد سے باز نہ آیا۔ ۵۹۹ھ میں یا ۱۸۴ء میں وہ اور دل سو کو شکست دیکر وہ اپنے پرانے رفیق ل۔ والیرس فلاکس کے ساتھ سنسر منتخب ہوا اور اس نے سنسری اقتدارات سے کام لیکر قومی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔

(۶۲۷) نئے سنسروں نے بمقابلہ عہدہ داران سابق کی سہل انکاری کے سرگرمی سے اپنا کام شروع کردیا۔ سنیٹ کے ارکان اور طبقہ ایکوائٹ کی فہرستوں کے تیار کرنے میں سختی سے کام لینا فی الحقیقت قابل تحسین تھا اور یہ امر بھی کہ ان جماعتوں کے نااہل افراد اپنے خاندانی اثر کی وجہ سے بچ نہ سکتے تھے۔ مگر ان نئے سنسروں نے ایک اجتہادی غلطی کی جو بااصول لوگوں سے اکثر سرزد ہوتی ہے یعنی انھوں نے تمدن کی معمولی خلاف ورزیوں اور سخت جرائم یا بداعمالیوں میں کوئی امتیاز نہ کیا اور انکی اس غلو اور ناسمجھی سے انکا دلیرانہ طرز عمل بے اثر ہوگیا۔ سلطنت کی ملک میں جو خورد برد ہوتی تھی اوس کو روکنے اور مفید تعمیرات عامہ کی اجرا سے آمدنی میں توفیر۔ سرکاری ٹھیکوں میں سختی کرنے سے ٹھیکہ داروں کی کمپنیوں نے بہت واویلا مچایا اور جو سربراوردہ اشخاص سنسروں کی سخت گیری سے ناراض تھے اونھوں نے ٹھیکہ داروں کی تائید شروع کردی۔ ٹھیکے منسوخ کردئے گئے مگر کیٹو نے پھر ان ٹھیکوں کو دوسرے ٹھیکہ داروں کو ایسی شرطوں پر دیدیا جن سے سلطنت کو زیادہ نفع نہ تھا۔ شہریوں کی جائداد کی تشخیص کے ضمن میں عیش پرستی کے انسداد کے لئے عیش کے سامان (مثلاً منظور نظر غلام) کی قیمت بازار کی قیمت سے دہ چند لگائی گئی اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ اگر جبری جنگی قرضہ کبھی وصول کیا جائے تو ان پر محصول بہت زیادہ

۱؎ لیوی ۹؍ ۳۹، ۴۴؎

۲؎ دوسری فنیقی جنگ میں جو جنگی قرضہ (Tributum) وصول کیا گیا تھا اسکی آخری قسط حال ہی میں

عائد کیا جائیگا۔ کیٹو اور فلاکس کی کامیابی صرف اس حد تک تھی کہ ان دونوں اصلاح پسند سنسروں نے نہایت جرأت سے کام لیا۔ مگر سنسروں کی کارروائیوں کا اثر اُن کے جانشینوں کے لئے انتخاب یعنی پانچ سال تک تھا اور بہت سے ایسے اشخاص تھے جو ان مصلحوں کے کام کو تہ و بالا کرنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کی گرمجوشی سے وہ برسرعہدہ ہوئے تھے، ممکن تھا کہ ان کا جوش بھی ٹھنڈا ہو جائے۔ ان سب امور سے رجعت مکرر کا وقوع میں آنا یقینی تھا۔ آزاد شدہ غلاموں اور لاطینیوں کے ساتھ جو سلوک اسکے متعلق چند سال بعد کے واقعات سے ہم قیاس کر سکتے ہیں یعنی کیٹو اور فلاکس نے غلاموں کی اولاد کو صرف شہر کے چار قبیلوں میں شریک کیا اور لاطینیوں کو بالکل خارج کر دیا۔ یہ انکی طرز عمل کے بالکل مطابق ہے۔

(۶۲۸) اب ہم سوائے ایک کے آخری زمانہ کے سنسروں کی کارروائیوں پر تبصرہ کرینگے جن سے اس عہد کی داخلی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ فی الوقت کیٹو کی سرگردگی میں اصلاح پسندوں نے سی پیو کی جماعت کو کمزور کر دیا تھا۔ سی پیو نے گوشہ نشینی میں ۱۸۵ یا ۱۸۳ میں انتقال کیا مگر اس زمانہ کا رجحان اس جدید جماعت کی طرف تھا جس کا وہ رکن تھا۔ یہ جماعت جس کا سرغنہ فل ویس نوبی لیور تھا اب تک طاقت ور تھی۔ اعتدال پسند جماعت کو جسکا سرغنہ م۔ ایمی لیس لیپی ڈس تھا کچھ روز تک سینٹ میں غلبہ تھا اور ۱۸۲ میں پالس کے کانسل ہونے سے اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اس جماعت کا رجحان اسوقت تک کیٹو اور اسکے ساتھیوں کی طرف تھا مگر ۱۷۹ میں وہ جدید خیالات والوں کے ساتھ نظر آتے ہیں اسی سال لیپی ڈس اور نوبی لیور سنسر ہوئے۔ ان دونوں میں عرصہ دراز سے نا چاقی چلی آتی تھی مگر چند سر برآوردہ امرا کی کوشش سے میل ہو گیا میل ہونے کے بعد جو اتحاد پیدا ہو، اس میں ظاہر ہے کہ جدید خیالات

لاطینیوں کا اخراج

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۹۷) میں لیس وَلی سو کی ایشیائی مال غنیمت سے ادا ہوئی تھی۔ دیکھو لیوی ۳۹، ۷، ۴

کا زور ہوگا۔ تاریخوں سے جو نامکمل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان سنسروں نے کیڈ ٹو کے طریقہ کی پابندی نہ کی بلکہ نرمی کو ملحوظ رکھا شہریوں کی فہرست ہیں اونھوں نے کچھ ترمیم کی ہے جس سے غالباً آزاد شدہ غلاموں کو فایدہ ہوا ہوگا۔[1] اس کی شورش سے ظاہر ہے کہ انکی سہل انکاری سے لاطینی پھر شہریوں میں داخل ہوگئے تھے۔ ترک وطن کا ایک خاص سلسلہ جاری تھا یعنی لاطینی روما ہونیکر شہریان روما میں مل جاتے اور غیر لاطینی حلیف مثلاً سامنی وغیرہ۔ لاطینی شہروں میں داخل ہوکر لاطینی بن جاتے۔ اس طریقہ سے حلیف بستیوں کی آبادی کم ہوتی جاتی تھی مگر امدادی افواج کے مہیا کرنے کی ذمہ داری ان پر باقی رہتی۔ اس ترک وطن کو روکنے کے لئے مجلس عامہ سے ایک قانون[2] نافذ ہوا جس کی رو سے حالیہ لاطینی تارکان وطن کو حکم دیا کہ اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ واضح رہے کہ یہ حکم محض سنیٹ کا نہ تھا بلکہ باضابطہ قانون کی شکل میں نافذ ہوا تھا یعنی لاطینیوں کا اخراج امرا کی حکمراں جماعت کی حکمت عملی کا نتیجہ نہ تھا مگر ایک قانون کے ذریعہ سے عمل میں آیا تھا جو رومی عوام کی آرا سے نافذ ہوا تھا اسکے ساتھ ساتھ ایسی تدبیریں اختیار کی گئیں جن سے اس قانون کی خلاف ورزی دشوار ہوگئی اور اخراج کا یہ طرز عمل سینٹ اور عامۂ قوم دونو نے منظور کرلیا اور ۸۰ سال تک قایم رہا جب کہ اطالیہ کی جنگ عظیم کی وجہ سے ترک کردیا گیا۔

لاطینیوں کے [illegible]

(۶۲۹) حق شہریت روما کا مسئلہ اس عہد کے داخلی سیاسیات میں نہایت اہم تھا۔ ہر غیر رومی کو اسکی آرزو تھی جسکا ثبوت ان ترکیبوں سے ہوتا ہے جن کے ذریعہ سے قوانین سے گریز کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی لاطینی چاہتا کہ اسکا بیٹا روما کا شہری ہوجائے تو وہ اسے کسی رومی کے ہاتھ بیچ ڈالتا اور اس سے نج کے طور پر یہ معاہدہ کرلیتا کہ وہ اس نوجوان کو آزاد

---

[1] لیوی ۴۰، ۵۱۔ تفصیل معلوم نہیں۔

[2] قانون کلاڈیا متعلق بہ حلفا۔ لیوی ۴۱، ۸، ۹۔

کردے گا تاکہ وہ شہری ہو جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آزاد شدہ غلام کی حیثیت سے روما کا شہری ہو جانا بھی لاطینی شہری ہونے سے بہتر خیال کیا جاتا تھا جو شروع سے آزاد ہو مگر یہ معاملہ درحقیقت تبنیّت سے اس قدر مشابہ تھا جو لوگ اس طور سے شہری بنتے ہوں گے ان پر غلامی کا داغ نہ رہتا ہوگا بہت سے غریب یا بے اصول رومی ایسے ہوں گے جو ان معاملات میں مربی بن جاتے ہونگے اور اس تدبیر کے کارگر ہونے سے اکثر لاطینیوں کو ترغیب ہوئی ہوگی کہ ترک وطن کر کے حق شہریت کا دعویٰ کریں بجائے اسکے کہ اس طولانی طریقہ کو اختیار کریں۔ حقِ شہریت کی خواہش اس غرض سے غالباً نہ ہوگی کہ مجالس میں رائے دینے کا حق حاصل ہو[1] کیونکہ ان جماعتوں کی قوت زائل ہوتی جاتی تھی۔ حصول شہریت کی خواہش لوگوں کو درحقیقت اسلئے تھی کہ اس سے نفع بہت تھا۔ اور روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ زمانۂ سابق میں لاطینی نوآبادیوں میں زمینوں کے بڑے بڑے قطعات دیئے جاتے تھے اور ان نوآبادیوں کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی جسکی وجہ سے بعض رومی بھی کسب معاش کے لئے ان میں شریک ہوکر لاطینی بن جاتے۔ مگر اب زمانہ بدل گیا تھا۔ ۱۸۳؁ میں اندرون ملک میں جو نوآبادیاں قایم ہوئیں سب شہریوں کی تھیں۔ صرف معدودے چند لاطینیوں کو اجازت[2] دی گئی کہ ان نوآبادیوں میں شریک ہوکر روما کی شہریت حاصل کر لیں ۱۸۱؁ میں ایکویلیا کے قیام کے بعد اطالیہ میں پھر کوئی لاطینی نوآبادی نہیں قایم ہوئی۔ لڑائیوں کے بعد شہریوں اور حلیفوں کو انعام بحصہ مساوی ملتا تھا۔ مگر ۱۷۷؁ میں کانسل کلاڈیس پلچر کے جشن فتح کے بعد برخاست شدہ حلیف سپاہیوں کو شہریوں کے

---

[1] نوآبادی قایم کرنے والے کمشنروں کو اختیار تھا کہ چند غیر رومی اشخاص کو نئی نوآبادیوں میں شہری کی حیثیت سے داخل کر لیں۔ لیکن اس قسم کے واقعے نہایت محدود تھے۔ فقرہ ۷، ۴ میں اسے نیئس کا واقعہ دیکھو۔

[2] لیوی ۴۱، ۱۳، ۸ دیکھو۔

انعام کا نصف ملا۔ یہ کلاڈیس قانون کلاڈیا کا محرک تھا جسکا ذکر آچکا ہے ٢٣٦ء میں بھی اسی طرز عمل کی بدولت کی گئی تھی کانسل[1] لیوسٹومیس آلبنس نے جو اس سال کے سنسروں میں سے ایک کا بھائی تھا ایک فرمان نافذ کیا جس میں لاطینیوں کو حکم دیا گیا کہ روما سے چلے جائیں اور اپنے اپنے شہروں میں اپنے نام لکھائیں سنسروں کی عنایت حسب سابق آزاد شدہ غلاموں پر تھی اور ان میں سے ایک نے روما کے ایک نئے مندر کی زینت کے لئے مشہور لاکی نی مندر کی سنگ مرمر کی سلیں زبردستی نکال کر اہل روما کے کبر و نخوت کا ثبوت دیا۔ مگر یہ سخت زیادتی تھی سینیٹ نے حکم دیا کہ یہ سلیں واپس کر دی جائیں۔ اس حکم کے مطابق سلیں واپس تو کر دی گئیں مگر پھر اپنے مقام پر جا نہ لگیں اور مندر کے صحن میں عرصہ دراز تک پڑی رہیں جس سے ہر کس و ناکس پر ثابت ہوتا رہا کہ روما نے یونانی روایات اور جنوبی اطالیہ کے باشندوں کے جذبات کو کس طرح پامال کیا تھا۔ جس چیز سے پرہس اور ہنی بال نے تعارض نہ کیا تھا اطالیہ کی مرکزی قوت (روما) کے ایک عہدہ دار (فل ویس) نے یوں بے سوچے سمجھے تباہ کر دیا[2]۔

(۲۳۰) انھیں سنسروں کو یکایک خیال آیا کہ لوگ کیم پے نیا کی سرکاری اراضی میں مداخلت کر رہے ہیں اور اجارہ دار لگان ادا نہیں کرتے ممکن ہے کہ ملک شام سے تاوانِ جنگ کی جو سالانہ قسطیں[3] وصول ہو رہی تھیں انکی وجہ سے خزانہ معمور ہوا اور سابق کے سنسروں نے لگان وصول کرنے میں تساہل کیا ہو۔ لیکن اس سال جو قسط وصول ہونے والی تھی وہ آخری تھی کیم پے نیا کی اراضی کی سرحدوں کی از سر نو تصدیق کی گئی اور ١٧٢ء میں لگان

مالیات رومی اور بد انتظامی

---

[1] ١٧٣ء میں کانسل تھا اسلئے سنسروں کی میعاد عہدہ میں وہ برسر خدمت ہوگا۔ ایک پوسٹومیس ١٨٠ء میں بھی کانسل تھا۔ لیوی ۴۲، ۱۰، ۳۔
[2] لیوی ۴۲، ۳۔
[3] لینگ تاریخ روما ۸۰ (دوم ۲۶۰)۔
[4] لیوی ۴۲، ۱۹، ۱۔

کے برابر وصول کرنے کا انتظام کیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے مالیہ کی حالت قابلِ اطمینان نہ تھی اور سنیٹ کو مقدونیہ کی آیندہ جنگ کا بھی خیال ہو۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ ۱۷۴ء کے سنسروں نے سرکاری ٹھیکوں کے معاملہ[1] میں سہل انکاری سے کام لیا مگر طبقۂ ایکوائٹ کی فہرست کی ترمیم میں نہایت سختی سے کام لیا۔ ممکن ہے کہ یہ افراد یا جماعتوں کے باہمی عناد کی وجہ سے ہو۔ اسی زمانہ میں ایک واقعہ ہوا جس سے لاطینیوں اور دوسرے حلیفوں کی ناراضی بڑھ گئی۔ کانسل ل۔ پوسٹومیس کو ہدایت کی گئی تھی کہ کیم پے نیا جاکر سرکاری اور خانگی اراضی کی حدود کا تعین کردے۔ اس کے راستے میں پیری نیس ٹی[2] کا شہر پڑتا تھا یہ شہر ان چند قدیم باقی ماندہ لاطینی شہروں میں تھا جو ایک زمانہ میں لاطینیوں کے عظیم الشان اتحاد میں شامل تھے ۳۳۸ء میں اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد سے اس شہر کا شمار روما کے درجۂ اعلیٰ کے حلیفوں میں تھا۔ روما کی اس شہر نے قابلِ قدر خدمات کی تھیں اور اسے اپنی موجودہ حیثیت پر ناز تھا۔ مگر زمانہ بدل گیا تھا اور پوسٹومیس کو اس شہر کے باشندوں سے عناد تھا جسکی وجہ حسب ذیل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ یہ اپنی ذاتی ضرورت سے کوئی قربانی کرنے کے لئے وہاں گیا تھا تو وہاں کے حکام نے سرکاری یا خانگی حیثیت سے اس کی خاطر مدارات نہ کی جس کا اسے بہت رنج ہوا۔ مگر اب وہ کانسل تھا اور اس میں اپنے طبقہ کے اشخاص کی طرح کبر و نخوت کا مادہ بہت تھا۔ اس لئے انھیں متنبہ کرنے اور ذلیل کرنے کے لئے پری نیس ٹے کے صدر حاکم کو حکم دیا کہ سرکاری طور پر اسکا استقبال کیا جائے، سرکاری صرفہ سے اس کی مہمانداری کی جائے اور اگلی منزل تک سواری کا انتظام کیا جائے۔ مگر اس حکم دینے کا وہ بالکل مجاز نہ تھا۔ البتہ سنیٹ کا کوئی قانون یا حکم ایسا نہ تھا جسکی رو سے ایک لاطینی

[1] لیوی ۴۳، ۱۶-۳ و ۴ وی سین بورن ج

[2] لیوی ۴۲، ۱، ۶-۱۲ ف

حلیف کی یہ تذلیل ممنوع ہوتی ۔ سلطنت روما اپنے عہدہ داروں کے سفر کے لئے ذرایع خود بہم پہونچاتی تھی ۔ زمانۂ سابق کے رومیوں کو کبھی یہ وہم وگمان بھی نہ ہوگا کہ کوئی کانسل رومی حلیفوں کو اس طرح پریشان کریگا اور اپنی ضد کو پورا کرنے کے لئے انھیں اس طریقہ پر زیر بار کریگا ۔ زمانۂ سابق میں رواج کے عمدہ اصول پر عمل تھا ۔ روما اور حلیف شہروں کے سربرآوردہ لوگوں میں دوستانہ تعلقات تھے جسکی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی خاطر مدارات خوشی سے اور بطریقۂ احسن کرتے تھے پوسٹومیس تو حکم دے چکا تھا، اگر پری نسیں ٹے کے لوگ چاہتے تو سینٹ میں مرافعہ کر سکتے تھے ۔ مگر اس زمانہ کی سینٹ سے کیا یہ امید ہوسکتی تھی کہ وہ لاطینی حلیفوں کے مقابلہ میں اپنے طبقہ کے ایک فرد پر معترض ہوں یا اسکے افعال میں مزاحم ہوں ۔ اِن لوگوں نے اسی لئے حکم کی تعمیل کی یہ انکے اطاعت قبول کر لینے سے آیندہ کے لئے ایک بڑی نظیر قایم ہوگئی اور روما کی شہنشاہی دست اندازیوں میں ایک نئی منزل کا آغاز ہوا۔[1]

(۶۲۳) واضح رہے کہ اس زمانہ میں کئی شرمناک واقعات ہوئے جن سے سمجھدار لوگوں کو ضرور پریشانی ہوئی ہوگی ۱۸۰ھ سے ۱۶۹ تک متعدد ایسے ناگفتہ بہ واقعات ہوئے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ رومی حکومت کمزور ہو رہی ہے اور ممالک مقبوضہ میں اپنے صوبجات پر قابو نہیں رکھ سکتی ۔ آسٹریا، لیگیوریا اور ہسپانیہ کے رومی افسر سخت حکم عدولیوں، ظلم اور بدانتظامی کے مرتکب ہوتے تھے مگر نہ تو خاطیوں کو سزا ہوتی اور نہ مظلوموں کے نقصان کی تلافی ہوتی یونانیوں جو وحشیانہ مظالم ہو رہے تھے اور مقدونیہ کی جنگ کی ناکامی سے اِن خرابیوں میں اور اضافہ ہوا ۔ اصلاح پسندوں کے خلاف جو رجعت ہوتی تھی یہ اسکا نتیجہ تھا مگر اصلاح پسند بالکل بے بس تھے ۔ لیکن موجودہ حالت سے سمجھدار امرا کو سخت ہراس ہوا اور ایک رجعت مکرر ہوئی جس سے اصلاح پسند پھر بااقتدار ہوگئے ۱۶۹ھ کے لئے دو زبردست آدمی سنسری

[1] لیوی ۴۳، ۱۴ – ۱۶

کی خدمت کے لئے منتخب ہوئے یعنی ک۔ کلاڈیس پلچر اور ٹائبیریس سیم پرونیس گراکس یہ دونوں ۱۷۷ء میں کانسل رہ چکے تھے۔ کلاڈیس ایک سرگرم مگر شوریدہ سر شخص تھا اور اسی نے قانون کلاڈیا نافذ کرایا تھا۔ ٹائبیریس نے ۱۸۷ء میں برادران سبی پیو کو بچایا تھا اور ہسپانیہ اور سارڈینیا کی جنگوں میں نام حاصل کیا تھا ہم بیان کر چکے ہیں کہ انھوں نے فوجی بھرتی کے عمل میں آنے میں اور بیرون ملک کی فوج میں ضبط فوجی کے بحال کرنے میں مدد دیکر کمزور کانسلوں کی تائید کی تھی سینٹ کی فہرست کی ترمیم میں اونھوں نے سابقہ سنسروں سے زیادہ سختی کی تھی اور ایکوائٹ طبقہ[1] کے متعلق بھی اونھوں نے ایسی ہی سختی کی مگر قبل اسکے کہ وہ اس کام کو شروع کریں ان میں اور سرمایہ داروں میں ایک نزاع ہو گئی جس سے وہ سخت مشکلوں میں پھنس گئے۔ ان دونوں کو خیال تھا کہ ان سے پہلے کے سنسروں نے سرکاری ٹھیکے ٹھیکہ داروں کو ایسی شرطوں پر دیئے تھے جن میں اونھیں نفع تھا یا ان ٹھیکہ داروں نے اپنا کام ٹھیک طور پر نہیں کیا تھا۔ اسلئے اونھوں نے اعلان کر دیا کہ اب ان ٹھیکہ داروں کی درخواستوں پر کوئی لحاظ نہ ہوگا۔ اس اعلان سے سرمایہ دار جامے سے باہر ہو گئے۔ سرکاری جائداد کی تنقیح کے دوران میں گراکس نے حکم دیدیا تھا ایک دیوار گرا دی جائے جو سرکاری زمین پر آگئی تھی دیوار کا بنانے والا روٹی لیس کا متوسل تھا جو اس سال ٹری بیون تھا اور طبقہ ایکوائٹ سے تعلق رکھتا تھا۔ روٹی لیس برافروختہ ہو گیا اور اپنے متوسل کو بچانا چاہا لیکن دوسرے ٹری بیون پیچھے ہٹ گئے اور سنسروں نے دیوار بنانے والے پر غالباً حکم عدولی کی پاداش میں جرمانہ کر دیا اس مخالفت سے ٹری بیون اور ناراض ہوا۔ اس نے خارج شدہ سرمایہ داروں کی حمایت شروع کر دی اور ایک قانون کے پیش کرنے کی اطلاع دی جس کا منشا یہ تھا کہ ٹھیکوں کے متعلق سنسروں کی کارروائی منسوخ کر دیجائے اور یہ حکم دیا جائے کہ تمام ٹھیکوں کے متعلق از سر نو کارروائی

[1] دیکھو فقرہ ۱۷۰

کی جائے جس سے کوئی خارج نہ کیا جائے۔ قبل اسکے کہ اس تجویز کے متعلق رائیں لیجائیں اس پر ایک بے ضابطہ جلسہ Contio میں بحث ہوئی اور سنسروں نے اس کی مخالفت کی۔ اس جلسہ میں کلاڈیس اور ٹری بیون کے درمیان ایک جھڑپ ہوگئی کلاڈیس نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ لوگوں سے خاموش رہنے کے لئے کہے۔ مگر ٹری بیون نے اسکے یہ معنے لئے کہ وہ اسکے حقوق میں دست اندازی کر رہا ہے کیونکہ اسی ٹری بیون نے جلسہ منعقد کیا تھا۔ روٹی لیس نے اس بہانے سے اپنا کام نکالنا چاہا اور اعلان کر دیا کہ سنسر اسکے اور اسکے منعقد کئے ہوئے جلسے کے حاضرین کے درمیان مزاحم ہوا تھا اور یہ کہکر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے دونوں سنسروں پر غداری Perduellio کا الزام لگایا۔ سنسروں پر یہ لازم نہ تھا کہ اپنے عہدہ کی میعاد میں اسکی جوابدہی کریں مگر معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ طے کر لیا کہ الزام سے فوراً برأت حاصل کر لینا بہتر ہے اس لئے انھوں نے اپنے سرکاری کاغذات کو سر بمہر کر دیا۔ اپنے ملازمین کو برخاست کر دیا اور سرکاری کام کو مقدمہ کے تصفیہ تک ملتوی کر دیا۔ رائے دینے کا دن جب آیا تو معلوم ہوا کہ سرمایہ داروں کا زور کس قدر بڑھ گیا ہے۔ درجۂ اول میں غلبۂ آرا کلاڈیس کے خلاف تھا جسکا مقدمہ اسکے شریک عہدہ کے مقدمہ سے قبل پیش ہوا تھا۔ کلاڈیس کو سزا ہو جاتی مگر گراکس کی تائید سے جو ہر دل عزیز تھا اور سر برآوردہ امرا کی کوششوں سے وہ سزا سے بچ گیا۔ ان امیروں نے غریب رائے دہندوں سے جنھوں نے ابتک رائے نہیں دی تھی بہت کچھ منت سماجت کی اور ان کا رخ بدل دیا۔ گراکس کو اپنے شریک عہدہ کی طرف سے سخت پریشانی تھی مگر لوگوں نے یقین دلایا تم بری ہو جاؤ گے۔ اسکے بعد اس نے قسم کھائی کہ اگر کلاڈیس کو سزا ہوئی تو میں اپنے مقدمے کے فیصلے کا انتظار نہ کروں گا بلکہ اس کے ساتھ جلاوطن ہو جاؤں گا مگر باوجود اسکے کلاڈیس صرف آٹھ سنتوریوں کی رائے کے غلبہ سے بچ سکا۔

ا؎ جمہوریہ کے اوائل (۴۹۲ ق م) میں کسی ٹری بیون کا قطع کلام کرنا جبکہ وہ پبلک میں جلسہ کو مخاطب کر رہا ہو قانون ای کی لی کے ذریعہ سے ممنوع کر دیا گیا تھا۔

اس کے بعد گراکس کے خلاف بھی مقدمہ نہ چلایا گیا ؛

(۶۳۲) اس قصہ میں کئی امور ہیں جن سے اس زمانہ کے رومی سیاسیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اولاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بڑی جماعتوں یعنی امرائے سنیٹ اور طبقہ ایکوائٹ کے سرمایہ داروں میں سخت مخالفت تھی اور یہ کہ امرا کو غلبہ بڑی دقت سے ہوا تھا۔ فی الحقیقت سرمایہ داروں کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور چند سال کے بعد وہ قرطاجنہ اور کورنتھ کی تباہی کا باعث ہونے والے تھے۔ ثانیاً دولتمند لوگ چونکہ دو مخالف جماعتوں میں منقسم تھے اس لئے انکی باہمی نزاع کا فیصلہ غریب تر شہریوں کی جماعت کرتی ہے! ثالثاً ٹری بیون کی قوت کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کیا جاتا ہے حالانکہ ایک زمانہ میں شہر کی حدود کے اندر کوئی اسکا مقابلہ نہ کرسکتا تھا۔ بالفاظ دیگر ٹری بیونوں کے وسیع اقتدارات حسب سابق تھے مگر عملاً ان سے کام لینا ناممکن تھا۔ اور حالت یہ ہوگئی تھی کہ جب سنسر اور ٹری بیون جو دونوں سنیٹ کے بندۂ حکم تھے آپس میں لڑتے اور سنیٹ سنسر کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتی تو ٹری بیون یہ جرات نہ کرسکتا تھا کہ سنسر کو گرفتار کر کے قید کردے۔ اس کے علاوہ دوسرے ٹری بیون بظاہر کسی فریق کے طرفدار نہ تھے سنسر جسکی تائید پر سنیٹ تھی اس قدر نڈر ہوگیا تھا کہ سزا پاتے بچ گیا رابعاً یہ معلوم ہوتا ہے عوام ابتک امرا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کیونکہ اُن کی حکومت کے وہ خوگر ہوگئے تھے، مگر یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ جانبین نے رشوت دہی سے کام لیا ہو۔ بہرکیف اس واقعہ کے بعد ضروری ہے کہ مجلس عامہ کی دستوری حیثیت پر نظر رکھی جائے کیونکہ ظاہر تھا کہ عوام ہمیشہ اپنی رائیں اس طرح نہ دے سکتے تھے کہ سلطنت کے مفاد محفوظ رہیں ؛

دستور کی عملی کارروائی میں تغیر

(۶۳۳) اسکے بعد سنسروں نے اپنا کام[1] سختی اور سرگرمی سے شروع کیا

سنسر اور آزاد شدہ غلام

[1] لیوی ۴۲ ، ۱۶-۴۴ ، ۱۶-۴۵ ، ۱۵ ، تین مختلف فقروں میں اس قابل یادگار مردم شماری کا ذکر ہے۔ متن میں استقام ہیں مگر فی الجملہ واقعات واضح ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کام میں وقت

ایکوائٹ طبقہ کی فہرست کی ترمیم میں انھوں نے متعدد اشخاص کو نااہل ہونے کی علت میں فہرست سے خارج کردیا جن میں انکا مخالف روتی لیس بھی تھا جسے اونھوں نے Aerarii کے ذلیل طبقہ میں شریک کردیا۔ مگر انکا اہم کام یہ تھا کہ شہریوں کی فہرست تیار کریں اور وہ چاہتے تھے کہ آزاد شدہ غلاموں کو قبایل میں شریک کرنے کا مسئلہ طے ہو جائے۔ موجودہ انتظام یہ تھا کہ ان میں سے جن کے بیٹے پانچ سال کی عمر سے زیادہ ہوں وہ ۳۱ دیہاتی قبیلوں میں سے ہر ایک میں شریک ہو سکتے اور باقی صرف چار شہری قبیلوں میں شریک کئے جاتے۔ جو لوگ کہ پہلے ہی سے رجسٹر میں شریک تھے انکے متعلق یہ ترتیب باقی رہی۔ لیکن غلامی کے رواج کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آزاد شدہ غلاموں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی اور یہ مقصود تھا کہ ان کا اثر بڑھنے نہ پاوے کیونکہ امراس کے خطرہ سے آگاہ ہو گئے تھے اور اندیشہ تھا کہ جب ان کی تعداد بہت بڑھ جائیگی تو وہ اپنے مربیوں کی پروا نہ کرینگے اور انکے قابو سے نکل جائینگے۔ ان کے متعلق یہ اصول قرار پایا کہ ان میں سے جن کی اراضی کی قیمت ......سسٹر کی (۳۰۰ پونڈ انگریزی) سے زیادہ ہو یعنی جو اپنی جائداد کی قیمت کی تشخیص کی بناپر پہلے اور دوسرے درجہ کی صدیوں میں شریک ہو سکیں ہر دیہاتی قبیلے میں شریک کر لئے جائیں۔ ان کے علاوہ جو آزاد شدہ غلام تھے انکے متعلق گراکس کی یہ رائے تھی کہ وہ کسی قبیلہ میں شریک نہ کئے جائیں۔ مگر کلاڈیس کا خیال تھا کہ اگر ہم نے یہ کیا تو ہم اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کرجائینگے۔ مگر بالآخر یہ تصفیہ ہوا کہ غریب آزاد شدہ شہری چار شہری

بقیہ نوٹ صفحہ (۳۰۷) بہت صرف ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اختلافات بہت پیدا ہو گئے تھے۔ یہ قرین قیاس ہے کہ لیوی نے اپنے تذکرہ کے مختلف حصوں میں مختلف ماخذ سے کام لیا ہے۔

۱؎ ان کے ان بیٹوں کے متعلق یہ گمان کیا جاتا کہ وہ آزاد پیدا ہوئے ہیں Ingemui مگر کم حیثیت خیال کئے جاتے۔ دیکھو فہرست مضامین آزاد شدہ غلام۔ اور فقرہ ۲۶۱

قبیلوں میں سے صرف ایک میں شریک کئے جائیں اور اس کے لئے قبیلہ ایسکوی لین کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ دونوں سنسروں میں پورا اتفاق تھا اور اُنکی فراست اور استقلال کا سنیٹ نے شکریہ ادا کیا مگر جب اونھوں نے درخواست کی کہ انکے عہدہ کی میعاد میں توسیع کی جائے تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ جن تعمیرات عامہ کے ٹھیکے دئے گئے ہیں انکی تعمیر ٹھیک ٹھیک طور پر ہوتی ہے یا نہیں کیونکہ روٹی لیس کی مخالفت سے انکا کام رک گیا تھا، تو ایک ٹری بیون نے اس تجویز کو روک دیا اور وہ بار آور نہ ہوئی۔ یہ ایک قسم کا انتقام تھا کیونکہ اس شخص کو سنسروں نے سینٹ کے ارکان کی فہرست میں شریک نہ کیا تھا[1]۔

خدمت سنسری کی ناکامی۔ (۶۴۲) سنسروں کی کارروائیوں سے رجحان زمانہ کی اصلاح کی اس قابل یادگار کوشش کا یہ انجام ہوا۔ لاطینوں کی شکایتوں کو رفع کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اور قانون کلاڈیا کے بانی سے اس کی امید یہ نہ ہوسکتی تھی اسکے علاوہ سنسروں کی کارروائیوں کا اثر صرف آئندہ مردم شماری تک رہتا تھا۔ روزافزوں عیاشی اور آوارگی کو روکنے کے لئے قانون وو کونیا نافذ ہوا تاکہ عورتوں کے قبضہ میں جائداد بڑھنے نہ پائے[2]۔ ۱۶۹ء میں پڈنا کی فتح کے بعد جب ہر طرح سے اطمینان ہوگیا اور فتوحات کی وجہ سے ہُن برسنے لگا تو عیاشی

---

[1] یہ واضح نہیں ہے کہ یہ مداخلت Inter cessio سنیٹ میں ہوئی یا مجلس عامہ میں۔ اپنے عہدہ پر فائز ہونے کی حالت میں ٹری بیون سنیٹ میں جا سکتا تھا مگر اسکے بعد نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ سنیٹ کی فہرست میں شریک ہو۔

[2] اس قانون اور قانون فیوریا کے متعلق دیکھو گائیس دوم ۲۲۵، ۲۲۶، ۴، ۲۴ بر پوسٹ کا قول۔ لینگ تاریخ روما دوم ۲۳۹، ۲۸۰۔ لیوی خلاصہ اور حصہ ۴۱ کے آخر میں وہی سیلین بورن کا نوٹ۔ ادریلی کی فہرست قانونی میں دو کونیا سسرو پرو بالبو ۲۱۔ De repub سوم ۱۷۔ کیٹو نے اس قانون کی تائید کی تھی۔ دیکھو فقرات ۶۴۹ تا ۶۵۱ کتاب ہذا۔

اور بداطواری کا پھر زور ہوگیا اور قدامت پسند مصلحوں نے اسکے سدباب کی جو کوششیں کیں سب رائگاں گئیں ۔

(۶۳۵) اس عہد کے اواخر کے سنسروں کا حال بہت کم باقی ہے کیونکہ اسکے متعلق لیوی کی تاریخ کا حصہ ناپید ہوگیا ہے ۔ البتہ ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کا طرز عمل نہ تو زبردست تھا نہ مستقل ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد غلاموں نے جن حقوق کو کھویا تھا انہیں پھر حاصل کر لیا ۔ انکی تعداد بھی برابر بڑھتی جاتی ہوگی ۔ کئی مرتبہ شہریوں کی تعداد کم پائی گئی مگر اس کی یہ وجہ ہوگی کہ صحیح النسب رومیوں کی تعداد گھٹتی جاتی تھی ۔ مگر اس اثنا میں لاطینی حسب سابق شہریت روما سے محروم رکھے جاتے تھے ۔ اور حلیفوں کے ساتھ بالعموم بدسلوکی ہوتی تھی ۔ اطالیہ کی آبادی کے اچھے عناصر کو سلطنت میں شریک کرنے کی امید اور بھی موہوم ہوگئی تھی ۔ سرمایہ داروں کی قوت بڑھتی جاتی تھی ۔ رومی طبقہ ایکوائٹ کے سوا اب جنگوں میں شریک نہ ہوتے تھے صاحب جائداد اشخاص جو طبقۂ امرا میں سے نہ تھے باہم متحد تھے اور انکے اثرات کا مقابلہ کرنا بسا اوقات سخت دشوار ہوتا انکا ایک علیحدہ طبقہ ہوگیا تھا اور آئندہ عہد میں اس طبقہ Equester ordo کا وجود علانیہ تسلیم کر لیا گیا ۔ سنہ ۱۴۲ میں پالس سنسر تھا ۔ اگر اس کی صحت اچھی ہوتی تو اس حالت میں وہ کچھ کر نہ سکتا کیونکہ غلپس سا ونگ آدمی اسکا شریک عہدہ تھا لیکن اس کی صحت بہت خراب تھی سنہ ۱۶۰ میں اس کے انتقال سے نیک دل امرا کی جماعت میں اسکا کوئی جانشین نہ ہو سکا ۔ اس کے وجود سے نئے خیال کے امرا پر ایک قسم کا روک تھا مگر اب اس خود غرض اور حریص جماعت نے سنیٹ میں پورا رسوخ حاصل کر لیا ۔ سنہ ۱۵۹ ، ۱۵۴ ، ۱۴۷ کے سنسروں کا ذکر ہم نہ کریں گے سنہ ۱۴۲ میں سی پیو ایمی لیانس اور ل ۔ ممیس سنسر تھے سی پیو حقیقی محب وطن اور اس پر رومیوں کو پورا اعتماد تھا مگر دونوں میں اتفاق نہ تھا ۔ اسلئے سیاسیات یا تمدن میں سی پیو اگر کوئی اصلاح کرنا چاہتا تو مجبور رہتا ۔ مگر ملک کی حالت غالباً اب اس قدر خراب ہوگئی تھی کہ اگر دونوں سنسروں میں

اتفاق بھی ہوتا تو وہ کچھ کر نہ سکتے تھے ۔ ۱۲۹ ق م میں کیٹو مر گیا جو اصلاحی تدابیر کا دل سے مؤید تھا ۔ ایمی لیانس ہپند ونصیحت کرتا رہا مگر اس کی یہ سعی عبث تھی ۔ مردم شماری کے کام کے ختم ہونے کے بعد جب حسب دستور تطہیر کیلئے قربانی Lustrum ہوئی تو اس نے اختتام پر جو دعا ہمیشہ مانگی جاتی تھی اس کے الفاظ میں اس نے خفیف سا تغیر کر دیا یعنی دیوتاؤں سے اس نے دعا کی کہ بجائے اس کے کہ روما کو مزید عظمت بخشیں اسکو صحیح وسالم رکھیں ۔ وہ تاڑ گیا تھا کہ روما کا شہنشاہی کام اسکے بوتے سے باہر ہو گیا تھا اور یہ کہ بحالت موجودہ رومیوں کے خصائل اور ارادات میں وہ وسعت پیدا نہ ہو سکتی تھی جو شہنشاہیت کی روز افزوں ضروریات کے لئے درکار تھی ۔ سپی پیو کا رجحان طبع زندگی کے تاریک پہلو کی طرف تھا مگر وہ خوب سمجھتا تھا کہ جمہوریہ پر جو بار پڑ رہا ہے اسکی وہ متحمل نہ ہو سکیگی۔[1]

(۶۴۶) روما کی حالت فی الحقیقت اس قدر ردی ہو گئی تھی کہ سچے محب وطن بھی اسکی اصلاح کی کوئی تدبیر نہ نکال سکتے تھے اس وقت ضرورت یہ تھی کہ صرف اہلیت رکھنے والے اشخاص حکام مقرر ہوتے اور وہ وفاشعاری کے ساتھ مرکزی حکومت کے احکام کی تعمیل کرتے اور اندرون وبیرون ملک میں قابلیت کے ساتھ اسکی نیابت کرتے، خود غرض امیروں کی سازشیں روک دی جاتیں اور سنیٹ کے سر غنے دوراندیش ہوتے جنھیں صرف سلطنت کے مفاد کی فکر ہوتی، روما کی دوغلی مخلوق میں جن پر مجالس مشتمل تھیں ایسے جذبات پیدا ہوتے جو شہریاں روما کے لئے موجب فخر ہوتے اور انھیں سلطنت کے حقیقی مفاد کا احساس ہوتا ، ٹھیکہ داروں میں ایمانداری اور فوجوں میں ضبط فوجی ہوتا ۔ محبان وطن کی یہی آرزوئیں ہونگی مگر یہ آرزوئیں اب پوری نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ پرانتر کارروائی کے شروع کرنے کی کوئی تدبیر بظاہر نظر نہ آتی تھی اور نظام سیاسی کا ہر عنصر رفتہ رفتہ دوسروں کو خراب کر رہا تھا ۔ اصلاح کے عدم امکان کی اصل وجہ کا دریافت کرنا بھی دشوار نہیں ۔ زمانۂ قدیم میں روما کو جو قوت

اصلاح کا ناممکن ہونا

[1] والیریس میکسی مس ۴، ۱، ۱۰۔

یا ترقی حاصل ہوئی تھی وہ کمالات عقلی یا نظام سیاسی کے مکمل ہونے کے باعث سے نہ تھی بلکہ حقیقی فرض شناسی اور انتہائی ایثار کی وجہ سے تھی اور اُس حقیقی ہم آہنگی کی وجہ سے جو باہمی نفاق پر ہمیشہ غالب آجاتی تھی۔ اسکے نظام سیاسی کی روح رواں اسکی اخلاقی قوت تھی اور یہی اخلاقی قوت اب سرعت کے ساتھ زائل ہورہی تھی۔ صفحات تاریخ میں ایسی قوموں کا حال مذکور ہے جو ہزیمتوں اور نقصانات سے قعر مذلت میں پہونچ گئی تھیں مگر انھیں ناکامیوں نے تازیانہ کا کام کیا اور ان کے احیاء کا باعث ہوئیں مگر روما میں یہ حالت نہ تھی کیونکہ اسے رقیبوں کی طرف سے کوئی خوف باقی نہ تھا روما کی حالت اب ایک حقیقی قوم یا عضوی سلطنت کی نہ تھی کیونکہ اس کی فتوحات نے اسکو اس درجہ پر نہ پہونچنے دیا اور اطالوی حلیفوں کے ساتھ اس کا جو سلوک تھا اسکی ایک دلیل ہے۔ زمانہ سابق میں اسکی کامیابی کا یہ راز تھا کہ پہلے تو غیر ملکیوں کو وہ اپنے فرائض میں شریک کرلیتا اور پھر حقوق میں۔ لیکن اس عہد میں رومی فرائض کے ادا کرنے سے پہلوتہی کرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ حقوق سب انھیں کے ہوں قانون پورکی سے جو حقوق شہریوں کو تھے ان سے ان میں اور غیر شہریوں میں ایک خاص امتیاز ہوگیا تھا۔

قوانین پور

(۲۳۶) یہ تین قوانین تھے جنھیں کبھی اکٹھے بھی بیان کیا جاتا ہے اور کسی نہ کسی شکل میں ان کا اصل اصول یہ تھا کہ بعض حالتوں میں روما کے شہری سزائے تازیانہ سے مستثنیٰ کردئے گئے۔ ان قوانین کی تاریخ کا تعین نہیں ہوسکتا مگر یہ غالباً اسی زمانہ کے ہیں اور پہلے قانون کا بانی غالباً خود کیٹو تھا[1]۔ مسٹر گرینج کا قیاس یہ ہے کہ ان قوانین میں سے کم ازکم ایک کا منشا یہ تھا کہ فوجی بھرتی کے موقع پر جب حاکم اپنی جبری قوت سے کام لے تو شہری مجلس عامہ میں مرافعہ کرسکیں یہ قیاس صورت حال کے مطابق ہے کیونکہ شہریوں کو بیرون ملک کی فوجی ملازمت شاق گزرنے لگی تھی اور اسکا بار بیجا طور پر حلیفوں پر پڑ رہا تھا۔ ان قوانین کے تفصیلی امور خواہ

---

[1] کلاسیکل ریویو نہم ۲۳۴ ؁

کچھ ہی ہوں مگران کا عام نتیجہ یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے شہری سزائے تازیانہ سے محفوظ ہوگئے اور اس طرح ان میں اور بے یار و مددگار حلفا میں ایک تکلیف دہ امتیاز ہوگیا صرف فوجی معاملات ہی میں حلیف کمتر درجہ کے خیال نہ کئے جاتے تھے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں بلکہ دوسرے معاملات میں بھی مثلاً کیٹو کی ایک تقریر[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رومی حاکم کے حکم سے کسی حلیف شہر کے سربرآوردہ لوگوں کو تازیانے لگائے گئے۔ ایک واقعہ ضمناً مذکور ہے کہ پاتاویم سے قیام امن میں مدد دینے کے لئے ایک درخواست سینیٹ میں پیش ہوئی تھی لیکن وہاں کی جماعتوں میں سخت اختلافات Seditio ہوگئے تھے اور خانہ جنگی کی نوبت آگئی تھی۔ ایک کانسل کو جو گال روانہ ہو رہا تھا ہدایت کی گئی اور اس نے خوش اسلوبی کے ساتھ اس نزاع کو طے کر دیا۔ مگر اس واقع کو تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ نزاع امیروں اور غریبوں کے درمیان ہو اور کانسل نے امیروں کی تائید کی ہو اس طرز عمل کو رومیوں نے ضرور قابل اطمینان خیال کیا ہوگا۔ مقامی امور میں جب رومیوں سے مداخلت کی درخواست کی جاتی تھی تو یقیناً کسی نہ کسی جماعت کی طرف سے ہوتی تھی۔

حلیف اور اہل صوبجات — (۲۳) لاطینی اور دوسرے حلیف اپنی موجودہ سیاسی حیثیت سے غیر مطمئن تھے مگر ان کے ساتھ صریحی زیادتیاں غالباً شاذ ہوتی ہونگی اور دوستانہ تعلقات اور ایک دوسرے کی خاطر مدارات کرنے سے روما سے اون کے تعلقات خوشگوار ہوں گے اسکے علاوہ اپنی حالت کی اصلاح کی طرف سے بھی انھیں مایوسی نہیں ہوئی تھی مگر روما کے صوبجات مفتوحہ کے باشندوں کی

---

[1] گیلیس دہم ۳، ۱۷ (کیٹو جارڈن) صفحہ ۴۱ یہ واقعہ شمال اطالیہ کے کسی مقام کا ہے۔ دیکھو لیوی ۷، ۲، ۷۷ بروی سین بورن کا حاشیہ۔ یہ لوگ حلیف ضرور تھے کیونکہ ان کا Societas ہونا بیان کیا گیا ہے کیٹو کی حیثیت پیروکار استغاثہ کی تھی مگر اصل واقعہ کی صحت میں شک نہیں ہو سکتا۔

حالت قابل رحم تھی کیونکہ نہ تو انہیں کسی قسم کی امید تھی نہ انکا کوئی پرسان حال تھا۔
ہم نظام صوبہ سجاتی کے آغاز اور اس قسم کے چھ صوبوں کے وجود میں آنے کا ذکر کر چکے
ہیں یہ صوبے حسب ذیل تھے۔ (۱) سسلی (۲)، سارڈینیا و کرسیکا (۳ و ۴)
ہسپانیہ کے دو صوبے (۵) افریقہ (۶) مقدونیہ۔ ان میں امر مشترک یہ
تھا کہ ان میں سے ہر ایک کا رومی صوبہ دار ایک عارضی مطلق العنان حاکم تھا
جسے پورے فوجی اور ملکی اختیارات حاصل تھے۔ یہ صحیح ہے کہ وہ صوبہ کے
منشور Lex کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔ مگر ممکن تھا کہ حاکم اور محکوم اس منشور کی
تعبیر مختلف طریقوں پر کرتے اور حاکم کی رائے غالب ہوتی اور اکثر ملکی معاملات
کو غیر معین فوجی قانون کے تحت میں لے آتا۔ اپنے عہدہ کا جائزہ لینے سے
قبل روما کے عدالتی پریٹروں کی طرح وہ ایک فرمان نافذ کر کے[1] ان اصول کا اعلان
کر دیتا جن پر وہ عدالتی کارروائیوں میں کاربند ہونے کا قصد رکھتا۔ مگر اپنے عہدے
کی میعاد میں اسپر کسی قسم کا روک نہ تھا اور ہر چیز کا دارومدار اسکے عہد میں اپنے عہد و پیمان
پر قائم رہنے پر تھا۔ ہر صوبہ میں مختلف بستیوں کے حقوق و مراعات یکساں
نہ تھے جس سے ظاہر ہے کہ اسکا لحاظ رکھنا صوبہ دار کے لئے کس قدر ضروری
تھا۔ جن شہروں نے رومیوں کا خیر مقدم کیا مثلاً مسانا یا یوٹیکا ان کے ساتھ
خاص رعایت کی گئی برخلاف اسکے سیراکیوز جس نے اسکا مقابلہ کیا درجہ ادنے
میں کر دیا گیا۔ اعلیٰ درجہ کی بستیوں کو حکومت خود اختیاری حاصل تھی[2]، ان کے
مقبوضات اور مقامی قوانین برقرار رکھے گئے اور تمام صوبے میں انکیں بضعت قوم تھا
و تجارت حاصل تھا جس کی رو سے ان کے شہری اپنے شہر کے حدود کے باہر بھی
جائداد پیدا کر سکتے تھے اور اس پر قبضہ رکھ سکتے تھے۔ خود روما کے مفاد
کے لحاظ سے بھی ضروری تھا کہ ہر درجہ کی بستیوں کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا
جائے کیونکہ باجگذار ممالک کے فلاح و بہبود سے اسے نفع تھا اور ان میں

[1] دیکھو فقرات ۱۹۹، ۱۳۳ - ۱۳۷ اور فہرست مضامین د
[2] دیکھو سسرو Inverr سوم ۹۳، ۱۰۸ اور ۲۵۲؛

نقص امن کے ہونے سے ایسے زحمت ہوتی تھی اور صرفہ بھی ہوتا تھا۔ اس لئے مرکزی حکومت یعنی سینیٹ ظلم وستم کو روا نہ رکھ سکتی تھی۔ لیکن سینیٹ کی انتظامی تجاویز پر مقامی حالات کا پورے طور پر لحاظ رکھکر عمل کرنے کے لئے احتیاط اور غور وفکر کی ضرورت تھی جسکی صلاحیت صوبہ داروں میں بوجہ تجربہ نہونے کے بہت کم تھی۔ روما کے خاص طریقہ کار آموزی کی وجہ سے روما کے اعلےٰ خاندانوں کے افراد کو سیاسی معاملات سے عنفوان شباب میں روشناسی ہو جاتی تھی اور جب تک کہ روما کی قوت اطالیہ تک محدود تھی یہ طریقہ کافی تھا مگر اسکی حیثیت اب شہنشاہی تھی اسلئے اسکی ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی تھیں۔ مستقل ملکی عہدہ داروں کی کوئی خاص جماعت نہ تھی جو اپنے تجربہ کے لحاظ سے انتظامی امور پر نگرانی کرسکتی۔ جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں فوجوں کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ سپہ سالاروں میں اہلیت نہ تھی اسی طرح صوبجات کی حکومت میں نقایص اس وجہ سے تھے کہ حکام اپنے کام سے واقف نہ تھے نیک نیت صوبہ دار بھی مجبور تھے کیونکہ اسٹاف میں ایسے لائق لوگ موجود نہ تھے جو انتظامی معاملات کو طے کرسکتے اور ان کے عہدول کی میعاد اس قدر کم ہوتی تھی کہ وہ خود اپنے کام میں مہارت پیدا نہ کرسکتے تھے ؏

قانون کا [illegible]

(۶۳۹) رومی مدبر نظیروں کا بہت لحاظ کرتے تھے اس لئے نئے صوبہ دار کا منشور اپنے پیش رو کے منشور کی نقل ہوتا۔ البتہ حالیہ تجربوں کے لحاظ سے کچھ ضروری ترمیم کردی جاتی۔ لیکن اصول کے مقابلہ میں مختلف صوبہ داروں کی عملی کارروائیوں میں فرق ہوتا۔ مفتوح قوموں کے لئے ضروری تھا کہ ان کے حکام کے طرز عمل میں استقلال اور یکسانی ہوتا کہ وہ اسے سمجھ سکیں اور اس پر اعتماد کرسکیں اور انکی ضروریات پوری کرسکیں۔ عدم تیقن کی وجہ سے بے اطمینانی پیدا ہوتی جس سے کاروبار کو فروغ نہ ہوسکتا۔ اس وقت تک سخت ظلم یا استحصال بالجبر کی مثالیں شاذ ونادر تھیں لیکن ہسپانیہ اور سارڈینیا کے متعلق اس قسم کے واقعات کا ہم ذکر کرآئے ہیں۔ ممکن ہے کہ اہل صوبجات ان مظالم کو بے چون وچرا برداشت کرتے ہوں کیونکہ تلافی کا حاصل کرنا بہت دشوار

تھا روما سے وہ بہت دور تھے اور چونکہ اس قسم کی خرابیوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ تھا اس لئے کوئی ایسی عدالت قائم نہ کی گئی تھی جو اس قسم کے معاملات کو طے کر سکتی ہم بیان کر چکے ہیں کہ زبردست مربیوں کی مدد اور موجودہ نظام عدالتی کے ذریعہ سے دادخواہی کی کوشش کی گئی تھی مگر خاطی سزا سے بچ گئے اور دادخواہوں کو صرف بے سود اظہار معدلت پر قانع ہونا پڑا۔ رفتہ رفتہ صوبجات کی حالت اور بھی ابتر ہوتی گئی اور اسکی اصلاح کے لئے ایک اصلاحی قانون کے نفاذ کی کوشش ۱۴۹ق م[2] میں کی گئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت نے ان مظالم کے وجود کو تسلیم کر لیا تھا ایک ٹریبیون ال کیا لپیرنیس پسو فروگی نے ایک قانون نافذ کرایا جسکی رو سے استحصال بالجبر کے مقدمات کے تصفیہ کے لئے ایک خاص عدالت قایم کی گئی۔ یہ شخص نہایت راست باز تھا اور زمانہ مابعد میں اس نے وقائع نگار کی حیثیت سے شہرت حاصل کی اسکے قانون انسداد استحصال بالجبر Lex Calpurnia de repetundis کی غایت یہ تھی کہ جو روپیہ جبراً وصول کیا گیا ہو وہ واپس کرا دیا جاوے طریقہ کار روائی یہ تھا کہ غیر ملکیوں کی عدالت کا حاکم ہر سال سینٹ کے ارکان میں سے اہل جوری کی ایک فہرست تیار کرتا اور عند المطالبہ کسی مقدمہ کے تصفیہ کے لئے اس فہرست میں سے انتخاب کر کے کسی مقدمے کیلئے ایک عدالت قایم کر دیتا۔ طریقہ کار روائی میں قدیم عملدرامد کی پابندی کی گئی تھی۔ یعنی ایک فریق دعوی کرتا اور دوسرا اس سے انکار کرتا۔ اس کے بعد دونوں فریق عدالت میں ایک رقم جمع کرتے اور عدالت یہ تصفیہ کرتی کہ کس فریق کی جمع کی ہوئی رقم Sacramentum ضبط کر لی جائے اگر ملزم مقدمہ ہار جاتا تو اسے وہ رقم ادا کرنی ہوتی جس کا مدعی دعوے کرتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ قوانین مابعد سے سزایابی کی صورت میں تذلیل یا حقوق سے محروم کر دیجاتی

[1] دیکھو فقرہ (۵۵۶)

[2] سسرو، برو ٹس ۱۰۶۔ اور یلی فہرست قانونی کالپیرنیا

مزید سزائیں بھی ملتیں یعنی استحصال بالجبر کا جرم بجائے دیوانی ہونے کے فوجداری ہو گیا لیکن باوجود ان سب تدبیروں کے استحصال کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حصول تلافی کے پرانے طریقے یعنی کسی خاص کمیشن یا عدالت مطالبات کے ذریعہ سے، اس قانون کے ذریعہ سے منسوخ کردیے گئے غالباً یہ طریقے کارگر نہ ثابت ہوئے تھے اس لئے اس جدید قانون کا اضافہ ہوا۔ مجلس عامہ میں جو مقدمات ہوتے تھے، اسکا طریقہ کارروائی اس قدر بھونڈا تھا کہ ان سے موجودہ غرض حاصل نہ ہوسکتی تھی اور یہ سب پرانے طریقے جدید قانون سے متروک ہو گئے۔ نئی جوریوں کی کارروائی ان قانونی اختیارات کے تحت میں ہوتی تھی جو مجلس عامہ نے عطا کئے تھے ان کے فیصلے قطعی تھے کیونکہ عامۂ قوم کے حضور میں کوئی مرافعہ خود ان کے مقرر کردہ نائبوں کے فیصلہ کا نہ ہوسکتا تھا اور ان جدید عدالتوں کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان سے دوسرے جرائم کا انسداد بھی متعلق ہو گیا تھا، مرافعوں کا سلسلہ ختم ہو گیا حکام کو اب بھی اختیار تھا کہ سزا دیں اور اسکا مرافعہ ہوسکتا تھا مگر یہ رواج بھی مٹ گیا۔ واضح رہے کہ اس قانون کو منظور کر کے مجلس قبائل اپنے قدیم ترین فرائض میں سے ایک فریضہ سے دست کش ہو گئی تھی۔ یہ بھی واضح رہے[1] کہ چونکہ مجلس قبائل کسی شخص کو سزائے موت نہ دیسکتی تھی، اسی طرح اسکی قایم کردہ جوریاں جنکو اس نے اپنے اختیارات دیدیے تھے کسی کو سزائے موت نہ دے سکتی تھیں۔ سزائے موت دینے کا اختیار اب بھی سنتوریوں کو تھا لیکن سزائے موت اب متروک ہو چکی تھی اور مجلس سنتوریہ کا انعقاد صرف چند خاص انتخابات، اعلان جنگ اور غداری کے مقدمات کے لئے ہوتا تھا جو شاذ و نادر ہوتے۔ اس کے علاوہ نئی جوریوں کے قیام سے عام مقدموں میں ٹری بیونوں کی مداخلت بھی نہ باقی رہی۔ دیوانی مقدموں کے اہل جوری Index کی حیثیت کبھی حکام کی نہ تھی اس لئے انکے فیصلوں میں

---

[1] ہین قانون قدیم، باب ۱۰ ؟

ٹریبیون مداخلت[1] نہ کر سکتے تھے ۔ مام سین[2] کا قیاس ہے کہ یہ نئی عدالتیں قدیم عدالت وصول مطالبات سے پیدا ہوئیں تھیں ۔

مخالف جاع
کی نزاعیں

(۶۴۰ ، سنہ ۱۱۴ میں بہت سی پریشانیاں تھیں ۔ ہسپانیہ، افریقیہ، مقدونیہ اور یونان کی جنگوں اور ابتر حالت سے سنیٹ اور قوم دونوں اصلاح کی طرف مائل تھیں ۔ روما کے تفوق پر اب کوئی معترض نہ تھا اسلئے دو جماعتیں یا جتھے پیدا ہو گئے جنکی نزاع سے عہد آئندہ میں جمہوریہ کو بہت نقصان پہونچا ان میں سے ایک اپنے آپ کو سلطنت کے بہترین عنصر کا مؤید کہتا تھا optimates اور دوسرا اپنے آپکو عوام کا حامی Populares کہتا تھا مگر سیاسی لحاظ سے دونوں نااہل تھے ۔ ان دونوں کے سرغنے حکمران جماعت کے افراد تھے اور انکو صرف اپنے ذاتی مفاد کا خیال تھا پہلی امرا کی جماعت تھی جسکا سنیٹ میں غلبہ تھا اور دوسری اپنے نام غربا کی طرفدار تھی اور عوام کے جذبات کو برانگیختہ کر کے مجلس عامہ میں اثر حاصل کرنے کی فکر میں تھی ان میں اختلاف رائے حب وطن اور راست بازی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ خود غرضی کی وجہ سے اور حصول مناصب کے لئے تھا یہی روما کے سیاسیات کی روز افزوں تذلیل کا نتیجہ بھی تھا اور سبب بھی تھا ۔ ان دونوں کے درمیان سرمایہ داروں کی دولت مند متحد اور خود غرض جماعت تھی جسکی تائید کی قدر کی جاتی تھی مگر ان کی تائید بغیر گراں قدر معاوضہ کے حاصل نہ ہوتی اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سیاسی حالت ایسی تھی تو قانون کالپرنیا کس طرح نافذ ہو سکا ۔ اس کے متعلق ہم صرف قیاس سے کام لے سکتے ہیں ۔ سنیٹ کی جماعت غالب تو اسکی محرک ہرگز نہ ہوئی ہوگی لیکن وہ اتنا ضرور سمجھ گئی ہوگی کہ عوام پسندوں کی جماعت اس تحریک کی ضرور تائید کریگی جو طبقۂ امرا کے صوبہ داروں کی کارروائیوں کو روکنے کے لئے پیش کی گئی تھی ۔ اگر یہ تحریک باوجود سنیٹ کی مخالفت کے منظور ہو جاتی تو اس میں اس کی سخت سبکی ہوتی اور چونکہ عدالت مجوزہ

له سسرو Inveirem دوم ۳۰ ؁
ٓله Rom.Staatsrecht یکم ۲۵۹ - ۲۶۰ ؁

سنیٹ کے ارکان پر مشتمل تھی اسلئے اس سے امرا کو کسی نقصان کے پہونچنے کا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اسلئے ان کی موقعہ شناسی کی یہ دلیل تھی کہ انھوں نے جوری کے دفعہ کو مدنظر رکھکر اس تحریک کی تائید کی اور اسی وجہ سے راست بازپیسو کی اس تحریک پر کوئی زبردست مناقشہ برپا نہیں ہوا۔ بہرکیف یہ قانون منظور ہو گیا اور ممکن ہے کہ کچھ روز تک مفید ثابت ہوا ہو۔ مگر اس قانون سے کام لینے میں شروع ہی سے دقت تھی کیونکہ استحصال بالجبر جن مقامات میں ہوتا اور جہاں سے گواہ آتے روما سے بہت دور تھے۔ مقدمات میں اکثر تعویق ہوتی، مقدموں کو پیش کرنے کے لئے مدعیوں کو لازم آتا کہ روما میں مربی پیدا کریں اور قابل ترین وکیلوں کو سینٹ کی جوری کو اپنے طبقہ کے کسی شخص کو سزا دینے پر آمادہ کرنے میں دقت ہوتی۔ یہ بھی واضح رہے کہ طبقہ ایکوائٹ کے سرمایہ دار جنھوں نے صوبجات سے جلب منفعت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، اس قانون کی زد سے باہر تھے۔ اس قانون کا اثر عملاً بہت کم ہوا کیونکہ سنیٹ کے جو ارکان جوری میں شریک ہوتے ان سے کسی نہ کسی وقت خود بھی وہی افعال سرزد ہوتے تھے جن کا الزام مدعا علیہوں پر ہوتا یا خورد برد کرنے کے انھیں مواقع کے منتظر تھے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کو بری کر دیتے تھے شکایتوں کے رفع کرنے کے اس طریقہ سے محض انصاف کا منہ چڑھانا تھا۔ اور ہر ایک جماعت اس فکر میں ہوتی کہ عدالتوں پر قبضہ کرے تاکہ وہ اپنے دوستوں کو بری کر سکے اور دشمنوں کو سزا دے۔ لیکن باوجود ان سب امور کے قانون کیا لپیرنیا محض بیکار نہ ثابت ہوا کیونکہ مجالس کے مقابلہ میں جوریوں سے آسانی سے کام لیا جاسکتا تھا اور غیر سیاسی جرائم میں جوری کے طریقہ سے کام لینے سے فوجداری عدالتیں وجود میں آگئیں۔ اور قانون فوجداری کو ترقی ہوئی۔

(۱) ہر صوبہ دار کے تحت میں مختلف درجوں کے حکام اور اہلکار تھے جن کی درجہ بندی فوجی نمونہ پر تھی۔ ان میں سب سے اعلیٰ کویسٹر ہوتا جس سے

...وبجات کی اصلاح ... رکاوٹیں۔

۱؎ سسلی میں دو کویسٹر تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس جزیرہ کے دونوں حصے یکے بعد دیگرے فتح

مالی معاملات متعلق ہوتے۔ اس خدمت پر اکثر نوجوان مقرر ہوتے جو اس طور پر انتظامی معاملات سے آگاہی حاصل کرتے۔ یہ افسر صوبہ دار کا نائب تھا جسکا وہ فی الوقت بیٹا خیال کیا جاتا اور اس سے امید کی جاتی کہ اپنے سردار کی ہر طرح فرمان برداری کرے گا اور وفاداری سے کام لیگا۔ ان کے بعد سرکاری لیگیٹ ایک یا ایک سے زیادہ ہوتے۔ یہ ماتحت حکام تھے جن کا تقرر سنیٹ سے ہوتا۔ ان کے علاوہ بہت سے اہلکار، اردلی اور خدمت گار ہوتے۔ صوبہ دار کو یہ بھی اجازت تھی کہ اپنے ساتھ اپنے انتخاب کئے ہوئے رفیقوں Comites کو لے جائے جس طرح کہ سپہ سالار اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ فوجی مستقر میں رکھتے تھے۔ جو رومی بیرون ملک جاتے ان کی غرض یہ ہوتی کہ فی الوقت یا آئندہ چلکر اپنے نفع کی کوئی صورت نکالیں۔ اس طور پر صوبہ داروں کے گرد و پیش ایسے لوگ ہوتے جنھیں دولت یا ترقی مدارج کی خواہش ہوتی مگر یہ سب موقع دولت مند لوگوں کے لئے تھے۔ روپیہ کے ملنے کی صورت صرف ایک ہی تھی یعنی اہل صوبجات پر جبر کرنے سے اور ان حریص لوگوں کا اثر روما میں بہت کچھ ہوتا جس کی وجہ سے صوبہ دار کی آئندہ امیدوں کا انحصار ان لوگوں کو خوش رکھنے پر تھا۔ بسا اوقات صوبہ دار اس لالچ میں آجاتے، خود زبردستی روپیہ لیتے اور دوسروں کی لوٹ مار سے بھی چشم پوشی کرتے۔ پہلے تو چھوٹی چھوٹی رقمیں لی جاتیں جسے اہل صوبجات بخوشی منظور کر لیتے، اس کے بعد جب معلوم ہوتا کہ سزا کا اندیشہ نہیں تو استحصال بالجبر بالکل عام ہو جاتا اور اسی سے عہد مابعد کی زبردست خرابیوں کی بنیاد پڑی۔ استحصال بالجبر کے طریقے مختلف تھے۔ عام طریقہ یہ تھا کہ جس شہر سے وصول کرنا مقصود ہوتا اسے اطلاع کر دی جاتی کہ صوبہ دار کا دورہ ہونے والا ہے یا فوج وہاں جا کر مقیم ہوگی اور اس قسم کی دھمکیوں کے لئے بہانے اکثر مل جاتے، اسلئے وہاں کے لوگ خود بھینٹ چڑھانے پر آمادہ ہوتے کیونکہ حکام کی خاطر مدارات میں بہت کچھ خرچ ہوتا تھا۔ اور عیالدار لوگ سپاہیوں کا اپنے شہروں میں

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۱۸۔ ہوئے تھے اسلئے قدیم دو عملی قائم رہی۔

رہنا ناپسند کرتے ہونگے - مگر ایک صوبہ دار کو دورہ سے اس طرح باز رکھکر، دوسرے کے لئے نظیر ہوجاتی تھی اس لئے دوروں سے استثناء حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ کے لئے، ایک مقررہ رقم اہل شہر کو دینی پڑتی - عدالتوں کو بھی بد دیانت صوبہ داروں نے جلب منفعت کا ایک ذریعہ بنالیا تھا - ہر صوبہ انتظامی اغراض کے لئے، حلقوں Conventus میں منقسم تھا اور ہر ضلع کا مرکز ایک شہر تھا جہاں صوبہ دار وقت مقررہ پر عدالت قایم کرتا - دوسری عدالتوں کا کام بھی وہیں ہوتا اور شکایتوں اور درخواستوں اور مقامی معاملات کا وہیں تصفیہ ہوتا - اگر اس جیوری کی ضرورت ہوتی تو انکا انتخاب ان رومیوں میں سے ہوتا جو اس ضلع میں مقیم ہوں - رومیوں کو تو وہ سزائے موت نہ دیسکتا تھا مگر دوسروں پر اسے ہر قسم کے اختیارات تھے - مقدموں میں بد دیانتی کرنے یا محض تعویق کرنے سے وہ اہل مقدمہ کو رشوت دینے پر مجبور کرسکتا تھا، گو وہ زمانہ ابھی تک نہیں آیا کہ ویریس کی طرح سے دوسرے بھی انصاف فروشی شروع کردیں - ان معاملات پر اب ہم زیادہ بحث نہ کریں گے - عہد مابعد میں نظام صوبہ جاتی زود زیر تھا اور اس میں وہ شرمناک اسقام پیدا ہوگئے تھے جنھیں کوئی مصلح روک نہ سکتا تھا - مگر ابھی ان اسقام کی ابتدا تھی گو جبراً غلہ لینے کا طریقہ پورے طور سے رائج ہوگیا تھا۔

صوبہ جات میں شہریان روما

(۲۴۴) صوبہ جات میں شہریان روما متعدد اقسام کے تھے -- تاجر Marcatores تو نظام صوبہ کے قایم ہونے کے قبل ہی پہونچ جاتے تھے - اور بسا اوقات جنگ اور الحاق کا سلسلہ صرف اس بہانے سے شروع کردیا جاتا کہ ان کے ساتھ بدسلوکی ہوئی ہے - ان سے اہم تر کاروباری لوگ Negotiatores جو کمپنیوں میں شریک یا ان کے گماشتے تھے یا بطور خود ساہوکاری اور لین دین کرتے تھے - ان کے جوق کے جوق ہر صوبے میں پہونچ جاتے اور لین دین کا تمام کاروبار اپنے قبضہ میں کرلیتے - صوبہ دار بھی انکی رعایت کرتے - ان لوگوں کی تعداد کی زیادتی کی وجہ یہ بھی تھی کہ اطالیہ میں زراعت روبزوال تھی جن لوگوں نے اپنے کھیت بیچ دئے تھے اور روما میں تضیع اوقات نہیں کرنا چاہتے تھے ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنا روپیہ لیکر کسی صوبہ میں

پہونچ جائیں۔ رومیوں کو روپیہ کے کاروبار میں بہت دخل تھا صوبہ جات میں اون کو موقع تھا کہ تھوڑے سے سرمایہ سے شروع کرکے، سود خواری اور حقِ مقابضت جائداد سے کام لیکر دولت پیدا کریں۔ عدالتوں میں اُن کی شنوائی ہوتی اور حکام اِن کے ساتھ رعایت کرتے۔ جن لوگوں نے کہ اطالیہ میں زراعت ترک کردی تھی اور جنھوں نے بیرونی ممالک کی معرکہ آرائیوں[1] میں خدمات انجام دی تھیں بلاشبہ یہی روزگار اختیار کرلیا۔ جب کہ زرخیز صوبے روما کے قبضے میں آگئے جہاں اِس قسم کے کاروبار کا زیادہ موقعہ تھا تو اِن لوگوں کی تعداد اور بھی بڑھ گئی۔ کاروباری لوگوں میں بہت سے مرفہ الحال لوگ طبقۂ ایکوائٹ وغیرہ کے تھے جو اعلیٰ پیمانہ پر یہ کام کرتے تھے۔

ساہوکر... کی مشا...

(۳۴۶) مذکورۂ بالا لوگوں کو نظام صوبجاتی سے کوئی سرکاری تعلق نہ تھا برخلاف اِن کے وصول کنندگانِ محاصل Publicani گو سرکاری عہدہ دار نہ تھے مگر اِن سرمایہ داروں کے نمایندے تھے جنھوں نے سرکاری ٹھیکے یا اجارے لئے تھے۔ زمانۂ قدیم میں اکثر ممالک میں یہ دستور تھا کہ مختلف محاصل وصول کرنے کا اجارہ دیا جاتا تھا۔ اطالیہ میں یہ طریقہ رائج تھا اور اب صوبجات میں بھی رائج کیا گیا۔ جن محاصل کی آمدنی ہر سال مختلف ہوتی تھی، ان کے متعلق سہولت کے لحاظ سے یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ سلطنت اجارہ دار سے ایک مشت رقم لے لے اور اپنے حقوق ایک معین مدت کے لئے اجارہ دار پر منتقل کردے جو نفع یا نقصان کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ ان محاصل میں محاصل جنگی، حقوق شاہانہ اور محاصل[2] فی صدا اور چند اور محاصل شامل تھے۔ خراج دو قسم[3] کے تھے اور خراج وصول کرنے کے طریقوں سے

---

[1] غیر ممالک میں جو سپاہی تھے وہ اپنے پاس روپیہ رکھتے تھے اور جو جنگوں سے واپس آتے تھے ان کے پاس بہت روپیہ ہوتا۔ لیوی ۳۴، ۲۹ میں مذکور ہے کہ کچھ سپاہی روپیہ لیے ہوئے ۱۹۶ میں یو اے شیا میں سے گزر رہے تھے اور وہاں کے لوگوں نے انھیں روپیہ کی لالچ میں قتل کر دیا۔

[2] سسرو Inver دوم ۱۹۹-۱۷۱ سوم ۱۶۷، ۱۶۸ ۔

[3] سارڈینیا میں دونوں طریقے رائج تھے جیسا کہ مارکوارٹ نے بیان کیا ہے۔ لیوی ۳۰ (۲۶)

مختلف صوبوں کی حیثیت میں امتیاز تھا۔ رعایا Stipendarius سے مقررہ خراج Stipendium لیا جاتا تھا اور اسی سے ان میں اور حلیفوں Socius میں امتیاز تھا۔ روما قدرتی طور پر بھی خراج اپنے محکوموں پر عائد کرتا تھا کیونکہ ایک مقررہ خراج اسکے سادہ طریقہ مالی کے حسب حال تھا۔ ہسپانیہ، افریقیہ اور مقدونیہ میں بھی طریقہ رائج تھا۔ رقم زیادہ نہیں تھی اور آسانی سے وصول ہوتی تھی۔ لیکن سسلی[1] کے دونوں حصوں میں یعنی ہیرو کی سابقہ سلطنت میں اور فینیقی صوبہ میں یہ طریقہ رائج تھا کہ سالانہ پیداوار کا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ایک مقررہ حصہ غلہ کی شکل میں لیا جاتا تھا۔ رومیوں کو یہ معلوم تھا کہ یہ طریقہ مشرق کی سلطنتوں میں رائج تھا اور چونکہ وہ موجودہ نظام کو متغیر کرنا نہ چاہتے تھے اسلئے انھوں نے اسی کو اختیار کر لیا۔ لیکن یہ نظام جمہوری ادارات اور رومی خصائل کے حسب حال نہ تھا۔ ان محاصل عشر[2] Decumae کی وصولی اجارہ داروں کے سپرد ہوئی کیونکہ کوئی ایسے قابل اعتماد سرکاری ملازم نہ تھے جن کے سپرد یہ کام ہو سکتا۔ اسلئے ان اجاروں کا نیلام ہونے لگا اور ساہوکاروں کی جس کمپنی کی بولی سب سے اونچی ہوتی اجارہ اسی کو دیدیا جاتا۔ یہ پہلے کافی مختلف مراعات حاصل کرتے اور قواعد سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرا لیتے اور غالباً یہ بھی سمجھتا ہوگا کہ وصول یابی میں سلطنت مدد کریگی۔ محاصل عشر کے وصول کرنے میں سخت زحمت ہوتی ہے اس کام کے لئے بہت سے ملازموں کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک[3] ہی وقت میں ہر جگہ فصل کے کٹنے کے

بقیہ نوٹ صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بدنصیب صوبہ میں سخت مظالم ہوئے۔ ۱۹۵ ق م اور بغاوتیں ہوئیں جو نہایت بے دردی سے فرو کی گئیں۔ اس صوبہ میں سسلی اور افریقہ کیطرح ایسے کوئی شہر نہ تھے جنکے ساتھ خاص رعایات ہوں۔

۱ سسرو Inver سوم ۱۳، ۲۰۔

۲ بیان کیا گیا ہے کہ ۱۹۱ اور ۱۷۱ ق م میں سسلی اور سارڈینیا میں آیندہ کس کی جنگ کے ضروریات کے لئے دو چند محاصل عشر وصول کئے گئے۔ لیوی ۳۶، ۲، ۴۲، ۲۔

۳ سسرو Inver دوم ۵، ۲۹۔

وقت کرنا ہوتا ہوگا۔ اہل صوبجات کی سخت نگرانی کرنی پڑتی ہوگی کہ وہ دھوکہ نہ دیں۔ ملازموں کا فرض یہ تھا کہ پورا عشر وصول کریں خواہ غلہ کی شکل میں ہو یا اُسکا رقمی معاوضہ اور ان کو خوب معلوم ہوگا کہ جو انکے حسابوں کی تنقیح کرینگے ان کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کریں گے یعنی کمپنی کے حصہ دار ہر جرم کے سے چشم پوشی کر سکتے ہیں مگر اپنے منافع میں کسی کمی کو برداشت نہیں کر سکتے

(۴۴۶) اس حالت میں تعجب نہیں ہے کہ کمپنیوں کے ملازم واجبی رقم کے کم نہ ہونے کے خیال سے یا اپنے ذاتی نفع کی غرض سے اصل سے کچھ زیادہ وصول کر لیتے ہوں۔ صوبہ دار جو کہ زیادہ تر پریٹر ہوتے اور کانسلی کی خواہش رکھتے بڑی بڑی کمپنیوں کو خوش رکھنا چاہتے تاکہ آیندہ انتخابات میں ان سے مدد لے اسلئے سرکاری ملازم بھی محصول وصول کرنے والوں کو مدد دیتے اور عہد آیندہ میں سپاہیوں سے بھی کام لیا جانے لگا۔ رعایا کی شکایتوں کی بسا اوقات کوئی پروا نہ کی جاتی۔ وصول کنندگان محاصل جنگی کے محصول کے وصول کرنے میں سخت بے ایمانی سے کام لیتے مگر سب سے زیادہ موقعہ خورد برد کرنے کا انھیں محصول عُشر کے وصول کرنے میں تھا۔ حالت رفتہ رفتہ خراب ہوتی جاتی تھی کہ پرگامم کی سلطنت اہل روما کے قبضہ میں آگئی جس سے اس شرمناک طریقہ وصول میں اور بھی وسعت ہوئی۔ یہ خرابیاں ایسی تھیں کہ گو متعدد قوانین ان کے انسداد کے لئے تھے، مگر سب بے سود تھے۔ صوبہ داروں کو سزا دلانے کا صرف ایک عملی طریقہ تھا یعنی ذی اثر رومیوں اور قابل وکیلوں سے مدد لی جائے اور یہ مدد اغراض مذکورہ ذیل میں ایک یا دونوں کی وجہ سے دی جاتی تھی یعنی یا مدد دینے والے کو ملزم سے کوئی خاص عناد ہوتا یا وہ قانون مہارت اور مقرری میں شہرت حاصل کرنا چاہتا۔ انھیں دونوں وجوہ سے نوخیز مقرر ذی اثر لوگوں پر مقدمہ چلانے پر آمادہ ہو جاتے۔ رومیوں میں اب بھی ایسے لوگ موجود تھے جنھیں اہل صوبہ جات سے ہمدردی تھی اور انکی تکلیفوں پر رحم آتا تھا۔ مگر آزاد خیال لوگ جن میں اس قسم کی نیک نفسی کے جذبات تھے شاذ و نادر ہوں گے کیٹو کو روما کی عزت کا پاس تھا مگر اس کے ساتھ ہی اسے روما کے مفاد کا خیال

بھی دامن گیر تھا اور اسے نئے قانون کے تحت میں کارروائی کرنے کا موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ جس سال قانون کیالپرنیا نافذ ہوا اسی سال میں اس نے انتقال کیا؛

رومیوں کی بددیانتی۔

(۶۴۵) واضح رہے کہ روما کا نظام صوبہ جاتی بھی اسکی داخلی تاریخ کا ایک جزو تھا کیونکہ روما ہی میں اس طرز عمل کا یقین ہوتا تھا جسکے مطابق صوبوں پر حکومت ہوتی تھی اور جن خرابیوں کا ہم ذکر کر چکے ہیں وہ سب رومی تمدن کے اسقام کی وجہ سے تھیں اسکے علاوہ صوبجات کی بدانتظامی کا اثر رجعی رومی تمدن پر پڑتا تھا اور اس میں خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ جو فی الوقت نظروں سے چھپی ہوئی تھیں خصوصاً دولت کی پرستش کا نتیجہ نہایت افسوس ناک ہوا۔ محاربات عظیم سے اکثر لوگ دولت مند ہو گئے اور خرچ کا معیار بڑھ گیا تھا جسکی وجہ سے آمدنی کی توفیر کی ضرورت بھی کیونکہ ہر شخص کو یہ فکر دامنگیر تھی کہ تمدنی اور سیاسی دور میں سبقت لے جائے جس کے لئے دولت حاصل کرنا ضروری تھا۔ محاربات عظیم کے ختم ہونے کے بعد جلب منفعت کا ذریعہ سوائے صوبجات کے کوئی اور نہ رہگیا اور دشمنوں کی لوٹ مار کے بجائے مفتوح قوموں سے استحصال بالجبر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے جب کہ خدمات سرکاری کے حصول کی غایت یہ نہیں ہے کہ ملک میں اعزاز اور وقار حاصل کیا جائے بلکہ بیرون ملک میں لوٹ مار سے دولت پیدا کرنے کا موقعہ ملے۔ اس حرص و ہوا کے ساتھ ساتھ غرور بھی بڑھتا جاتا تھا یعنی قریب قریب شاہی اختیارات کے عارضی طور سے مل جانے کی وجہ رومی امرا کو قیود ناگوار ہونے لگی تھیں جو اشخاص کہ صوبہ دار رہ چکے تھے وہ اس بات کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ اپنی خدمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنے ہمسروں کے ساتھ رہنے سہنے لگیں اور حکام سال کی اطاعت کریں، حالانکہ معقول شہریوں کا بھی فرض تھا اور اس امرائی جمہوریہ کا سنگ بنیاد تھا صحیح النسب رومیوں کی مصیبت ابھی باقی تھی اور معاصی اور عیش پسندی کے بڑھنے سے اولوالعزمی سرد نہیں پڑی تھی۔ امرا صحیح اور غلط ہر طریقہ سے تفوق کے لئے کوشاں تھے، سنیٹ میں بداعمالیوں اور مجالس میں رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اور عام

حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ افراد کی خود غرضی کے بڑھانے اور جمہوریہ کی قوت کو کمزور کرنے میں جس کی اصلاح کی اب امید نہ تھی، نظام صوبجاتی کو بہت دخل تھا اور صوبجات ہی کے اثر کی وجہ سے جمہوریہ روما کا یہ غیر طبعی خاتمہ ہوا جس کا کوئی رونے والا نہ تھا۔

خزانہ

(۶ مہ ۶) اس عہد میں روما کا خزانہ معمور تھا اور اس میں زر تقسیم بمقدار کثیر داخل ہو رہا تھا۔ تاوان جنگ کی سالانہ قسطیں برابر چلی آتی تھیں اور بہر جشن فتح کے بعد بھی رقوم خطیر خزانہ سلطنت میں داخل ہوتی تھیں۔ یہ گویا مال غنیمت میں سے سلطنت کا حصّہ تھا۔ حریص سپہ سالار اکثر خورد برد کرتے مگر جو رقم اسکے بعد خزانہ میں داخل ہوتی بہت کچھ تھی بیان کیا گیا ہے کہ ۱۵۷ء میں خزانہ میں چاندی اور سونے کے سلاخوں اور سکوں کی تعداد کثیر تھی جس کی مجموعی قیمت کے متعلق مام سین کا اندازہ ہے کہ ۸۶۰۰۰۰ پونڈ انگریزی کے قریب ہوگی۔ اس کا خیال ہے کہ یہ رقم بہت کم تھی۔ اس کا یہ قیاس موجودہ خیالات اور سلطنت روما کے وسیع رقبہ کے لحاظ سے صحیح ہے اگر یہ بھی واضح رہے کہ خرچ بھی بہت تھا۔ اور اس پر کوئی نگرانی نہ تھی۔ بقول کیٹو جو شخص کسی شخص کا روپیہ چرائے وہ تو پابجولاں کر دیا جاتا مگر جو سلطنت کی امانت میں خیانت کرے وہ قیمتی پوشاک پہنکر اکڑتا پھرتا تھا۔ روپیہ کی اب روما میں پرستش ہوتی تھی خواہ وہ کیسے ہی ملے۔ کاروبار میں رومیوں کی اہلیت کی پالی بیس نے تعریف کی۔ مگر اس میں ایمانداری کا شائبہ اب باقی نہ تھا۔ اور حرص بڑھتی جاتی تھی۔ سی پیو ایمی لیاس اپنے عزیزوں کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا، جہیز کی رقمیں واجب الادا ہونے سے قبل ادا کر دیا کرتا اور ایک دفعہ ایک جائداد جو اسے ورثہ میں ملی اس نے اپنے بھائی کو جو غریب تھا دیدی۔ اسکے یہ افعال غلطی پر محمول کئے گئے۔

۱؎ پلینی تاریخ ۳۳، ۵۵؎

۲؎ پالی بیس ۳۲، ۱۲-۱۴؎

اس عہد کا ایک قابل ذکر خاصہ یہ ہے کہ وضع قوانین میں بہت سرگرمی تھی۔ قوانین سے روبہ انحطاط سلطنتوں اور قوموں کے امراض رفع نہیں ہوتے۔ البتہ ان امراض کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ سیاسی امور کے متعلق ہم متعدد قوانین کے وضع ہونے کا ذکر کر چکے ہیں مثلاً عہدوں کا تسلسل، دوبارہ انتخاب کے قیود، مسئلہ شہریت وغیرہ۔ جو رجحانات رک نہ سکیں انھیں روکنے کے لئے جو کوششیں تنگ نظری سے کی جائیں ہمیشہ ناکام ثابت ہوئی ہیں اور یہی حشر ان قوانین کا ہوا۔ بددیانتی اور عیش پرستی کو روکنے کے لئے جو کوشش ہوئی انکی تمثیل کے طور پر ہم چند قوانین کا ذکر کریں گے جنکا منشا یہ تھا کہ مجالس عامہ میں رشوت دہی اور ناجایز دباؤ کا انسداد ہو اور بعض قوانین اصلاح تمدن سے متعلق تھے (۷۔۴۔۶) ۱۸۱ء میں قانون کارنی لیا Lex Cornelia Bacbia de ambitu کا ذکر ہے۔ لفظ[1] ambitus اصطلاحاً اس بددیانتی خصوصاً رشوت کو کہتے تھے جس سے عہدوں کے لئے ووٹ حاصل کرنے میں کام لیا جاتا تھا یہ اس قسم کے قوانین میں پہلا تھا۔ ہر قانون اپنے پہلے کے قانون سے سخت تھا مگر سب بے سود تھے کیونکہ رومی جمہوریہ کے ختم تک اپنے ووٹ بیچتے رہے یعنی جب تک کہ انکے خریدار تھے اس قانون کو سنیٹ نے پسند کیا اور کیتھو نے بھی اسکی تائید کی۔ اس کے تحت میں سزا یہ تھی کہ خاطی دس سال تک عہدوں سے محروم کردیا جاتا مگر ۱۵۹ء میں بقول پالی بیس[2] ایک قانون کارنی لیا قلویا کے ذریعہ سے موت کی سزا یعنی جلاوطنی تجویز ہوئی بیس سال کے بعد جب کہ عوام پسندوں اور امرا کی مخالفت بڑھ گئی تھی ایک قانون گابی لیا کے ذریعہ سے صرف انتخابات کے لئے بجائے علانیہ رائے دینے کے

انتخابات میں بد دیانتی کے متعلق قوانین

[1] اگر لیوی (۷، ۱۵) کے بیان کو صحیح خیال کیا جائے تو ambitus کے خلاف میں ایک قانون ۳۵۸ء کا بھی تھا۔ مگر اس زمانہ میں اس سے رشوت سے مراد نہیں تھی بلکہ خوشامد کے ساتھ انتخاب کی کوشش کرنی ۔

[2] پالی بیس ۶، ۵۶ ۔

بیلٹ[1] (تحریری رائے) دینے کا طریقہ رائج ہوا۔ امید کی جاتی تھی کہ اس سے نہ صرف رشوت کا بازار سرد پڑ جائیگا بلکہ ذی رسوخ لوگ اپنے متوسلوں پر اثر نہ ڈال سکینگے۔ ۱۳۷ء میں بیلٹ کا طریقہ ایک قانون کیا سیا کے ذریعہ سے مجلس عامہ کے مقدمات سے بھی متعلق کر دیا گیا، جواب بہت کم ہوتے تھے گو منسوخ نہیں کیے گئے تھے۔ غالباً اس سے مجلس قبایل سے مراد ہوگی کیونکہ غداری کے مقدمات میں مجلس سنتوریہ کا حقِ سماعت باقی تھا۔ امرا کی مخالفت کے باوجود یہ قانون منظور ہوگیا، ایک ٹربی بیون[2] نے دخل دہائی کی کوشش کی مگر میٹیلس ایمی لیانس کے سمجھانے سے باز رہا۔ اس قانون کا مقصد یہ تھا کہ خطا کار حکام پھر مجلس عامہ کے قابو میں آ جائیں۔ چند سال کے بعد ۱۳۱ء میں مجالس وضع قوانین میں اور سنہ میں غداری کے مقدمات میں بھی رائے دینے کی تختیوں Tabella کا رواج ہوا، مگر بیلٹ کے طریقہ کے اجرا سے نہ تو مجالس کی آزادی بحال ہوئی نہ انکی دیانت داری کیونکہ رائے دہندے بددیانت تھے اور تختیوں کے قانون کے اجرا سے ان میں دیانت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔

تمدنی قوا (۸۴۹) قانون اوپین[3] عورتوں کے زیب و زینت اور تعیش کے شوق کو روکنے کے لئے نافذ ہوا تھا۔ مگر ۱۹۵ء میں یہ منسوخ ہوگیا اور یہ تنسیخ دوسرے تمدنی قوانین کے نفاذ کا پیش خیمہ تھی۔ یہ قانون ۲۱۵ء میں نافذ ہوا تھا جبکہ جنگ کے دباؤ سے روما کے ذرائع محدود ہوگئے مگر خود کیٹو اسے اپنی کانسلی کے سال تنسیخ سے بچا نہ سکا۔ ۱۸۱ء میں ایک قانون اورکیا کے ذریعہ سے دعوتوں میں مہمانوں کی تعداد محدود کر دی گئی۔ کیٹو کا بیان ہے کہ اس قانون کی پابندی نہ ہوتی تھی اور اسکا بیان ضرور صحیح ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت مند امرا کو لذیذ

---

[1] روما کے قوانین بیلٹ کے متعلق مشہور ترین عبارت سسرو De legibus سوم ۳۳-۳۹ کی ہے۔

[2] لنگ ۱۱۰، ۱۲۲۔

[3] لیوی ۳۴، ۱-۸۔

کھانوں کی چاٹ لگ گئی تھی مگر یہ لوگ غالباً جدید خیالات کے ہوں گے اور اب بھی ایسے لوگ موجود ہوں گے جو تکلفات کو برا سمجھتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پرخوری[1] کی مذموم عادت بڑھتی جاتی تھی جس سے نوجوانوں کے اخلاق پر نہایت مذموم اثر پڑتا تھا اور طبقۂ اعلیٰ کی دیکھا دیکھی عوام میں شراب خواری کی کثرت ہو گئی تھی ۱۶۱ سنہ میں قانون فانیا کے ذریعہ سے دعوتوں کا خرچ محدود کر دیا اور بعض شرابوں کا استعمال ممنوع کر دیا گیا۔ مگر اسکا بھی کوئی نتیجہ نہیں ہوا۔ اِن قواعد کی تعمیل کرانے میں ایک دقت یہ تھی کہ انکا نفاذ صرف شہر روما کی حدود تک تھا۔ اس لئے ۱۴۳ سنہ میں ایک قانون ڈیڈیا ۱۴۳ سنہ میں نافذ ہوا۔ جس کی رو سے قانون فانیا تمام ملک اطالیہ میں نافذ کر دیا گیا اور مہمان اور میزبان دونوں مستوجب سزا قرار دئے گئے۔ مگر بدعنوانیاں جاری رہیں جیسا کہ قوانین مابعد سے ثابت ہوتا ہے یہ قوانین بھی حسب سابق بے سود ثابت ہوئے۔

قوانین وراثت

(۴۹۶) تمدنی قوانین سے وراثت[2] کے قوانین کا گہرا تعلق تھا۔ قدیم خاندانی نظام ٹوٹ رہا تھا جسکی وجہ سے جائداد افراد کور کے قبضہ میں رہتی اور وصیت کی رو سے جائداد وارث حقیقی کے سوائے دوسرے اشخاص کو بہت کم دیجاتی

---

[1] دیکھو میکروبیس (Sat) سوم ۱۶/۱۷۔ اس نے ایک شخص مسمی ک۔ ٹی ٹیس کی تقریر نقل کی ہے جو قانون فانیا کی تائید میں تھی۔ اس تقریر کے ایک ٹکڑے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ اس زمانہ کی عدالتوں میں جوری ہوتے تھے ان کا چال چلن بہت خراب ہوتا یعنی بالکل بد اطوار تھے اور انھیں اخلاق و آداب کا بالکل پاس نہ تھا۔ اس ٹی ٹیس کے متعلق فہرست مضامین سمسر و ربرولٹس اور ٹیوفیل شوبیب Rom-dit (۱۱۱ نوٹ ۴) قانون ڈی ڈیا کا اطلاق رومی شہریوں پر جو تمام اطالیہ میں منتشر تھے اور حلیفوں پر بھی ہونا مشکوک ہے کیوں کہ ہم چوتھی صدی عیسوی کے ایک مصنف کے مبہم الفاظ سے یہ قیاس نہیں کر سکتے اس لئے کہ حلیفوں کی مقامی آزادی میں بے سبب دست اندازی نہ ہو سکتی تھی۔

[2] دیکھو نوٹ فقرہ ۴۶۳

کیونکہ وہی اپنے پیش رو کے حقوق اور فرائض کا وارث ہوتا۔ مگر اب لوگوں کے خیالات بدلتے جاتے تھے خصوصاً دوسری فنیقی جنگ اور یونانی اثرات کے جاری ہونے کے بعد سے۔ اکبر خاندان Pater families کی حیثیت کا ضعف اب ظاہر ہونے لگا تھا کیونکہ وصیتیں کثرت سے ہونے لگی تھیں اور عورتیں جن کے حق میں یہ وصیتیں ہوتی تھیں آزادی حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ اس عہد میں جب کہ افراد کو دولت کی حرص ہوگئی تھی اور اپنے قومی فرائض سے وہ بے پروا ہوتے جاتے، وصیت کرنے والوں پر بیجا اثرات کا پڑنا اور حق وصیت کا بیجا استعمال کرنا محل تعجب نہیں۔ اس سے پرانے خیالات کے آدمی پریشان ہو رہے تھے کیونکہ وہ خاندانوں کے مستقل ہونے کو نہایت ضروری خیال کرتے تھے۔ وصیت کرنے والے کو "دوازدہ الواح" کی رو سے پورا حق حاصل تھا کہ جس طرح چاہے اپنی جائداد سے کام لے مگر اسکا منشا یہ ہرگز نہ تھا کہ خاندان کی بقا معرض خطر میں آجائے۔ اگر کوئی صلبی وارث نہ ہو تو وصیت کرنے والا آزاد تھا مگر رومیوں کے لئے مسلمہ طریقہ یہ تھا کہ اس صورت میں کسی کو متبنیٰ کرلیں اور کسی موجودہ وارث کو خاندانی فرائض کا ذمہ دار بناکر، تمام جائداد کو وصیت کے ذریعہ سے دوسروں کو دیدینا اور اس طرح اسے مفلس بنا دینا، خاندانی مذہب اور آبائی رواج کے خلاف تھا۔ مگر جدید خیالات کی وجہ سے تمدن کی پرانی بنا جو خاندانوں پر تھی کھوکھلی ہو رہی تھی اور انفرادی رجحان پیدا ہوگیا تھا۔ پرانی رومی جماعت میں اس سے انتشار پیدا ہوگیا اور قدیم رواج کو دوبارہ جاری کرنے کے لئے اس نے وضع قوانین سے کام لیا ۱۸۳ لیعنی کیٹو کی سنسری میں قانون فوریا (متعلق بہ وصیت) نافذ ہوا جسکی رو سے جب کہ وصی قرابت کے کسی خاص درجہ سے باہر ہوتو ایسے ہر شخص کو وصیت میں ایک ہزار سکہ آس سے زیادہ نہ مل سکتا تھا لیکن اس صورت میں بھی ہبہ کرنے والے کو اختیار تھا کہ کئی وصیتیں کرکے جائداد کو ہبہ کردے اور اپنے حقیقی وارث کو مفلس چھوڑ جائے اس لئے اس قانون کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اور اس انتشار میں عورتوں کی آزادی کے روز بروز بڑھنے سے اصلاح پسندوں کو تشویش ہو رہی تھی ؎

عورتوں کی آزادی۔

(۶۵۰) روما میں عہد قدیم سے عورتوں کی حالت ماتحتی[1] کی تھی۔ بیوی اپنے شوہر کے ہاتھ میں تھی اور بے بیاہی اور بیوہ عورتیں بھی کسی ولی Tutor کی ولایت میں ہوتیں جو ذکوریں سے اس کا قریب ترین عزیز ہوتا۔ لیکن پلی بین لوگوں کے غیر مکمل طریقہ مناکحت کے جاری ہوجانے سے بڑی شین گھرانوں میں بھی رشتہ مناکحت ضعیف ہوتا جاتا تھا۔ اکثر عورتیں اب قدیم معنوں میں اپنے شوہروں کی ملک نہ تھیں اور جن کے شوہر موجود نہ تھے وہ کوشش کر رہی تھیں کہ اولیاء کی حفاظت سے نکل کر آزادی حاصل کرلیں مفننوں کی حیل شرعی سے انھیں اس کا ذریعہ بھی مل گیا۔ شوہروں کو آمادہ کیا جاتا کہ اپنے وصیت نامہ میں ایک دفعہ اس غرض سے رکھیں کہ ان کے بعد انکی بیوی کو اپنا ولی نامزد کرنے کا اختیار[2] ہو۔ یہ ولی ایسا ہوتا جو اس قانون کی آزادی میں مخل نہ ہوتا۔ جن کنواری عورتوں یا بیوائوں کو یہ حق حاصل نہیں ہوا تھا وہ بھی چاہتی تھیں کہ انھیں عملاً یہی آزادی حاصل ہوجائے اور اس کے لئے ایک فرضی بیع Comptio کا طریقہ ایجاد کیا گیا یعنی عورت اپنے موجودہ ولی کو پریشان کرکے یا اسکی خوشامد کرکے اسے اس امر پر آمادہ کرتی کہ اسے (عورت کو) کسی دوسرے شخص کے پاس فروخت کردے اور اس دوسرے شخص سے ایک عہد راسخ کرلیا جاتا کہ وہ عورت کو ایک تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کردیگا جسے وہ اپنا ولی بنانا چاہتی تھی۔ یہ شخص برائے نام ولی ہوتا اور اس عورت کو اپنی جائداد سے کام لینے میں بہت کچھ آزادی ہوتی۔ معلوم نہیں کہ اس صورت میں بذریعۂ وصیت وہ اس جائداد کو ہبہ کرسکتی تھی یا نہیں۔ اگر رومی عوتوں کے اخلاق و اعمال میں پرانے زمانہ کی عورتوں کی خوبیاں ہوتیں تو یہ معاشی آزادی فی نفسہ اچھی تھی مگر انکا اسراف اور دکھاوے کا شوق بڑھتا جاتا تھا۔ بیک نالیا کی شرم ناک حرکات (۱۸۶ء) میں عالی مرتبت خواتین نے حصہ لیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اس میں بداعمالی کے بعد جرایم تک

---

[1] دیکھو گائیس یکم ۱۰۸ - ۱۱۵ اب ۱۲۲ - ۱۵۸ اور پوسٹ کے حواشی ۔
[2] ۱۸۶ء میں ایک عورت کو اپنے ولی کے نامزد کرنے کا اختیار۔ بیک نالیا کے معاملہ میں مخبری کرنے کے صلہ میں عطا ہوا تھا ۔

نوبت آگئی تھی یعنی جن عورتوں کی طرف سے افشا کا شبہ تھا انھیں دوسری عورتوں نے زہر دیدیا تھا۔ سنہ ۳۳۱ق م میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک کانسل کو اُسکی بیوی[1] نے اس غرض سے زہر دیدیا کہ اس کا بیٹا جو اسکے پہلے شوہر کا تھا۔ اس کانسل کا جانشین ہو اور یہ شبہ بھی ہوگیا مگر ایک خاص کمیشن اس معاملہ اور اسی قبیل کے دوسرے معاملات کی تحقیق کے لئے مقرر ہوا۔ تحقیقات کے بعد اس خاتون کا جرم ثابت ہوگیا۔ اور اسے موت کی سزا دی گئی۔ جب روما کی تمدنی حالت یہ تھی تو طبقۂ اعلیٰ میں طلاق کا اکثر ہونا تعجب خیز نہیں۔ اُن میں ایمی لیس پالس[2] کا معاملہ قابل ذکر ہے اچھے لوگ بھی تھے اور زن و شوہر کے تعلقات خوش گوار بھی تھے۔ مثلاً سنفسر[3] گراکس اور اسکی بیوی کارنی لیا۔ مگر عام اخلاقی حالت گرتی جاتی تھی اسلئے عورتوں کے دولت مند ہونے سے کسی کا مشوش ہونا تنگ نظری پر مبنی نہیں تھا۔

(۱۵) سنہ ۱۶۹ میں کیٹو اور اصلاح پسند جماعت کی تائید سے قانون دوکونیا[4] عورتوں کے روز افزوں اسراف کو روکنے کے لئے نافذ ہوا۔ اسکا اطلاق صرف ان وصیت کرنے والوں پر تھا جن کے قبضہ میں اتنی جائداد تھی کہ ان کا شمار صاحب جائداد اشخاص کے پہلے درجہ میں ہو کیونکہ یہ خرابیاں دولتمند لوگوں میں تھیں۔ اس قانون کے ذریعہ سے ممانعت کردی گئی کہ کوئی وصیت کرنے والا کسی عورت کو اپنا وارث نہ بنائے۔ وصیتوں کے متعلق یہ حکم ہوا کہ کسی وصی کو کوئی رقم ایسی نہ ملے جو کہ حقیقی وارث کے حصہ سے زیادہ ہو۔ اس طور پر افراد ذکور کی جانشینی یقینی ہوگئی اور کسی عورت کو جائداد کے نصف سے زیادہ ہبہ کے ذریعہ سے نہ مل سکتا۔ مگر اب بھی یہ ممکن تھا کہ متعدد

---

[1] لیوی ۸ ۱۸ ۴
[2] پیلوٹارک ایمی لیس ۵۔ والیریس میکسی مس ششم ۳ ۱۰
[3] سسرو De divin یکم ۳۶۔ دوم ۶۲۔ پلینی تاریخ ہفتم ۱۲۲
[4] دیکھو گایس دوم ۲۲۶۔ ۲۷۴۔ اور پوسٹ کے حواشی

وصیتوں کے ذریعہ سے رقم جو وارث کے حصہ میں آتی اس قدر کم ہوتی کہ جو فرائض اس پر عائد ہوتے انکے لحاظ سے وارث ہونے میں اسے کوئی نفع نہ ہوتا۔ رفتہ رفتہ اس قانون[1] سے گریز کرنے کا ایک اور طریقہ نکلا یعنی وارث پر یہ شرط عائد کردی جاتی کہ کسی شخص نامزد کردہ کو جائداد منتقل کردی جائے۔ مگر اس شرط کی تعمیل کی اس پر کوئی قانونی ذمہ داری نہ تھی اور ریگیولو کے زمانہ میں یہ عام رجحان تھا کہ لوگوں کو بجائے اخلاق کے اصول پر عمل کرنے کے قانون کی لفظی پابندی کا زیادہ خیال تھا۔ اس لئے جبتک کہ اس قسم کی امانت قانوناً جائز نہ ہوجائے جو کہ آگسٹس کے زمانہ میں ہوا، قانون دوکونیا کی اہمیت باقی رہی مگر اس سے ہم یہ قیاس نہیں کرسکتے کہ اس سے عورتوں یا دولت مند اشخاص کے افعال واعمال کی اصلاح ہوئی ہوگی۔

آسمانی شگونوں کے نئے قاعدے

(۶۵۲) وضع قوانین کے ضمن میں ہم ان کارروائیوں پر سرسری نظر ڈالینگے جو آسمانی شگون کے انتظام کے متعلق کی گئیں ان شگونوں کا اثر مجالس کے جلسوں پر ہوتا، جسکو ہم بیان کرچکے ہیں۔ ان کارروائیوں کا تعلق اسی عہد کے ۱۵۳ء سے ہے جب کہ کانسلوں اور دوسرے عہدہ داروں کے اخذ جائزہ کی تاریخیں بجائے یکم مارچ کے یکم جنوری کردی گئیں۔ دو قوانین اے ای لیا اور ،فوفیا اسکے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ان قوانین کے ذریعہ سے موجودہ قواعد کو جو رواج پر مبنی تھے قانون کی حیثیت دی گئی۔ بدشگونی[2] کے اعلان کے بعد کسی مجلس کا اجلاس قانوناً نہ ہوسکتا تھا اور ہر شخص کو حق تھا کہ نحس واقعات کی اطلاع حاکم صدر کو کردے۔ اسے "بدشگونی کا اعلان" Obnuntiatio کہتے تھے۔ ایک آگر موجود رہتا تھا جو واقعہ کے نحس ہونے یا نہ ہونے کے متعلق رائے دیتا۔ لیکن باضابطہ حکام کو ایک

---

[1] گالیس دوم ۲۲۶-۲۵۹-سسرو defiu دوم ۵۵؀

[2] دیکھو لینگ تاریخ روما فہرست مضامین- گریخ کلاسیکل ریویو ہفتم ۱۵۸-۱۶۱ Roman Public life ۱۶۲-۱۶۳- ٹائرل وپرسر، سسرو کی مراسلت، جلد اول صفحہ ۴۰۹- نوٹ ۵؀

اور اختیار تھا یعنی وہ قصداً شگونوں کا انتظار کر سکتے تھے اور جبتک کہ وہ اس کام میں مصروف ہوں تو قوم کو حق اجتماع حاصل نہ ہوتا۔ اس لئے شگونوں کے انتظار کا اعلان (Decaelo serbare) کر کے وہ تمام کاروبار کو روک سکتے تھے۔ برخلاف حاکم اعلیٰ کو یہ اختیار تھا کہ حاکم تحت کو اس حق سے کام لینے سے روکے تاکہ وہ اسکے کاموں میں ہارج نہ ہوسکے یہ رواج تھا کہ جب کانسل کسی مجلس کے انعقاد کی اطلاع کرتا تو اپنے حکم میں حکام تحت کو شگونوں کے دیکھنے کی مانعت کر دیتا۔ اب مجلس عامہ کے جلسہ میں صرف اتفاقی امور کا اندیشہ رہتا مثلاً بادلوں کے گرجنے کا۔ قوانین اے ای لیا اور فوفیا کے تفصیلی دفعات سے ہم واقف نہیں مگر اس وقت سے شگونوں سے سیاسی کام لیا جانے لگا۔ یعنی امراجن تحریکوں کے مخالف ہوتے وہ اُن کے ذریعہ سے روک دی جاتیں یہ امر بھی دور از قیاس نہیں ہوسکتا کہ جن لوگوں نے ان قوانین کی تائید کی تھی انکی اغراض بھی سیاسی تھیں روایت ہے کہ ایک دفعہ کی رو سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ مجالس وضع قوانین کے اجلاس سے قبل حکام کے انتخابات عمل میں آئیں بہرکیف انکی اصل غایت یہ تھی کہ وضع قوانین میں مزاحمت کی جائے یہ بھی واضح ہے کہ ان قوانین کی، جن سے نہایت شرمناک طریقہ پر کام لیا گیا، غایت یہ ہرگز نہ تھی کہ روما کے حکمراں طبقہ کے مذہبی جذبات کا احیا عمل میں آئے۔ ممکن ہے کہ جیسا کہ لیناگ کا خیال ہے کہ لیکنی نی اے ای بوٹی قوانین بھی اسی زمانہ میں نافذ ہوئے ہیں۔ ان قوانین کا منشا یہ تھا کہ جو شخص کسی غیر معمولی

ل یہ روایت بوبیو کے اسکولیاسٹ میں مندرج ہے مگر مام سین Staatsredt اول ۱۰۰ نے اسے رد کر دیا ہے۔ زمانہ مابعد کے عمل درآمد سے اسکی تائید نہیں ہوتی کیونکہ وضع قوانین کا کام سال کے اوائل میں ہوتا تھا ؎

۲ گریکس نے ان قوانین کی ۱۳۳ میں خلاف ورزی کی۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ اے ڈبلیو۔ زمپٹ نے سسرو De leg agr (دوم ۲۱) کے متعلق لکھا ہے یہ قانون گراکی کے خاندانی کمیشن کی وجہ سے نافذ ہوا ہو۔ دیکھو فہرست مضامین ؎

عہدہ یا کمیشن کے قیام کی تحریک کرے وہ خود اور اسکے قریب کے عزیز اس عہدہ پر مقرر نہ ہوسکیں ۔ یہ زمانہ تنظیم جدید کا تھا میں اس سے قبل بھی بیان کر چکا ہوں کہ کانسلی پر انتخاب دو بارہ کی ممانعت کا قانون بھی غالباً ۱۵۱ ق م کا ہے۔

مذہب اور سیاسیات

(۶۵۳) شگونوں کی طرح عام مذہبی معاملات سے بھی اس عہد میں کسی قسم کی بے اعتنائی نظر نہیں آتی رسمیں نہایت احتیاط سے عمل میں آتیں، منتیں باقاعدہ اتاری جاتیں، نحس واقعات کے دفعیہ کا اہتمام ہوتا، مندر بنتے اور انکی مرمت ہوتی، ماہران فن ہر قسم کے شک اور شبہے دفع کرتے، حسب ضرورت سی بی لی کتابوں میں استخارہ دیکھا جاتا، قربانیاں اور تہوار بار بار ہوتے تاکہ مذہبی امور میں کسی سقم یا سہو سے سلطنت کو نقصان نہ پہونچے۔ پجاریوں کی ایک جماعت فے ٹیالیس[1] کے نام سے موسوم تھی جو معاہدوں کی ان کے مرتب ہونے کے بعد منظوری دیتی اور جنگ کے اعلان سے قبل دشمن سے تلافی کا مطالبہ کرتی ۔ یہ جماعت اب بھی بین الاقوامی تعلقات کے باریک امور ضابطہ اور اعلان جنگ کے تفصیلی امور کے متعلق ہدایتیں دیتی، جدید دیوتاؤں کی پرستش کا رواج روما میں ہونے لگا تھا اطالیہ کے دیوتاؤں اور غیر ملکی، خصوصاً یونانی دیوتاؤں کو ایک ثابت کرنے کی کوشش ہو رہی تھی، ادبیات میں نئے دیوتاؤں کا ذکر آرہا تھا اور فنون لطیفہ کے ذریعہ سے ملت تشبیہی کے اصول کو فروغ ہو رہا تھا مگر جس طریقہ سے سنیٹ اور مذہبی جماعتیں مذہبی رسوم کو انجام دیتی تھیں وہ بالکلیہ رومی تھا ۔ قدیم پرستش کے طریقوں میں جو خالص عنصر تھا وہ بڑی شین لوگوں کے حقوق میں پلی بین طبقہ کی مداخلت سے زائل ہو چکا تھا اور شہروں کے مذہبوں میں پیدا نئے عقائد کا بدل جانا یا جدید[2] عقائد کا داخل ہو جانا کوئی نئی بات نہ تھی ۔ شہنشاہیت کی وسعت سے روما کو

---

[1] دیکھو فقرہ ۴۲۸ ۔ لیوی ۱، ۳۲؛ ۸، ۳۶؛ ۳؛

[2] روما کا شمار بھی اسی زمانہ میں دیویوں میں ہوا ۔ ۱۷۰ میں الابنڈا کے لوگوں نے اطلاع دی کہ انھوں نے شہر روما کا ایک مندر بنایا تھا اور ایک سالانہ تہوار اسکے متعلق قایم کیا تھا سمرنا نے

غیر ملکی مذاہب کا علم ہو رہا تھا اور اس کے دیومالا میں تغیرات ہو رہے تھے۔ مگر سلطنت نے مذہب کو بالکل اپنے قابو میں رکھا۔ امرا کا جدید طبقہ پیٹری شیئن اور پلی بین دونوں عناصر پر مشتمل تھا۔ اسے خوب معلوم تھا کہ مذہب کی کیا اہمیت ہے عقلیت نے جب تعلیم یافتہ اشخاص کے مذہبی خیالات کو متزلزل کر دیا اسوقت بھی عوام کے مذہبی عقائد پر نگرانی رکھنا۔ اور انکی ہدایت کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ایسے عقائد جنکے متعلق کوئی شک ہو اسکا انسداد ہوتا اور نئے عقاید وہی داخل کئے جاتے جیسے کوئی اندیشہ نہ ہو اسیوجہ سے جاہلوں اور وہم پرستوں کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنیکا انتظام کیا جاتا یہ انتظام امرا اور عوام دونوں کے حسب حال تھا یعنی مذہبی رسوم کے ادا ہونے سے پریشانیوں میں انھیں سکون قلب اور اطمینان ہوتا اور امرا کو یہ نفع تھا کہ وہ مذہب سے اپنی سیاسی اغراض میں کام لینے لگے۔ اس عہد میں امرا میں بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جن کا خیال تھا کہ ان کا آبائی مذہب اور اسکے ضابطے اور طریقے اُن کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں کیٹو تھا اور پالس بھی جس نے شگون کے معلوم کرنے میں مہارت حاصل کی تھی۔ یہ عظیم الشان فتوحات کا زمانہ تھا روما کے دشمنوں نے یکے بعد دیگرے شکست کھائی اور تباہ ہوئے اس سے ظاہر تھا کہ فاتح دولت اور مافوق الانسانی قوتوں کے تعلقات قابل اطمینان ہیں۔ گویا روما نے دیوتاؤں کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا اور دیوتاؤں نے روما کے ساتھ اپنا فرض ادا کیا۔[1]

(۴۶۵) مگر باوجود اسکے کہ سلطنت کا مذہب گو اسکی تجدید ہو گئی تھی لیکن درحقیقت وہ حالت نزع میں تھا۔ زمانہ سابق میں اسکے مقررہ طریقوں اور ضابطوں اور دیوتاؤں کی پرستش کے اثر[1] سے افراد میں آپس میں یگانگت اور سلطنت

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۳۳ سنہ ۱۹۵ میں ہی کیا۔ دیکھو لیوی ۳۳ ۴۴، ٹیسی ٹس تاریخ ۴، ۵۶۔ ایشیائی کا یہ فعل قدرتی تھا کیونکہ وہ بادشاہوں کو دیوتا بنانے کے عادی تھے۔ اس کے علاوہ ایشیائیوں کو اجازت دیگئی تھی کہ کیپی ٹول کے مندر میں قربانی کریں۔ لیوی ۴۴ ۳، ۶۔ ۴۴

[1] دفقرہ ۴۲۷ کتاب ہذا۔

[1] فقرہ ہائے ۴۴۸، ۴۴۸

کے ساتھ وفاداری پیدا ہوتی تھی، مگر مذہب کا یہ اثر باقی نہ رہا تھا۔ مذہب اب ایک سیاسی آلہ ہو گیا تھا۔ ممکن ہے کہ پہلے حکمران جماعت کے افراد مذہب سے یہ کام لینے میں تامل کرتے ہوں مگر تباہ کن تنقید سے یہ موانع رفع ہو گئے۔ یونانیوں کے استفہامی رجحان سے صدیوں قبل ہی سے دیوتاؤں پر اعتقاد کم ہوتا جاتا تھا۔ اور بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ دیوتا عظیم الشان انسان تھے چوتھی صدی ق م کے اواخر میں یوہیمیروس نے اس مضمون پر اس لحاظ سے مفصل بحث کی اور مذہب سے مافوق الانسانی عنصر کو بالکل خارج کر دیا۔ اس کتاب کو بہت شہرت حاصل ہوئی کیونکہ یونانی مذہب کی قوت زائل ہو چکی تھی اور اس قسم کے غیر معین خیالات نے رفتہ رفتہ تعلیم یافتہ طبقوں میں ایک عقیدہ کی حیثیت حاصل کر لی۔ یوہیمیروس نے کوئی عمیق نظریہ پیش نہیں کیا تھا اگر اس نظریہ کو لوگ آسانی سے سمجھ سکتے تھے اور معمولی درجہ کے لوگ اسے پسند کرنے لگے مگر عالی دماغ لوگ جنھیں منفی نتائج سے اطمینان نہیں ہوتا، اس فکر میں تھے کہ الٰہیات کو ایک نئی بنا پر قائم کریں تاکہ یہ اطمینان ہو سکے کہ عام مخلوق پر حکومت الٰہی ہے اس میں سب سے زیادہ کامیابی رواقیوں کو ہوئی مگر فوق الانسانی قوت کے متعلق ان کے جو عقاید تھے ان کا اونھوں نے اسی قدر تنقیہ اور تنزیہ کیا کہ معمولی آدمیوں کے فہم سے بالاتر ہو گئے۔ ہمہ اوست کے مسئلہ میں حقیقی عظمت ہے مگر اسکا نہ تو افسانیات سے میل ہو سکتا ہے اور نہ فنون لطیفہ کے ذریعہ سے اظہار ہو سکتا ہے دوسری صدی ق م کے یونانیوں پر اس کا عام اثر پالی بیس کے مذہبی رجحان سے معلوم ہوتا ہے جس کا عقیدہ تھا کہ حق اور باطل میں حقیقی فرق ہے اور مشیت ایزدی موجود ہے جس کا اظہار بدکردار لوگوں کی سزا دہی سے ہوتا ہے مگر قدیم دیوتاؤں کی پرستش کے مقابلہ میں کوئی نظام مذہبی اس کا نہ تھا۔ اب ہم بتائینگے کہ روما کے لوگوں پر یونان کے مذہبی خیالات کا اثر کیا ہوا۔

لہ دیکھو فقرہ ۲۷۴

لہ پالی بیس ۶، ۵۶-۲۷، ۹؛ مہافی، یونانی تخیل اور تمدن۔ باب ۲۳

بیکانالیا

(۶۵۵) رومیوں کے حب وطن اور ایمانداری کا دوسرے ملکوں سے مقابلہ کرتے ہوئے پالی بیس نے اِن کی قوت ضبط اور خوش معاملگی کی وجہ بھی دریافت کرنے کی کوشش کی ہے جس کا وہ مداح تھا۔ رومیوں کے محاسن کی وجہ اِس نے یہ پائی کہ وہ دیوتاؤں سے ڈرتے تھے اور اسکا خیال تھا کہ یہ خوف عوام کے دلوں میں قصداً جمایا جاتا ہے تاکہ حکمران جماعت انھیں اپنے قابو میں رکھ سکے۔ اِس توضیح سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے مذہب میں عوام کا اعتقاد اِن کے جہل پر مبنی تھا۔ آگے چلکر وہ صریحاً تسلیم کرتا ہے کہ انفرادی اور قومی محاسن دونوں روبتنزل تھے اور یہ کہ پالس اور اسکے بیٹے ایمی لیانس کی حالت مستثنیٰ تھی۔ ممکن ہے کہ اپنی کتاب کے کسی حصہ میں اِس نے اخلاق کے انحطاط کو مذہبی عقائد کے انحطاط پر محمول کیا ہو مگر وہ حصہ غالباً ضایع ہو گیا ہے۔ کم از کم اس کے مقولہ مذکورۂ بالا سے رومیوں کے مذہبی عقائد کا پختہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رواجی مذہبی عقائد پر پہلا حملہ زبردست حملہ اِسے نیس نے کیا جو اِس عہد کے بیچ وسط میں تھا۔ اس نے یوہے مرس کی کتاب کا لاطینی میں ترجمہ کیا اور اپنے تشکیکی خیالات کا اظہار اپنی تصنیفوں میں بھی کیا۔ باطل کے وجود اور بدکرداروں کی خوش اقبالی سے اسے اِس امر سے انکار کرنے کی جرات ہوئی کہ دیوتاؤں کو انسان کے افعال و اعمال سے کوئی سروکار ہے۔ اِس خیال کی اِس نے اپنے ایک ناٹک کے ذریعہ سے اشاعت کی اِس کی یہ جرات قابل لحاظ ہے کیونکہ وہ روما کی دیوتاؤں سے ڈرنے والی مخلوق میں ابیقورس کے الحاد کو شایع کر رہا تھا۔ اِس کا حملہ صرف سنجیدہ اور غور و فکر کرنے والے لوگوں پر اثر کر سکتا تھا مگر ہوس ناک اور جوشیلے لوگ، ہر طبقے اور جماعت کے ایک دوسرے اثر سے متاثر ہو رہے تھے ۲۰۴ء میں مادر کبیر کی پرستش کے جاری ہونے سے اِن لوگوں کا شوق پورا ہو گیا ہوگا جو ایسے دھوم دھام کے خواہاں تھے جو روما کی رسوم میں موجود نہ تھا۔ بیکس شراب کے دیوتا کی پرستش عرصہ سے اطالیہ میں ہوتی تھی مگر یہ پرستش ترقی کر گئی تھی اور اِس میں پوشیدہ رسوم ہونے لگی تھیں جس میں صرف وہ اشخاص شریک ہو سکتے تھے جو رموز سے واقف کر دئے گئے ہوں اور نئے اشخاص اِن رموز کو مخفی رکھنے کے عہد و پیمان

گرنیکے بعد اِن سے واقف کئے جاتے تھے۔ اِس تحریک کے اصل مرکز یونانی اضلاع خصوصاً ٹارینٹم اور اسکے نواح کے مقامات اور روبہ انحطاط اٹروریا میں تھے جہاں توہمات کا زور تھا مگر بہت جلد یہ تحریک روما پہونچ گئی اور بہت لوگ اس میں شریک ہوگئے۔ عرصہ تک سلطنت کی طرف سے اس کے انسداد کی کی کوئی فکر نہ ہوئی گو لوگ اس کے وجود سے بخوبی واقف تھے مگر اس طور پر محفوظ رہنے سے اس تحریک نے سخت مذموم پہلو اختیار کیا۔ راتوں کو رنگ رلیاں منائی جاتیں جن میں اس قدر فسق و فجور ہوتا کہ اہل روما گھبرا اٹھے حالانکہ انھیں اخلاق کا زیادہ پاس نہ تھا بعض اوقات قتل بھی ہوتے۔ اس قسم کی جماعت سے خفیہ سازشوں کے ہونے کا اندیشہ تھا اور یہ ایک ایسا خطرہ تھا جس سے روما کی حکومت ضرور چوکنی ہوتی اور اسکے دفع کرنے کا بندوبست کرتی بالآخر ایک کانسل کے پاس مخبری ہوئی اور اس نے شہادت جمع کرکے اس معاملہ کو سنیٹ میں پیش کیا۔ سنیٹ اس سے سخت پریشان ہوئی کیونکہ یہ ایک خفیہ جماعت تھی جس میں ہر درجہ کے لوگ شریک تھے، اطالیہ کے ہر گوشہ میں اس کا اثر تھا، اس میں زیادہ تر عورتیں شامل تھیں بلکہ ایک زمانہ میں روما میں اس میں صرف عورتیں ہی تھیں۔ اندیشہ تھا کہ ہر شخص کے گھر میں اس کا اثر ہوجائے اور اسے علم نہ ہو۔ کانسلوں کو حکم دیا گیا کہ روما اور تمام ملک اطالیہ میں تحقیقات کریں اور انھیں پورا اختیار دیا گیا کہ مخبروں کو انعام دیں اور خاطیوں کو گرفتار کرکے قتل کریں۔ پانچ سال کی سرگرم کارروائی کے بعد اس قبیح تحریک کا انسداد ہوا۔ ہزاروں قتل کردئے گئے اور آیندہ سے اس قسم کے فسق و فجور کو روکنے کے لئے سخت قواعد بنائے گئے۔ جنوبی اطالیہ اس سب سے آخر میں پاک ہوا۔ اس کے متعلق سنیٹ کا حکم جو ایک کانسے کی تختی پر منقوش ہے اسی نواح میں پایا گیا ہے۔[1]

(۶۵۶) اس شرم ناک تحریک کے انسداد کے بعد ہی ایک دوسرا قضیہ شروع ہوا جس سے ثابت ہوا کہ روما کے تمدن کے تحت میں غیر مرئی اثرات پیدا ہوگئے — مقالات نوما

[1] لیوی (۹ ۳۹ و مابعد) میں اس قصہ کو نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔

تھے۔ ٹائبر ندی کے پار ایک باغ میں چند کتابیں ایک لوہے کے صندوق میں مدفون پائی گئیں جو "مقالات نوما[1]" کے نام سے موسوم ہوئیں یہ کتابیں کاغذ charta پر لکھی ہوئی ہیں حالانکہ جو زمانہ اس پجاری بادشاہ کا روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس زمانہ میں کاغذ کا رواج اطالیہ میں نہ تھا۔ اس کے علاوہ بالکل نئی معلوم ہوتی تھیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۵۰۰ سال تک ان کا مدفون ہونا محض غلط تھا۔ سات لاطینی میں تھیں جن میں مذہبی ادارات خصوصاً پجاریوں کے فرائض سے بحث کی گئی تھی۔ سات یونانی میں فلسفیانہ مباحث پر تھیں ایک پریٹر نے ان کے مضامین پر نظر ڈالی اور جب یہ معاملہ سنیٹ میں پیش ہوا تو اس نے حلف اٹھایا کہ ان کتابوں کی تعلیم سلطنت کے مذہب کے خلاف تھی سنیٹ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور کتابیں اس کے حکم سے جلادی گئیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس فلسفہ کے اصول فیثا غورثی تھے۔ اس کے متعلق واضح رہے کہ جن یونانی مصنفوں نے روما کی عہد شاہی کے تذکرے لکھے تھے وہ مسلمہ سنویات کے خلاف نوما اور فیثا غورث کی ملاقات ثابت کرنا چاہتے تھے۔ ایک فیثا غورثی جماعت کا جنوبی اطالیہ میں بہت زور تھا جو تصوف کی طرف مائل تھی اور ٹارینٹم میں شاید اب بھی باقی تھی۔ غالباً اینیس کو عنفوان شباب میں اس سے سابقہ ہوا تھا۔ اس کی بعض تصنیفوں میں فیثا غورثی تعلیم کا اثر ہے اور ایک کتاب "ایپی خارموس" تو بالکل فیثا غورثی ہے۔ "مقالات نوما" کے جعلی ہونے میں مطلق کلام نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کتابوں کی اشاعت سے یہ مقصود ہوگا کہ روما کے آبائی طرز عمل اور مذہبی قانون کے بجائے خفیہ طور پر فلسفہ کو روما میں مروج کیا جائے۔

(۶۵۷) ان اکتشافات سے سنیٹ کو سخت اضطراب ہوگیا جس سے

---

[1] اس قصے کے متعلق کئی روایتیں لیوی ۰۱۴ ، ۲۹ میں موجود ہیں۔ وی سین بورن کے نوٹ بھی ملاحظہ ہوں۔

[2] سسرو acad pr دوم ۱۵ پراٹیڈ۔ کاپ سیس ششم ۱۰۔ ایرکا ننگٹن کو

[3] پریڈ "افسانیات روما جلد دوم حصہ ۱۲"

اُن لوگوں نے فایدہ اٹھایا جو یونانی اثرات کو بالکلیہ دفع کرنا چاہتے تھے یا کم از کم ایسے عقاید کی اشاعت روکنی چاہتے تھے جن سے اندیشہ تھا کہ وہ نہ صرف مذہب بلکہ تہذیب کو زیر و زبر کر دینگے۔ ایک اتفاقی اندراج[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۳ق م میں دو ابیقوری اس جرم میں خارج البلد کر دئے گئے کہ وہ نامعلوم ذرائع عیش جاری کر رہے تھے یعنی یہ تلقین کر رہے تھے کہ مسرت زندگی کا قانون اور موجب ہدایت ہے۔ یہ فلسفہ رومی نوجوان کے لئے مناسب نہ خیال کیا گیا۔ ۱۶۱ق م میں سنیٹ کے ایک فرمان کا ذکر[2] ہے جس کی رو سے ایک پریٹر کو حکم دیا گیا کہ شہر سے تمام فلسفیوں اور معلمان بلاغت کو خارج کر دے۔ ۱۵۵ق م میں اتھینز کے تین فلسفیوں کی مشہور سفارت[3] آئی۔ ان لوگوں کا کام چونکہ تعویق میں پڑ گیا تھا۔ اسلئے انھوں نے شہر میں لیکچر بازی شروع کر دی جنکو سننے کے لئے رومی نوجوانوں کے جوق کے جوق آتے کیونکہ انھیں ان فلسفیوں کی موشگافیوں میں لطف آتا تھا خصوصاً کارنیاڈیس کی۔ کارنیاڈیس کا رجحان لاادریت کی طرف تھا اور وہ ایک روز جس اصول کو ثابت کرتا دوسرے روز اس کی تردید کر دیتا اُس کی یہ حرکت جب معلوم ہوئی تو کیٹو نے سنیٹ کو آمادہ کیا کہ فلسفیوں کا معاملہ جلد طے کر دے تاکہ یہ اپنے وطن کو واپس جائیں اور رومی نوجوان جنکے دماغ پھر گئے تھے حسب سابق اپنے حکام اور قوانین کی فرماں برداری کریں یہ روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ پرانے خیال کے رومیوں کا اندیشہ بالکل بجا تھا لیکن سیلاب کو روکنا ہمیشہ دشوار ہوتا ہے۔ کیٹو[4] نے اپنے بیٹے کو تنبیہ کیا کہ فریبی اور ناقابل اصلاح یونانیوں سے ہوشیار رہے، جنکے

---

[1] یہ روایت aelianvar hist نہم ۱۲ اور اتھینے نالیس دوازدہم ۶۸ د ۷ ہ الف) میں مندرج ہے۔

[2] سوئی ٹونیس De rhet یکم گیلیس ۱۵ / ۱۱ / ۱ ؛

[3] لاکٹان ٹیس Inst پنجم ۱۴ پلوٹارک کیٹو ۲۲ پلینی تاریخ ہفتم ۱۱۲ اور ریٹر اور پریلر (تاریخ فلسفہ) میں بھی حوالے ہیں ؛

[4] چارڈن کیٹو صفحہ ۷۷ ؛

ادبیات سے رومیوں کے دماغ خراب ہونے والے تھے اور جن کی طبیب رومیوں کے جسم پر یونان کی محکومی کا انتقام لے رہے تھے۔ مگر اخراج و تنبیہ کا اب موقعہ نہ تھا کیونکہ رومی عصبیت اب باقی نہ رہی تھی اور یونانیت نے جو ہر طرف سے حملہ آور ہو رہی تھی بالآخر اپنی خلقی دلفریبی سے اپنے فاتحوں کو مسخر کر لیا ہے۔

یونانیت ... اشاعت

(۶۵۸) یونانی اثرات فنون لطیفہ اور ادبیات کے ذریعہ سے پہونچے۔ وقتاً فوقتاً فنون لطیفہ کے نمونوں کے ڈھیر جو لڑائیوں میں ملتے روما پہونچتے رہتے اس عہد کے اواخر میں انکی تعداد کثیر روما میں ہو گی۔ فنون لطیفہ کے ان نادر نمونوں کی قدر رفتہ رفتہ پیدا ہوئی ہوگی مگر رومیوں کو ان سے لگاؤ تو ضرور پیدا ہو گیا ہوگا۔ یونانی ناٹکوں کے لاطینی ترجمے کثرت سے ہو گئے اور بعض یونانی ناٹکوں سے ماخوذ ہوں گے۔ حزنیہ ناٹکوں (ٹریجڈی) کے لکھنے والوں میں اے نیس (متوفی ۱۶۹ ق م) پاکوویس (متوفی ۱۳۲ ق م) تھے اور (کومیڈی) کے لکھنے والوں میں کم درجہ مصنفوں کے علاوہ ٹیرینس تھا جو ۱۵۹ ق م میں جوان مرا۔ یہ شخص جس کا پورا نام پ۔ ٹیرینٹیس آفر تھا قرطاجنہ میں پیدا ہوا اور روما میں غلام تھا۔ اسکے آقا کو اس سے محبت تھی اسلئے اسے تعلیم دیکر آزاد کر دیا۔ آزاد ہو کر اس نے ناٹک لکھنے شروع کئے اور ایتھنز کی نئی کومیڈی کی نقل اتاری۔ اسکے چھ ناٹکوں میں سے چار میناندر سے ماخوذ ہیں اپنی قابلیت کی وجہ سے وہ اس سی پیو ایمی لیانس کے مصاحبوں کی منتخب جماعت میں شریک ہو گیا اس کی خاص ادبی خوبی یہ تھی کہ لاطینی میں اسکا طرز تحریر بالکل بے عیب تھا۔ بعض بد اندیش[1] لوگوں کا خیال تھا کہ سی پیو اور لائی لیس اسکو اصلاح دیا کرتے ہیں مگر اس کا جواب ایسا مبہم ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس اعتراض کو باعث فخر خیال کرتا ہے ہمیں اس سے صرف یہی سروکار ہے کہ اس نے رومیوں کو یونانی خیالات سے آشنا کیا اور ایتھنز کی نئی کومیڈی میں جن اخلاق کی جھلک نظر آتی ہے وہ قابل تحسین نہیں۔ رومی امیروں کو معلوم ہو رہا تھا کہ جس دنیا سے انھیں سابقہ پڑ رہا ہے وہ اس دنیا سے

---

[1] ٹیوفیل شواب ۱۰۸۰۔ ۱۰۹:۱۔ اڈیل فو کی تمہید بھی دیکھو۔

کہیں زیادہ وسیع جس سے ان کے آباواجداد کو کام پڑتا تھا اسلئے ان میں سے جو بہتر لوگ تھے وہ اپنی اولاد کو بہتر تعلیم دلانا چاہتے تھے۔ سی پیو (کبیر) اور فلامی نیس کو پر یونانی اشخاص اور یونانی کتابوں کا بہت کچھ اثر پڑا تھا۔ پاس لے نے اپنے بیٹوں کی رومی طریقہ پر تربیت کرانے کے علاوہ یونانی استادوں سے بھی پوری تعلیم دلائی تھی کیٹو جو ہر یونانی چیز میں زوال کا مادہ پاتا، یونانی ادبیات سے واقف تھا اور یونانی پڑھ سکتا تھا معلوم نہیں کہ اس نے یونانی آخری عمر میں سیکھی یا اس سے قبل دونوں برادران گراکی نے جو عہد مابعد کے سرگرم اصلاح پسند یونانی استادوں کی نگرانی میں عہد زیر تذکرہ میں تعلیم حاصل کی تھی اس زمانہ کا رواج یہی تھا اور غالباً اکثر والدین اپنے بچوں کو استادوں کی نگرانی میں چھوڑ دیتے ہوں گے اور کیٹو یا پالس یا کارنی لیا کی طرح انکی تعلیم کی نگرانی خود نہ کرتے ہونگے۔ اسلئے تعجب نہیں کہ جو یونانی فلسفی روما میں لکچر دیتے تھے اونھوں نے روما کے نوجوانوں کو جو اونکے سامعین میں تھے سمجھدار پایا ہو۔

(۶۵۹) کیٹو اور اس کے ہم خیال لوگ خواہ کچھ ہی کہیں مگر علمی دنیا میں یونانیوں کے تفوق میں کسی کو کلام نہ تھا۔ گالس جس نے پڈنا کی جنگ کے قبل گہن کی پیشین گوئی کی تھی، یونانی ادبیات اور علم ہیئت کا ماہر تھا۔ زراعت کے سوا تمام علوم و فنون کا دارومدار یونانیوں کے اکتشافات پر تھا اور علم کا سب سے بڑا مرکز سکندریہ تھا۔ یونانیوں کی جدت طرازیوں میں وہ مسائل نہایت اہم تھے جو انسان سے فرداً یا سلطنت کا ایک رکن ہونے سے متعلق تھے کیونکہ ان کی وجہ سے فرائض کے آبائی معیار پر دوبارہ غور کرنا لازم آتا تھا سلطنت صرف یہ کرسکتی تھی کہ عام لیکچروں کو موقوف کروے لیکن نہ تو وہ لوگوں کے مکانوں میں گفتگو یا مباحث کو روک سکتی تھی اور نہ ذمہ دار لوگوں کو زیرک اور باخبر

سی پیو کے احباب

لے پلوٹارک ایمی لیس ۶ ؎

لے اپنے بیٹے کی تعلیم پر کیٹو کی توجہ قابل ذکر تھی۔ پلوٹارک کیٹو ۲۰ اسکا خواندہ غلام کیلو غالباً یونانی ہوگا ؎

یونانیوں کی صحبت کا لطف اٹھانے کی مخالفت کر سکتی تھی۔ جدید روشن خیالی کا مشہور مرکز "حلقہ سی پیو" تھا۔ یہ احباب کا ایک مجمع تھا جو زیادہ تر ایمی لیانس کے مکان پر جمع ہوتا تھا۔ اس میں روما کے بہترین اشخاص شریک ہوتے اور اخلاقی اور سیاسی مضامین پر گفتگو کرتے۔ کمالات دماغی کے لحاظ سے پینے ٹیس رساکن روڈز، ان سب میں اعلیٰ تھا۔ یہ ایک رواقی فلسفی تھا مگر اس میں خاص جامعیت تھی جس کی وجہ سے اس میں اپنے گروہ کے فلسفیوں کا تقشف نہ تھا اور اسکے اصول کو تمدن کی عملی ضروریات کے مناسب حال کر سکتا تھا۔ اس فلسفی یونانی کو خوب معلوم تھا کہ اپنا اثر جمانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے سامعین کو اپنی حالت پر مطمئن کرے۔ ان دوستوں کے اس مجمع میں لوگ خواہش کرتے ہوں گے کہ یہ فلسفی اپنے خاص موضوع پر گفتگو کرے۔ اس مجمع میں دوسرا قابل ذکر شخص پالی بیس جسکا تجربہ کسی شخص سے کم نہ تھا اور جیسے سلطنتوں اور آدمیوں کے خواص کے مشاہدہ میں خاص ملکہ تھا۔ اسے بھی خوب معلوم تھا۔ کہ اپنے رومی مربیوں سے کس طرح کام نکالنا چاہیئے۔ روما کا وہ معترف اور مداح تھا اس لئے اسکی نکتہ چینی پر بھی کسی کو اعتراض نہ ہو سکتا تھا۔ دوسرے قابل یونانی بھی اس دماغی تفریح میں شریک ہوتے ہوں گے مگر یہ دونوں ایسے مباحث پیش کرنے کے لئے کافی تھے کہ جس سے تمام حاضرین کو غور و فکر کا موقع ملے۔ اس حلقہ کا صدر دولت مند، نیک کردار اور باوقر سی پیو تھا۔ اس کی قابلیت اور سرگرمی میں شک نہیں مگر اپنے کمال کو چھپائے رکھتا تھا۔ اس میں ایک خاص قسم کی خشک ظرافت تھی جو اس مجمع کے صدر ہونے کے لئے ضروری تھی۔ نرم مزاج اور خوش دل لائی لیس کی موجودگی کی وجہ حاضرین کو اخلاق و آداب کا خیال تھا اور اسکی نرمی اور احتیاط ضرب المثل ہو گئی ہیں۔ دوسرے شرکا حسب ذیل تھے۔

۱؎ مہافی دیونانی تخیل اور تمدن باب ۲۲) کا خیال ہے کہ پالی بیس نے پینے ٹیس کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ حسد ہے۔ میرا بھی خیال ہے کہ اسکا قیاس صحیح ہے مگر واضح رہے کہ پالی بیس کی تاریخ ناکمل ہے ؎

پ۔ فیوریس فیلس (کانسل ۱۳۶ ق م)، ایک مشہور مقرر تھا۔ م ملینی لیس مقنن۔ ٹیرینس اور پاکوویس ناٹک نویس، لیوکی لیس روما میں ہجو کا ایجاد کرنے والا۔ چند نوجوان بھی تھے مثلاً ک۔ فینیس مورخ پ اوپی ٹلیس روفس سپاہی، مقنن، مورخ۔ ک اے ای لیس ٹوبیرو جو روما کے سربھرے رواقیوں میں سب سے زیادہ سرپھرا تھا۔ ان نوجوانوں نے عہد آئندہ میں نام پیدا کیا مگر انکے خصائل کو پختگی اسی زمانہ میں حاصل ہوئی۔ اس جماعت کو رواقیت سے شغف تھا اور ان میں سے بعض مثلاً روفس نے اس سے ہدایت حاصل کر کے راست بازی کی زندگی بسر کی۔ اس فلسفہ کو رومیوں کے استقلال اور فرض شناسی سے خاص لگاؤ تھا اور اس بر سے زمانہ میں روما کے بہترین افراد کا مذہب ہو گیا ہے عرصہ تک فروغ حاصل رہا۔ مگر باوجود اس کے اس نے پرانے خیالات کو زائل کر دیا کیونکہ اس کے عقلی نظریوں نے عداوتی خیالات کی جگہ لیلی اور جن لوگوں سے بزرگوں کی رسوم کے قایم رکھنے کی امید ہو سکتی تھی انھیں میں اس کی اشاعت ہوئی ہا

(۲۰۲) اعلیٰ طبقوں میں اب "رومانیت" حالت نزع میں تھی اور اس کی جگہ دوسرے اثرات لے رہے تھے۔ جو فی نفسہٖ مفید اور پاکیزہ تھے مگر اسکے ساتھ ہی ساتھ رومی تمدن کی فوری تباہی کے بھی آثار نمایاں تھے۔ دیہات میں آزاد کسانوں کے بجائے غلاموں سے کام لیا جا رہا تھا جو جن کی حالت سخت ابتر اور افسوس ناک تھی۔ مگر گھروں میں غلاموں کے داخل ہو جانے سے اخلاق بگڑنے لگے تھے۔ دولت مند لوگوں کے گھروں میں ہٹے کٹے غلاموں کی ابھی زیادہ مانگ نہ تھی۔ ایک ملاح اور ایک دو طاقت ور ملازم کافی ہوتے ہوں گے تاکہ اپنے آقا کو سڑکوں کی بھیڑ بھاڑ میں سے گزرنے میں مدد دیں کیونکہ ابھی تک روما میں پالکیوں کا رواج کم از کم مردوں کے لئے نہیں ہوا تھا۔ البتہ کھانا پکانے دسترخوان لگانے اور سنگھار کے لئے بہت سے غلاموں کی ضرورت ہونے لگی تھی جن کو اپنے مالک اور مالکہ کو خوش کرنے کے بے شمار موقع تھے۔ نوجوان اور خوبصورت غلاموں اور لونڈیوں کی بہت قدر ہونے لگی تھی اور ان کی قیمت اس قدر زیادہ

غلامی کا اثر خاندانوں پر

ہوگئی تھی کہ کیٹو نے اِس پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے ۔ یہ غلام زیادہ تر مشرقی یونانی تھے، گو ان کے ساتھ رعایت ہوتی تھی مگر بالکل اپنے آقا کے ہاتھوں میں تھے کیونکہ غلام رکھنے والے اور لوگوں کے مفاد مشترک اور غلام کو قریب میں کسی سے مدد کی امید نہ ہوسکتی تھی ۔ اس کا وطن بہت دور تھا اس لیے اِسکے اعزہ کچھ نہ کرسکتے اور چند سال کے بعد اسے بھول جاتے ۔ اِس لئے یہ اپنی حالتِ زار پر قانع ہوجاتے اور اپنی لیاقت سے کام لیکر اپنی حالت کو بہتر کرنے کی فکر کرتے ۔ اپنے آقاؤں کی خواہشوں کو پوری کرنے کے بعد غلاموں کے لئے آسان ہوجاتا کہ اِن میں نئی خواہشیں پیدا کریں اور انھیں پوری کریں ۔ کیٹو اِس زمانہ کا رونا روتا ہے جب کہ گھوڑے کا دام غلام سے زیادہ تھا ۔ پرخوری اور دوسرے عیوب پھیلتے جاتے تھے کیونکہ رومیوں کا شیرازۂ تقویٰ ٹوٹ چکا تھا ۔ اور وہ عیش و عشرت میں محو ہوگئے تھے جبکا سامان یہ غلام مہیا کرتے تھے ۔ مگر مشرقی غلاموں سے جو سب سے بڑا نقصان پہونچا وہ یہ تھا کہ انھوں نے بچوں کے اخلاق بگاڑ دیئے ۔ وہ اپنے نفع کے لئے روما کے اِن نونہالوں کی خوشامد کرتے اور اِس کا طریقہ یہ تھا کہ اِن کو ہر طرح سے خوش کرتے اور اِن کے برے کاموں پر پردہ ڈالتے ۔ یہ طریقہ شروع ہی سے اخلاق کے لئے تباہ کن تھا اور بچے جیسے جیسے بڑے ہوتے اُن کے لئے یہ سم قاتل ہوتا جاتا تھا ۔ بعض والدین مثلاً پالس یا کارنی لیا اچھے غلام رکھتے اور اُن کی نگرانی سختی سے کرتے ۔ کیٹو غلاموں کے ساتھ سخت گیری کرتا تھا اور اپنے بیٹے کو مخرب اخلاق اثروں سے بچاتا تھا ۔ مگر یہ غیر معمول صورتیں ہیں اور اُن کے غیر معمولی ہونے ہی کی وجہ سے وہ تحریر میں آتی ہیں ۔ مذہبی بدعتوں کے پھیلنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ غلاموں کے ذریعہ سے مشرقی توہمات روما میں پہونچے ۔ خواتین پر اِس کا خاص اثر ہوگا اور بیکانالیا کی رسوم کے پھیلنے کے باعث بھی ایک حد تک یہی غلام ہوں گے ۔

(۶۶) غلامی کے ضمن میں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اِسکا اثر تمدن کے ہر شعبے میں ہوگیا تھا ۔ مثلاً یونانی طبیب یا جراح کے مددگار تربیت یافتہ غلام

ہوتے تھے، جہاز رانوں کے ملاح بھی غلام تھے۔ ساہوکاروں کے محرر اور ٹھیکہ داروں کے معمار بھی یہی تھے۔ سرمایہ سے کام لینے کا یہ طریقہ مروج ہوگیا تھا کہ غلاموں کی خلقی اہلیت سے کام لیا جاتا۔ یعنی نوجوان غلاموں کو باورچی گری، محرری، صنعت و حرفت، کھیل تماشوں، ناچنے گانے ...سلمی، پہلوانی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی اور اس کے ختم ہو جانے کے بعد وہ خاصے نفع سے بیچ دے جاتے یا کرایہ پر دے جاتے۔ بعض غلاموں کو شروع ہی سے اجازت دی جاتی کہ کوئی خاص پیشہ کریں اور اپنی کمائی کا ایک حصہ اپنے آقا کو دیں مگر یہ سلوک صرف قابل اعتماد غلاموں کے ساتھ ہوتا ہوگا۔ قدیم رواج کی بنا پر غلاموں کو اجازت تھی کہ اپنی محنت یا ہنر سے تھوڑی سی جائداد Pecutiun پیدا کرے جس سے وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا تھا یا اگر اسکا آقا اپنے صرفہ کو جو اسکی تربیت میں صرف ہوا تھا معاف کردے تو وہ خود کوئی اپنا کاروبار کرسکتا تھا غلاموں کی آزادی کا رواج عام تھا کیونکہ اس سے دونوں فریقوں کو سہولت تھی۔ غلام کو یہ فکر تھی کہ آزاد ہو جائے اور مالک کو غلام کے آزاد کردینے ہی میں زیادہ نفع تھا کیونکہ وہ غلام کی جوانی کی کمائی سے نفع اٹھا چکا تھا اور بڑھاپے میں اسکی پرورش کے بار سے بچ جاتا۔ غلام کے ساتھ وہ سخت سلوک کرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ سخت گیر رومیوں میں ابھی انسانیت باقی تھی اس لیے وہ غلام کی باقی ماندہ اور بیکار زندگی اسے بخش دیتا اور اس کی پرورش سے بلکہ اپنی عالی ہمتی کا

لہ غلام کو Servus کہتے تھے اور آقا کو Domnus جب غلام آزاد ہو جاتا تو اسے Libertas کہتے تھے اور اسکا آقا اسکا مربی Patronus کہا جاتا اصطلاح Libertinus سے ان اشخاص کی سیاسی حیثیت ظاہر ہوتی ہے اور اس میں کسی مربی کا آزاد شدہ غلام اور اسکی اولاد شامل ہے۔ تیسری پشت میں آزاد شدہ غلام کا بیٹا Ingenuus کہا جاتا۔ علمی زبان میں یہی الفاظ مستعمل تھے۔ مگر فی الحقیقت جو شخص خود غلام نہ رہا ہو Ingenuus تھا۔ دیکھو فقرہ ۴۲۴ اور مام سین اسٹاٹس ریخٹ سوم ۴۲۱ - ۴۲۳ ؁

ثبوت دیتا جو رومیوں کا خاصہ تھا۔ آزاد شدہ غلام کے تعلقات اپنے مربی سے خاص قسم کے ہوتے مثلاً شادی اور غمی میں وہ اپنے سابق مالک کا شریک ہوتا اور خدمات لاحقہ انجام دیتا اور سیاسی معاملات اور عدالتوں میں ہمیشہ اُسکی تائید کرتا۔ مربیوں کے لئے بھی ایسے متوسلوں کی تائید سے بہت نفع تھا اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آزاد شدہ غلاموں کی حق شہریت کا مسئلہ نہایت اہم تھا۔ بعض غلام آزاد ہونے کے بعد اپنے مربیوں کے کارپرداز ہو جاتے خصوصاً روپیہ کے کاروبار میں سرمایہ داروں کو اس طرح ہوشیار ملازم مل جاتے یہاں تک کہ کیٹو نے بھی جو سینٹ کا رکن تھا قانون کلاڈیا[1] کے اصول کی خلاف ورزی کرکے تجارت شروع کر دی۔ کیٹو[2] کے ذکر کے آجانے سے ہمیں فوراً یاد آجاتا ہے کہ وہ غلام رکھنے والے رومیوں کا مسلم نمونہ تھا۔ اس معاملہ میں وہ سخت گیر تھا اور محض نفع کا خیال رکھتا تھا۔ انسانیت تو چھو نہیں گئی تھی اسکے یہاں بہت سے غلام اور لونڈیاں تھیں جن کی وہ سختی کے ساتھ نگرانی کرتا تھا۔ ناجایز تعلقات کا ان میں پیدا ہونا وہ ناپسند کرتا تھا اسلئے اِن کے جوڑے اس نے مقرر کر دئے تھے تاکہ اُنکے اولاد ہو کیونکہ غلاموں کی تعداد میں اس طریقہ سے بھی اضافہ ہوتا تھا کو

(۲۲۲) لیکن غلام زیادہ تر بازار میں خرید کئے جاتے۔ غلاموں کے بہم پہونچانے کے دو ذریعے تھے یعنی اسیران جنگ کی فروخت جو اس وقت رائج تھی مگر یہ ذریعہ ہمیشہ کارگر نہ ہوتا کیونکہ کبھی غلام زیادہ ہوتے اور کبھی بہت کم دوسرا طریقہ آزاد لوگوں کو زبردستی گرفتار کرکے غلام بنا لینے کا تھا۔ یہ اس وقت زیادہ مروج نہ تھا مگر عہد آیندہ[3] میں سلی سیا کے بحری قزاقوں نے ایسے بہت بردہ

---

[1] دیکھو فقرات ۲۵۹، ۳۹۷ کو

[2] کیٹو کی معاشرتی زندگی اور غلاموں کے ساتھ اسکے سلوک کو پلوٹارک (کیٹو ۲۰، ۲۱) نے نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا ہے کو

[3] مسٹر لیک (تاریخ ۱۰۴۳) کا خیال ہے کہ قانون نے بیاد برائے انسداد دزدی مردماں ۱۸۳ قبل مسیح میں نافذ ہوا مگر اس تاریخ کے متعلق شک ہے۔ زمانہ مابعد کے مقننوں کے اقوال کے مطابق جو ڈائی جسٹ

ترقی دی ۔ سرحدی یورشوں اور جنگوں میں خشکی کی راہوں پر قزاقی کے ذریعہ سے ، ساحلی اضلاع پر یورش کرکے ، سمندر میں جہازوں پر حملہ کرکے ، غرض ہر طرح سے بردہ فروش لوگ ناکردہ گناہ لوگوں کو گرفتار کر لیتے اور انھیں فروخت کر دیتے ۔ بعض اوقات لوگ بغض وحسد کی وجہ سے ایک دوسرے کو گرفتار کرکے ان کے سپرد کر دیتے ایک دفعہ بک جانے کے بعد غلام متعدد خریدنے والوں کے قبضہ میں آتا ، یہانتک کہ کوئی ایسا شخص اسے خرید لیتا جسے اسکی محنت کی ضرورت تھی ، اور اس طویل عرصہ میں آزادی کی امید زائل ہو جاتی ۔ جن غلاموں سے گھروں میں کام لیا جاتا ان کی اچھی یا بری حالت کو ہم بیان کر چکے ہیں ۔ مگر ان غلاموں کی حالت بہت بری ہوتی جن سے کسی بڑے زرعی علاقہ میں کام لیا جاتا اور ان سے بھی بدتر حالت ان کم بختوں کی ہوتی جو گھروں میں بیکار ثابت ہونے کی وجہ سے سزا کے طور پر اپنے آقا کے دیہاتی علاقوں میں منتقل کر دئے جاتے ۔ معاشی حالات کے رجحان کی وجہ سے ملک بڑے بڑے زرعی علاقوں latifnudia میں منقسم ہو رہا تھا ۔ پلینی اول[1] نے جو پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہے انھیں غلاموں کو اطالیہ کی تباہی کا باعث قرار دیا ہے ۔ یہ جدید طریقہ زراعت اٹروریا میں اور جنوب میں خصوصاً لوکا نشیا میں رائج تھا ہر زرعی علاقہ کا ایک نگراں کار (Vilicius) ہوتا ۔ یہ شخص خود بھی غلام ہوتا اور اس عہدے پر اس کا برقرار رہنا اسکے حسن انتظام پر منحصر ہوتا ۔ اسی وجہ سے یہ نگراں کار اپنی سرخروئی اور نفع کے لئے ان غلاموں سے زیادہ سے زیادہ کام لیتا اور دوسروں کی طرح اپنے آقا کی امانت میں خرد برد بھی کرتا ۔ معمولی غلاموں کی

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۷ ۔ ۴۸۰ ، ۱۵ میں مندرج ہیں جو دزدی مرداں ، Palgiun اس قانون میں ممنوع وہ غلاموں کے بھگا لے جانے سے متعلق ہے نہ کہ آزاد اشخاص کو پکڑے جانے سے گو وہ بھی شامل ہے ۔

[1] پلینی تاریخ ۱۸ ، ۷ ، ۳۵ ۔ ۶ ، ۳۵ ۔ گراکس اس سے قبل بھی لوگوں نے اس خطرہ کو محسوس کر لیا تھا ۔ دیکھو لیوکن ایکم ۱۴۷ ۔ ۷۰ اکی مشہور عبارت اور جووینل ۱۴ ، ۱۵۹ اور مابعد پرے سیر کا قول ۔

حالت حد درجہ ابتر اور قابل رحم تھی کھانا انھیں اسی طریقہ سے ملتا جسطرح کہ مویشیوں کو؛ کام کرتے وقت اکثر اوقات یہ لوگ زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے تاکہ نگرانی میں حرج زیادہ نہو، رات کو بدبودار بارکوں Ergastula میں بند کردیئے جاتے۔ اکثر تازیانہ کی سزا دی جاتی اور دوسری جسمانی تکلیفیں پہونچائی جاتیں ان تکلیفوں سے صرف موت انھیں رہا کرا سکتی تھی اور ان کے آقا ان پر اگر رحم کرتے تو اس کی وجہ صرف یہ ہوتی کہ ان پر روپیہ صرف ہوا تھا۔ فرار شدہ غلام کے بچ جانے کی کوئی صورت نہ تھی پکڑے جانیکے بعد حرف F اسکی پیشانی پر داغ دیا جاتا جس سے مراد فرار شدہ Fugitiwe تھی یا کوئی اور نشان بنا دیا جاتا۔ اگر کوئی غلام مطلق اصلاح پذیر نہوتا تو وہ مسلح پہلوانوں کے تربیت کرنے والوں کے ہاتھ بیچ دیا جاتا جن کے خونریز تماشے رومی بہت شوق سے دیکھتے تھے۔ بعض اوقات دوسروں کو عبرت دلانے کے لئے ایسے غلام زندہ جلا دیئے جاتے یا مصلوب کئے جاتے۔ اس قسم کے واقعات کا ذکر اس کے بعد کے زمانہ میں ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ عہد زیر تذکرہ میں بھی یہ وحشیانہ افعال ہوتے ہوں یہ ضرور ہے کہ تمام غلاموں کا انتظام انھیں اصول پر نہو۔ ممکن ہے کہ بعض مالکوں میں انسانیت ہو یا وہ سمجھتے ہوں کہ اگر غلاموں کی حالت مایوسی کی ہو تو انکی محنت کے معاشی نتائج قابل اطمینان نہ ہوں۔ اس قسم کے لوگ اپنے کارندوں کو ہدایت کرتے ہوں گے کہ جو کام اچھا کرے اس کے ساتھ کچھ رعایت ہو کیونکہ انعام کی امید دلاکر سزا کے اثر کو دوچند کردیں۔ مگر بالعموم ان زرعی علاقوں کے مالک دولتمند امرا ہوتے جنھیں عیش وعشرت یا سیاسی اغراض کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی۔ یہ لوگ ان دور و دراز غلاموں کا دورہ کرنے کی تکلیف بہت کم برداشت کرتے ہونگے اور ان مظالم کی بھی مطلق پروا نہ کرتے ہوں گے جو ان کی اجازت سے دیہات میں ہوتے تھے۔

دیہا

(۶۶۳) غلاموں کی ناکارگی اور غیر ممالک سے سستا غلہ آنے کی وجہ سے اجناس خوردنی کی کاشت کم ہونے لگی تھی اور اس عہد کا رجحان یہ تھا کہ بجائے زراعت کے جانوروں کی پرداخت کو ترقی دیجائے۔ مگر اطالیہ

موسم کے لحاظ سے گلہ بانی ایک ہی مقام میں نہیں ہوسکتی بلکہ گرمیوں میں پہاڑوں پر اور جاڑوں میں میدانوں میں۔ چراگاہوں کے اس طرح بدلنے سے غلام چرواہوں کی نگرانی دشوار تھی اور اس طرح سے وہ وسیع علاقوں سے واقف ہوگئے۔ اگر وہ دوسروں کی شرکت سے مسافروں کو لوٹتے تو وہ ملک سے اسقدر واقف تھے کہ ملزم کا پتہ لگانا دشوار ہوتا۔ اسکے علاوہ اپنے مالک کی جائداد اور اپنی ذات کو درندوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہتیاروں کے استعمال سے وہ آشنا ہوتے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایسے جذبات پیدا ہوتے جو غلاموں کے لیے ناموزوں تھے۔ اطالیہ میں قزاقی کا سلسلہ اسی طور سے شروع ہوا اور عہد آیندہ میں بہت بڑھ گیا۔ اسپارٹکس کی سرکردگی میں جب مسلح پہلوانوں کی بغاوت ہوئی تو اس میں بہت سے غلام چرواہے شریک ہوگئے۔ مگر ابھی تک بہت سی زمین زیر کاشت تھی۔ پرانی آبادی جس کا گزارہ کاشت کاری سے تھا، ابھی تک وسطی اطالیہ کے کوہستانی اضلاع میں موجود تھی اور پوندی کے وسیع میدان[1] میں خوش حال کسانوں کی تعداد کثیر تھی۔ مگر ذی ثروت لوگوں کے علاقوں میں نفع کی غرض سے انگور اور زیتون کی کاشت شروع ہوگئی تھی جن کے انتظام کے لیے ہنر اور صبر کی ضرورت تھی۔ اس غرض سے معقول رقبہ کے علاقہ کی ضرورت تھی۔ جو روما سے زیادہ دور نہ ہوتا اس کا مالک وقتاً فوقتاً خود جاکر اس کی نگرانی کر سکے۔

کیٹو (۴۴) معلوم ہوتا ہے کہ جب کیٹو نے زراعت پر ایک رسالہ لکھا تو اسی قسم کے علاقے اسکے مد نظر تھے۔ اس کتاب کے موجودہ نسخے میں زبان کی اصلاح کی گئی ہے۔ اور غالباً مکمل بھی نہیں ہے۔ کم از کم اسکے

---

[1] پلینی ثانی کے ایک خط (سوم ۱۹) سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۰ء کے قریب اس ضلع میں غلامی نہایت نرم شکل میں موجود تھی اور بڑے بڑے علاقے نہ تھے جن میں غلام پابہ زنجیر کام کرتے تھے۔ یہی حالت غالباً یہاں ہمیشہ ہوگی۔

جس قول کی وجہ سے ورجل نے کاشت عمیق پسند کیا اس نسخہ میں موجود نہیں ہے۔
یہ ایک عجیب رسالہ ہے، اس میں تسلسل نہیں ہے اور اصول بلا بحث مندرج
ہیں، غایت صرف حصول نفع اور معاشی ہے یعنی بالمختصر بالکلیہ رومی ہے۔
اس نے نصیحت کی ہے کہ زمین خرید کرنے سے قبل اسکے موقع اور مقامی
حالات اور خصوصاً آس پاس مزارع پر بخوبی نظر ڈالنی چاہیئے۔ یہ باتیں تجربہ
کی معلوم ہوتی ہیں اس طرح اس نے مشورہ دیا ہے کہ مکانات زیادہ نہ ہو
یعنی مزارع Fundus اور مکان سکونتی Villa میں تنہا سب ہونا چاہیئے۔
ہر جگہ تجربہ اور نتیجہ کی باتیں لکھی ہوئی ہیں اور تخیل کو مطلق دخل نہیں۔ مزارع میں
جو چیز کام کی نہ ہو فوراً فروخت کر دی جائے اور ان میں غلام بھی شامل تھے۔
جو بیماری یا پیرانہ سالی کی وجہ سے بیکار ہو گئے ہوں۔ مزارع کے مالک
کو حد درجہ پیش بینی، دلچسپی اور غور و فکر[1] کی تاکید کی گئی ہے۔ جن امور کے
متعلق کیٹو نے مالک کو توجہ دلائی ہے اگر وہ ان میں منہمک ہو جاتا تو دوسر
امور مثلاً سیاسیات کے لیئے اسے مطلق وقت نہ رہتا یہ صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ بہترین مالک Dominus کا جو خاکہ کیٹو نے کھینچا ہے اس سے مراد اپنی
ذات سے ہے کیونکہ یہ پیرانہ سال سنسر اکثر تعلی کے طور پر اپنے آپ کو بہترین
نمونہ دوسروں کے لیئے سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا۔ اپنی قدیم طرز کی جبر رسی کا
اسے فخر تھا یہاں تک کہ لوگ اسکی اس تعلی کو سنتے سنتے تنگ آگئے تھے
گو اپنے دیہاتی مکان کے سکونتی حصہ کو وہ آرام دہ بنانے کی تائید کرتا ہے۔ اسکا
قول ہے کہ اگر تمھارا دیہاتی مکان آرام دہ ہے تو تم وہاں اکثر جاؤ گے اور
لطف اٹھاؤ گے۔ ہمسایوں سے یعنی آس پاس کے زمینداروں سے خوش خلقی
کا برتاؤ کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ افواہ تھی کہ وہ دوستوں کے مجمعوں میں
خوب شراب پیا کرتا تھا مگر اکثر لوگوں کا مختلف زمانوں میں یہ خیال تھا کہ ایسے

[1] اکثر ہدایتیں نگراں کار کے لیئے ہیں مگر یہ بھی مقصود ہے کہ آقا دیکھتا رہے کہ ان کی تعمیل
پوری طور سے ہوتی ہے۔

موقعوں پر زیادہ پینا سادگی کی دلیل ہے"۔

(۶۶۵) تفصیلی امور کی ایک غیر مکمل فہرست کے بیان کر دینے سے معلوم ہو جائیگا کہ کیٹو کے ذہن میں کس قسم کی زراعت تھی۔ پھلوں میں سے اس نے انگور، زیتون، انجیر، سیب، ناسپاتی اور بعض سخت پوست کے پھلوں کا ذکر کیا ہے۔ درختوں میں سے شاہ بلوط، ایلم، آئی ہیکس، پلیس، پوپلار (چنار)، سرو اور بید مجنوں کا ذکر کیا۔ اِن میں سے بعض کے پتے مویشیوں کو کھلاتے جاتے اور اِن کے نیچے بچھائے جاتے، لیکن گھاس اور دوسرے چارے کا بھی ذکر ہے۔ جو اور گیہوں کا پوال جانوروں کے نیچے بچھایا جاتا کرم کلا، پھلیاں وغیرہ ترکاریوں میں تھیں۔ گھریلو جانوروں کا دودھ پیا جاتا اور اس سے پنیر بنتا، مٹھاس کے لئے زمانہ قدیم سے شہد کا رواج تھا۔ جانوروں میں بیل، بھیڑیں، سور، گھوڑے، گدھے خچر، بطخیں اور مرغیاں تھیں۔ کیٹو کو محافظ کتوں کا بہت خیال تھا اور اسکا قول ہے کہ محنت کے زمانہ میں غلاموں کو غذا زیادہ دینی چاہیئے اور آرام کے زمانہ میں کم کر دی جائے۔ زراعت کے لئے متعدد چیزوں کی ضرورت تھی جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مزرع میں کتنے مختلف النوع کام ہوتے ہوں گے۔ بہت سی زمین شاگرد پیشہ کے مکانات سے گھر گئی ہوگی۔ زیتوں اور شراب کی کشید کے آلات تھے اور اِن کے علاوہ گھڑے مرتبان، سبوچیاں، بالٹیاں، اَشت ٹوکرے، رسے، چمڑے کے تسمے وغیرہ تھے۔ نگرانکار اور اس کی جورو (اگر مالک نے اسے مناکحت کی اجازت دی ہو) کے فرائض ہلکے نہ تھے کیونکہ ہر چیز میں سلیقہ سے کام لینا اور کسی چیز کو ضائع نہ کرنا اس کا فرض تھا۔ اگر ان سے خطا ہو جاتی تو باوجود ذمہ داری کے انھیں یاد دلایا جاتا کہ وہ خود اور اُن کے بچے غلام ہیں۔ زراعتی کاموں کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے مثلاً ہل چلانا، کھودنا، بونا، ہینگا پھیرنا، خود رو گھاس کو نکالنا، کترنا، کاٹنا، چننا وغیرہ آبپاشی اطالیہ کی زراعت کا ایک لازمی جزو تھی اور کھاد کے لئے چونا استعمال میں آتا تھا جو اطالیہ کے اکثر حصوں میں کثرت سے ہے۔ چراگاہوں کی بھی ضرورت تھی

سامان، کام، قواعد

اُن کو کرایہ پر دینے سے نفع ہو سکتا تھا کبھی کبھی کسی ٹھیکہ دار سے کام لینے کی ضرورت ہوتی جو خود غلاموں کی ایک جماعت کا مالک ہوتا۔ صفائی اکثر ہوتی رہتی اور ہر موسم میں دوسرے موسم کے لئے تیاریاں ہوتیں۔ اس نے بار بار تلقین کی ہے کہ ہر معاملہ میں سرگرمی اور دوربینی سے کام لینا چاہیئے اور کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائے۔ طب کا بھی ایک جزو ہے اور معمولی امراض کے نسخے درج ہیں۔ جانوروں کے عوارض اور علاج مذکور ہیں۔ کھانا پکانے کی بھی بعض ترکیبیں مندرج ہیں اور غلہ سے کیڑوں کو دور کرنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں۔ دیوتاؤں کو خوش رکھنا بھی ضروری تھا مگر یہ مالک کا کام تھا۔ نگرانکار اور اسکی بیوی کو خاص موسموں میں چند خاص رسمیں ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اس سے زیادہ مذہب سے انھیں کوئی تعلق نہیں رومیوں کا اصول تھا کہ جو کام ہو اُسے کوئی اہلیت رکھنے والا آدمی ٹھیک وقت پر صحیح طریقہ سے انجام دے۔ اس لئے تطہیر اور قربانی کے سامان کی تصریح کردی گئی ہے اور ہر موقع پر جن الفاظ کا استعمال ضروری تھا وہ بھی بتادیئے گئے ہیں۔ بیع و شرٰی پر زیادہ بحث نہیں مگر اس خسیس رومی کو زیادہ تر انھیں چیزوں کا خیال ہوگا۔ اس نے اِن منڈیوں کا ذکر کردیا ہے جہاں اوزار، گاڑیاں کپڑے معقول قیمتوں پر مل سکتے ہیں۔ فروخت کے متعلق اِسکا یہ خیال تھا کہ ہمسایوں سے دوستی رکھنے سے پیداوار کو اُن کے ہاتھ فروخت کرنے میں آسانی ہوگی۔ اِس کے ذومعنے اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ زمیندار کا کام فروخت کرنا ہے نہ کہ خرید کرنا؛

(٦٦٦) اس وقت ہم یہ نہیں معلوم کرسکتے کہ جس نوعیت اور رقبہ کے مزارع پر کیٹو کے رسالہ کا اطلاق ہو سکتا ہے انکی تعداد زیادہ تھی یا کم تھی۔ وہ خود نہایت سرگرم جفاکش اور پرجوش تھا اِس لئے اِس سے امید ہو سکتی تھی کہ شہر سے بہ عجلت اپنے مزرع میں پہونچ جائے اور اِسکی جانچ پڑتال کرکے پھر روما واپس آئے اور اسی وقت سنیٹ کے مباحثوں میں شریک ہو یا کسی جلسۂ عام میں کسی مجوزہ قانون پر تقریر کرے یا کسی مقدمے کی سماعت میں شریک ہو لیکن

اسکی حالت غیر معمولی تھی اسکی یہ دوہری زندگی یعنی سیاسی اور زراعتی مشاغل وقت واحد میں رکھنا دوسروں کے حسب حال نہ تھی جنکے لئے ایک فریضہ کا انجام دینا بھی دشوار تھا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ روحی امرا کے دیہاتی علاقے سیر و تفریح کے لئے تھے نہ کہ کاروبار کے لئے جیساکہ کیٹو نے اپنے بہترین علاقہ کے لئے فرض کیا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے پاس ایک سے زیادہ علاقے فاصلے پر ہوں اور ایک خوش گوار دیہاتی مکان روما کے قریب میں ہو۔ بہرکیف غلاموں کے جن جتھوں سے ان علاقوں میں کام لیا جاتا تھا اُن سے دیہات کی زندگی میں ایک قبیح عنصر داخل ہوگیا۔ انکی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان میں اور ان کے مالکوں میں ذاتی تعلقات نہ ہوسکتے تھے اسکے علاوہ یہ لوگ مختلف اقوام کے تھے مثلاً تھریسی، شامی، ایپائرسی، سارڈ، گالی وغیرہ غلاموں کو قابو میں رکھنے کے لئے کیٹو اِن میں حسد اور اختلاف پیدا کرتا تھا۔ ضرب المثل "جتنے غلام اُتنے دشمن" غالباً اسی زمانہ میں رائج ہوا ہوگا اور دیہاتی غلاموں پر اس کا اطلاق بالکل صحیح تھا۔ اگر آقا مہربان اور اس کا نگرانکار ایماندار ہوتا، تو اس حالت میں بھی آزادی کا بالکل نہ ہونا اخلاق کی تخریب کا باعث ہوتا۔ شہنشاہیت کے مقننوں نے بالآخر رواقیت کے زیراثر شہنشاہی وضع قوانین کی بنا اس نہج پر ڈالی کہ یہ تسلیم کرلیا گیا کہ غلام کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ شہر کے مکانوں کے غلاموں کو آزادی اور حق شہریت حاصل کرنے کا موقع تھا، برخلاف اسکے دیہاتی غلام تو بیچارے محض بار برداری کے جانور خیال کئے جاتے تھے۔ سینیٹ کی مداخلت سے بھی کوئی نفع نہ ہوا جو زراعت کے تنزل کو روکنا چاہتی تھی۔ قرطاجنہ کے فتح ہوجانے کے بعد یہ سوال درپیش آیا کہ افریقہ کے فینقی کتب خانوں کا کیا حشر ہو۔ روما میں اِن کتابوں کی ضرورت نہ تھی۔

لہ پلوٹارک (کیٹو ۳) نے بیان کیا ہے کہ کیٹو اپنے غلاموں کے ساتھ کام کرتا تھا اور انکے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر یہ اسکی جوانی کا واقعہ ہے اور غیر معمولی تھا جسکی وجہ سے وہ انگشت نما ہوگیا۔

سہ پلینی تاریخ ۱۸، ۲۲۔

اسلئے یہ کتابیں بجائے یوٹیکا یا دوسرے فنیقی شہروں کو دئے جانے کے نیومیڈیا
کے رئیسوں کو دیدی گئیں۔ البتہ زراعت پر میگو کی مستند کتاب رکھ لی گئی اور
ماہر فن علما کی ایک جماعت نے اسکا لاطینی میں ترجمہ کیا۔ لیکن قرطاجنہ کا طریقہ
زراعت غلاموں کی محنت پر مبنی تھا اور یہی اطالیہ کی تخریب کا باعث بھی ہوا
یہ کتاب کسی نہ کسی کے لئے ضرور مفید تھی کیونکہ کچھ روز کے بعد یونانی میں اس کے
کئی ترجمے اور خلاصے ہوئے لیکن بڑے زرعی علاقوں سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں
اسکا کوئی علاج اس کتاب میں نہ تھا۔ میگو کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ جب تم کوئی
علاقہ خریدو تو شہر کا مکان فروخت کردو یعنی علاقے میں سکونت اختیار کرو۔ مگر اس
مقولے پر روما کے امرا عمل نہ کرنا چاہتے تھے[1]۔

غلا
آزا

(۶۶۷) ہم بیان کرچکے ہیں کہ غلامی کے رواج کی وجہ سے دیہات کے آزاد مزدور ترک وطن
کررہے تھے حرفتوں میں بھی یہی حال تھا گو اس کا ذکر کم آیا ہے۔ روما کا شمار
کبھی اہم صنعتی مرکزوں میں نہ تھا۔ اور زراعت کے علاوہ دوسرے قسم کی جسمانی
محنت میں کسرشان خیال کی جاتی تھی اس لئے دستکاریاں غلاموں کے ہاتھوں
میں آگئیں۔ احرار غلاموں کے دوش بدوش کام کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ غلاموں
کی تعداد یقیناً بڑھتی جاتی تھی اور احرار کی آبادی روز بروز گھٹتی جاتی تھی۔ اگر
ہمارے ماخذ صحیح ہیں تو شہریوں کی فہرست میں سنہ ۱۷۴-۱۷۳ اور پھر سنہ ۱۵۹-۱۵۸،
۱۵۴-۱۵۳، ۱۴۷-۱۴۶ اور سنہ ۱۳۶-۱۳۵ میں کمی ہوئی۔ احرار کی آبادی کی کمی کو ہم یقینی
خیال کرسکتے ہیں گو ہمیں نہ تو پیدائشوں اور اموات اور غلاموں کی آزادی کا حال
معلوم ہے نہ ہم یہ جانتے ہیں کہ لاطینیوں کو خارج کرنے کے لئے جو قوانین نافذ
ہوئے تھے اِن پر کہاں تک عمل ہوا۔ اگر ہم یہ دریافت کرنا چاہیں کہ اس عہد
میں معمولی رومی شہریوں کے پیشے کیا تھے تو معلوم ہوگا کہ اِن کی قوت بسری
کے تین طریقے تھے۔ (۱) سپہگری نفع کی غرض سے (۲) مالی کاروبار جس میں

۱؎ وارو de vustica ج ۱ ص ۱
۲؎ پلینی تاریخ ۱۸، ۳۵

تجارت بھی ایک حد تک شامل تھی (۳) بالقصد بیکاری۔ پہلی صورت کو دونوں باقی صورتوں سے کچھ مناسبت ہے، دوسری رفتہ رفتہ پیدا ہوئی تھی اور تیسری تو محض مفت خوری تھی۔ اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبوہ شہر میں کون لوگ شریک تھے۔ حقیقی رومی عنصر غالباً تارکان وطن کا ہوگا جو دیہات سے شہر میں آکر آباد ہوگئے تھے اور سپاہیوں کا جو فوجوں سے علیحدہ ہوئے تھے مگر امن کے زمانہ میں محنت مشقت سے پہلوتہی کرتے تھے معلوم نہیں کہ کن ذرائع سے یہ لوگ قوت بسری کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے دولتمند لوگوں کا توسل اختیار کرلیا تھا مگر اس توسل کی غایت حفاظت نہ تھی جیسا کہ زمانۂ سابق بلکہ محض پیٹ پالنا۔ سستے غلہ کی بھی بہت مانگ تھی اور "دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ" کے مقولہ پر عمل کرکے کیورول ایڈیلیوں نے ۲۰۱-۱۹۵ق م ہی سے غلہ نصف یا ربع قیمت پر فروخت کرنا شروع کردیا تھا اس طریقہ پر غلہ کی بہم رسانی سے سلطنت کے خزانہ پر ناقابل برداشت بار پڑا اور سرانبوہوں کے لئے شورش پیدا کرنیکا ایک آلہ ہوگیا۔ رشوت ستانی کے خلاف جو قوانین نافذ ہوئے تھے ان سے ظاہر ہے کہ مفلوک الحال شہری اپنے ووٹ فروخت کرنے لگے تھے۔ مگر اس سے زیادہ نفع نہ ہوتا ہوگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ اطالیہ کی آب و ہوا گرم ہے اس لئے سال کے بیشتر حصے میں پورا کھانا کھانے کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ ان میں باہمت افراد بھی ہوں جو بیکاری اور افلاس سے گھبراکر تلاش معاش کے لئے شہر چھوڑکر باہر چلے جاتے ہوں۔ تاریخ روما کے مطالعہ کرنے والوں کو اطمینان ہوتا اگر یہ معلوم ہو سکتا کہ کس قسم کی نوآبادیاں اس عہد میں قائم ہوئیں، انہیں کس قسم کے شہری شریک تھے، ان کے ترک وطن کرنے سے انبوہ شہر میں کس حد تک کمی ہوئی اور یہ کہ جو افراد شہر کے گوناگوں تمدن کے عادی تھے خوشی سے چھوڑکر جنوب کے کسی ساحل میں جہاں مطلق چہل پہل نہو خوشی سے آباد ہو جاتے یا گال این روئے آلپ میں زراعت میں مشغول ہوجاتے لیکن ان امور کا تاریخوں میں کہیں ذکر نہیں۔ اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ لاطینی

نوآبادیوں کے قیام کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور شہریوں کی نوآبادیوں کا برکرنا بھی دشوار تھا۔ یہ بھی ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ جو لوگ روما میں رہ گئے ان سے جانے والے ضرور بہتر ہوں گے۔ رومی نسل اور روایات کے رومی شہریوں کی تعداد کے اس طرح کم ہوجانے، باقی ماندہ افراد کے اخلاق کے بگڑ جانے اور آزاد شدہ غلاموں کی کثرت پر ہم نام نہاد رومیوں کی ذلت کو محمول کر سکتے ہیں۔ پامپ ٹین کے دلدلوں کو صاف کرنے کا سنہ ۱۶۰ میں قصد[1] کیا گیا تھا مگر معلوم نہیں کہ وہ صاف ہوئے یا نہ ہوئے اور اگر صاف ہوئے تو ان پر غریب لوگ آباد کئے گئے یا نہیں۔ کم از کم جولیس قیصر کے زمانہ میں یہاں دلدل ہی تھے۔

(۶۸۸) لیکن روما کی کاہل مخلوق کی صرف شکم پری کی ضرورت نہ تھی بلکہ تفریح کے مشاغل بھی بہم پہنچانے پڑتے تھے روما میں کھیل تماشوں ludi کا آغاز زمانہ قدیم میں ہوا تھا بلکہ روایات میں تو ان کے آغاز کو عہد شاہی سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ کھیل تماشے مذہبی تہواروں کی قسم کے تھے اور ان کے ساتھ مناسب رسوم بھی ہوتی تھیں اور ان میں سے قدیم ترین کا آغاز "منت کے کھیلوں" کی شکل میں ہوا ہوگا جو کسی منت کے پورے ہونے پر دکھائے جاتے تھے۔ بڑے بڑے کھیل تماشوں کا جن کا ذکر ہم یہاں کریں گے۔ آغاز اسی طور پر ہوا تھا کیونکہ جو تہوار وقتاً فوقتاً ہوتے تھے وہ رفتہ رفتہ سالانہ ہونے لگے تھے یہ تہوار حسب ذیل تھے۔

تہوار	کب شروع ہوئے	کس کی نگرانی میں ہوتے تھے۔
(۱) لوڈی ماگنی یا رومانی	عہد شاہی میں	سنہ ۳۶۶ تک کانسل اور پھر کیورول ایڈیل
(۲) " پلی بی ای	سنہ ۲۲۰	پلی بین ایڈیل۔
(۳) " کیریالیس	سنہ ۲۰۲ سے قبل	"
(۴) " آپولی ناریس	سنہ ۲۱۲ اور سنہ ۲۰۸ سے مسلسل	حاکم شہر
(۵) " میگالین سیس	سنہ ۲۰۴	کیورول ایڈیل
(۶) " فلورالیس	سنہ ۲۴۰ یا سنہ ۲۳۸ اور سنہ ۱۷۳ سے مسلسل	"

[1] لیوی خلاصہ ۴۶

تاریخوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہوار پہلی جنگ فنیقی کے بعد کے
زمانہ میں اور دوسری فنیقی جنگ کے دوران میں قایم ہوئے ہیں۔ روما کا
شمار دول عظمیٰ میں ہوچکا تھا مگر یہ اس کے لئے سخت امتحان کا زمانہ تھا اور
جذبۂ مذہبی غالباً اس وقت غالب ہوگیا۔ سنہ ۲۱۰ ق م سے سنہ ۱۳۴ ق م تک کے عہد
میں تہواروں میں کوئی اضافہ نہ ہوا مگر دوران اور شان وشوکت بہت بڑھ گئی
اسکی تین صورتیں تھیں (۱) کسی تہوار میں دن بڑھادیے جاتے اور اس طور پر
اسکا دوران ہمیشہ کے لئے بڑھ جاتا (۲) رسوم کے اداکرنے میں کسی نقص
کی بناپر پورا تہوار یا اسکے کسی حصہ کا اعادہ ہوتا یا تجدید aistouratio ہوتی
(۳) چہل پہل اور شان وشوکت کی خواہش جو لوگوں میں پیدا ہوگئی تھی اس کو
پوری کرنے کے لئے فتح مند سپہ سالاروں کے جشن ہائے فتح کے تزک
واحتشام سے یہ خواہش روز بروز بڑھتی جاتی تھی، عوام کو خوش کرنا بہت دشوار
تھا مگر ان کی نظر عنایت حاصل کرنے کے لئے انھیں خوش کرنا ضروری تھا۔ جب
مذہب اہل سیاست کے قبضہ میں آگیا تو تہواروں کے اعادہ اور توسیع کی اور بھی
گنجایش ہوگئی۔ مثلاً لوڈی رومانی جو اولاً صرف ایک روز کا تھا اس عہد میں
پہلے دس روز کا ہوا اور پھر اور بڑھ گیا۔ تماشوں کے متعلق صرف یہ کہنا ہے
کہ پہلے تو صرف گھوڑوں اور رتھوں کی دوڑیں ہوتی تھیں، ناٹک کے تماشے
سنہ ۳۶۴ ق م میں شروع ہوئے اور سنہ ۲۴۰ ق م سے برابر ہونے لگے جب کہ لی ویس
اینڈرونی کس نے اپنے تماشے شروع کیے۔ دوسرے تماشوں کا بعد میں
اضافہ ہوا۔ مگر عجیب وغریب تماشوں کی ابتدا سالانہ تہواروں میں نہیں ہوئی
بلکہ ان تماشوں میں جن کی سپہ سالار اہم جنگوں میں منتیں مانتے تھے اور جو انکے
جشن فتح کے کچھ روز بعد ہوتے۔ یونانی پہلوانوں کا ذکر[1] سنہ ۱۸۶ ق م میں آتا ہے اور
درندوں کے شکار یا انکی لڑائی کا آغاز بھی اسی سال ہوا ہے۔ یہ دونوں نئی
چیزیں منت کے کھیلوں میں شروع ہوئی[2] تھیں۔ فوجی تماشے یا دنگل کا اجرا بھی

---

[1] لیوی ۳۹، ۲۲ ف
[2] لیوی ۴۰۔ ۹ ف

غالباً کسی ایسے ہی موقع پر ہوا ہوگا - یونانی بازیگر، گانے اور ناچنے والے بھی مشرقی ممالک سے آتے تھے - تماشوں کے لیئے خاص مقام سرکس تھا - ناٹک کے تماشوں کے ایک مستقل تھیٹر بنانے کی کوشش اس عہد میں پھر ہوئی مگر بے سود ثابت ہوئی کیونکہ سنیٹ[1] نے اسے مخرب اخلاق خیال کر کے گرا دیا۔ اسلیئے ایک صدی تک پھر لکڑی کی عارضی عمارتوں سے کام لیا گیا۔

(۶۶۹) ان میں سے اکثر تماشے مخرب اخلاق تھے مثلاً لونڈی فلورالیس میں تماشہ گر عورتوں (لونڈیاں) کی حیاسوز حرکتیں - مگر سب سے بری مسلح پہلوانوں کی خونی کشتیاں ہوتیں جو ایک دوسرے کو قتل کرتے - یہ بھی غلام تھے - یہ کشتیاں[2] تجہیز و تکفین کے موقع پر ہوتیں - زمانہ قدیم سے خیال تھا کہ اس قسم کی خونریزی سے متوفی کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کی عزت افزائی ہوتی ہے روما میں یہ رسم اٹروریا ۲۶۴ سنہ میں آئی - مگر روما کی مخلوق نے اس تماشے کو بہت پسند کیا اور بالکل اسکی گرویدہ ہو گئی اور اسکے خوش کرنے کے لئے یہ تماشہ کرنا ضروری ہو گیا - بیان[3] کیا گیا ہے کہ ٹیرنیس کے ناٹک ہیکیرا کا تماشہ ہو رہا تھا کہ یکایک مشہور ہوا کہ مسلح پہلوانوں کی کشتی ہو رہی ہے اور تھیٹر بالکل خالی ہو گیا مختلف حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تماشہ زوروں پر تھا - ان تماشوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اور بعض موقعوں پر پہلوانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی - فلامی نیس کی تجہیز و تکفین (۱۷۰ سنہ) کے موقع پر اسکے بیٹے نے تمام اہل روما کی پرتکلف دعوت کی جس میں گوشت بھی تھا - اور ناٹک کے تماشوں کے علاوہ شمشیر بازوں کے ۳۷ جوڑوں کی

[1] مارکوارٹ جلد سوم میں تفصیل دیکھو - عمارت کے گرانے کی تصدیق ۱۵۴ سنہ میں موجود ہے - میرا قیاس ہے کہ یونانی شہروں میں تھیٹروں میں سرانبوہ عوام کو مخاطب کر کے تقریر کرتے تھے۔ سنیٹ کو اس سے اندیشہ ہوا ہوگا۔

[2] پالی بیس ۳۲، ۱۴۔

[3] ہیکیرا کی تمہید۔

کشتیاں ہوئیں ۔ بیان کیا گیا ہے کہ[1] تین روز تک ۷۴ آدمی لڑتے رہے مگر معلوم نہیں کہ جو لوگ موت سے بچ جاتے وہ پھر لڑائے جاتے یا نہیں اس ہولناک رسم نے اب جڑ پکڑ لی تھی اور شمشیر بازی کی باقاعدہ تعلیم گاہیں وجود میں آگئی تھیں جس میں اس عہد اور عہد مابعد میں شمشیر بازوں کی تربیت ہوتی اور انھیں خوب کھلایا جاتا ۔ غالباً یہ رواج پڑ گیا ہوگا کہ لوگ مضبوط غلاموں کو خرید کر انھیں یہ ہنر سکھاتے ہوں گے تاکہ جب اُن کی مانگ ہو فوراً مہیا کرسکیں کیونکہ شمشیر بازی کا ہنر کوئی ایک دن میں سیکھ نہ سکتا تھا ۔ اکثر کشتیوں میں کام آتے اور اہل سیاست جو ترقی مدارج کے خواہاں تھے با ہنر شمشیر بازوں کے لئے روپیہ دینے پر آمادہ تھے وہ زمانہ بھی اب قریب تھا جبکہ کامیاب پہلوانوں کے ہنر کا چرچا بالعموم ہونے لگے گا ۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انٹیوکس ایپی فانیس نے اپنے دارالسلطنت میں روما کی نقل اتارنے کے لئے اِن پہلوانوں کے خونی تماشے وہاں شروع کر دئیے تھے ۔ روما میں ابھی تک تو بڑا تماشہ گاہ amphitheatre نہیں تھا اور یہ تماشے فورم میں ہوا کرتے تھے ۔

اخراجات اور استحصال بالجبر

(۶۷) اِن خونی تماشوں میں امر قابلِ لحاظ یہ ہے کہ اِن سے بہائمیت کیطرف انسان کا رجحان ہوتا ہے ۔ مگر رومی اس میں یہ نفع خیال کرتے تھے کہ لوگ اِن تماشوں کو دیکھکر موت سے نہیں ڈرینگے اور روما کے ادبیات میں مسلح پہلوان کو ہمت مردانہ کا نمونہ بیان کیا گیا ہے ۔ اگر یہی بات تھی تو اِن کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک ہونا چاہیئے تھا نہ کہ حیوانوں کا سا مگر غلامی کے نظام کے تحت میں اُسکی امید نہیں ہوسکتی اور یہ حالت مذہب مسیحی کی اشاعت تک باقی رہی ۔ جب کہ تمدن کے نئے معیار وجود میں آئے مگر روما کے سنجیدہ مدبروں کو اسکی کوئی پرواہ نہ تھی اور اگر فکر تھی تو صرف یہ کہ سلطنت کی طرف سے جو کھیل ہوتے تھے اُنکا خرچ بڑھتا جاتا تھا ۔ خزانہ سے رقوم کثیر صرف ہوتیں ۔ سنہ میں رقم معین تک نہ کی گئی مگر یہ بے پروائی عرصہ تک

[1] لیوی ۴۱، ۲۸ - ۳۱، ۵۰ - ۳۹، ۴۶

باقی نہ رہی۔ سنہ ۱۷۹ میں کو ہسپانیہ میں فتوحات حاصل کرنے کے بعد منت اتارنا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس غرض کے لئے ہسپانیوں نے چندہ جمع کر کے دیا ہے۔ سنیٹ[1] نے سنہ ۱۸۷ کی نظیر کے لحاظ سے خزانہ سے صرف ۸۰ پونڈ لائے اور اس کو ہدایت کر دی کہ سنیٹ کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے جو سنہ ۱۸۲ میں اطالیہ کے حلیفوں اور صوبجات کی رعایا سے چندے وصول کرنے کی ممانعت کے[2] متعلق نافذ ہوا تھا۔ اس معاملہ میں خاطی گراکس تھا جو سنہ ۱۷۷ میں کانسل ہوا اور سنہ ۱۶۹ میں سنسر اور جو رومیوں میں اپنے زمانہ کا بہترین شخص خیال کیا جاتا تھا خیال کیا جا سکتا ہے کہ جب اس قسم کا آدمی حلیفوں سے اپنی سیاسی اغراض کے لئے زبردستی روپیہ وصول کرنا جائز خیال کرتا تھا تو صوبجات کے بڑے بڑے لیڈروں کا کیا حال ہو گا۔ روما کے تماشوں کے لئے "ان رضامندی کے چندوں" کے وصول کرنے سے ناراضی بڑھی اور حکومت کو زحمت ہوئی لیکن یہ رواج جاری رہا اور عہد آیندہ میں اسکا بہت زور ہوا کیونکہ یہ چندے صرف ان ممالک تک محدود نہ تھے جو روما کے زیر حکومت تھے۔ مثلاً سنہ ۱۸۶ میں ال سیپیو ایشیاگی نس نے جو تماشے دکھائے ان کے لئے متوسل بادشاہوں اور سلطنتوں نے چندے دئے تھے۔ مگر سب سے زیادہ نقصان دہ وہ اخراجات تھے جو لوگ اپنی جیبوں سے ادا کر کے تماشے دکھاتے۔ مثلاً ایڈیلوں کو جو رقم تماشوں کے لئے خزانہ سے ملتی وہ اس سے کہیں زیادہ خرچ کرتے اور بعض ذی حوصلہ لوگ جو کسی عہدہ پر نہ ہوتے وہ اپنی جیب ہی سے خرچ کرتے۔ اسراف میں اس مسابقت کو روکنا بالکل ناممکن تھا۔ روما کے امیروں نے اپنی دولتیں اس میں ضایع کر دیں اور اس دولت کو پھر حاصل کرنے کے لئے کوئی چارہ نہ تھا سوائے اسکے کہ وہ ممالک مفتوحہ میں استحصال بالجبر کریں۔

(۱۷۶) اب ہم روما کی ظاہری حالت اور رومیوں کی عادات کا کچھ ذکر کرینگے۔

---

[1] لیوی ۴۰، ۴۴ اور وی سیلین لوپرٹ کا حاشیہ۔

[2] لیوی ۳۹، ۲۲، ۸ - ۱۰۔

دولت کی فراوانی اور تمدن میں غیر ملکی اثرات کے دخیل ہونے کی وجہ سے دولتمند لوگوں کے مکان وسیع اور خوبصورت ہوتے جاتے ہوں گے۔ مگر یہ تغیر صرف مکانوں کے اندرونی حصہ میں ہوگا۔ سڑکوں کے لحاظ سے شہر ابھی تک شاندار نہیں ہوا تھا۔ سڑکوں پر چقماق کے پتھروں کے بچھانے کا کام شروع ہو گیا تھا۔ شہر کے باہر سڑک اے پین کا ایک حصہ سنہ ۱۸۹[1] میں پختہ کر دیا گیا اور سنہ ۱۷۴ میں شہر کی سڑکیں بھی ایک حد تک پختہ کر دی گئیں۔ سنہ ۱۷۹ میں ٹائبر پر ایک نئے پل کے گول ستون بنائے گئے مگر کمانیں سنہ ۱۴۲ تک نہ بنیں۔ غالباً ستونوں پر عارضی طور پر لکڑی کے تختے ڈال دئے گئے ہوں۔ ندی کے بائیں کنارے پر یعنی آدین ٹین کے نیچے اور فصیل کے باہر ان جہازوں کا مال اترتا تھا جو ندی پر آتے تھے سنہ ۱۹۳ میں یہاں ایک گودی بنائی گئی اور چونکہ کاروبار یہاں زیادہ[2] تھا اس لئے اسے پتھروں سے پاٹ دیا گیا اور ندی تک سیڑھیاں بنا دی گئیں۔ بیرونجات کے غلہ کی تجارت کا یہی مرکز تھا۔ اس عہد میں غلہ کی منڈیوں کی بہت کچھ اصلاح ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلہ کی بہم رسانی کی طرف بہت توجہ تھی دو نہریں پہلے ہی سے موجود تھیں یعنی اے پین (سنہ ۳۱۲) اور بالائی آر نوئی جو سنہ ۲۷۲ میں بنیں۔ سنہ ۱۷۹ میں ایک تیسری کے بنانے کی تجویز تھی مگر ایک زمیندار نے جس کی زمین میں سے نہر گزرنے والی تھی زمین دینے سے انکار کر دیا اور یہ تجویز یونہی رہ گئی۔ سنہ ۱۴۴ میں نہر مار کیا بنائی گئی جو اونچے مقامات پر پانی پہونچا سکتی تھی۔ لوگوں کی سہولت کے لئے ہال (باسلیقہ) فورم یعنی مرکز شہر[3] کے قریب بنائے گئے۔ باسلیقہ پورکیا سنہ ۱۸۴ میں فل دیا یا ایمی لیا سنہ ۱۷۹ اور سیم پرونیا سنہ ۱۶۹ میں۔ یہ ہال زمانہ حال کے تجارت خانوں exchange کے مانند تھے جہاں بایع اور مشتری اپنا کاروبار کر سکتے تھے

---

[1] لیوی، ۳۹، ۱۵، ۴۴۔

[2] emporium لیوی ۳۵، ۱۰-۴۱، ۲۷ ،۲۷۔

[3] لیوی ۴۰، ۵۱، ۷۔

اور ان سے عدالتوں کا بھی کام لیا جاتا ایک گوشے میں صدر کے لئے ایک اونچی نشست بنا دی جاتی اور دوسروں کے لئے بنچ ہوتے۔ باسلیقہ، ایک یونانی لفظ ہے جس سے ظاہر ہے کہ یونان سے اسکی نقل اتاری گئی یہیں لوگ تفریح اور اوقات گزاری کے لئے جمع ہوتے۔ ستونوں کا ایک سلسلہ portiais ۱۹۰ ق م میں کھڑے ہونے یا بارش وغیرہ سے پناہ لینے کے لئے بنایا گیا۔ اسی عہد میں ۱۹۶-۱۹۰ ق م، عام مقامات کے مداخل پر کمانوں کے بنانے کا سلسلہ شروع ہوا جس پر مجسمات نصب ہوتے اور بنانے والوں کے نام لکھے ہوتے۔ ابھی تک فتوحات، کی کمانوں کے بنانے کا طریقہ شروع نہیں ہوا تھا لیکن روما کی ان عام یادگاروں کا طریقہ یوں ہی شروع ہوا۔ مندر بھی بن رہے تھے اور ان میں تصویریں، مجسمے، کتبے بطور نذر رکھے جاتے لیکن یونان کے فنون لطیفہ کے نمونوں کو جمع کرنے کے علاوہ جو لڑائیوں میں ہاتھ آئے تھے۔ شہر کو آراستہ کرنے کی کوئی دوسری تدبیر نہیں کی گئی۔ یونانی اثرات سے فن تعمیر میں بھی تغیر ہو رہا تھا مگر رومیوں میں یونانیوں کا احساس تناسب کبھی پیدا نہیں ہوا البتہ عہد مابعد میں یہ رواج پڑ گیا کہ شان وشوکت کے بڑھانے کے لئے بڑے پیمانہ پر عمارتیں بنائی جاتیں یا دور دراز مقامات سے خوشنما تعمیر کا سامان منگایا جاتا۔ شہر کی آبادی کے بڑھنے سے مکانات بھی اور بنے ہوں گے۔ زمانۂ مابعد میں روما میں مکانوں کی کئی منزلیں ہوتی تھیں اور اس عہد میں بھی اس قسم کے سر بفلک مکان ضرور رہے ہوں گے۔ اغلب یہ ہے کہ زیادہ گنجائش نکالنے[1] کے لئے کچی انیٹ کی نیچے کی منزل پر ایک لکڑی کا بالاخانہ بنا دیا جاتا۔ نیچے کی منزل کو طغیانی سے خطرہ تھا اور بالاخانوں کو آگ سے۔ ۱۹۳ ق م، ۱۹۲ ق م، ۱۸۹ ق م میں طغیانی سے سخت نقصان پہونچا

[1] ڈائوڈورس (۳۱، ۱۸، ۲) بیان کرتا ہے کہ جب بطلیموس فیلومیٹر مصر سے خارج کیا گیا اور امداد طلب کرنے کے لئے روما آیا تو روما میں مکانوں کا کرایہ اس قدر زیادہ تھا کہ وہ ایک تنگ بالاخانے میں ٹھیرا۔

اور ۱۹۲ ق م اور ۷۸ ق م میں آگ سے شہر کو ہر وقت خطرہ رہتا تھا قومی عمارات کے لکڑی کی چھتوں، بنچوں اور دوسرے سامان کے علاوہ لکڑی کی دوسری چیزیں بھی کثرت سے تھیں مثلاً دوکانیں، میز وغیرہ جو فورم یعنی شہر کے وسط میں تھیں لکڑی کی بہت سی چیزیں ادھر اُدھر بھی پڑی رہتی تھیں۔ اس لئے عہد آیندہ میں جب کسی کا سر توڑنا ہوتا یا کسی ہر دل عزیز شخص کی لاش جلانی ہوتی تو عوام شہر کو لکڑی کی کمی نہ ہوتی۔ شہر کے اطراف سرویس کی پرانی دیوار تھی اس کی مرمت ۲۱۲ ق م میں ہینی بال کی جنگ میں ہوئی تھی مگر روما کو اب سیادت حاصل ہو چکی تھی اسلئے اس سے حفاظت مقصود نہ تھی۔[1]

عادات (۶۷۲) چند ذیلی امور تاریخوں میں درج ہیں جن سے طرز تمدن اور عادات پر روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تکلفات، آرام طلبی، عیش اور نفاست پسندی کو تمدن میں دخل ہو گیا تھا۔ داڑھی منڈانے کا رواج تو پہلے ہی سے ہو گیا تھا مگر سی پیو ایمی لیانس[1] نے روز داڑھی بنانے کا رواج ڈالا۔ گھروں میں گرم پانی کا یہ انتظام تھا کہ باورچی خانہ کے پاس غسل خانہ ہوتا اور بیچ کی دیوار میں سے پائپ گزرتا۔ سی نیکا[2] کا بیان ہے کہ سی پیو افریکانس کا غسل خانہ اسکے دیہاتی مکان واقع لٹرنم میں اسکے انتقال کے ۲۵۰ سال بعد بھی موجود تھا۔ یہ غسل خانہ بالکل تاریک اور تنگ تھا اسلئے سی نیکا اس زمانہ کی سادہ روش کی تعریف کرتا ہے اور ناظرین کو یاد دلاتا ہے کہ سی پیو کے زمانہ میں روز نہانے کا رواج نہ تھا۔ البتہ ہاتھ اور پاؤں ہر روز دھوئے جاتے اور آٹھویں روز پورا غسل ہوتا۔ یہ قدیم روما تھے، جو زمانۂ جنگ اور امن دونوں میں سخت مشقت کے عادی تھے اور ہمت مردانہ رکھتے تھے۔ عام حماموں کی ابتدا بھی ہو چکی تھی جنکو عہد مابعد میں فروغ ہوا ہینی بال[3] کی جنگ

---

[1] پلینی تاریخ ۷، ۲۱۱۔

[2] سی نیکا مراسلات ۸۶، ۱-۱۲ میں یہ دلچسپ فقرہ دیکھو۔

[3] سسرو De Orat دوم ۲۲۳ پر رولکفس کا حاشیہ۔

کے ضمن میں کے پوا میں ایک نفیس حمام کا ذکر آیا ہے روما میں جب حماموں کا رواج ہوا تو وہ بہت معمولی قسم کے تھے یعنی دو کمرے ہوتے ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے جن کے بیچ میں دیوار ہوتی اور پانی گرم کرنے کا سامان ایک ہی ہوتا۔ ان حماموں کے اجارہ دار ہوتے جو خفیف سی اجرت لیتے۔ اس طور پر یونانی تمدن کی یہ اختراع روما میں داخل ہوئی اور بال نیم[1] (حمام) نے پرانے غسل خانہ Lavatrina کی جگہ لیلی پر سیس کی جنگ کے بعد پخت و پز میں ایک اہم تغیر ہوا یعنی پہلے روٹیاں عورتیں[2] پکاتی تھیں۔ اب یہ کام نانبائیوں سے متعلق ہوگیا۔ بڑے گھرانوں میں ممکن ہے کہ باہنر غلام اس کام کو کرتے ہوں مگر عوام کو نان بائیوں سے خریدنے میں سہولت ہوگی ایک مشکوک تحریر[3] میں مندرج ہے کہ اس زمانہ میں عوام میں شراب خواری کا بہت رواج ہوگیا تھا اور اکثر لوگ عام جلسوں میں مخمور آیا کرتے تھے جسکی وجہ سے قانون فانیا ۱۶۱ ؁ میں نافذ کیا گیا یعنی دولت مندوں کی دعوتوں کے اسراف کو اس وجہ سے روکا گیا کہ اسکا اثر عوام پر اچھا نہ تھا۔ اسکا اثر ضرور خراب تھا۔ مگر پرخوری اور شراب خواری کے عیوب روما کے دولت مندوں میں ہمیشہ کے لئے پیدا ہوگئے تھے۔ اس خیال کو تقویت امورِ ذیل سے ہوتی ہے۔ اے نیس کی متفرق تصانیف میں ایک منظوم رسالہ "فن خوش خوراکی" پر ہے اور اسکے اور اسکے ہم عصروں کی تصانیف میں گٹھیا کے مرض کا ذکر اکثر آتا ہے۔

(۳۷۶) اب ہم ادبیات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ کن کیس ایلی مین ٹس اور فے بیس پکٹور نے یونانی زبان میں تاریخ لکھنے کی طرح ڈالی تھی اور یہ طریقہ اب بھی جاری تھا۔ گا ایس اے کی لیس جس نے ۱۵۵ ؁ میں تین فلسفیوں

---

[1] بال نیم عام حمام تھے بالینا خانگی۔ انکے فرق کے متعلق دیکھو دایدِ زبان لاطینی نہم ۶۸؁

[2] پلینی تاریخ ۱۸، ۱۰۷؁

[3] میکروبس Sat سوم ۱۷، ۱۴ نے نقل کیا ہے؁

کی سفارت کی ترجمانی کی تھی، روما کی ایک تاریخ زمانۂ قدیم سے لکھی تھی جس کا لاطینی میں بھی ترجمہ ہوا دوسرے مورخوں میں صرف پوسٹومیس البینس (کانسل ۱۵۱) کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس نے حماقت سے اپنی کتاب میں لکھدیا تھا کہ اگر یونانی میں لکھنے میں اس نے کوئی غلطی کی ہو تو اس سے چشم پوشی کی جائے جس پر کیٹو نے طنزاً کہا کہ تمہیں یونانی میں لکھنے پر کسی نے مجبور نہیں کیا۔ لیکن تاریخ نویسی کے لئے کیٹو نے لاطینی زبان سے کام لینا شروع کر دیا تھا اسی وجہ سے اسے "لاطینی نثر کا باپ" کہتے تھے۔ اسکی کتاب Origines (تقدمات)، شہر روما کے قیام اور ابتدائی تاریخ پر تھی۔ مگر اس کی نظر روما تک محدود نہ تھی کیونکہ اسکے آباؤ اجداد ٹسکولم کے تھے۔ یہ شہر عرصہ سے ایک بلدیہ کی حیثیت سے روما سے ملحق تھا مگر غالباً اس شہر کے باشندوں کو یہ احساس تھا کہ اسکی بھی ایک تاریخ ہے۔ اسلئے اس نے اپنی تصنیف میں اطالیہ کی دوسری قوموں کی ابتدائی حالت کا ذکر کیا تھا۔ اس کی کتاب قدیم روایتوں کا ایک نادر ذخیرہ ہوگی مگر اسکے صرف چند منتشر ٹکڑے[1] باقی ہیں اور وہ بھی راست اس سے منقول نہیں ہیں۔ آخری حصوں میں اسکی تاریخ روما سے مخصوص تھی اور ۱۴۹ ق م تک فنیقی اور دوسری لڑائیوں کا اس میں ذکر ہے۔ مگر اس میں جانبداری کا مادہ بہت تھا جسکی وجہ سے اس نے آخری زمانہ کی لڑائیوں میں اکثر سپہ سالاروں کا نام ترک کر دیا ہے یا یہ گویا روما کے امرا کی شہرت پسندی اور ان کے خاندانی نوشتوں کی فرضی حکایات پر ایک قسم کا اعتراض تھا۔ اس تاریخ اور زراعت کے رسالہ کے علاوہ اپنے بیٹے کو نصیحت کی شکل میں ایک رسالہ لکھا ہے اور مقدمہ کا ایک مجموعہ بھی اسکا ہے کیٹو کی طرح کیسیس ہے می نا اور ل۔ کیلپرینس پیسو فروگی نے بھی لاطینی میں تاریخیں لکھیں پیسو رومی وقائع نگاروں میں بہت معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ اس عہد میں فن قانون نے بہت ترقی کی اور ممتاز مقننوں[2] میں بعض قابل ذکر لوگ تھے۔ مثلاً اے لیس پائی ٹس

۱ے جارڈن کے کیٹو میں سب جمع کئے گئے ہیں۔

۲ے ان لوگوں کے متعلق دیکھو ادبی جسٹی نین کے ڈائی جیسٹ کا دیباچہ۔ باب ہفتم۔

مسمی بہ کیٹس (فریبس)، جونیس بروٹس)، مینی لیس پ۔ میو کیس اسکے دو لاو غیرہ جن میں سے اکثر مابعد میں بھی زندہ تھے۔ کیٹو کو مقننوں میں شمار کرنیکے متعلق شک ہے۔ البتہ وہ معمولی قوانین سے ضرور واقف تھا۔ اپنے زمانیکا زبردست مقرروں میں اسکا شمار تھا۔ اسکی زبان گویا ہمیشہ چلتی ہی رہتی تھی کیوں کہ عدالتوں اور سیاسی مجالس میں وہ برابر تقریر کرتا رہتا۔ اس کی تقریروں میں سے ۱۵۰ سے زیادہ باقی تھیں جنھیں صدہا سال تک لوگ شوق سے پڑھتے رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسکے دشمنوں نے اس پر ۴۴ مرتبہ مقدمہ چلایا مگر ہر مرتبہ وہ مقدمہ جیت گیا۔ اسکے معاصر مقرر کی حیثیت سے اس کی قدر کرتے تھے اور اس کی تقریروں کے چند ٹکڑے جو باقی رہگئے ہیں ان سے اسکے کمال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ لوگ اسکی سرخ بالوں بھوری آنکھوں اور بلند آواز سے خوب واقف تھے اور روایات میں یہ امور صراحت سے مذکور ہیں۔ کیٹو کے کمال سے دوسرے مقرر کس مپرسی میں پڑ گئے ہیں جن کی تعداد کوئی کم نہ تھی۔ فن تقریر میں یہ عہد، عہد آیندہ کا پیش خیمہ تھا۔ گراکی سے سسرو تک جو زمانہ گزرا ہے اس میں روما میں فن تقریر کو بہت فروغ ہوا۔ کیوں کہ جمہوریہ کے آخر تک تقریر کی آزادی برقرار رہی۔ روما کے مقرروں کی تصانیف کے ضایع ہوجانے سے اُسکے ادبیات کے ایک خاص صنف کے نمونے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ہیں، اسلیے روما کے ادبیات کی عظمت کا اندازہ پوری طور سے نہیں ہوسکتا ہے۔ کارنی لیس گیتھی گس (متوفی ۱۹۶ق م)، کے متعلق ہم بھی صرف یہی جانتے ہیں کہ اے ینس نے اسے "مضر ترغیب دہی" کا خطاب دیا تھا۔ سی پیو افریکانس، گراکس (متوفی ۱۶۹ق م)، ایمی لیس پالس، سپلپی کیس گالس وغیرہ نے بھی فن تقریر میں شہرت حاصل کی تھی مگر ان لوگوں کی شہرت کے دوسرے اسباب بھی تھے۔ اس عہد کے نصف آخر میں بھی یہی حالت تھی، جو شخص کہ روما کے سیاسیات میں پوری طور سے دخل دینا چاہتا تھا اسکے لئے لازم تھا کہ فن تقریر میں کمال پیدا کرے اس ضمن میں سی پیو افریکانس اور اسکے دوست لائی لیس و دشمن

میٹی لس مقدونی کے علاوہ گالیا دوسی ٹانیوں کا قاتل) وغیرہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ اِن مقرروں میں سے بعض کی تقریروں کے منتشر ٹکڑے[1] بعض کتابوں میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کی شہرت بے جا نہ تھی۔

زبان

(۱۴۷) یونانیت کا اثر اس عہد میں بہت زیادہ تھا مگر کیٹو کے علاوہ اور لوگ بھی تھے جنھیں اس کا حد سے بڑھنا ناگوار تھا اور اسکی ترویج کے روکنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ اس کی ایک صورت یہ تھی کہ لاطینی زبان کی طرف خاص توجہ تھی، اس زبان کے اکثر الفاظ کے کثیر مجموعہ میں اضافہ اور اسکے نحو میں اصلاح ہو رہی تھی تاکہ خیالات کے ادا کرنے میں آسانی ہو مساعی مذکورہ سے لاطینی کی ادبی حیثیت بہت کچھ ترقی کر گئی اسی عہد کے اوایل میں روما کے ایک معلم اسپوریس کاروی لیس[2] نے لاطینی ابجد میں کچھ ترمیم کی اور C کے علاوہ G کا بھی اضافہ کیا۔ ٹی ٹی نیس کے ناٹکوں کے متعلق ہماری معلومات بالکل محدود ہیں اس شخص نے جو ناٹک لکھے اس میں ناٹک کے افراد کے نام اور سین بھی اطالیہ کے تھے۔ یہ ناٹک togatae یعنی ٹوگا پوش کہے جاتے تھے اور دوسرے ناٹک جو یونانی تمدن سے متعلق تھے palliatae (چغہ پوش) کہے جاتے۔ ناری ویس نے سب سے پہلے قومی ناٹک لکھے جن کے خاکے رومی تاریخ سے لئے گئے تھے۔ اس قسم کے ناٹک م۔ پاکوویس (۲۲۰ تا ۱۳۰ ء) اور ل اکیس نے بھی لکھے جو ۱۷۰ ء میں پیدا ہوا اور عہد مابعد میں بھی بقید حیات تھا۔ مگر اسکے اکثر ناٹک یونانی ناٹکوں سے ماخوذ ہیں اور روما میں قومی ناٹک کو حقیقی طور پر کبھی فروغ نہوا مگر اب ان منتشر واقعات کو چھوڑ کر ہم ادبیات کے ایک ایسے صنف کی طرف متوجہ ہوں گے جسے رومی بالکلیہ اپنا کہتے تھے۔

---

[1] ورڈز ورتھ، قدیم لاطینی کے نمونے اور قطعات۔

[2] کاروی لیس کا آزاد شدہ غلام، جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ پہلا رومی تھا جس نے اپنی عورت کو بانجھ ہونے کی وجہ سے طلاق دی۔

تمت

لیوی کی لیس

(۵۶۷) لیوی کی لیس[1] کی ادبی زندگی عہد آیندہ میں گزری مگر اپنے فن میں کمال اس نے اسی عہد میں حاصل کیا۔ یہ شخص ایک دولت مند گھرانے میں سوئی سا آرنکا کی لاطینی نوآبادی میں پیدا ہوا جو لاطیم اور کیم پے نیا کی سرحد پر ہے۔ وہ خود لاطینی تھا یا نہیں اسکے متعلق تیقن نہیں مگر اسکا بھائی یا بہن کی ماں لیو کی لیا کا باپ نہ صرف شہری تھا بلکہ سنیٹ کا رکن بھی تھا۔ اسکی پیدائش کی تاریخ بھی ٹھیک معلوم نہیں مگر بالعموم[2] قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۸۰ ق م میں پیدا ہوا۔ سی پیوا فریکانس (ولادت ۱۸۵ ق م) جب اپنے متبنیٰ باپ کی جائداد کا مالک ہوا تو اسکی ملک میں بعض ایسے علاقے آئے جو سوئی سا اور لیوی کی لیس کے علاقہ سے دور نہ تھے۔ بہرکیف دونوں میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے مگر یہ بزرگی اور خوردی کے تعلقات تھے نہ کہ مربی اور متوسل کے۔ ۱۳۴ ق م[3] میں جب ایمی لیانس نیومان ٹشا کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تو اپنے ساتھ وہ بھرتی شدہ لشکریوں کو نہیں لے گیا بلکہ رضا کاروں[4] کو لے گیا۔ ان میں سے بعض تو ممالک غیر کے حلیف بادشاہوں اور سلطنتوں نے بھیجے تھے اور بعض اسکے رومی دوست اور متوسل[5] تھے دوستوں کی اس نے ایک محافظ فوج بنالی تھی اور سواروں کی اس منتخب سپاہ میں لیوی کی لیس بھی شامل تھا۔ لیوی کی لیس کے باقی ماندہ حصوں میں فوج اور اصطبل کے محاورات اکثر

---

[1] مارکس نے لیوی کی لیس کے باقی ماندہ حصوں کی جو تمہید لکھی ہے اُس کے علم اور طباعی کی یادگار رہیگی۔ میں نے تاریخیں اور اکثر تفصیلی امور سے نقل کر لئے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض امور کے تسلیم کرنے میں عجلت کی گئی ہو مگر اس ہجو گوئی زندگی کے واقعات نہایت خوبی سے دریافت کئے گئے ہیں ؎

[2] مارکس کا یہ خیال ہے مگر اسکے وجوہ مقامی نہیں۔ ہیمبرلیس کے حاشئی اسے بیان کرتا ہے۔ مگر ہیمبرلیس روما کا شہری تھا دیکھو تمہید ۱۸، ۱۹، ۲۵ ؎

[3] جیبروم نے ۱۴۸ ق م میں بیان کیا ہے مگر یہ غلط ثابت ہو چکا ہے۔ منرو نے رسالہ لسانیات ہشتم ۲۱۴-۲۰۵ ص متن کی صحت کر کے ۱۶۸ ق م کو ترجیح دی ہے ؎

[4] اے پین ہسپانیہ ۸۴ ؎ [5] وے لنیس دوم ۹، ۲ ؎

آتے ہیں۔ سی پیو کے بیرفیق اکثر دولت مند تھے کیونکہ سینیٹ نے خزانۂ سلطنت سے نقد روپیہ نہیں دیا تھا اور سی پیو نے اپنے اور اپنے دوستوں کے ذرائع کے بھروسے پر جنگ کا بیڑا اٹھایا تھا پندرہ ماہ کے طولانی محاصرہ کے دوران میں دولت مند رضاکاروں کو اکثر اپنے سردار سے میل جول پیدا کرنے کا موقع ملتا ہوگا اور لیوئلس اور اسکے درمیان بالخصوص گہرے تعلقات پیدا ہوگئے نیو مان ٹیا کے سقوط کے بعد وہ ٹائبریس گراکس کے زوال زمانہ میں روما پہونچے سی پیو اس اصلاح پسند کے اصول کو پسند نہ کرتا تھا اس لئے شہر کے عوام اس سے ناراض بھی ہوگئے۔ مگر بلاشک وشبہ وہ روما کا سربرآوردہ شہری تھا اور اسکے دوستوں کے حلقہ پر روما کی کوئی اور جماعت فوقیت نہ لیجا سکتی تھی لیوکی لیس اس حلقہ کا باضابطہ رکن تھا اور شان و شوکت کے ساتھ اس مکان میں رہتا تھا جو سلطنت کے صرفہ سے انٹیوکس چہارم کے لئے بنا تھا جب کہ وہ بطور کفیل روما میں مقیم تھا اس نے شادی نہ کی اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا مناکحت کی رسم کو وہ قابل نفرت خیال کرتا تھا۔ اس خیال کی تصدیق خود سی پیو کی حالت سے ہوتی تھی جسکی شادی ایک بدصورت عورت سے ہوئی تھی جس سے وہ خوش نہ تھا[۲]۔ سی پیو نے ۱۲۹ق م میں انتقال کیا مگر لیوکی لیس ۱۰۵ق م تک روما میں رہا اور بالآخر علالت کی وجہ سے نیاپولس چلا گیا۔ وہیں اس نے ۱۰۲ تا ۱۰۱ق م میں انتقال کیا اور اس کے تجہیز و تکفین کی رسم سرکاری طور سے اعزاز انجام دی گئی اس کی زندگی کے اکثر واقعات سے اس زمانہ کے تمدن پر روشنی پڑتی ہے اسلئے انکو تفصیل سے بیان کرنے کے لئے کسی عذر کی ضرورت نہیں ہے۔

ہجو گوئی (۶۷۶) لوکی لیس ہسپانیہ سے ۱۳۳ق م میں واپس آیا۔ اسکی عمر اسوقت خواہ کچھ ہی ہو مگر لکھنے کا شوق[۳] اسی زمانہ میں پیدا ہوا۔ مضامین کے انتخاب کے لئے اسے

[۱] پلوٹارک سی پیو خرد ۱۵، ۲۰۰ ؛

[۲] اپے ین خانہ جنگی یکم ۲۰ ؛

[۳] مارکس اسکی ادبی سرگرمی کو ۱۳۲ق م اور ۱۰۶ق م کے درمیان بیان کرتا ہے ؛

بہت موقع تھا یعنی فوجی مستفر کی افواہ اور گپ سے وہ مختلف مضامین نکال سکتا تھا۔ یہ وہی افواہ تھیں جن سے جگہ تھا[1] کا دماغ پھر گیا۔ لیوی لیس کو صدق دل اپنے وطن سے محبت تھی اسلئے روما میں جو شرمناک واقعات سرکاری یا خانگی آئے دن ہوا کرتے تھے ان سے اسے سخت اشتعال ہوتا ہوگا۔ اور پاک باز سپی یو کا مداح نہونے کی وجہ سے یہ واقعات اسے اور بھی شاق گزرتے ہوں گے۔ زمانہ مابعد کے مصنفوں کے اوقال اور خود اسکی باقی ماندہ تصنیفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ذخیرے میں زیادہ تر مدحیہ یا ہجو یہ نظمیں تھیں۔ چونکہ ہجو کا حصہ غالب تھا اسلئے یہ فکر ہوگی کہ شخصیات پر حملے کس طرح کئے جائیں۔ اگر وہ کسی کا نام نہ لیتا تو ممکن ہے کہ نظم پسند تو کیجاتی مگر اس کا اصل مقصد فوت ہوجاتا مگر شخصیات میں دخل دینے سے قانون ازالہ حیثیت عرفی کا فوت رہتا کیوں کہ تحریریں بھی اس قانون کی زد میں آسکتی تھیں اور ان کی بنا پر مقدمہ چل سکتا تھا روما کے موجودہ نظام عدالتی میں انصاف کا دارومدار جوریوں کے رجحان پر تھا کسی ناٹک میں کسی شخص کا نام لیکر حملہ کرنا بہت بڑا خیال کیا جاتا تھا۔ مگر مگر سوال یہہ تھا کہ حملہ سے کیا مراد تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ خود لیوی لیس پر اس قسم کا حملہ ہوا[2] اس نے حملہ آور پر نالش کردی مگر حاکم عدالت نے اسے بری کردیا۔ برخلاف اس کے جب اسے کیس[3] نے کسی پر اس قبیل کا مقدمہ دائر کیا تو وہ جیت گیا۔ اسلئے مناسب یہ تھا کہ کوئی اب طرز تحریر نکالا جائے جس میں مقدموں میں پھنسنے کا اندیشہ نہ ہوا۔ روما میں متفرق تحریروں کو خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں مثلاً اسے نیس کے متفرقات، کو (Saturae) کہا جاتا تھا۔ لیوی لیس نے بھی کسی نہ کسی وجہ سے اس آسان اور غیر معین طرز

[1] دیکھو وہ فقرہ ۸۰۰ کتاب ہذا مترجم۔

[2] ان جھگڑوں سے ہم بالتفصیل واقف نہیں ہیں۔ مگر ان کا (Rhet ad Herem) میں بطور تمثیل ذکر آیا ہے۔ مارکس کا خیال ہے کہ لیوی لیس اس وجہ سے مقدمہ ہار گیا کہ وہ خود اس قسم کے حملے کرتا تھا۔ مگر مجھے اس سے اتفاق نہیں۔

تحریر کو اختیار کیا اور نظم ہی میں لکھتا رہا۔ ممکن ہے کہ اس نے اپنی نظموں کو Saturae کہا ہو مگر یہ نام موجودہ حصوں میں نہیں ہے بلکہ وہ اس کو مواعظ Sermones کہتا ہے اور ہوریس نے بھی اس امر میں اس کی متابعت کی ہے۔ نظموں کا خاکہ مختلف ہوتا تھا، کہیں تذکرے ہوتے، کہیں مکالمے یا نکتہ چینی یا فرضی سین اور ان سب کے ذریعہ سے وہ لوگوں کے اخلاق اور آداب پر نکتہ چینی کرتا[1]۔

(۶۷۷) کسی نے خوب کہا ہے کہ "رومی اپنے جذبات کی شدت کی وجہ سے ایک رخ ہوتے یعنی کوئی نہ کوئی پہلو دوسروں پر بالکل غالب آجاتا جس کی وجہ سے ہجوگوئیوں کو تمسخر کا موقع ملتا"۔ اپنے معاصروں کی کمزریوں اور حماقتوں کی وجہ سے لیوکی لیس کو اپنے انھیں بنانے کا بہت موقع تھا۔ مثلاً بھونڈے طریقہ پر یونانیوں کی بیجا تقلید ہو رہی تھی یا حرص وہوا اور اسراف کا مادہ لوگوں میں بہت بڑھ گیا تھا وہ محب وطن تھا اسلئے چاہتا تھا کہ رومی دراصل رومی ہوں مگر اس میں تنگ نظری نہ تھی اور تعلیم اور وسعت مشاغل کا حامی تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ رومی اپنے بزرگوں کے وقار اور محاسن کا لحاظ رکھیں اور انکی پیروی کریں ضعیف الاعتقادی توہم پرستی، فریب دہی، ریاکاری، خالی خولی مباحث کو وہ مخرب اخلاق اور رومیوں کی شان کے خلاف خیال کرتا ہے۔ لاطینی زبان بھی بگڑ رہی تھی اس لئے اسکی اصلاح کی غرض سے اس نے رسم الخط اور حروف کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ مگر اخلاق اور سیاسیات سے درحقیقت اسے زیادہ لگاؤ تھا۔ بدکار اور پرخور لوگوں پر اس نے سخت حملے کئے ہیں اور سیاسی زندگی کی بے ایمانیوں کا خوب بھانڈا پھوڑا ہے۔ جن لوگوں پر اس نے حملے کیے ہیں ان کا نام لیکر ان کو ہجو کی ہے[2] تعجب ہوتا ہے کہ وہ قانون کے شکنجے میں کیوں نہ آیا ممکن ہے کہ کسی پایہ کے اہل دولت

لیوکی لیس کی نکتہ چینی

[1] سیلار۔ عہد جمہوری کے رومی شعرا باب ششم ؎
[2] مارکس کا خیال ہے کہ جیسے جیسے اسکی عمر بڑھتی گئی اسکی ہجوگوئی میں نرمی آتی گئی۔

اثر سے وہ بچ جاتا ہو" "حلقہ سی پیو" میں متعدد وکیل ایسے تھے جو اپنے دوستوں کی جواب دہی پر آمادہ رہتے ہوں گے۔ مگر مقدمہ بازی کی نوبت بہت کم آئی ہے غالباً وہ صرف ایسے ہی اشخاص پر نام لیکر حملہ کرتا ہو جو درحقیقت قابل ملامت ہوں۔ یہ لوگ اسکے مقابلہ پر آنے کی جرات نہ کرسکتے تھے کیونکہ ممکن تھا کہ الزامات کی تائید میں وہ شہادت پیش کرسکتا۔ اسکے علاوہ رومی عدالتوں کا رجحان یہ تھا کہ مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ کریں۔ ہوریس کا خیال تھا کہ لیوکی لیس کے شخصی حملوں میں اتھینز کی پرانی کومیڈی کی نقل کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال ایک حدتک صحیح ہو مگر اسکا تصفیہ کرنا دشوار ہے۔ سیاسی جذبات کو دونوں پر اثر تھا، اسی قدر مماثلت کافی ہے۔

(۶۷۸) لیوکی لیس کے ادبی خصائص سے ہمیں سروکار نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشعار بہت تیز لکھتا تھا اور ان کے ادبی اسقام کی مطلق پروا نہ کرتا جس پر ہوریس نے اسے انگشت نما بنایا ہے۔ غالباً یہ جوانی کا قصور ہے اور بے ساختگی بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوانی کا کلام ہے جذبات کی شدت طرز تحریر میں خصوصیت یہ تھی کہ یونانی الفاظ لاطینی شعروں میں استعمال کرتا تھا مگر معلوم نہیں کہ یہ محض کاہلی کی وجہ سے تھا کہ جو لفظ پہلے ذہن میں آئے لکھدیا جائے خواہ وہ لاطینی ہے یا یونانی یا ممکن ہے کہ اس طور پر یونانی تمدن کے دلدادوں کو بتانا مقصود ہو۔ خود لیوکی لیس اس عہد کے افراد کا نمونہ تھا۔ عورتوں کے متعلق اسکے خیالات نہایت پست تھے اور ان کا وہ اظہار کرتا تھا۔ عام قوم کے متعلق اس کی یہ روش اسکے اس خیال سے ظاہر ہوتی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ علما یا جاہل میرا کلام پڑھیں بلکہ اوسط درجہ کے شہری جن میں جنوبی اطالیہ کی وہ قومیں بھی شامل تھیں جنھوں نے ایک حدتک یونانی تمدن اختیار کرلیا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ جانتا ہو کہ اسکا اثر وسیع ہو۔ بعض اوقات وہ کہتا ہے کہ تحسین ناشناس کے مقابلہ میں چند ذی فہم لوگوں کی تعریف بدرجہا بہتر ہے۔ سی پیو کی تعریف و توصیف میں تو اس نے قصیدے کے قصیدے لکھ ڈالے ہیں اور اسکے دشمن مثلاً

مئی لس مقدونی، لیٹولس موپس (سینیٹ کا صدر)، پپ ہوکیس اسکے اولاد سردار بحارہی)، وغیرہ کی سخت مذمت کی ہے۔ ایک بدمعاش مسمی ہاسٹی لیس ٹوبولس کی اس نے بری طور سے خبر لی ہے معاصر مصنفوں مثلاً اے کی لیس کو بھی اُسنے نہ چھوڑا، بلکہ اے نیس کا بھی مذاق اڑایا ہے جس نے ۱۶۹ ق م میں انتقال کیا اور اب اسکا شمار بزرگوں میں تھا افسوس ہے کہ اسکی کوئی مکمل تصنیف پائی نہیں۔ زمانہ مابعد کے مصنفوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تصنیفوں میں اس زمانہ کے گوناگوں تمدن اور اس کے محاسن اور قبایح کی پوری تصویر تھی۔ ہوریس، پرسیس اور جووی نل نے اسی کی مثال کی تقلید کی اور اسکی متابعت میں ہجویں لکھیں مگر ان میں سے ہر ایک کا طرز تحریر جدا تھا رومی شاعروں میں سب سے زیادہ رومانیت لیوکی لیس میں تھی ؎

خلاصہ (۶۷۹) لیوکی لیس کے ذکر کے تحت میں ہم نے عہد آیندہ کی بھی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔ چونکہ دوسری فنیقی جنگ کے بعد عہد کے رومی معاملات کی بحث کو ختم کرنے کا وقت آگیا ہے۔ لہذا اہم اہم امور کا بالاختصار اعادہ کریں گے ہم اس عہد میں پہونچ گئے ہیں جب کہ شہر روما، سیاسی قوت اور اقتدار شاہی کا مرکز ہوگیا تھا مگر رومیوں کے قدیم خصایل زایل ہورہے تھے۔ یونانی اثروں کے تحت میں امرا اپنے تخیل میں وسعت ہو رہی تھی مگر دولت کی حرص نے انھیں مفتوح قوموں کی اصلاح سے مجبور رکھا کیونکہ سلطنت ہی دولت پیدا کرنے کا ذریعہ تھی۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ مفلس قلاش اور بیکار تھے، انکی تعداد میں آزاد شدہ غلاموں کا اضافہ ہوتا جاتا تھا جن سے بالآخر شہری وہ دوغلی مخلوق پیدا ہونے والی تھی جو آگے چلکر فاقہ مست شورہ پشت اور سیاسی لحاظ سے بالکل نااہل ہوگئی۔ سرمایہ داروں کی جماعت کو سلطنت میں قوت حاصل ہوتی جاتی تھی۔ اس جماعت کو صرف اپنے منافع کا خیال تھا نہ انھیں موجودہ ذمہ داری کا احساس تھا اور نہ اس کے بزرگوں کے محاسن کی کوئی روایتیں تھیں۔ ان کی حرص اور چالاکی سے کسی محب وطن اصلاحوں

کوششوں میں تائید کی امید نہ ہوسکتی تھی۔ مگر اصلاح کی ضرورت نہایت سخت تھی۔
زراعت کے انحطاط سے اطالیہ کے وسیع قطعات اراضی ویران ہورہے
تھے اور افراد کی جگہ غلاموں نے لے لی تھی۔ اطالوی حلیفوں کی حیثیت روز بروز
ابتر بلکہ ناقابل برداشت ہوتی جاتی تھی حالانکہ فوجی ضروریات کے لحاظ سے
بمقابلہ سابق اُنکی وفادارانہ امداد کا زیادہ محتاج تھا۔ مرکزی حکومت سینیٹ یعنی
امیروں کے ہاتھوں میں تھی لیکن قانون میں اعلیٰ ترین اقتدار مجلس عامہ کا تھا
جو انبوہ شہر پر مشتمل تھی۔ یہ انبوہ حکومت نہ کرسکتی تھی مگر اسے خوش رکھنا ضروری
تھا۔ اس کو حق رائے وہی حاصل تھا جس سے کام لیکر وہ رشوت زبردستی لے سکتے
تھے۔ مگر رشوت دینے میں خرچ بہت پڑتا اسلئے شہریوں کو تماشے دکھانے یا رشوت
دینے کے لئے حکمراں جماعت کے افراد پر لازم آتا کہ رعایا کو لائیں۔ شہریت سے اب
یہ غایت تھی کہ حقوق و مراعات حاصل ہوں نہ یہ کہ فرائض ادا کئے جائیں۔ اسلئے
اس میں دوسروں کو شریک کرنا یعنی حق شہریت کو وسعت دیکر اس میں حلیفوں
کو شریک کرنا عملاً ناممکن تھا۔ بالمختصر یہ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ اصلاح کی تحریک
کس گوشہ سے اٹھیگی اور کیا رخ اختیار کریگی۔ اگر کوئی رہنما پیدا ہوتا تو اس کا پہلا فرض
ہوتا کہ کسی ایسی قوت کو وجود میں لاتا جس سے اسے تائید کی امید ہوتی یعنی
اہل روما کو پھر زندہ کرسکتا مگر اب یہ ناممکن تھا۔ امیروں میں سے بعض اگر اصلاح
نہیں تو شخصی یا جماعتی حسد کی وجہ سے اسکے شریک ہو جاتے۔ لیکن
طبقۂ امرا کے ان مویدوں کو ناراض کرنے کے اندیشہ عوام کے فائدہ کے لئے کوئی
اصلاح کرنا مشکل تھا خصوصاً اگر اسکا تعلق پیچیدہ مسئلہ زرعی سے ہوتا مجلس عامہ
سے تائید کی امید رکھنا، ایک ٹوٹی ہوئی لکڑی پر ٹیکنے کے مساوی تھا۔ روما میں
کوئی زبردست حسرتی جماعت نہ تھی جس سے عوام کی کسی تحریک کو تقویت ہوتی۔
اگر اس کی کوئی جماعت اگر ہوتی بھی تو اُسکی رائے کا اظہار کا کوئی موثر ذریعہ نہ تھا کیونکہ
ہر ووٹ کی ایک ہی قسمت کے اصول سے مجالس ناآشنا تھیں اب صرف جسمانی قوت
باقی رہی جس سے سیاسی اغراض کے حاصل کرنے کے لئے کام لیا جاسکتا ہے۔
اور فی الحقیقت حالت بھی یہی ہوگئی تھی کہ جب تک تلوار سے کام نہ لیا جائے،

نہ تو کسی قسم کی مراعات پر حملہ ہو سکتا تھا اور نہ مصالحت ہو سکتی تھی۔ مگر فوجی انقلاب کے معنے یہ تھے کہ حکومت شاہی وجود میں آ گئے۔ صورت حال ایسی تھی کہ معاصرین فی الواقع اسے کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ لیکن ذی فہم لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بحالت موجودہ اصلاح کی کوششوں سے کس قسم کے خطرات پیدا ہوں گے سی پیو، ایمی لیاس کا دوست گائیس لائی لیس ثانی ایک قابل اور تعلیم یافتہ شخص تھا۔ قوت فیصلہ اور علم کی وجہ سے لوگ اسے عقلمند[1] کہتے تھے اور فی الحقیقت مہربان، محب وطن اور ہر دل عزیز تھا اطالیہ کی آبادی کی کمی سے اسے تشویش ہوئی اور سنہ ۱۵۱ میں ٹریبیون ہو کر اس نے کوشش کی کہ لوگوں کو دیہات میں آباد ہونے میں مائل کرے۔ معلوم نہیں اسکی زرعی تجویز کس حد تک بارور ہوئی ممکن ہے کہ ذی اثر لوگوں نے سنیٹ میں اس تجویز کی مخالفت کی ہو اور غلبہ آرا اپنے خلاف دیکھکر اس زیرک ٹریبیون نے اصلاحی تجویز واپس لیلی۔ ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ سمجھ گیا ہوگا کہ کامیابی کی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ مجلس عامہ کو سنیٹ کے مقابلہ پر آمادہ کیا جائے مگر اس سے موجودہ دقتیں رفع نہ ہوئیں بلکہ دوسری دقتیں شروع ہو جائیں اور بالآخر جبر سے کام لینا پڑتا۔ اسلئے وہ دست کش ہوا اور معاملات یوں ہی رہے۔ اس سے امرا کی دونوں جماعتوں یعنی بہترین آدمیوں اور عوام پسندوں، کو خوشی ہوئی ہوگی کیونکہ فی الوقت جو حملہ انکے مراعات پر ہونے والا تھا، رکگیا اور تمام امور حسب سابق رہے۔ مگر تاریخ میں کوئی چیز اپنے حال پر نہیں رہتی۔ جو چیز بہتر نہ ہو سکے وہ بدتر ہو جاتی ہے۔ لائی لیس کو روکنا درحقیقت آنے والے طوفان کا شگون تھا۔ مگر اب بھی امرا اور عوام دونوں طبقوں میں قابل اطمینان عناصر موجود تھے اور قدیم دستور کی قوت بھی ابھی خاصی تھی گو اس کے کل پرزے بہت پرانے ہو گئے تھے اور اسکے مختلف حصوں میں توازن باقی نہ تھا قطعی تباہی کے لئے ابھی ایک سو سال کی خانہ جنگی اور خونریزی کی ضرورت تھی۔

[1] پلوٹارک ٹائمیوتیس گراکس۔ لوگوں نے اسی کی عقلمندی کی اس مثال کا مذاق اڑایا جسکی وجہ سے یہ روایت مشہور ہوئی کہ عقلمند کا لقب اسے اس تحریک کے واپس لے لینے سے ملا تھا۔

صحت نامہ تاریخ جمہوری روما جلد ۲ حصہ ۵

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۰	حاشیہ	ابی فوریت	ابی قوریت
۳۳	حاشیہ نمبر ۱	Fruicitia	Amicitia
۳۳	۲۱	معلوم ہوگا	معلوم ہوا
۳۴	۱۸	وہ قلعوں	دو قلعوں
۳۸	۱۲	جوالیشیا	بوائے شیا
״	۱۵	ایک روز	ایک روز قبل
۴۴	۹	روڈز کے	روڈز نے
״	۲۱	بھی	یہی
۴۵	۸	بچھی	بجھی
۴۷	۲۴	سی	اسی
۵۳	حاشیہ	اسپٹارٹا	اسپارٹا
״	۱۸	کو	کے
۷۰	۳	ہوجائیں	ہوجاتیں
۷۷	۱۹	یہ تجویز پیش لی	تجویز پیش کی
۸۳	۱۸	جرارت	جرارت
۸۸	۶	گر	کو
۹۰	۲۲	در اصل حقیقت	درحقیقت
۹۲	۳	ببلبس	پبلیس
۹۳	۱۴	باقی انده	باقی ماندہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۹۵	۱۸	وقت	وقت پر
۹۸	۸	چمک	جھپک
۱۰۰	۱۴	ہاتھوں	ہاتھیوں
۱۰۱	۱۳	کانسل	کانسل کا
۱۱۳	۲۳	خرد برد	خورد برد
۱۱۴	۱	״	״
۱۲۰	۱۹	واقف	خوب واقف
۱۲۱	۲۲	کر اسکتا تھا	کوئی کر اسکتا تھا
۱۲۵	۶	فرائض منصوبہ	فرائض مفوضہ
۱۳۰	۱	واقف	وہ واقف
۱۳۵	۱	وعدہ	وعدہ کیا
۱۵۲	۱۶	ندبذب	تذبذب
۱۵۵	۸	بیان	یہاں
۱۷۳	۱۸	رعایت دی	رعایت کی
۱۷۴	۲ حاشیہ نمبر ۱	Deroun	Deoram
۱۷۶	۹	اس سے	اس نے
۱۷۸	۱۴ حاشیہ نمبر ۱	Uitro	Ultro
۱۸۳	۱۲	غلط فہمی ہوی	غلط فہمی ہو
۱۹۶	۶	گیگیوریا	لیگیوریا

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۹۹	۱۲	کو	کے
۲۰۸	۲۲	پسند	ناپسند
″	۲۳	قانون	قانونی
۲۱۳	۱۴	کیا گیا ہوگا	کیا ہوگا
۲۱۸	۳	قرطاجنہ	قرطاجنہ اور
۲۲۲	۹	روم روم	روم
۲۳۹	۱۶	گر	مگر
۲۵۴	۱۲	فنیتفی	فنیقی
۲۵۴	۲۵	سخت	تحت
۲۶۷	۱۶	Populores	Populares
۲۶۹	۱۳	Civites	Civites
۲۷۲	۳	گر	مگر
۲۸۰	۸ حاشیہ نمبر ۱	Staatsrechl	Staatsrecht
۲۸۳	۱۱	Gertus	Certus
۲۹۰	۲۲	خست حال	خستہ حال
۲۹۵	۹	Aeraru	Aerarii
۲۹۶	۷	وجود	وجوہ
۳۰۷	۶ حاشیہ نمبر ۱	Ingemui	Ingenui
۳۱۷	حاشیہ نمبر ۱	in Veirem	In Verrem
۳۱۷	۱۶	کی	لی
۳۲۰	۱۷	Marcatores	Mercatores
۳۲۳	۲۰	قانون	قانونی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۲۴	۲۱	سال	حال
″	″	بھی	یہی
″	۲۲	مصیبت	عصبیت
۳۲۹	۳	Families	Familias
″	۸	آدمی	رومی
۳۳۳	۱۲	Staatsredt	Staatsrecht
۳۳۴	۱۰	معابدوں	معاہدوں
۳۳۷	۱۹	اور جماعت	اور ہر جماعت
″	۲۳	مگر یہ پرستش	مگر اب یہ پرستش
۳۳۹	۳	ہوئی ہیں	ہوئی تھیں
۳۴۰	۱۲	لا اوریت	لا ادریت
″	۲۴ حاشیہ نمبر ۴	چارڈن	جارڈن
۳۴۱	۱۲	جوان امرا	جوان مرا
″	۱۳	قرطانبہ	قرطاجنہ
۳۴۵	۲۲	قوانین	خواتین
۳۴۶	۱۰	Pecutium	Peculium
″	۳ حاشیہ نمبر ۱	Domnus	Dominus
۳۴۷	۱۷	غلام زیادہ	غلام بہت زیادہ
۳۴۸	۱۳	Latifnudia	Latifundia
۳۴۹	۸	Fugitiwe	Fugitivus
۳۵۳	۱	اُنکو کرایہ پر	اور اُنکو کرایہ پر
″	۱۳	بیع دشیری	بیع دشری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۳۵۶	۱۲	بار ٹپر اور	بار پڑا اور
۳۵۸	۵	اگر دوران	اگرانکا دوران
"	۸	Aistouratio	Instauratio
۳۶۳	۵	Portiais	Porticus
۳۶۸	۱۳	Togatac	Togatae
"	۱۵	Palliatac	Palliatae

